تحریکِ ختمِ نبوت

ڈاکٹر محمد بہاؤالدین

مکتبہ قدوسیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔

- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیه ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

انه من سلیما ن و انه بسم الله الرحمن الر حیم

تحریک ختم نبوت

حصہ چہل و یکم (۴۱)

قادیانی مشن (۴)

ڈاکٹر محمد بہاء الدین

احیاء التراث پبلی کیشنز

نام کتاب	تحریک ختم نبوت حصہ چہل ویکم (۴۱)
	قادیانی مشن (۴)
مولف	ڈاکٹر محمد بہاء الدین حفظہ اللہ
صفحات	۵۰۸
سال اشاعت	۲۰۱۴ء
زیر اہتمام	**احیاء التراث پبلی کیشنز**

فہرست عناوین

عنوان	صفحہ نمبر
فاتحۃ الکتاب	۱۱
غلبہ روم کی پیش گوئی: قادیان سے	۱۷
حجاز ریلوے	۲۳
قادیانی کذب بیانی	۲۶
مرزائیوں خصوصاً خلیفہ سے ایک سوال	۳۰
مرزا کی وحی و رسالت پر ایمان؟	۳۰
الحق مرزائی کا حملہ مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی پر	۳۷
خلافت قادیانی کا منتظر	۳۹
مناظرہ بھاگووال	۴۰
قادیانی جواب ایسے ہی ہوتے ہیں	۴۲
خواجہ کمال الدین کا خط اور قادیانی تکذیب	۴۷
قادیانی مشن سے متعلق ایک سوال	۵۰
قادیانی مشن یورپ میں	۵۱
قادیانی مشن کے متعلق ایک سوال کا جواب اور تصحیح	۶۱
قادیانی مسیح اور موعود مسیح	۶۲
سفر انگلستان کی اصلی غرض	۶۸
مناظرہ سے فرار	۷۱
مرزائیوں کی چال بازی	۷۷
سفید جھوٹ	۷۹
شرائط مباحثہ	۸۰

شکست روم	۸۳
قضی الرجل علی نفسه	۸۵
شیخ ابن العربی اور مرزا قادیانی	۸۹
حافظہ نباشد	۹۴
مسیح موعود کا ایک نشان	۹۷
کیا اوچھا پن ہے	۹۸
لارڈ ہیڈ لے کا اسلام	۱۰۱
سیرۃ المسیح	۱۰۳
الحق کی مدد کرو	۱۰۴
ثبوت مسیح موعود	۱۰۶
قادیانی مشن اور اوس کی تعلیٰ	۱۱۱
مولوی ابراہیم سیالکوٹی جواب دیں	۱۱۶
اہل حدیث کی بندش پر اپنوں بیگانوں کی آراء	۱۱۷
قادیانی مشن میں مخالفت	۱۱۹
قادیانی مشن کی ہمت	۱۲۳
باپ کا مخالف بیٹا	۱۲۳
مولانا ابراہیم میر کا جواب	۱۲۷
قادیانی مشن میں اختلاف	۱۲۸
ایک اور الہامی نزاع	۱۳۱
خلیفہ قادیانی کی دوسری شادی	۱۳۴
قادیانی مشن میں اختلاف نہیں شقاق ہے	۱۳۵
قادیانی فخر رسل	۱۴۱
موعود بیٹا	۱۴۲
لاہوری پارٹی جواب دے	۱۴۵
اہل دہلی کو مبارک	۱۴۷

نبوت مرزا پر بحث	۱۵۰
اندرونی اختلافات	۱۵۵
لاہوری پارٹی جواب دے	۱۵۹
عجیب سوال	۱۶۰
تکفیر مکفر	۱۶۱
نبوت کی بحث	۱۶۴
جنگ یورپ کی پیش گوئی	۱۶۶
نبوت مرزا	۱۶۸
اصلاح پر چہ اہل حدیث	۱۷۲
یأتی من بعدی اسمہ احمد	۱۷۴
مرزا صاحب کی دوحیثیتیں	۱۷۷
شیریں کلامی	۱۸۰
اہل حدیث سے بدگمانی	۱۸۲
مصری جنگ میں قادیانی تکذیب	۱۸۳
جنگ یورپ کا اصلی سبب مرزا کا انکار ہے	۱۸۴
ترکوں کے متعلق مرزائی اخباروں کی رائے	۱۸۶
ایک مرزائی کے سوال بغرض جواب	۱۸۷
مذاکرہ علمیہ بابت آیت قرآنی	۱۹۰
اگر ایسا واقعہ مرزا کی زندگی میں ہوجاتا؟	۱۹۲
عصر جدید میرٹھ کی رائے	۱۹۳
الحق کی غلط بیانی	۱۹۵
خواجہ کمال الدین کی آمد پر قادیان میں سناٹا	۱۹۷
چند ضروری سوال متعلقہ مسیح ومہدی	۲۰۱
معجزات کی کثرت	۲۰۵
قادیانی اور لاہوری پارٹی میں چپقلش	۲۰۶

قادیانی مذاکرہ علمیہ	۲۰۷
کیا احمدی اشاعت اسلام کر سکتے ہیں؟	۲۱۰
قادیان اور علی پور	۲۱۵
خواجہ کمال الدین کا چیلنج منظور	۲۲۲
اٹلی میں صداقت مرزا	۲۲۳
باہمی اختلاف	۲۲۴
ایک سوال	۲۲۶
باہمی اختلاف	۲۲۹
مناظرہ منظور	۲۳۱
مشترک کام میں شرکت	۲۳۳
ایک عجیب قادیانی مناظرہ	۲۳۶
نبوت کے بارے میں ہمارا مذہب	۲۳۸
خواجہ کمال الدین اور الحکم	۲۴۲
قادیانی مباحثہ	۲۴۴
خواجہ کمال الدین پر قادیان میں خفگی	۲۴۷
چوتھا دعویدار	۲۴۹
کفر ستا بلکہ مُفت	۲۵۱
مسیح موعود کے وقت رنج کینے دور ہو گئے	۲۵۳
پاک بے حیائی	۲۵۶
قادیانی ٹیکہ	۲۵۹
قادیانی مناظرہ سے گریز	۲۶۱
حکماً و عادلاً	۲۶۲
مباحثہ سے کون بھاگا	۲۶۸
معارف کی بے خبری	۲۷۱

قادیانی نبوت تامہ یا غیر تامہ	۲۷۲
دکھاؤ اگر کوئی ایسا ولی ہے	۲۷۴
لاہوری پارٹی پر عتاب	۲۷۸
پیغام صلح کی غلط فہمی	۲۸۴
نبوت کا مسئلہ	۲۸۶
ایک محمدی اور احمدی کا مکالمہ	۲۸۹
قیصر جرمن کا اسلام اور ہندی مسلمانوں کا خیال خام	۲۹۲
بلب گڑھ میں قادیانیوں کی شکست	۲۹۶
ضلع جالندھر میں مباحثہ	۲۹۷
قادیانی خلیفہ کا مباحثہ سے گریز	۳۰۲
موجودہ جنگ کی پیش گوئی	۳۰۳
یک نہ شد دو شد بلکہ شش شد	۳۰۸
حلف پر فیصلہ	۳۱۰
محمدی اور احمدی کا مکالمہ اور جواب الجواب	۳۱۴
گل دیگر شگفت	۳۱۷
ضلع فیروز پور میں مباحثہ	۳۱۸
محمودی اور پیغامی پارٹی میں چپقلش	۳۲۲
ایک قادیانی سوال کا جواب	۳۲۳
دونوں پارٹیوں میں فیصلہ کی معقول تجویز	۳۲۵
عربی ام الالسنہ ہے	۳۲۷
اہانت کا الہام	۳۲۸
ہمارے سوالات کے جواب الجواب	۳۳۱
ریاست پٹیالہ میں قادیانی تردید	۳۳۵
مرزائیوں کا مباحثہ سے فرار	۳۳۷
واقعہ صلیب و وفات مسیح از اناجیل	۳۳۸

قادیانی سوال و جواب	۳۴۸
خلیفہ قادیانی نا قابل خلافت ہے	۳۴۸
قادیانیوں کی باہمی چپقلش	۳۵۶
وحدت قومی علامت مسیح موعود	۳۵۹
بے جا شیخی	۳۶۳
مباحثہ لدھیانہ پر اعتراض	۳۶۶
مکرر کذب بیانی	۳۶۹
النبوۃ فی الاسلام کے متعلق غلط فہمی کا ازالہ	۳۷۱
مرزا قادیانی بحیثیت مناظر	۳۷۳
ایک مرزائی سے گفتگو	۳۷۶
ضروری اطلاع	۳۸۱
میں نے مرزا کو کیوں چھوڑا؟	۳۸۳
خواجہ کمال الدین کا لیکچر لاہور میں	۳۸۶
اسلام پھیل جائے گا	۳۸۹
کیا مرزا صاحب بالواسطہ نبی ہیں	۳۹۱
مرزائی افتراء	۳۹۲
حرام زادہ کی رسی دراز	۳۹۳
ملک معظم اور مرزا صاحب	۳۹۵
اڈیٹر پیغام صلح کو یاد دہانی وعدہ	۳۹۹
نبوت مرزائیہ	۴۰۰
انجمن حمایت اسلام لاہور کا جلسہ	۴۰۴
مرزا کیوں مر گیا	۴۰۶
امرتسر میں مرزائیوں سے مباحثہ	۴۰۹
کشمیر میں قادیانی فتنہ	۴۱۰
فیصلہ ہو گیا	۴۱۷

قادیانی غلط بیانی	۴۱۹
اہل حدیث جیپور اور قادیانی واعظ	۴۲۰
پیغام صلح کا پیغام جنگ	۴۲۲
صادق اور کاذب مسیح کی علامت مرزا کے قلم سے	۴۲۶
مرزا قادیانی: مسلمانوں کی تکفیر کے بانی	۴۲۸
مرزائیوں کا چیلنج مباہلہ منظور	۴۳۰
مرزا قادیانی اور اس کے خلیفوں کی کہانی	۴۳۶
مرزا غلام احمد کا اعلان	۴۳۸
مسیلمہ یمامی اور مرزائے قادیانی	۴۴۰
مرزائیوں سے مطالبہ	۴۴۴
یدفن معی فی قبری	۴۴۶
مرزائی نبوت جامع اضداد ہے	۴۴۸
موجودہ جنگ کے بانی مرزا قادیانی ہیں	۴۵۲
کوہاٹ میں قادیانی فتنہ	۴۵۴
مرزا صاحب کی نسبت ایک سوال	۴۵۵
قادیان کی عربی	۴۵۶
اپیلِ اسلام کا اثر قادیانی مشن پر	۴۶۱
گورنمنٹ برطانیہ کی چالیس برکات	۴۶۴
ایک اور مہدی	۴۶۵
حنفی اور مرزائی	۴۶۵
چند مرزائی سوالات مع جوابات	۴۶۷
عیوب شعر اور مرزا قادیانی	۴۷۲
اشاعت اسلام پر خفگی	۴۸۰
قادیانی قرآن دانی	۴۸۴
خلیفہ قادیان کی تقریر	۴۸۸

مرزا قادیانی، انبیاء سے افضل تھے؟	۴۹۳
ہماری کامیابی دعاؤں پر ہے	۴۹۴
خدائی فیصلہ	۴۹۹
خواجہ کا گواہ مینڈک	۵۰۲
احمد پر بحث	۵۰۳
مرزا صاحب اوران کے راسخ مرید	۵۰۴
مرزائیوں کے تمیس ہزاری اشتہار کی حقیقت	۵۰۶

فاتحة الكتا ب

بسم الله الر حمن الر حیم

نحمده و نصلی علی رسو له الکر یم۔ اما بعد

للہ الحمد کہ سلسلہ تحریک ختم نبوت کا اکتالیسواں حصہ جو سلسلہ قادیانی مشن کی چوتھی جلد ہے، قارئین کی خدمت میں پیش ہو رہا ہے۔ اس میں ہفت روزہ اخبار اہل حدیث امرتسر کے ۳ جنوری ۱۹۱۳ء تا آخر اکتوبر ۱۹۱۶ء کے دست یاب شماروں میں سے ردّ قادیانیت کے موضوع پر علماء اسلام کی نگارشات نقل کی گئی ہیں۔ اگر چہ بیشتر تحریریں شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری کی ہیں تاہم کچھ دیگر علماء کی تحریریں بھی آپ کو نظر آئیں گی جن میں حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا محمد علی لکھوی، مولانا شفیع الحسن سکندر آبادی، مولانا ہدایت اللہ سوہدروی، حکیم خیر محمد ڈیرہ غازی خان، مولوی عزیز الرحمٰن بن مولانا محمد علی بوپڑی، مولانا امیر احمد سہسوانی، بابو پیر بخش لاہوری، مولوی محمد اسماعیل عارف بلب گڈھ گوڑگانواں، مولوی نور محمد ممیانوی، ڈاکٹر ایم اے سعید لاہوری، منشی مولا بخش کشتہ امرتسری، منشی اللہ دتا جھنگوی، مولانا سید عبدالسلام نبیرہ حضرت میاں نذیر حسین محدث دہلوی، مولوی عبدالعزیز پروفیسر مشن کالج پشاور، منشی عبدالحی کوہاٹی، حافظ رحیم الدین میرٹھی شامل ہیں۔

علاوہ ازیں اخبار الحکم قادیان، اخبار الفضل قادیان، اخبار پیغام صلح لاہور، عصر جدید میرٹھ، پیسہ اخبار لاہور، اخبار بلیٹن لاہور، کرزن گزٹ دہلی سے بھی کئی ایک مضامین حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے حسب ضرورت نقل کیے ہیں۔

احتساب قادیانیت کی چھتیسویں جلد میں مقام مرزا، کے عنوان سے جناب محمد اسماعیل سہام چنیوٹی کا ایک مختصر سا رسالہ نقل ہوا ہے جس میں مصنف نے مرزا غلام احمد قادیانی کو دجال اکبر گردانتے ہوئے اس کی بیخ کنی میں حضرت مولانا

ثناء اللہ کی بے نظیر خدمات کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔

مجھے جناب محمد اسماعیل سہام کے اس نظریہ سے اتفاق نہیں ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی دجال اکبر تھا۔ میرا خیال وہی ہے جو مولانا ثناء اللہ امرتسری کا تھا کہ مرزا قادیانی تیس دجالوں میں سے ایک دجال ہے اور دجال اکبر ابھی نہیں آیا۔

جناب محمد اسماعیل سہام سے اس معاملہ میں عدم اتفاق کے باوجود ان کی تحریر حذف و اضافات کے ساتھ شیخ الاسلام مولانا امرتسری کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے جلد ہذا کے ابتدائیہ کا حصہ بنائی جارہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

دجال اکبر اور مرد مومن کا مقابلہ

اور ان کے درمیان آخری فیصلہ

قال رسول الله ﷺ یخرج الدجال فیتوجه قبله رجل من المومنین فیخرج الیه رجل (بخاری مسلم مشکوۃ)

(یہ حدیث صحیح مسلم سے مکمل نقل کی جاتی ہے۔ بہاء

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله ﷺ: یخرج الدجال فیتوجّه قِبله رجل من المومنین۔ فتلقاہ المسالح، مسالح الدجال، فیقولون له: این تعمِد؟ فیقول: اعمد الی هذ الذی خرج۔ قال؛ فیقولون له: أو ما تؤمن بربنا؟ فیقول: ما بربنا خفاء۔ فیقولون اقتلوه، فیقول بعضهم لبعض، الیس قد نهاکم ربکم ان تقتلوا احدا دونه، قال فینطلقون به الی الدجال، فاذا راه المومن قال: یا ایها الناس! هذا الدجال الذی ذکر رسول الله ﷺ۔ قال: فیأمر الدجال به فیشبح، فیقول: خذوه و شبّحوه، فیوسع ظهره و بطنه ضرباً۔ قال، فیقول: اما تؤمن بی؟ قال: فیقول: انت المسیح الکذاب۔ قال فیؤمر به فیؤشر بالمنشار من مفرقه حتی یفرّق بین رجلیه، قال: ثم یمشی الدجال بین القطعتین، ثم یقول له؛ قم فیستوی قائماً۔ قال: ثم یقول له اتؤمن بی؟ فیقول: ما ازددت فیك الّا بصیرة، قال؛ ثم یقول: یا ایها الناس! انه لا یفعل بعدی باحد من الناس۔ قال: فیأخذه

الد جال ليذ بحه ، فيجعل ما بين رقبته الى تر قو ته نحا سا ۔ فلا يستطيع اليه سبيلا ۔ قا ل : فيأخذ بيديه و رِجليه فيقذف به ، فيحسب النّاس انّما قذفه الى النّار ، و انّما القى فى الجنة۔ فقا ل رسو ل الله ﷺ : هذا اعظم النّاس شهادة عند رب العا لمين ۔صحیح مسلم حدیث نمبر۷۳۷۷)

یعنی جب دجال کا خروج ہوگا تو اس کے مقابلہ میں ایک مردمومن مستعد ہو کرنکل آوے گا چنانچہ موافق خبرحدیث کے مرزا غلام احمدقادیانی کے مقابلہ میں مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری نکل آئے۔

﴿ ثم يأتى القو م فيد عو هم فير دو ن عليه قو له ثم يد عوا رجلا ممتليا شبا با(صحیح مسلم ۔ حدیث نمبر۷۳۷۳)

(یہ حدیث صحیح مسلم سے نسبتاً تفصیل سے نقل کی جاتی ہے۔ بہاء

عن النوا س بن سمعا ن قا ل : ذكر رسو ل الله ﷺ الد جا ل ذا ت غداة ۔ فخفّض فيه و و رفّع ، حتى ظننّا ه فى طا ئفة النخل، فلما ر حنا اليه عرف ذلك فينا، فقا ل : ما شأنكم ۔ قلنا : يا رسو ل الله ! ذكر ت الد جا ل غداة فخفّضت فيه و رفّعت ۔ حتى ظننّاه فى طا ئفة النخل، فقا ل : غير الد جا ل أخو فنى عليكم ۔ ان يخر ج ۔ و انا فيكم فا نا حجيجه دو نكم ، و ان يخر ج و لست فيكم ، فا مر ؤ حجيج نفسه ۔ و الله ! خليفتى على كل مسلم ، انه شا ب قطط، عينه طا فئة، كأنى اشبّهه بعبد العزى بن قطن ، فمن اد ر كه منكم فليقرأ عليه فوا تح سورة الكهف ۔ انه خا ر ج خلّة بين الشا م و العراق، فعاث يميناً و عا ث شما لاً، يا عبا د الله ! فاثبتوا۔ قلنا : يا رسو ل الله ! و ما لبثه فى ا لا ر ض ۔ قا ل: ار بعو ن يو ما، يو م كسنة ، و يو م كشهر ، و يو م كجمعة و سا ئر ايّا مه كا يّا مكم ۔ قلنا : يا رسو ل الله ! فذ لك اليو م كسنة، أتكفينا فيه صلاة يو م ؟ قا ل : لا ۔ اقدروا له قدره ، قلنا : يا رسو ل الله! وما اسراعه فى ا لار ض ۔ قا ل : كا لغيث استد بر ته الر يح ، فيأتى على القو م فيد عو هم فيو منو ن به و يستجيبو ن له ۔ فيأ مر السماء فتمطر ، و الا ر ض فتنبت ۔ فترو ح عليهم سا ر حتهم ۔ اطو ل ما كا نت ذرى ، و اسبغه ضرو عا ، و امدّه

خوا صر ، ثم يأتی القو م ، فيد عو هم فير دو ن عليه قو له ، فينصرف عنهم ، فيصبحو ن ممحلين ، ليس با يد يهم شيء من اموا لهم ، و يمر بالخر بة فيقول لها : اخر جی کنو ز ك، فتتبعه کنو زها کيعا سب النخل ۔ ثم يد عو ر جلا ممتلئا شبا با ، فيضر به بالسيف فيقطعه جز لتين ر مية الغرض، ثم يد عو ه فيقبل و يتهلّل و جهه ، و يضحك ،فبينما هو کذ لك اذ بعث الله المسيح ابن مريم ...الحدیث صحیح مسلم حدیث نمبر ۷۳۷۳)

پھر دجال ایک قوم کے سامنے اپنے دعاوی کو پیش کرے گا تو وہ اس کے دعوی کو ردّ کر دے گی اور اس کی تردید وتکذیب کرے گی پھر اس کے بعد وہ مردمومن کو مخاطب کرے گا اور وہ اس کے مقابلہ میں آوے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا مولوی ثناء اللہ صاحب سے قبل علماء اسلام کی ایک جماعت مرزا غلام احمد قادیانی کی تردید وتکذیب کر رہی تھی اس کے بعد آخر میں آپ (یعنی مولانا امرتسری) مرزا قادیانی کے مقابلہ میں نکلے

❁ ثمّ يد عوا ر جلا ممتليا شبا با ۔سے معلوم ہوا کہ مردمومن دجال کی زندگی میں جوان ہوگا مولوی ثناء اللہ صاحب مرزا قادیانی کی زندگی میں جوان ہی تھے۔

❁ وہ مردمومن دجال کی اس طرح تردید کرے گا:

يا ايّها الناس هذا الد جال الذی ذکر رسو ل الله و اشهد انك د جا ل الذی حد ثنا رسو ل الله فی حديثه (مشکوۃ حدیث نمبر۵۴۷۹)

کہ اے لوگو! یہ شخص دجال ہے جیسا کہ پیغمبر ﷺ نے خبر دی ہے۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مرزا قادیانی کو صاف لفظوں میں دجال کہا اور حدیثوں سے ثابت کیا کہ یہ شخص بوجہ مدعی نبوت ہونے کے دجال ہے۔

❁ اس مردمومن کا دجال کے مقابلہ میں حدیثیں پیش کرنا اور اسے احادیث کی رو سے دجال قرار دینا اس کو لازم ہے کہ وہ مردمومن اپنے زمانے کا مشہور عالم اور مناظر اور محدث ہوگا۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب ایسے ہی تھے۔

❁ فيقو ل الد جال أ ر أيتم ان قتلت هذا ثم ا حييته هل تشكّون فی الا مر ۔(متفق علیہ)

(صحیح بخاری سے یہ حدیث مکمل نقل کی جاتی ہے۔ بہاء

يأتى الد جا ل و هو محرّم عليه ان يد خل نقا ب المد ينة ۔ فينز ل بعض السّباخ الّتى تلى المدينة ، فيخر ج اليه يو مئذ ر جل (و) هو خير الناس ، او من خيا ر النّاس۔ فيقو ل : اشهد انك د جا ل الذى حد ثنا رسو ل الله ﷺ حد يثه ، فيقو ل الد جا ل : ارأيتم ان قتلت هذا ۔ ثم ا حييته ، هل تشكّو ن فى ا لا مر ؟ فيقو لو ن : لا ، فيقتله ثم يحييه فيقو ل : و الله ما كنت فيك اشد بصيرة منى اليو م ، فير يد الد جال ان يقتله فلا يسلّط عليه۔بخاری نمبر۷۱۳۲)

یعنی جب دجال اس مردمومن کے مقابلہ میں تنگ آجاوے گا تو پھر یہ کہے گا لوگو! یہ بتلاؤ اگر میں اس شخص کو ماردوں، پھر اسے زندہ کر دوں، تو کیا پھر بھی تم میری صداقت میں کچھ شک لاؤ گے۔

اس فقرہ ان قتلت هذا ثم ا حييته میں موت وحیات کا لفظ مذکور ہونا اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ یہاں اس حدیث میں دجال اور مردمومن کے متعلق کوئی موت حیات کا مضمون مذکور ہوا تھا۔

❁ حدیث کے الفاظ هل تشكو ن فى ا لا مر کہ اس کے بعد بھی تم میری صداقت میں شک لاؤ گے۔ اس سے صاف معلوم ہورہا ہے کہ دجال اکبر اور رجل مومن کے درمیان موت وحیات کا سوال بطور معیار صدق وکذب واقع ہوگا کہ جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو کیونکہ دو آدمیوں کے درمیان موت وحیات کا سوال بطور معیار صدق وکذب واقع ہونے کی یہی صورت ہوا کرتی ہے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب مولوی ثناءاللہ صاحب نے مرزا قادیانی کی پرزور تردید وتکذیب کی تو یہ چلا اٹھے اور اشتہار آخری فیصلہ شائع کیا جس میں موت وحیات کو معیار صدق وکذب مقرر کیا اور خدا تعالی سے فیصلہ چاہا کہ ہم سے جو جھوٹا ہو، وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو۔

❁ پھر دجال کا یہ کہنا کہ هل تشكّو ن فى الا مر کہ اس کے بعد پھر بھی تم میری صداقت میں شک لاؤ گے۔

یہ اس کو ثابت کرتا ہے کہ یہ صورت فیصلہ دجال کی طرف سے پیش ہوگی اور وہی لوگوں کے سامنے اس کو بیان کرے گا۔ چنانچہ اسی طرح واقعہ میں ہوا کہ یہ صورت

فیصلہ مرزا قادیانی نے پیش کی اور اسے مولانا ثناءاللہ کے ساتھ آخری فیصلہ کے نام سے شائع کیا اور لوگوں کے سامنے بیان کیا۔ جو ظاہر بات ہے۔

﴿ و یتھلل و جھه یضحك (مسلم حدیث نمبر ۷۳۷۳)

اور اس وقت مرد مومن کا چہرہ دمکتا ہوگا اور وہ خوشی سے ہنستا ہوتا۔

اور یہ اس کا ہنسنا اور خوش ہونا اس امر کو ثابت کر رہا ہے کہ اس صورت فیصلہ میں وہ مرد مومن کامیاب ہوگا کہ جسے دجال نے پیش کیا تھا۔ یعنی اس کی زندگی میں دجال ہلاک ہو جاوے گا۔ سو یہ بھی اسی طرح واقعہ میں ہوا کہ مرزا قادیانی اپنے مقرر کردہ معیار کی رو سے مولانا ثناءاللہ صاحب کی زندگی ہی میں ہلاک ہو گئے اور اس روز مولانا ثناء اللہ صاحب نہایت خوش وخرم تھے اور خوشی سے ہنستے تھے۔

﴿ فقا ل رسو ل الله هذا اعظم الناس شهادة عند رب العالمین (صحیح مسلم حدیث نمبر ۷۳۷۷)

یعنی وہ مرد مومن خدا تعالیٰ کے نزدیک از راہ شہادت حق کے سب لوگوں سے بڑھ کر ہوگا۔ یعنی وہ سب لوگوں سے بڑھ کر دجال کی تردید وتکذیب کرے گا اور اس کے کذب کی شہادت دیگا اور یہاں شہادت کے معنی یہی ہیں۔ جیسا کہ حدیث کے الفاظ

اشهد انك الد جا ل الذی حد ثنا رسو ل الله ﷺ فی حد یثه

سے ثابت ہو رہا ہے۔ سو یہ بات بھی مولانا ثناءاللہ میں پائی جاتی ہے کہ انہوں نے سب لوگوں سے بڑھ کر مرزا قادیانی کی تردید وتکذیب کی تھی۔ جو ظاہر بات ہے۔،

ان الفاظ کے ساتھ حضرت شیخ الاسلام کے ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر سے قادیانی مشن کا چوتھا حصہ پیش خدمت ہے۔ قارئین سے حضرت مولانا امرتسری اور اس بندہ عاجز کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

والسلام فقیر بارگاہ صمدی **محمد بهاء الدین**

غلبہ روم کی پیش گوئی

قادیان سے

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

چند روز ہوئے قادیانی مشن کی طرف سے ایک مضمون بصورت اشتہار و رسالہ شائع ہوا جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ہمارے مسیح موعود قادیانی نے ۱۹۰۴ء اور ۱۹۰۸ء میں یہ مضمون ظاہر کر دیا تھا کہ رومیوں (ترکوں) کو پہلے شکست ہوگی۔ آخر میں فتح پائیں گے۔ راقم مضمون کے اصل الفاظ یہ ہیں:

حال میں حضرت مرزا صاحب نے دعوی کیا کہ وہ مجدد ہیں اور مجدد بھی وہ مجدد ہے کہ مسیح اور مہدی کے نام سے حدیث شریف میں پکارا گیا۔ آپ نے دعوی کیا کہ خدا مجھ سے کلام کرتا ہے۔ ہزاروں خدا کی باتیں آپ نے سنیں۔ پیش از وقت ہم کو سنائیں۔ جو ہمارے سامنے پوری ہوئیں۔ ان میں سے صرف اس وقت میں وہ بات ہی عرض کروں گا جس کا کہ آج کل زیادہ چرچا ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ کو ۴، جنوری ۱۹۰۴ء کو الہام ہوا:

الم غلبت الرّو م فی اد نی ا لا ر ض و هم من بعد غلبهم سيغلبو ن - فی بضع سنين -

پھر ۲ جنوری ۱۹۰۸ء کو الہام ہوا:

هم من بعد غلبهم سيغلبو ن

فرمایا کہ اللہ کے سوائے اور کوئی غیب کا علم نہیں جانتا۔ فرمایا اگر چہ بقول یورپ بیمار روم، وہ روم جس کے اپنے گھر میں آج سینکڑوں جھگڑے فساد نظر آتے ہیں، وہ روم جس کے اکابران سلطنت کی نسبت مجھے الہام ہوا ہے کہ وہ سب بے وفا، مکار، جھوٹے، دغاباز، نمک حرام، دشمن ملک اور خود غرض ہیں۔ وہ ٹرکی جو تعلیم میں، وسائل حرب میں، سب ممالک سے پیچھے

ہے، اور جو کہ پے در پے شکستیں کھا کر اپنے صوبے دوسروں کے قبضہ میں آئے دن دیئے چلے جاتا ہے، اور جس کا سارا یورپ دشمن ہے، اور جس کی مسلمان سلطنتوں سے بھی کوئی ساز و باز نہیں۔ یہ روم جس کے بچنے کے ظاہر میں تو کوئی سامان نظر نہیں آتے، یہ عنقریب باوجودیکہ اب مغلوب ہے، غالب ہوگا۔

فرمایا کہ یہ غلبہ ان کا چند سال میں ہی واقع ہو جائے گا۔

ظاہر بینوں کو اور ظاہری اسباب پر بھروسہ کرنے والوں کو جو کہتے ہیں کہ اب یہ مرا، کل مرا۔ کہہ دے کہ ہم ان کی حرمین شریفین کا خادم ہونے کی وجہ سے نصرت کریں گے، اور اس بے سروسامانی کے باوجود اس کو غلبہ دیں گے۔ اور وہ جو اس پر غالب آ رہے ہیں وہ مغلوب ہوں گے۔ ان کو کہہ دے کہ یہ اللہ نے کہا ہے اور اللہ کا وعدہ ہے کہ ایسا ہو۔ اور اللہ کا وعدہ ہمیشہ سچا ہوتا ہے۔ ایسا ہوگا اور ضرور ہو کر رہے گا۔

اس کے ساتھ یہ بھی لکھتا ہے۔

۱۹۰۴ء میں جب انہوں نے کچھ ملک ہاتھ سے اور دینے تھے، فرمایا مغلوب ہو کر غالب ہوں گے۔

۱۹۰۸ء میں فرمایا کہ بس وہ وقت ان کے غلبہ کا بہت نزدیک ہے۔

یہ علم غیب ہے۔ اگرچہ سارے ظاہری علم اور وسائل اور دلائل اس خبر کی تردید کرتے ہیں، جو حال میں ہی ہو رہی ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ یہ سب غلط ثابت ہوں گے اور خدا کی کلام سچی نکلے گی اور اس دن مومن خوش ہونگے۔

آج کل جو چھیڑ چھاڑ ہوئی ہے ایک مومن کو یقین دلاتی ہے کہ دال میں کچھ کالا کالا ہے۔ اس لئے میں اعلان دنیا پر کر دیتا ہوں اور پکار پکار کر اسے سننے والوں کو سناتا ہوں کہ یہ اللہ کا فیصلہ ہے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ اور اللہ کا وعدہ خلاف نہیں ہوا کرتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ پورا ہو رہا ہے۔ تم کو واضح رہے خدا کی نصرت کے دن آ گئے۔

اس کلام الٰہی میں جو اس طرح مجدد وقت پر نازل ہوا غور کرو۔ خدا پر

ان نشانات سے اپنے ایمان کو تازہ کرو، اور نیکیوں میں لگ جاؤ۔ کیونکہ نصرت الٰہی وہ چیز ہے جس کا مقابلہ نہ کوئی توپ، نہ تلوار، اور نہ ہی جہاز کر سکتے ہیں۔ اور جس کو سوائے تقوی کے نہ کوئی روپیہ ہی خرید سکتا ہے، نہ کوئی جتھا ہی حاصل کرسکتا ہے۔ بس اللہ پر ایمان لاؤ اور اس خدا کے کلام پر یقین لاؤ جس نے تمہیں اس وقت تسلی دی۔ اور غمگین اور مایوس نہ ہو۔ خدا کی قسم زمین ہل جاوے، آسمان ٹل جائیں لیکن وہ خدا کی بات اسی طرح پوری ہو گی جس طرح پیغمبر خدا کے زمانے میں ہوئی کہ ایک یورپ آگاہ ہو۔ تیری تدبیریں، تیرے مدبروں کی رائیں سب خاک میں مل جائیں گی۔ اللہ تعالی اس بات کو پوری کر کے چھوڑے گا۔ روم فتح یاب ہوگا۔ دن بدن اچھی حالت حاصل کرے گا۔ بس ابھی کلام الٰہی سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور خدائی ارادوں کا مقابلہ نہ کرو۔ ورنہ پرانے ایرانیوں کی طرح صفایا ہو جائے گا اور پھر پچھتائے کچھ نہ بنے گا۔ (ص۱۳)

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسری اڈیٹر اہل حدیث امرتسر نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

راقم مضمون کے اصلی الفاظ ہم نے ناظرین کے سامنے رکھ دیئے ہیں۔ اچھی طرح ان کو ذہن نشین کرلیں تاکہ نتیجہ پر پہنچنا آسان ہو۔

راقم مضمون نے اس بیان میں دعوی کیا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی مجدد بصورت مسیح ومہدی ہیں، اس کے ثبوت میں آپ نے ہزاروں نشان اور پیش گوئیاں دکھائیں۔ منجملہ ان کے ایک غلبہ روم کی پیش گوئی ہے۔

ہزاروں نشانوں کی بابت تو ہم اس موقع پر کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ اگر وہ ہوتے تو ہم پنجابیوں کے لئے خوشی کا مقام تھا کہ ہم میں بھی ایک ایسا شخص ہوا ہے جس نے ہزاروں نشان دکھائے ہیں۔ مگر افسوس کہ ان ہزاروں نشانوں کی بابت ہمیں یہی کہنا پڑتا ہے

وعدہ وصل تمہارے نہیں سچے ہوتے
ہاں غلط ہو گئے ہیں آپ کے اقرار کئی

ان ہزاروں نشانوں کی تحقیق اور تفتیش اخباراہل حدیث امرتسر شروع تاریخ سے کرتا رہا ہے جو ناظرین سے مخفی نہیں۔

چندروز کا ذکر ہے ایک گاڑی میں منشی یعقوب علی اڈیٹرالحکم قادیان مل گئے۔ اثناء گفتگو میں اس پیشگوئی کا ذکر آیا جو مسٹر ڈوئی امریکن کی بابت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی طرف سے مشہور کی جاتی ہے کہ وہ حسب پیش گوئی مرزا صاحب قادیانی کے مرا ہے۔

میں نے کہا: ہرگز نہیں۔

اڈیٹرالحکم نے کہا، اچھا آپ اس کے متعلق چیلنج دیجئے گا، تو ہم بتلا دیں گے۔

سو میں حسب وعدہ اڈیٹر الحکم کو خصوصاً اور قادیانی مشن کو عموماً چیلنج دیتا ہوں کہ وہ اپنا سارا زور لگا کر بھی ثابت کرنا چاہیں تو کچھ ثابت نہ کرسکیں گے

و لو کان بعضهم لبعض ظهیراً۔

خیر یہ تو ایک ضمنی تذکرہ تھا۔ اب ہم اصل مضمون پر متوجہ ہوتے ہیں۔ ہمارا سوال راقم مضمون سے صرف اتنا ہے کہ آپ نے جو اتنی طویل تقریر کی ہے۔ یہ مرزا صاحب قادیانی کے الفاظ ہیں یا آپ کے؟

مرزا صاحب قادیانی کے ہیں، تو کہاں ہیں؟

آپ کے ہیں، تو آپ کو کیا حق حاصل ہے؟

آیئے ہم آپ کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے الفاظ بتلا دیں۔

الہام جو ۴ جنوری کو ہوا:

غلبت الروم فی ادنی الارض و هم من بعد غلبهم سیغلبون

۔(رسالہ ریویو آف ریلی جنز۔ جنوری ۱۹۰۴ء ص ۴)۔

بس اتنا ہی لکھا ہے۔ یہاں تک اس کو مہمل چھوڑا گیا ہے کہ اس الہام کا ترجمہ بھی نہیں کیا۔

اسی طرح فروری ۱۹۰۸ء کے اشتہار میں جو آپ کا الہام شائع ہوا ہے اس میں بھی صرف اتنے ہی لفظ ہیں:

وهم من بعد غلبهم سیغلبون

اس کو بھی محض اسی قدر چھوڑ دیا۔ نہ ترجمہ کیا، نہ تشریح۔

پھر ہم نہیں سمجھتے کہ اتنی لمبی چوڑی تفسیر جو راقم مضمون نے لکھی ہے کہاں سے لکھی ہے۔

غالبًا یہ سوال ہوگا کہ الہامی عبارت جو دراصل آیت ہے، اس کا جو مطلب قرآن شریف میں ہے، وہی الہامی عبارت میں ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی الہامی عبارتوں میں کئی دفعہ قرآن شریف کے سوا اور قصے ہوتے ہیں۔ مثلاً قرآن شریف میں آیت ہے

سنعيدها سيرتها الاولى

حضرت موسیٰؑ کے عصا کے متعلق ارشاد ہے کہ ہم اس کی پہلی حالت لے آوینگے۔ لیکن مرزا صاحب قادیانی کو یہ الہام ہوا، تو آپ نے اسکو آسمانی منکوحہ (محمدی بیگم) کی طرف لگایا ہے کہ گو وہ (کسی اور کی) منکوحہ ہو چکی ہے، تاہم ہم اس کو تمہارے پاس لے آوینگے (انجام آتھم)

اس کی ایک مثال اور سنئے:

یکم جنوری ۱۹۰۸ء کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو الہام ہوا:

دبدبہ خسروویم شد بلند زلزلہ در گور نظامی فگند

اس شعر کا مطلب تو صاف ہے کہ میری بادشاہی کا رعب جب بلند ہوا تو نظامی کی قبر میں زلزلہ آیا۔ بلحاظ ترجمہ یہ الہامی کیسا ہے؟ بیان کی حاجت نہیں۔ بالکل اس شعر کے مشابہ ہے جو یہ ہے

چہ خوش گفت ست سعدی در زرادی
الا يا ايّها السّاقی ادر كأساً و ناولها

مگر شاباش معتقدان کو جنہوں نے اس شعر کو نباہا۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ جن دنوں حیدرآباد دکن میں طوفان آیا، جس سے حیدرآباد میں بڑی بربادی ہوئی تو حکیم نوردین صاحب نے ایک رسالہ نظام حیدرآباد دکن کے نام لکھا یا، جس میں اس الہامی شعر کی تفسیر یوں کی کہ

نظامی سے مراد حضور نظام اور گور سے مراد ان کا دارالحکومت حیدرآباد ہے۔

مطلب شعر کا یہ ہوا کہ میری (مرزا غلام احمد قادیانی) کی مخالفت سے حیدر آباد کے شہروں میں جو، اپنی بدکاری کی وجہ سے، طوفان آیا گویا حضور نظام حیدر آباد کی قبر میں عذاب آیا۔

پس راقم مضمون نے جو کچھ نقل کیا ہے جب تک مرزا صاحب قادیانی کی کوئی تحریر نہ دکھا دیں قابل وقعت نہیں ہوسکتا۔

باوجودیکہ مرزا صاحب قادیانی کی پیش گوئیوں کی نسبت ہم ہمیشہ بدظن رہتے ہیں، کیونکہ تجربہ ہو چکا ہے کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں الٹا برعکس ظہور ہوتا ہے، تاہم اس پیش گوئی کی نسبت تو ہم بھی دست بدعا ہیں کہ خداوند تعالی مرزا صاحب کی اس پیشگوئی کو جو رومی (ترکی) فتوحات اور غلبہ کے متعلق ضرور ہے، صحیح اور سچی فرماوے۔ آمین۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ جنوری ۱۹۱۳ء۔ ۲۴ محرم ۱۳۳۱ھ نمبر ۱۰ جلد ۱۰ ص ۱۔۲۔۳)

صحیح بخاری اور حکیم نور الدین صاحب خلیفہ قادیانی

حکیم نور الدین صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں:

جناب مولوی فاضل صاحب۔ السلام علیکم۔ میں نے اہل فقہ سے دریافت کیا تھا۔ بخاری جیسی کتاب جب معتبر نہیں تو بقیہ کتب احادیث کس قطار وشمار میں ہیں۔ ادھر کتب اصول فقہ حنفیہ نے بعد کتاب اللہ، سنت سے استدلال کا ارشاد کیا ہے، تو اب دریافت طلب امر ہے کہ سنت کو کس جگہ سے لیں۔ کیا آپ اس سوال کو پوچھ سکتے ہیں۔ نور الدین ۱۲ دسمبر ۱۹۱۲ء۔ قادیان

مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں: جارحین بخاری توجہ سے جواب دیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ جنوری ۱۹۱۳ء ص ۳)

تردید مرزا میں چار رسالے

چھوٹے چھوٹے چار رسالے موسومہ:

معیار صداقت، تلویث قادیانی، تنبیہ قادیانی، شہادت آسمانی،

جو علی الترتیب ۱۸، ۴۴، ۲۴ اور ۴۴ صفحات کے ہیں، لکھائی چھپائی اور کاغذ کے لحاظ سے نہایت عمدہ ہیں۔

مرزائی مشن کی تردید میں لکھے گئے ہیں۔ قیمت مرقوم نہیں غالباً چند پیسے ہیں۔

ملنے کا پتہ: محمد ابو الحسن مونگیر مخصوص پور (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ جنوری ۱۹۱۳ء ص ۱۱۔ متفرقات)

حجاز ریلوے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

(ابتدائی دس بارہ سطور موجود نہیں ہے۔ بہاء) میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی ہے کہ اس میں بھی خدائی قدرت کا ایک بہت بڑا راز ہے جس کا اثر قادیانی مشن پر پہنچتا ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔

حدیث شریف میں حضرت مسیح موعود کے زمانہ کی چند علامتیں آئی ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے:

و لیتر کن القلاص فلا یسعی علیھا

(یعنی اونٹ چھوڑے جائیں گے ان پر سواری نہ کی جاوے گی)۔

اس فقرہ میں کہ:

اونٹ چھوڑے جائیں گے،

کا مطلب محدثین یہ بتلاتے تھے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس وقت لوگ ایسے غنی اور متمول ہوں گے کہ ایسے پیارے مال کی بھی ان کو قدر نہ ہوگی۔

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے تھے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اونٹ پر سواری نہ ہوگی کیونکہ ریل بن جائے گی۔ یہ علامت ہے مسیح کی۔

جب ان پر سوال وارد ہوئے کہ ریل تو دنیا میں بہت مدت سے جاری ہے۔ ہندوستان میں بھی ایک عرصہ ہو گیا ہے۔ تو صاحب موصوف اس کا جواب دیتے کہ باقی دنیا کا ذکر نہیں خاص حجاز (مکہ، مدینہ) کی سرزمین مراد ہے۔

اس مضمون کو جناب مرزا صاحب قادیانی نے کئی ایک مقامات پر لکھا ہے ۔سب سے آخری ایک رسالہ کی عبارت ہم دکھاتے ہیں جو مرزائی جماعت نے مرزا صاحب قادیانی کے بعد شائع کیا ہے جس کا نام رکھا ہے حجۃ اللّٰہ۔

اس رسالہ میں جناب مرزا صاحب قادیانی نے اس سوال کا جواب دیا کہ باوجود قرآن شریف اور رسول خدا ﷺ کو ماننے اور نماز روزہ کرنے کے، آپ (مرزا غلام

احمد قادیانی) کو ماننے کی کیا ضرورت ہے؟ اس کے جواب میں آپ لکھتے ہیں:

ہمیں مسیح موعود ہونے کا دعوی ہے۔

اب ہر شخص کا، جو خدا اور رسول سے پیار کرتا ہے اور اپنے ایمان کو سلامت رکھنا چاہتا ہے، فرض ہے کہ اس معاملہ میں غور کرے کہ آیا ہم نے جو دعوی کیا ہے بجا ہے، یا جھوٹا۔

خدا کی طرف سے آنے والوں کے ساتھ خدائی نشان ہوتے ہیں۔ صرف نرا زبانی دعوی قابل پذیرائی نہیں ہوتا۔

منجملہ اور علامات کے جو ہمارے آنے کے واسطے اللہ اور رسول کی کتابوں میں مندرج ہیں، ایک اونٹوں کی سواریوں کا معطل ہونا بھی ہے۔ چنانچہ اس مضمون کو قرآن شریف نے بالفاظ ذیل تعبیر کیا ہے

و اذا العشار عطّلت

اور حدیث نبوی میں اس مضمون کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ

یترکن القلاص فلا یسعی علیھا۔

اب سوچنے والوں کو چاہیے کہ ان امور میں جو آج سے تیرہ سو برس پیشتر خدا اور اس کے رسول کے منہ سے نکلے، اور اس وقت وہ الفاظ بڑی شان اور شوکت سے پورے ہو کر اپنے کہنے والوں کے جلال کا اظہار کر رہے ہیں۔

دیکھئے اب اس پیش گوئی کے پورا ہونے کے کیسے کیسے سامان پیدا ہو رہے ہیں حتی کہ حجاز ریلوے کے تیار ہو جانے پر مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے سفر میں بجائے اونٹ کے ریل کے ذریعہ ہوا کریں گے اور اونٹنیاں بے کار ہو جاویں گی۔(حجۃ اللہ مصنفہ مرزا قادیانی۔ص ا۔۲)

اس بیان میں مرزا صاحب قادیانی نے کھلے الفاظ میں اظہار فرمایا ہے کہ مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ میں ریل کا جاری ہونا مسیح موعود کی علامت اور اس کی صحت کے دعوی کی تصدیق ہے۔

یہ ہم نہیں کہتے کہ مرزا صاحب قادیانی نے قرائن سے دیکھا کہ سلطان عبد الحمید خان جیسے اولوالعزم نے جب ریل بنانے کا ارادہ کر لیا ہے، تو جلدی بن کر رہے

گی ، ہاں یہ کہتے ہیں کہ خداتعالی جو کرتا ہے اس کے اسرار وہی جانتا ہے ۔

قادیانی ہیرو اور قادیانی مشن کے ممبروں نے جب اس آواز کو بہت زور سے بلند کیا، تو خدائی غیرت کو دیکھئے:

باوجودیکہ اس ریل بننے کے لئے جملہ مسلمانان عالم دست بدعا ہیں، تاہم خدا نے اس کے بننے میں ایسی رکاوٹیں ڈالیں کہ آج تک نہیں اٹھیں ۔

اس وقت تو مسلمانوں کے دلوں پر ان رکاوٹوں کا صدمہ ہوا تھا، مگر یہ معلوم کر کے کہ ان کی تہ میں یہ راز ہے کہ ناظرین اس بات کو باور کرسکیں کہ قادیانی مسیح اور مہدی اپنے بتلائے اور مقرر کئے ہوئے نشانات میں بھی فیل ہیں اور ڈبل فیل ہیں تاکہ دنیا پر اچھی طرح واضح ہوجائے کہ

رسول قادیانی کی رسالت
جہالت ہے جہالت ہے جہالت

کیا ہمارے قادیانی مشن کے جوشیلے ممبر جو مبلغ تین سو روپئے دے کر سخت گھسیانے ہورہے ہیں، وہ بتلا سکتے ہیں کہ جس صورت میں ابھی مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان اونٹوں ہی پر سفر ہوتا ہے۔ چنانچہ اس دفعہ بھی ایسا ہی ہوا جس کی تصدیق مرزا صاحب کے فرزند میاں محمود احمد سے بھی ہوسکتی ہے ، پھر نشان جب متحقق نہیں تو ذی نشان کیا۔

اچھا ہوا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ریل بننے سے پہلے ہی تشریف لے گئے ، ورنہ اس وقت ہم ان کی خدمت میں عرض کرتے کہ

جناب والا! سردست تو آپ تشریف لے جاویں۔ جب آپ کے نشان اور علامت کے مطابق حجاز میں ریل بن جائے گی تو آپ تشریف لائیں۔

کیا یہ مناسب نہیں کہ جن لوگوں نے جناب مرزا صاحب قادیانی کی یہ تقریر حجة الله کی صورت میں شائع کی ہے جس میں حجاز ریلوے کے اجراء کو مسیح موعود کا نشان بتلایا گیا ہے، کم از کم وہ لوگ تو مرزا صاحب کے دعوی مسیحیت کو سردست چھوڑ دیں ۔ جب حجاز ریلوے بن جاوے گی اس وقت کوئی شخص مسیح موعود ہونے کا دعوی کرے گا جس میں دیگر علامات بھی پائی جاویں تو بے شک اس کو مسیح موعود مانیں اور

مہدی مسعود قبول کریں۔کوئی منع نہیں کرے گا۔

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۱۰ جنوری ۱۹۱۳ء مطابق یکم صفر ۱۳۳۱ھ نمبر ۱۱ جلد ۱۰ ص ۱۔۲)

قادیانی کذب بیانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارے ملک پنجاب کے متنبّی (مدعی نبوت) مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی عادت شریفہ تھی کہ کسی ایسے واقع کے بیان میں جو دیر کا ہو، جس کی نسبت ان کا خیال ہو کہ اس کا ثبوت کسی کے پاس نہ ہوگا، تو عموماً غلط گوئی سے مریدوں کو خوش کر لیا کرتے تھے۔ یہ ان کے بائیں ہاتھ کا ایک کھیل تھا۔

مثال کے طور پر مولوی غلام دستگیر مرحوم قصوری اور مولوی محمد اسماعیل مرحوم علی گڈھی کا واقعہ کافی ہے کہ ان دونوں مرحوموں کی نسبت مرزا صاحب قادیانی نے یہ مشہور کیا کہ:

> ان دونوں نے میرے ساتھ بایں مضمون مباہلہ کیا تھا کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہوگا، وہ پہلے مر جائے گا۔ وہ مر گئے تو ثابت ہوا کہ وہ دونوں جھوٹے تھے اور میں (یعنی مرزا قادیانی) سچا ہوں۔

اخبار اہل حدیث امرتسر میں اس کا ثبوت بارہا مانگا گیا، مگر صدائے برنخواست۔

اسی قسم کی دوسری مثال مسٹر ڈوئی امریکن کی ہے، جس کی نسبت اس کے مرنے کے بعد مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور مرزائیوں نے مشہور کیا کہ ڈوئی ہماری پیش گوئی سے مرا ہے۔ اس کا ثبوت بھی مانگا گیا تو:

وہی فرقت کی بیماری جو آگے تھی وہ اب بھی ہے

بالکل کھلی صداقت ہے کہ جسمانیات میں باپ کا اور روحانیات میں پیر و مرشد کا کم و بیش اثر ہوتا ہے اور ضرور ہوتا ہے۔ اس لئے مرزائی عادت کا اثر کوئی مرزا غلام احمد صاحب ہی پر محدود نہ رہا، بلکہ ان کے پیرؤوں میں بھی سرایت کر گیا۔

مرزا صاحب قادیانی نے اور مرزا صاحب کے مریدوں نے کئی ایک مقام پر دعوی کیا ہے کہ جنہوں نے میرے (یعنی مرزا قادیانی) ساتھ مباہلہ کیا سب مر گئے۔ اس پر اخبار اہل حدیث امرتسر میں سوال ہوا کہ اصل مباہلہ تو صرف مولوی عبدالحق غزنوی کے ساتھ امرتسر میں ہوا تھا، جو آج (۱۹۱۳ء) تک زندہ ہیں، پھر یہ دعوی کیونکر صحیح ہے کہ مباہلہ کنندگان سب مر گئے جس حال میں اصل مباہل ہنوز زندہ ہے۔

اس کا جواب قادیانی اخبار بدر نے دیا ہے اور کیا اچھا دیا ہے جس میں ہمارے دعوی کا کافی ثبوت ہے کہ مرزا صاحب کے بعد ان کے مریدوں میں ان کی عادت نے اچھی طرح اثر دکھایا ہے۔

اگر ہم بھی ان کی طرح محض زبانی باتیں کریں تو پھر ہم میں اور ان میں کیا فرق؟ اس لئے اپنی عادت کے موافق واقعات سامنے رکھ دیتے ہیں۔ ناظرین ان سے نتیجہ خود ہی نکال سکتے ہیں۔ اخبار بدر قادیان لکھتا ہے:

عبدالحق کا مباہلہ:

کسی نادان کا اعتراض ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے عبدالحق کے ساتھ مباہلہ کیا تھا مگر وہ اب تک زندہ ہے۔

سو واضح ہو کہ حضرت (مرزا قادیانی) نے عبدالحق کے ساتھ مباہلہ کے وقت اس کے حق میں کوئی بدعا نہ کی تھی اور نہ اس کے مرنے کی کوئی پیش گوئی کی گئی تھی۔ بلکہ وہ مباہلہ خود عبدالحق اور اس کے ساتھیوں کے بہت زور دینے پر کیا گیا تھا۔ اور اس میں حضرت (مرزا قادیانی) نے صرف وہی دعا پڑھی تھی جو فریق مخالف نے لکھ دی تھی۔ اس کا خلاصہ یہ تھا کہ اگر میں کاذب ہوں تو اے خدا مجھے ذلیل اور ہلاک کر۔

سو چونکہ آپ خدا کی طرف سے صادق تھے، اللہ تعالی نے اس مباہلہ کے بعد آپ کی عزت کو بڑھایا۔ جماعت کو قائم کیا اور تائید اسلام کے بڑے بڑے کام کرائے۔

یہ مباہلہ کا نتیجہ ہے کہ خدا تعالی نے آپ کو ہر طرح سے کامیاب کیا۔

(اخبار بدر قادیان ۲۶ دسمبر ۱۹۱۲ء ص ۷)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار بدر نے اس بیان میں مرزا صاحب قادیانی کی سنت پر پورا عمل کیا۔ سوال تو یہ تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب کا دعوی ہے کہ جتنے لوگوں نے میرے ساتھ مباہلہ کیا وہ سب مر گئے، حالانکہ مباہلہ صرف مولوی عبدالحق نے کیا تھا جس کا واقع ۱۰ ذی قعد ۱۳۱۰ھ کا ہے جسے آج (۲۲ صفر کو) پورے بیس سال ۳ ماہ اور دو روز ہوئے ہیں، باوجودیکہ مولوی عبدالحق غزنوی ایک منحنی جسم کے آدمی ہیں اور اس زمانہ میں علیل بھی تھے، تاہم وہ آج تک زندہ ہیں۔

یہ کس نے کہا تھا کہ مباہلہ میں دعا یہ تھی، یا وہ تھی۔

اعتراض تو مرزا غلام احمد کے اس دعوی پر تھا کہ مباہلہ کنندگان سب مر گئے

اعتراض کا مضمون یہ تھا کہ عبدالحق غزنوی مباہل جو مرزا صاحب قادیانی کا واحد مباہل تھا کیوں زندہ رہا، بحالیکہ اس کے سوا اور کوئی شخص بھی ان کا مباہل نہ تھا۔ سنئے مرزا صاحب قادیانی کے دعوے کے الفاظ اخبار بدر ہی سے سناتا ہوں۔

(مرزا صاحب قادیانی نے) فرمایا:

جتنے لوگ مباہلہ کرنے والے ہمارے مقابلہ میں آئے خدا تعالی نے سب کو ہلاک کر دیا۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے آپ موت مانگی۔

مخالفوں کو چاہیے کہ اس بات پر غور کریں کہ اس کی وجہ کیا ہے کہ جو شخص مقابلہ میں آتا ہے، وہی ہلاک ہو جاتا ہے۔

اگر یہ سلسلہ خدا کی طرف سے نہیں تو پھر کیا سبب ہے کہ خدا تعالی اس کے مقابلین کو نیست کر دیتا ہے۔ (اخبار بدر قادیان ۲۷ دسمبر ۱۹۰۶ء ص ۵)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

بدر کا اڈیٹر چونکہ آنکھوں کا چشمہ لگایا کرتا ہے اس لئے ہم سفارش کرتے ہیں کہ معمولی چشمہ نہیں، بلکہ اس شیشے کا چشمہ لگا کر دیکھیں جس کا نام قرآن مجید میں بصیرت رکھا گیا ہے، اور جس شیشے کے چشمہ سے کام نہ لینے والوں کو فی الآخرۃ اعمی کی سزا ملنے کی دھمکی ملی ہے۔

دیکھیں کہ ۱۹۰۶ء میں تو مرزا صاحب قادیانی سب مباہلین کی ہلاکت کی خبر دیتے ہیں اور آپ (اڈیٹر بدر قادیان) اس کو شائع کرتے ہیں، مگر ۱۹۱۲ء میں دعا کا عذر بارد تراشتے ہیں۔ کیا سچ ہے

مجھے قتل کرکے وہ بھولا سا قاتل
لگا کہنے کس کا یہ تازہ لہو ہے
کسی نے کہا جس کا وہ سر پڑا ہے
کہا بھول جانے کی کیا میری خو ہے

اچھا آیئے! قادیانی مشن کو علم مناظرہ میں کچھ قابلیت اور اسکی اصطلاحات سے کچھ واقفی ہے، تو ہم اس کو بتلاتے ہیں۔

بطور معارضہ بالقلب مرزا صاحب قادیانی کی اس تقریر کہ (اس کی کیا وجہ ہے کہ جو شخص مقابلہ پر آتا ہے ہلاک ہوتا ہے) ہم کہہ سکتے کہ مرزا جی کے ماننے والو!

اسکی کیا وجہ ہے کہ جو شخص تمہارے نبی کے مقابلہ میں آتا ہے، تمہارا نبی اس کے سامنے ہلاک ہو جاتا ہے۔ پس اگر یہ تمہارا سلسلہ مرزائیہ خدا کی طرف سے ہوتا تو ایسا کیوں ہوتا (کہو جی کون دہرم ہے؟)

ناظرین! یہ ہے وہ ثنائی پنجہ جو اپنی سختی کی وجہ سے جب ٹوٹتا یا چھوٹتا نہیں، تو قادیانی مشن جیل زادے کو گالیاں دینے پر مامور کر دیتا ہے جس کے جواب میں ہم یہ کہہ کر خاموش ہو جاتے ہیں

و لقد مررت علی اللئیم یسبنی
فمررت ثمہ قلت لا یعنینی

بدر نے دعا کے الفاظ بھی غلط لکھے ہیں مگر ہمیں ان کی غلطی سے سروکار نہیں ورنہ اس پہلو سے بھی ہمارے پاس کافی مصالحہ ہے۔

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در مجلس رندان خبرے نیست کہ نیست

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۱، جنوری ۱۹۱۳ء مطابق۔ ۲۲ صفر ۱۳۳۱ھ نمبر ۱۴ جلد ۱۰ ص ۱۔۲)

مرزائیوں خصوصاً خلیفہ سے ایک سوال

امرتسر میں ۱۹ جنوری (۱۹۱۳ء) کو ایک جنازہ پر مجھے جانے کا اتفاق ہوا۔ میت خود تو مرزا صاحب قادیانی کا مرید نہ تھا، مگر اس کا بھائی مرید تھا۔ میت کی وجہ سے تو برادری کے لوگ آئے۔ مرزائی بھائی کے لئے مرزائی بھی آئے۔

خیر یہ تو ایک معمولی بات تھی۔ غیر معمولی بات یہ ہوئی کہ دونوں گروہوں نے جنازہ الگ الگ پڑھا۔ عام مسلمانوں نے اپنے امام کے ساتھ جنازہ پڑھا، اس کے بعد مرزائیوں نے مع مرزائی برادر کے پڑھا۔ میں نے سنا ہے کہ ایسا بہت دفعہ ہوا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ غیر مرزائی امام کے پیچھے تو اس لئے جنازہ پڑھنا جائز نہ ہوا کہ وہ غیر مرزائی ہے۔ اس کا غیر مرزائی ہونا ہی ایک پیری صدعیب، صدعیب کا مجموعہ ہے۔ مگر جس صورت میں میت بھی غیر مرزائی ہے، اس نے بھی مرزا صاحب کی بیعت نہیں کی، تو اس کا جنازہ کیوں پڑھا جاتا ہے۔

جس قوم کے افراد کے پیچھے جنازہ پڑھنا جائز نہیں اس کے افراد کا جنازہ پڑھنا کیوں جائز ہے۔

غالباً خلیفہ صاحب اس مسئلہ کو حل فرماویں گے۔ نائب اڈیٹر اہلحدیث

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ فروری ۱۹۱۳ء ص ۲)

☆ اہل حدیث ۱۴ فروری ۱۹۱۳ء۔ مطابق ۷ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ نمبر ۱۶ جلد ۱۰ کوئی مضمون نہیں کام کا۔

مرزا کی وحی و رسالت پر ایمان؟

مولوی ابو یحییٰ حشمت العلی دہلوی لکھتے ہیں:

کیا مرزا غلام احمد قادیانی مدعی رسالت و نبوت کی وحی پر بھی ایمان لانا جزو ایمان ہے؟

منشی قاسم علی صاحب اڈیٹر اخبار الحق دہلی جب سے لودہانہ سے شکست کھا

کر تین سو روپیہ مولانا ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں پیش کر کے دہلی واپس آئے ہیں سخت زہریلی طبیعت ہوگئی ہے۔ اور کوئی اخبار اور رسالہ ان کا ایسا نہیں جس میں سوائے سبّ وشتم کے، جس کی نہی قرآن مجید کی وحی میں

و لاتسبّوا الذين يد عو ن من دو ن اللّٰه ،

و ينهى عن الفحشاء و المنكر و البغى

میں آ چکی ہے کہ مسلمانوں تم گالی اور فحش اور منکرات اور بغاوت وغیرہ بے حیائی سے بچو، اس وحی کو منشی صاحب نے ناقابل تعمیل اور کہنہ اور پرانی اور منسوخ العمل خیال کر کے جدید وحی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جو

انّ الشّيا طين ليو حو ن الى اوليا ء هم ليجادلو كم و ان اطعتمو هم انّكم لمشر كو ن ۔

اور : يو حى بعضهم الى بعض ز خرف القول غروراً

کے مطابق ہے، اور مرزا صاحب خود بھی اسی وحی کے تمام زندگی عامل رہے۔ چنانچہ ان کی تحریرات سے بخوبی ظاہر و باہر ہے کہ وہ اپنے مریدین اور معتقدین کے سوائے سب کو یہودی مشرب وغیرہ وغیرہ بدالقاب سے ہی یاد کرتے کرتے فنا ہو گئے۔

انہیں کی سنت سیئہ پر آپ کی امت عموماً اور منشی قاسم علی صاحب خصوصاً کل امت میں آپ کا نمونہ موجود ہیں، جو اپنی روش اور طریقہ بدلنا نہیں چاہتے، اور قرآن مجید سے بوجہ نافہمی آپ سخت ناراض ہیں، اور شب و روز اسی فکر میں سرگرم ہیں کہ اہل اسلام جدید وحی مرزائی پر ایمان لا کر قدیم وحی قرآن مجید کو اسی کا محتاج خیال کریں، اور مرزا قادیانی کو نبی اور رسول مان لیں۔

اس لئے آپ نے فقیر سے چند مرتبہ رسالت اور نبوت کی تحقیق میں گفتگو کی جسکے جواب میں فقیر قرآن مجید کو ہی پیش کرتا رہا کہ آپ مرزا صاحب قادیانی کی نبوت و رسالت قرآن مجید سے، جو خاتم الکتب ہے اور ہر طرح امور دینی کے لئے کافی وافی ہے اس سے، ثابت کرو، کہ آپ نے

اب اخبار میں سلسلہ نبوت و رسالت مرزا صاحب کا شروع کردیا ہے جس کے چند پرچے نکل چکے ہیں۔

فقیر نے ہر چند سعی کی کہ آپ اپنے اخبار میں فقیر کے جوابات بھی تحریر کیا کریں، تاکہ ناظرین خود فیصلہ کرلیں کہ قرآن مجید کس کے ساتھ ہے اور حق کس کی جانب ہے۔مگر منشی صاحب نے اس کو قبول نہیں کیا اور نہ آئندہ امید ہے کہ وہ فقیر کا کوئی جواب تحریر کریں گے اور جاہلوں کو دھوکہ دے کر راہ راست سے بہکائیں گے۔

اب تک منشی قاسم علی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے محض تحریف کلام اللہ سے کام لیا ہے۔کوئی آیت قرآن مجید کی نہیں لکھی جس سے مرزا صاحب قادیانی کی رسالت و نبوت ثابت ہو سکے اور نہ ان کو ایسی آیت قیامت تک مل سکتی ہے محض اٹکل اور قیاس سے آپ نے

اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم

کے برعکس قیاس کر کے لکھا ہے کہ

نبوت اور رسالت انعامات الٰہی سے ہیں اور امت محمدیہ کو ہدایت کی گئی ہے کہ تم منعم علیہ جماعت جو نبی اور صدیق اور شہید و صالحین ہیں ان کے بننے کی درخواست کیا کرو۔پھر جو شخص جس درجہ کے لائق ہوگا وہی درجہ نبوت و رسالت وصدیق وشہید وصالح کا دیا جائے گا۔

کیا خیر امت باوجود علو درجہ کے یہودیوں سے بھی کم درجہ ہے کہ ان میں تو رحمت نبوت ہمیشہ رہی اور خیر امت اس رحمت نبوت سے محروم ہوگئی۔ پھر یہ خیر امت کس طرح ہوسکتی ہے۔اگر ان میں رحمت نبوت نہیں رہی تو یہ امت بدنصیب شرّ امت ہے۔لہذا ابقاء نبوت فی خیر امت ثابت ہے۔

یہ ہے استدلال منشی قاسم علی صاحب کا مرزا صاحب قادیانی کی نبوت اور رسالت کے ثبوت میں جو قرآن مجید کے فہم سے بعد المشرقین رکھتا ہے، اس لئے کہ اھدنا الصّراط المستقیم کا ترجمہ ہی آپ نے غلط سمجھا ہے۔

اس کے صحیح معنی یہ ہیں کہ،

یا اللہ تو ہمیں اپنے سیدھے راستہ ہدایت کردہ قرآن مجید پر قائم رکھ۔
یعنی انہی لوگوں کے راستہ پر رکھ جن پر تو نے اپنی رسالت اور نبوۃ قرآن مجید کا انعام کیا ہے۔

اور دوسری جگہ قرآن مجید میں اس منعم علیہ جماعت کا نام ہی بتلا کر فرما دیا

او لئك الّذين هدا هم اللّه فبهدا هم اقتده۔

یعنی تجھ سے پہلے وہ لوگ تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی ہدایت کی۔
پھر تو بھی اے مسلمان انہیں انبیاء کی ہدایت کی موافقت کر۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کل انبیاء کرام کا صراط مستقیم قرآن مجید کے موافق ومطابق ہے، سرمو بھی فرق نہیں۔ اگر کچھ بھی فرق ہوتا تو پھر محمد ﷺ اور آپ کی امت ان کے راستہ کی اقتداء کس طرح کر سکتے تھے۔ اور خلاف قرآن مجید ان کی وحی کے مومن کس طرح بن سکتے تھے۔ اور امت محمد یہ انبیاء سابقین، جو صدیق اور شہید اور صالحین کا منصب بھی رکھتے تھے اور خدا تعالیٰ کے انعام وحی سے منعم تھے ان کے ساتھ کس طرح جمع ہو سکتے ہیں۔

اس لئے اهد نا الصرا ط المستقيم کا وہ ترجمہ غلط ہے کہ اے اللہ تو ہمیں نبی بنا دے۔ بلکہ وہی معنی درست ہیں جو صدر میں تحریر ہو چکے ہیں، اور بقاء نبوت فی خیر امت کے یہ معنی قرآن مجید سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبی ہیں بلکہ اس کے معنی قرآن مجید میں یہ ہیں جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

قل انّما اتّبع ما يوحى الىّ من ر بّى هذا بصا ئر من ربّكم و هدىً ور حمةً لقو م يؤ منو ن۔

و اذا قرىء القر آ ن فاستمعوا له و انصتوا لعلّكم تر حمون

يا ايّها النّاس قد جا ء كم مو عظة من ر بّكم و شفا ء لّما فى الصّدور و هدى و ر حمة للمو منين۔

اور ایسی آیات اور بھی قرآن مجید میں بکثرت موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید جو رسالت اور نبوت محمد ﷺ کی ہے وہی قیامت تک کل بنی نوع انسان کے لئے کافی اور وافی ہے۔ اور یہی رسالت اور نبوت خدا تعالیٰ کی رحمت اور ہدایت اور شفاء امراض روحانی ہے، نہ کہ مرزا غلام احمد کا وجود جس کو منشی صاحب نے ثابت کرنا چاہا ہے۔ اس لئے کہ ان کا وجود انبیاء اور مرسلین کے وجود سے مخالف ہے۔ انبیاء سابقین کی وحی آپس میں ایک دوسرے کی وحی کے مثل اور مطابق اور

موافق ہوتی ہے۔ دیکھو آیت

انّا او حینا الیك کما او حینا الی نو ح و النّبیین من بعدہ

یعنی اے نبی ہماری وحی مثل وحی انبیاء سابقین کی ہے

اور فبھدا ھم اقتدہ کا بھی یہی منشاء ہے۔

اور مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی، جس کے وہ من جانب اللہ ہونے کے مدعی ہیں، انبیاء سابقین کی وحی کے سخت مخالف ہے اور انّ الشیا طین لیو حو ن الی اولیا ء ھم ہے۔ جس کا نمونہ یہ ہے

۱ ۔ اللّٰہ یحمد ك علی العرش۔

۲ ۔ انت منّی بمنز لۃ او لادی۔

۳ ۔ انت منّی و انا منك۔

۴۔ جس سے تو راضی، اس سے میں راضی۔

۵ ۔ قادیان دارالامان ہے وہاں طاعون نہیں آئے گا۔

اسی طرح اور بھی بہت سی وحی ہے جو قرآن مجید کی وحی کے برخلاف ہے۔ اور کسی نبی پر اس قسم کی وحی کبھی نہیں ہوئی کہ اللہ تعالی نے عرش پر بیٹھ کر حمد کی ہو، بلکہ اس کا حکم تو ہر ایک نبی، غیر نبی کو یہی ہوتا رہا ہے کہ تم الحمد لله کیا کرو۔ یعنی ہر ایک قسم کی حمد کا مستحق محض ایک اللہ تعالی ہی ہے اور کوئی بھی اس کی حمد میں شریک نہیں۔

نمبر۲۔ اور خدا نے انبیاء سابقین میں سے بھی کبھی کسی کو یہ نہیں کہا کہ تو میری اولاد کی طرح میرا بیٹا ہے۔ بلکہ اس کی تردید میں اللہ تعالی نے اپنی وحی قرآن مجید میں اکثر مقام میں بیان فرما دیا ہے کہ

لم یلد و لم یو لد۔

و قا لوا اتّخذ اللہ و لدا ما لھم بہ من علم و لا لآ با ء ھم کبرت کلمۃ تخر ج من افوا ھھم ان یقو لو ن الّا کذ باً۔

یعنی اللہ تعالی کا نہ کوئی بیٹا ہے، نہ باپ۔ اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالی کا بیٹا ہے، وہ جاہل ہیں۔ یہ لوگ بڑا بول اپنے منہ سے بولتے ہیں۔ یہ بڑے کذاب ہیں اور بڑے مفتری ہیں کہ خدا تعالی کے لئے بیٹا ثابت کرتے ہیں۔

ان آیات سے روشن ہے کہ اللہ تعالی جب اصلی اولاد سے پاک ہے، تو پھر مثلی اولاد اس کے لئے کس طرح ثابت ہوسکتی ہے۔اور نیز اللہ تعالی نے کبھی کسی وحی میں کسی نبی اور رسول کو یہ نہیں فرمایا کہ جس سے تو راضی اس سے میں راضی ہوں۔ بلکہ مرزائی وحی کے خلاف محمد ﷺ کو حکم دیا:

فا ن تر ضوا عنهم فا نّ اللّه لا یر ضی عن القوم الفا سقین ۔

(یعنی اے نبی اگر تم راضی ہو جاؤ، پر اللہ تعالی ان بدعہد لوگوں سے راضی نہ ہوگا)۔

اس وحی سے ظاہر ہے کہ نبی کی رضا، خدا تعالی کے راضی کرنے کا موجب نہیں ہوسکتی۔ جب محمد ﷺ کی رضا بدعہد کے لئے خدا تعالی کی رضا کی موجب نہ ہوئی جن کو مرزا صاحب قادیانی اصل نبی مانتے ہیں اور خود جو انہیں کی ظل اور بروز کے مدعی ہیں ان کی رضا خدا تعالی کی رضا کا موجب کس طرح ہوسکتی ہے جب کہ وہ خود بدولت ہی قرآن مجید کے معاہدہ کے برخلاف ہیں۔

اسی طرح دیگر الہام اور وحی مرزائی قرآن مجید کے سراسر خلاف ہے اور نہ ایسی وحی سے کسی باہمی اختلاف کا فیصلہ ممکن ہے، اور نہ انسانی فطرت اس سے درست ہوسکتی ہے جو خدائی وحی کا مقصد ہے، اور نہ قرآن مجید میں مرزائی وحی پر ایمان لانے کا کوئی حکم اشارۃً یا کنایتاً ہی ثابت ہوتا ہے۔ بلکہ اس کے برخلاف مرزائی وحی پر ایمان لانا مشرک بنانا ہے۔ دیکھو آیت صدر انّکم لمشر کو ن ۔

و الّذین یؤمنو ن بما انزل الیك و ما انز ل من قبلك و بالآ خرۃ هم یو قنو ن۔

اس آیت سے محمد ﷺ اور آپ کے پہلے جو انبیاء گذر چکے ہیں ان کی وحی پر ہی ایمان لانا ثابت ہوتا ہے۔لیکن مرزائی وحی جو رسول اللہ ﷺ کے بعد ہے اس کی نفی ہے۔اور اسی آیت کی تفسیر اور تفصیل آیت ذیل میں ہے:

یا ایّها الّذین آ منوا آ مِنوا با للّه و رسو له و الکتا ب الّذی انزل من قبل و من یّکفر با لله و ملا ئکته و کتبه و رسله و الیو م ا لآ خر فقد ضلّ ضلا لًا بعیداً

اس آیت میں اللہ تعالی نے نزول وحی انبیاء سابقین اور نزول وحی محمد ﷺ

کی مفصل اور مشرح تفصیل اور تشریح کر دی ہے کہ نزول وحی سے مراد کتاب اللہ ہے جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے اور با لآ خرۃ سے مراد قیامت کا دن ہے اس پر ایمان لا نا جزو ایمان ہے۔ ہر دو آیات میں جملہ۔

۱۔ و ما انز ل من قبلك ،

۲ ، و الکتا ب الّذی انز ل من قبلك ،

قابل غور ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ اور ان کے پہلے جو نبی اور رسول گذر چکے ہیں ان کی ہی وحی، یعنی کتاب پر ایمان لا نا جزو ایمان ہے، نہ وہ احلام کہ جن کو تکلف سے الہام الٰہی کا لباس پہنایا جائے۔ اور بعد محمد ﷺ ان کا وجود ہو۔ اور ان کی وحی کتاب اللہ کے مخالف ہو اس پر ایمان لا نا جز و ایمان بنایا جائے کیونکہ تمام قرآن مجید میں الحمد سے و الناس تک کوئی ایسی ہدایت نہیں آئی کہ جس میں و ما انزل من بعد ك پر ایمان لا نا ثابت ہو یعنی بعد محمد ﷺ اگر کوئی وحی اور کتاب نازل ہو تو اس پر بھی ایمان لا نا ایسا ہی ضروری ہے کہ جس طرح محمد ﷺ اور ان سے پہلے انبیاء کی وحی پر ایمان لا نا فرض ہے۔ لہذا مرزا غلام احمد قادیانی کی رسالت اور نبوت اور احلام بصورت الہام پر ایمان لا نا جز و ایمان نہیں۔

ا ن اطعتمو هم انّکم لمشر کو ن۔

(یعنی جو اسپر ایمان لائے گا وہ مشرک ہے)۔

جو صاحب فقیر (حشمت علی) کی تحریر کا جواب لکھیں، محض قرآن مجید اور حدیث محفوظ سے تحریر فرمائیں۔ مفہوم خانہ ساز اور اتخاذ ارباب نہ کریں، اور سبّ وشتم سے کام نہ لیں ورنہ قابل سماعت نہ ہوگا۔ وآ خر دعوا نا ان الحمد لله ر ب العا لمین ۔

حررہ ابو یحیٰ حشمت العلی دہلی۔ بازار چتلی قبر۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ فروری ۱۹۱۳ء۔ص ۸۔۱۰)

فتاوی: سوال:

امام مہدی علیہ السلام کس زمانہ میں اور کہاں پر پیدا ہونگے۔ اور ان کی پیدائش کو کتنا زمانہ باقی ہے۔ اور عیسی بن مریم علیہ الصلوۃ والسلام کس وقت میں اور کہاں اتریں گے اور قیامت آنے کو کتنا زمانہ باقی ہے۔ اور قیامت کیا یک بیک آجاوے گا یا کہ پہلے کچھ نشانیاں بھی ہوں گی۔

جواب: امام مہدی مکہ شریف میں ہوں گے وہاں ان کی بیعت ہوگی۔حضرت عیسیٰؑ دمشق میں نازل ہوں گے ۔قیامت کب ہوگی، اس کا علم نہیں۔اس سے پہلے کئی ایک علامات ہوں گی کثرت زنا کاری، کثرت شراب خوری، کثرت بھونچال وغیرہ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ فروری ۱۹۱۳ء۔ص۱۲)

الحق مرزائی کا حملہ مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی پر

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

اگر ہم یہ کہیں کہ مرزائی جماعت بدزبان ہے، تو غالبًا ناظرین تک کوئی نئی بات نہیں پہنچاتے۔ بلکہ ایک مسلّم اور ثابت شدہ امر ہے کہ چونکہ خود بدولت مرزا صاحب قادیانی ہی ایسے تھے، اس لئے ان کی جماعت بھی ایسی ہو تو کیا تعجب۔

باوجود اس کے بحکم:

خدا پنج انگشت یکساں نکرد،

ان میں بھی ترقی تنزل کا فرق ہے۔

اگر ہم یہ کہیں کہ اس فن خاص میں اڈیٹر الحق منشی قاسم علی دہلوی (جو لودہانہ میں بصورت مغلوبیت مبلغ تین سو روپیہ ہماری نذر کر چکے ہیں اور پھر باوجود چیلنج پر چیلنج کرنے کے سامنے آنے کی جرأت نہیں کرتے ان) کو سب مراتب میں سب سے اعلیٰ درجہ حاصل ہے، تو ہمارے ناظرین ہماری اس رائے سے ضرور متفق ہوں گے۔

۲۱ فروری ۱۹۱۳ء کے پرچہ میں اڈیٹر الحق نے مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کی نسبت بڑی سخت ہرزہ درائی کی ہے۔ بار بار آپ کو الفاظ مخذول، مدحور سے یاد کیا ہے۔ وجہ ناراضگی مولانا بٹالوی کا مضمون مندرجہ اہل حدیث ۷ فروری ۱۹۱۳ء بتلایا ہے جس میں مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب نے اڈیٹر الحق کو عربی سے ناواقف لکھ کر ناقابل خطاب علماء فرمایا تھا۔

اڈیٹر الحق، بجائے اس کے کہ عربی نہ جاننے کو ایک امر واقعی تسلیم کر کے اپنے صاحب الحق ہونے کا ثبوت دیتا، الٹا برسر پیکار ہوا۔ حالانکہ عملی طور پر عربی نہ

جاننے کا ثبوت دے رہا۔

سارے اخبار (الحق دہلی) میں خیریت سے آپ نے اپنا طبع زاد عربی کا ایک ہی فقرہ لکھا ہے جو مولانا محمد حسین بٹالوی کی تصدیق کرتا ہے۔ آپ صفحہ ۹ پر مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی کی اولاد کی نالائقی اور آوارگی کا ذکر کر کے لکھتے ہیں:

نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ما کا ن ابو هم بمؤ منين

کیا کہنے ہیں! آخر مرید تو اسی بزرگ (مرزا قادیانی) کے ہیں جو عربی عبارت میں مؤنث کو مذکر اور مذکر کو مؤنث لکھا کرتے۔ کوئی اعتراض کرتا تو فرما دیتے:

ہاں عربی قاعدے کے تو خلاف ہے، مگر خدا قادر ہے جو چاہے اور جس طرح چاہے بولے۔

کیا خوب:

ایں کرامت ولی ما چہ عجب
گربہ شاشید گفت باراں شد

خیر یہ تو ایک تمہید ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ مولانا محمد حسین بٹالوی نے اپنی اولاد سے تنگ آکر ان کی فہرست مع ان کے کارناموں کے شائع کی، تو اڈیٹر الحق (منشی قاسم علی) کو سوجھا کہ مولانا محمد حسین بٹالوی سے پرانا اور نیا بدلہ لیا جائے۔ اس لئے اس نے مولانا بٹالوی کی تحریرات نقل کر کے مضحکہ اڑایا کہ مومن کی ساری اولاد کبھی خراب نہیں ہوتی۔ اس لئے نتیجہ نکلتا ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ایماندار نہیں۔

چہ خوش! یہ بھی قادیانی مشن کا کمال ہے کہ جو واقع پیش آیا اس کے متعلق ایک عام قاعدہ گھڑ لیتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے بہت سی جگہ ایسا کیا حالانکہ اس قاعدہ کا ثبوت نہ قرآن سے ملتا ہے، نہ حدیث سے، نہ عقل سے، نہ نقل سے۔ مگر ایسے لوگوں کو کون روک سکتا ہے جو دمشق سے قادیان مراد لینا جائز سمجھتے ہوں۔

اڈیٹر الحق (منشی قاسم علی) کو یاد نہ ہوگا کہ حضرت نوحؑ کی اولاد کون تھی۔ کیا وہ ثبوت دے سکتا ہے کہ حضرت نوحؑ کی کوئی اولاد صالح تھی؟

خود مرزا غلام احمد قادیانی کی بعض اولاد ایسی ان کی نگاہ میں بری تھی کہ کتاب مواہب الرحمٰن میں جہاں اپنی اولاد کا ذکر کیا ہے اس کا ذکر تک نہیں کیا۔ گویا وہ وجود

ہی میں نہیں، حالانکہ ہیں۔

اسی اعتراض سے بچنے کے لئے (منشی قاسم علی) ساری اولاد کی قید لگاتا ہے۔ مگر اہل دانش جانتے ہیں کہ قرآن مجید کا عام قانون ہے:

لا تزر وازرة وزر اخری (کوئی کسی دوسرے کا گناہ نہیں اٹھاتا)

نہ اولاد کی صلاحیت سے باپ کی صلاحیت کا ثبوت ہے، نہ اولاد کی گمراہی سے باپ کی گمراہی کا لزوم۔ بلکہ یہ سب قادیانی پریس کے حق میں ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہے۔

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۷ مارچ ۱۹۱۳ء۔ ۲۸ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ نمبر ۱۹ جلد ۱۰۔ ص ۲)

خلافت قادیانی کا منتظر

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

اڈیٹر الحق (منشی قاسم علی) وہی صاحب ہیں جنہوں نے بمقام لدھیانہ خاکسار سے مباحثہ کر کے بصورت مغلوبیت مبلغ سہ صد روپیہ انعام یا تاوان دیا تھا۔ آپ مرزا غلام احمد صاحب کے ایسے پکے اور راسخ مرید ہیں کہ باوجود شکست فاش کھانے کے آپ اسی خیال پر جمے ہوئے ہیں اور ایسے جمے ہوئے ہیں کہ اب آپ کو (شائد حکیم نور الدین خلیفہ قادیانی کی علالت دیکھ کر) خلافت قادیانی کے خواب بھی آنے لگے ہیں۔ چنانچہ آپ اشارۃً اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنے کو لکھتے ہیں اور کیا خوب لکھتے ہیں:

دہلی اب بھی حضور نائب السلطنت دام اقبالہ (وائسرائے انڈیا) کا صدر مقام ہے اور پہلے بھی صدیوں تک ہند کا پایہ تخت رہ چکا ہے۔ دہلی میں ہزاروں بزرگان دین ہو گذرے ہیں۔ دہلی ملک کا ایک معتدل مرکزی مقام ہے۔ دہلی میں حرفتی وتجارتی تعلقات وغیرہ کے باعث دور دور کا ہزار ہا آدمی آتا ہے۔ دہلی دینی تعلیم کا مرکز مدتوں رہی۔ اور اس اہمیت کے کچھ نہ کچھ آثار اب بھی باقی ہیں۔ وغیرہ

سب سے آخر مگر سب سے زیادہ ہمارے امام پاک (مرزا قادیانی) کی زوجہ مطہرہ حضرت ام المؤمنین (نصرت جہان) دہلی کی ہیں۔ لہذا حضور (مرزا غلام احمد

قادیانی) کے مسکن (قادیان) کے بعد حضرت ممدوحہ کے وطن مالوفہ (دہلی) کو بھی اس سے دوسرے درجہ کا امتیاز حاصل ہونا چاہیے اور اگر اللہ پاک چاہیں تو یہ کچھ مشکل اور اس کی قدرت کے آگے ان ہونی بات نہیں۔

(الحق دہلی۔ ۲۸ فروری ۱۹۱۳ء)۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ہم کو چونکہ مضامین قادیانیہ کے سمجھنے میں خاص مشق ہے اس لئے ہم جان گئے کہ اڈیٹر صاحب الحق بھی خلافت قادیانی کے امیدواروں میں اپنا نام لکھانا چاہتے ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ مارچ ۱۹۱۳ء مطابق ۵ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ نمبر ۲۰ جلد ۱۰۔ ص ۹)

مناظرہ بھاگووال

مولوی غلام رسول آف سوہیاں خورد ضلع امرتسر لکھتے ہیں:

میں ۱۶ جنوری ۱۹۱۳ء کو بھاگووال ضلع گورداسپور گیا جہاں ایک مسجد میں اہل سنت کی نماز الگ اور مرزائیوں کی نماز الگ ہوتی ہے۔

میں نے مرزائیوں سے پوچھا کہ تم ہمارے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ مرزائی جماعت کے امام عیسے نے جواب دیا کہ مرزا صاحب قادیانی امام وقت ہیں اور جو ان کو نہ مانے وہ اسلام سے خارج ہے اس لئے ہم مرزا صاحب قادیانی کے منکروں کے ساتھ نماز نہیں ادا کر سکتے۔

میں نے کہا کوئی آیت یا حدیث پیش کرو جس میں مرزا صاحب قادیانی کے مخالفوں کو اسلام سے خارج بتلایا گیا ہو۔

اس بات پر بہت دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ باوجود اصرار کثیر کے انہوں نے کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ آخر الامر کہنے لگے کہ ہم کو آپ کے مقابلہ میں علم کم ہے۔ ہم اپنے کسی مولوی کو لا کر گفتگو کرائیں گے۔ آپ ایک دن کے واسطے ٹھہر جائیں۔ میں نے مان لیا

القصہ بعد نماز جمعہ میاں فتح دین ساکن دھرم کوٹ مؤلف حقیقت نزول مسیح کو بلا لائے۔ نماز عصر کے بعد گفتگو شروع ہوئی۔

میاں فتح دین نے کہا کہ ہماری ان کے ساتھ نماز ہر گز ہر گز نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ لوگ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو نہیں مانتے۔

میں نے کہا آپ لوگ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے حکم اور قرآن کے حکم کو برابر سمجھتے ہیں یا کہ نہیں؟

میاں فتح دین کہنے لگے کہ مرزا صاحب قادیانی، قرآن کے تابعدار ہیں اور قرآن پھیلانے کے لئے مامور ہوئے ہیں۔

میں نے کہا قرآن مجید وارکعوا مع الراکعین کا حکم دیتا ہے کہ رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

فتح دین مرزائی صاحب کہنے لگے اس آیت کو ہم بھی مانتے ہیں۔، ہم بھی اپنی جماعت کے ساتھ رکوع کرتے ہیں۔

میں نے کہا کہ اس آیت کا حکم عام ہے یا خاص؟

فتح دین صاحب نے جواب دیا کہ قرآن میں کو نوا مع الصادقین کا حکم ہے۔ چونکہ مرزا صاحب قادیانی سچے ہیں ان کو یہ الہام ہوا، وہ ہوا، ان کی فلاں پیش گوئی پوری ہوئی، فلاں نشان صادر ہوا، وغیرہ۔ اس لئے ہم ان کی تصدیق کرنے والوں کے ساتھ رکوع کریں گے۔

میں نے کہا آپ موضوع بحث سے الگ ہوئے جاتے ہیں۔ میں نے مرزا قادیانی کی صداقت یا عدم صداقت کا آپ سے سوال نہیں کیا۔ بلکہ سوال تو یہ تھا کہ وارکعوا مع الراکعین کا حکم عام ہے یا کہ خاص۔

باوجود بار بار مطالبہ کے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ اور پھر اس کی جماعت کے آدمی نے فساد کرنا شروع کر دیا اور مجلس برخواست ہوئی۔

اور باوجود مرزائی جماعت کے روکنے کے میاں فتح دین صاحب روانہ دھرم کوٹ ہوگئے۔ میں بعدہ پانچ چھ روز رہا۔

میاں عیسی (مرزائی امام مسجد) میرے سامنے آنے سے ہی خائف رہا۔ اور لوگوں کو کہتا رہا کہ مجھے اس سے خوف لگتا ہے۔

۲۱ تاریخ کو نماز صبح کے بعد خاکسار نے چند آیات قرآن کریم سنائیں جن

میں مرزائیوں کے بہت سے شبہات کا ذکر کر کے جواب دیا گیا۔ میاں عیسے بھی وہیں موجود تھا۔ کہنے لگا میرے دل میں کچھ سوالات وارد ہوتے ہیں لیکن حیرت یہ ہے کہ میں آپ کے سامنے، باوجودیکہ مناظر ہوں، کلام کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ آپ کا سایہ مجھ پر پڑ گیا ہے۔ ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ مارچ ۱۹۱۳ء مطابق ۵ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ نمبر ۲۰ جلد ۱۰ ص ۹۔۱۰)

قادیانی جواب ایسے ہی ہوتے ہیں

بنے کیوں کر کہ ہے سب کار الٹا
ہم الٹے بات الٹی یار الٹا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں: ہمارے ناظرین قادیانی علم کلام سے خوب واقف ہیں جس کا نمونہ اس مثال میں بتلایا گیا ہے:

سوال از آسمان جواب از ریسمان

عرصہ ہوا اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۱۳ء میں ایک مضمون نکلا تھا جس میں بتایا گیا تھا کہ:

حجاز ریلوے کا التواء کیونکر ہوا

اس مضمون میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ان کے مریدوں کے ایک دعوی کی تردید تھی جس میں مرزا صاحب نے کہا تھا کہ حجاز ریلوے کا جاری ہونا میری صداقت کی علامت ہے۔ اس کے متعلق ہم نے لکھا تھا حجاز ریلوے غالباً اس لئے نہیں بنی کہ مرزا صاحب کی اچھی طرح تکذیب ہو جائے۔

چنانچہ مرزا صاحب کے اور ہمارے الفاظ مکرر درج ہیں:

ہمیں مسیح موعود ہونے کا دعوی ہے۔ اب ہر شخص کا جو خدا اور رسول سے پیار کرتا ہے اور اپنے ایمان کو سلامت رکھنا چاہتا ہے۔ فرض ہے کہ اس معاملہ میں غور کرے کہ آیا ہم نے جو دعوی کیا ہے بجا ہے یا جھوٹا۔

خدا کی طرف سے آنے والوں کے ساتھ خدائی نشان ہوتے ہیں صرف

نرا زبانی دعوی قابل پذیرائی نہیں ہوتا۔
منجملہ اور علامات کے جو ہمارے آنے کے واسطے اللہ اور رسول کی کتابوں میں مندرج ہیں ایک اونٹوں کی سواریوں کا معطل ہونا بھی ہے۔ چنانچہ اس مضمون کو قرآن شریف نے بالفاظ ذیل تعبیر کیا ہے

و اذا العشار عطّلت

اور حدیث نبوی میں اس مضمون کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ

یترکن القلا ص فلا یسعی علیھا۔

اب سوچنے والوں کو چاہیے کہ ان امور میں جو آج سے تیرہ سو برس پیشتر خدا اور اس کے رسول کے منہ سے نکلے اور اس وقت وہ الفاظ بڑی شان اور شوکت سے پورے ہو کر اپنے کہنے والوں کے جلال کا اظہار کر رہے ہیں۔ دیکھئے اب اس پیش گوئی کے پورا ہونے کے کیسے کیسے سامان پیدا ہو رہے ہیں حتی کہ حجاز ریلوے کے تیار ہو جانے پر مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے سفر میں بجائے اونٹ کے ریل کے ذریعہ ہوا کریں گے اور اونٹنیاں بے کار ہو جاویں گی (حجۃ اللہ مصنفہ مرزا قادیانی۔ص ۱۔۲)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

اس عبارت کا مدعا کیا ہے۔ صاف لفظوں سے ظاہر ہوسکتا ہے کہ راقم مضمون (مرزا صاحب قادیانی) نے کھلے الفاظ میں اپنا مدعا ظاہر کیا ہے۔ مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ریل کا جاری ہونا اپنی علامت صدق قرار دی ہے اس کے جواب میں ہم نے جو لکھا تھا اسکو بھی بالاختصار نقل کرتے ہیں:

اس بیان میں مرزا صاحب نے کھلے الفاظ میں اظہار فرمایا ہے کہ مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ میں ریل کا جاری ہونا مسیح موعود کی علامت اور اس کے صحت کے دعوی کی تصدیق ہے۔ یہ ہم نہیں کہتے کہ مرزا صاحب نے قرائن سے دیکھا کہ سلطان عبدالحمید خان جیسے اولوالعزم نے جب ریل بنانے کا ارادہ کرلیا ہے تو جلدی بن کر رہے گی۔ ہاں یہ کہتے ہیں کہ خدا جو کرتا ہے اس کے اسرار وہی جانتا ہے۔ قادیانی ہیرو اور قادیانی مشن کے ممبروں نے جب

اس آواز کو بہت زور سے بلند کیا تو خدائی غیرت کو دیکھئے باوجودیکہ اس ریل بننے کے لئے جملہ مسلمانان عالم دست بدعا ہیں تاہم خدا نے اس کے بننے میں ایسی رکاوٹیں ڈالیں کہ آج تک نہیں اٹھیں اس وقت تو مسلمانوں کے دلوں پر ان رکاوٹوں کا صدمہ ہوا تھا مگر یہ معلوم کر کے کہ ان کی تہ میں یہ راز ہے کہ ناظرین اس بات کو باور کر سکیں کہ قادیانی مسیح اور مہدی اپنے بتلائے اور مقرر کئے ہوئے نشانات میں بھی فیل ہیں اور ڈبل فیل ہیں تا کہ دنیا پر اچھی طرح واضح ہو جائے کہ

رسول قادیانی کی رسالت ۔ جہالت ہے جہالت ہے جہالت ۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں:

اس صاف اور کھلی صداقت کے جواب میں قادیانی مشن کے آرگن اخبار بدر کے اڈیٹر نے ایک نوٹ لکھا ہے جو واقعی اسی کا حق ہے ہمارے خیال میں جناب مرزا صاحب بھی زندہ ہوتے تو وہ بھی ایسا ہی لکھتے ۔ فاضل اڈیٹر لکھتے ہیں:

ایک عجیب منطق:

ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ حجاز ریلوے کا حصہ مابین مدینہ اور مکہ اس واسطے اب تک نہیں بنا کہ کہیں حدیث ، اونٹوں کے بے کار ہونے والی ، اس زمانہ میں پوری ہو کر مرزا صاحب کے دعوی مہدویت اور مسیحیت کو سچا نہ کر دکھائے ۔ کیا خوب وجہ ہے؟ مگر مولوی صاحب تو ہند میں رہتے ہیں، کیا یہاں بھی پوری نہیں ہوئی؟ پھر آنحضرت ﷺ تو مدینہ میں رہتے تھے اور مدینہ تک ریل پہنچ گئی ہے، اور اگر اکثر حصہ دنیا میں ریل پھیل گئی ہے اور تھوڑا سا علاقہ باقی رہ گیا ہے تو وہ کس طرح پیش گوئی کی تکذیب کا موجب ہو سکتا ہے ۔ اور اگر مکہ تک ریل بن گئی اور جدہ تک بھی بن گئی اور مولوی صاحب کا خیالی مسیح آسمان سے نہ اترا تو ہمیں تو خوف ہے کہ مولوی صاحب حدیث کو ہی جواب دے دیں بیٹھیں گے جیسا کہ کسوف خسوف کی حدیث اور دیگر بہت سی حدیثوں کو جو پہلے بڑے زور شور سے بیان کی جاتی تھیں

اب بھلا دیا گیا ہے ۔قریب ہے کہ اہل حدیث کہلانے والے اس خوف سے کہ حدیثوں سے مرزا صاحب کی پیش گوئیاں ثابت ہوتی ہیں چکڑالوی بن جائیں گے اور اہل قرآن کہلانے والے اس ڈر سے کہ قرآن مرزا صاحب کے دعاوی کی تصدیق کرتا ہے اپنے واسطے کوئی نیا نام تجویز کریں گے خدا ان یہودیوں کے فتنہ سے اہل اسلام کو بچاوے (بدر قادیان ۲۷ فروری ۱۹۱۳ء ص ۲)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین باانصاف فرماویں یہ کیا جواب ہے ۔ریل کا دنیا میں پھیل جانا اور اسکو مسیح موعود کی علامت قرار دینا قادیانی اصول ہے، ہمارا تو یہ اصول نہیں ۔ہم تو اس حدیث کے معنی ہی ایسے نہیں کرتے جس پر یہ اعتراض وارد ہو سکے ۔

مرزا صاحب قادیانی نے حجاز ریلوے کا بننا اپنی علامت صدق قرار دیا۔اس پر ہم نے سوال کیا کہ وہ تو ابھی نہیں بنی ۔

جواب تو دو طرح سے تھا، یا تو انکار کرتے کہ مرزا صاحب نے ایسا نہیں کہا ۔ یہ تو کہہ نہیں سکتے مطبوعہ تحریر موجود ہے ۔

یا یہ کہتے کہ حجاز ریلوے بن کر تیار ہے اور جاری ہے ۔اس کے ثبوت میں مرزا محمود احمد (خلف مرزا صاحب قادیانی اور میر ناصر خسر آنجہانی کی، جو اس سال حج کر آئے ہیں) شہادت پیش کر دیتے کہ یہ دونوں متفق ہیں کہ حجاز میں ریل جاری ہے۔

اگر کوئی کہتا کہ دیگر حاجی انکاری ہیں تو اسکے جواب میں اتنا کہنا کافی تھا کہ ہمارے گواہ بہت معتبر اور ثقہ ہیں کیونکہ جناب مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے مرید بلکہ اہل بیت ہیں ۔ان کے مقابلے میں دوسرے ہیچ ۔

یہ تو ایک بات بھی تھی لیکن کہا تو یہ کہا جو ناظرین نے دیکھا ۔

ناظرین حیران ہونگے کہ اڈیٹر بدر نے اس مضمون میں یہ کہا ہے کہ ایک مولوی صاحب کہتے ہیں اور اہل حدیث کا نام نہ لیا۔اس کی کیا وجہ ہے؟

کیا وہ اہل حدث کو قابل ذکر نہیں جانتا، یا کوئی اور وجہ ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اڈیٹر بدر جانتا ہوگا کہ اہلحدیث کے مواخذات چونکہ بہت سخت ہوتے ہیں، جن کا جواب خود (مرزا غلام احمد) آنجہانی سے بھی بجز چیخنے اور آہ و

بکا کے نہ ہوتا، اس لئے اہل حدیث کا نام لینا گویا اپنے قارئین کو مرعوب کرنا ہے۔ اس لئے اس نے اپنے مضمون میں نہ تو اہل حدیث کا نام لیا، نہ مضمون کو پورا نقل کیا۔

یہ وجہ نہیں کہ وہ اہل حدیث کو قابل خطاب نہیں سمجھتا۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ اس سے پہلے کیوں وہ نام لیا کرتا۔ خصوصاً جس حال میں مرزا صاحب قادیانی آنجہانی اہل حدیث کا نام لیتے تھے تو اسے نام لینے میں کیا روکاوٹ تھی۔

بلکہ نام نہ لینے کی وجہ وہی ہے جو ہم نے بتلائی ہے کہ:

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

یک نہ شد دو شد:

اسی مضمون کے متعلق ایک اور صاحب (منشی یار محمد مختار عدالت بورپور پنجاب) نے بھی کچھ شائع کیا ہے۔ صاحب موصوف مرزا صاحب قادیانی کے بڑے راسخ مرید ہیں۔ آپ نے اونٹنیوں کے ترک ہونے کے متعلق ایک مضمون بذریعہ اشتہار شائع کیا ہے، جس میں لکھتے ہیں:

اس مضمون کے لکھنے سے میں فارغ ہوا تھا کہ ۱۰ جنوری ۱۹۱۳ء کا پرچہ اہل حدیث آ گیا جس کے پہلے صفحہ پر و اذا العشار عطلت کو پیش گوئی تسلیم کر کے اعتراض کیا گیا ہے۔ مجھے اس بات کی تو خوشی ہے اور اسی لئے مجھے ان کی نسبت اچھی امید ہے کہ اڈیٹر صاحب مہدی کے متعلق اکثر حدیثوں کو تسلیم کرتے چلے جارہے ہیں جس سے انشاء اللہ امید ہے کہ وہ چند سال اور آسمان کی طرف دیکھ کر جناب ممدوح کچھ معقول فیصلہ فرماویں گے، مگر میں معلومات بڑھانے کی غرض سے یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا ان الفاظ سے یہ مراد ہے کہ تمام دنیا کی اونٹنیاں بے کار ہو جائیں گی۔ جہاں تک عقل کام کرتی ہے الف لام خاص کچھ ہی اونٹنیاں قرار دیتا ہے جو مغربی روم سے مدینہ منورہ تک ریل بن جانے سے ہوگئیں۔ اگر کسی مہدی کے وقت میں تمام جہان کی اونٹنیاں بے کار ہو جائیں تو ہم آپ سے متفق ہیں، ہمارا

بگڑتا ہی کیا ہے؟

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں:

کیا خوب! فاضل مضمون نگار بھی آخر اپنی قادیانی نسبت کو تو بھول نہیں سکتے۔ اسلئے وہ جو کچھ بھی ادھر اودھر کی کہیں، بجا ہے۔

اے جناب! سوال یہ نہیں کہ سب اونٹنیاں ہیں یا بعض۔ الف لام خاص ہے، یا عام۔ بلکہ سوال تو یہ ہے کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جو حجاز ریلوے کو اپنی علامت صدق قرار دیا تو وہ کہاں ہے؟

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر نمبر ۲۱ جلد ۱۰ ۔۱۲ ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ، ۲۱ مارچ ۱۹۱۳ء ص ۱۔۳)

خواجہ کمال الدین کا خط اور قادیانی تکذیب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری،

خواجہ کمال الدین لاہوری کا ولایتی خط اور قادیانی مسیح کے دعوی کی تکذیب، کے زیر عنوان لکھتے ہیں:

ناظرین کی اطلاع کے لئے اتنا بتلا دینا ضروری ہے کہ خواجہ کمال الدین وکیل لاہور وہ صاحب ہیں جو عرصہ چھ ماہ سے انگلستان میں مقیم ہیں۔ وہاں جا کر انہوں نے اشاعت مذہب کے متعلق بہت کچھ غور وفکر کیا۔ آخر ان کی راہ یہ قرار پائی کہ انگلستان سے ایک ماہوار رسالہ جاری کیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے بسم اللہ کر کے اس کا اجراء بھی کر دیا۔ رسالہ انگریزی زبان میں ہے اس کا نام ہے مسلم انڈیا۔

اس کام میں ہم بھی خواجہ کمال الدین صاحب کی تعریف کرتے ہیں اور ان کی ہمت بڑھانے کو اپنے ناظرین کی خدمت میں سفارش کرتے ہیں کہ جو انگریزی تحریرات کے شائق ہیں وہ مسلم انڈیا کو خریدیں اور خواجہ صاحب کا ہاتھ بٹائیں۔ پتہ: ۱۵۸ فلیٹ سٹریٹ لندن۔

مگر ہم خواجہ کمال الدین صاحب کی قابل توجہ بھی ایک بات کہنے سے نہیں

رک سکتے ، کہ آپ نے اپنے متعدد خطوط اخباری میں، بالخصوص اس خط میں جو مسلم لیگ کے نام شائع کیا ہے، یورپ کے خیالات کا اظہار فرمایا ہے کہ

تمام یورپ ہر کہ و مہ اس بات پر تلا بیٹھا ہے کہ جس طرح ہو سکے اسلام اور اہل اسلام کو فنا کر دیں، ان کی قومیت کو مٹا دیں ۔ ان کی سلطنتوں کو پریشان اور معدوم کر دیں کیونکہ انکے خیال میں تمام دنیا کی خرابیاں اسلام میں ہیں ۔ انکا یہاں تک خیال ہے کہ مسلمان کسی طرح حکومت کے قابل نہیں ۔

یہ بھی لکھا ہے کہ یورپ اسلام کو بدترین مذہب جانتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ ان کے پادریوں اور پولیٹکل لیڈروں نے ان کو یہی سمجھا رکھا ہے ۔

اسی خط کی تائید میں ہمارے عزیز دوست مولوی عبد اللہ صاحب افغانی کا ایک طویل خط امریکہ سے بھی ہمارے پاس آیا ہے جو کسی وقت شائع کیا جائے گا ۔

خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی عبد اللہ صاحب افغانی بلکہ دنیا بھر کے راست گو اور دیانتدار سیاح اس پر متفق ہیں کہ یورپ اور امریکہ واقعی ایسے ہیں کہ ان کو مذہب خصوصاً مذہب اسلام سے سخت نفرت ہے ۔

خواجہ صاحب چونکہ جناب مرزا صاحب قادیانی کے راسخ مرید ہیں، اس لئے ہم مرزا صاحب قادیانی کے ادعاء کی طرف ان کو توجہ دلاتے ہیں کہ آپ مرزا صاحب کے اس قول پر توجہ فرماویں جو براہین احمدیہ میں مرزا صاحب نے لکھا ہے:

هو الذی ارسل رسو له بالهدی بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کا ملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا ۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جاوے گا ۔ (براہین احمدیہ جلد ۴ ص ۴۹۸)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

سوال یہ ہے کہ جس صورت میں مسیح موعود کے زمانہ کا کام یہ ہے جو مرزا قادیانی نے فرمایا ہے، تو اس میں تو شک نہیں کہ اس تحریر کے بعد جناب موصوف (مرزا

قادیانی) نے اس عہدہ کا چارج خود لے لیا تھا یعنی وہ خود مسیح موعود بنے تھے، بلکہ اس عہدہ پر پہنچ کر یہاں تک ترقی کر گئے تھے کہ کھلے الفاظ میں ازالہ اوہام میں فرماتے تھے

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم

بلکہ وہ (دافع البلاء میں) یہ بھی فرمایا کرتے تھے:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

بلکہ وہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے (دیکھو تریاق القلوب):

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

اب اہل دانش کے قابل غور سوال یہ ہے کہ کیا جناب مرزا صاحب نے میسحیت کے عہدہ کا چارج لے کر یہ کام کر دکھلایا؟

یعنی اسلام تمام اطراف دنیا میں پھیل گیا۔

تمام دنیا میں اسلام کو غلبہ کاملہ نصیب ہوا۔

تمام دنیا میں اسلام کو سیاسی (پولیٹکل) غلبہ حاصل ہو گیا؟

جہاں تک میرا خیال ہے ان سب سوالات کے جواب نفی میں ملیں گے۔ پھر کیا امر ہم کو تسلی دے سکتا ہے کہ ہم مرزا صاحب کو اس عہدہ کا انچارج یعنی منصب میسحیت پر فائز المرام سمجھیں۔

کیوں نہ ہم سرے سے ان کو اس کا ذمہ دار ہی قرار نہ دیں۔ اور اگر بنظر حسن ظن ہم ان کی نسبت یہ خیال بھی کریں کہ وہ بڑے متقی اور پرہیز گار تھے اور صاحب الہام و رؤیا تھے تاہم مسیحائی منصب کا چونکہ انہوں نے اظہار فرما دیا ہے جو احادیث صحیحہ کے مطابق ہے تو کیوں نہ ہم اس بات کے قائل ہوں کہ اس میں ان کو کسی باعث سے دھوکہ لگا ہے۔

عرب کہا کرتے ہیں الثمرة تنبیء عن الشجرة جس کو حضرت مسیح نے انجیل میں اس طرح فرمایا ہے،

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔

کیا یہ اصول مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے معاملہ میں بھی ہم کو کسی قسم کی رہنمائی کرسکتا ہے؟ غالبًا خواجہ کمال الدین صاحب اس سوال پر ٹھنڈے ملک (انگلستان) میں ٹھنڈے دل سے غور کریں گے۔

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۴۔اپریل ۱۹۱۳ء۔۲۶ ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ نمبر ۲۳ جلد ۱۰۔ص ۱۔۲)

قادیانی مشن سے متعلق ایک سوال

بخدمت مولانا ثناءاللہ صاحب السلام علیکم

یہاں مرزائی کہتے ہیں کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی کی پیش گوئی جھوٹی ہوئی ہے کیونکہ اس نے لکھا تھا کہ مرزا قادیانی ۲۱ ساون کو مطابق ۴۔اگست مرے گا۔ مرزا قادیانی ۲۶ مئی کو مرا ہے۔

اور مجھ کو یاد آتا ہے کہ آنجناب نے کسی پرچہ اہل حدیث امرتسر میں لکھا تھا کہ گو بعض اخباروں میں لفظ کو ہے، لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے خود اپنی کسی کتاب یا اشتہار میں لکھا ہے کہ عبدالحکیم پٹیالوی نے میرے حق میں پیش گوئی کی ہے کہ مرزا قادیانی ۲۱ ساون مطابق ۴۔اگست تک مرے گا۔یعنی مرزا قادیانی نے لفظ تک لکھا ہے۔اور بعض تحریروں میں میں نے دیکھا ہے کہ عبدالحکیم بھی کہتا ہے کہ لفظ تک ہے لفظ کو نہیں۔

اب عرض ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کس کتاب یا اشتہار میں لفظ تک لکھا ہے۔از راہ عنایت اخبار اہل حدیث امرتسر میں واضح کر کے تحریر فرماویں، اس کی بڑی ضرورت ہے۔

میرا ایک مرزائی دوست کہتا ہے کہ اگر لفظ تک مرزا صاحب کی تحریر سے ثابت ہو جاوے تو میں تسلیم کرلونگا اور مرزا کو چھوڑ دونگا۔

والسلام خاکسار گل محمد از بستی کدنہ ضلع مظفر گڈھ

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا صاحب کا یہ بیان کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب والی پیش گوئی ۴۔ اگست تک ہے، مرزا صاحب کی کتاب چشمہ رحمت (کتاب کا نام چشمہ معرفت ہے، جیسا کہ خود مولانا امرتسریؒ نے بھی اس سہو کی تصحیح اہل حدیث بعدازاں مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۱۳ء کے شمارے میں کر دی تھی۔ بہاء) میں درج ہے۔ اس کتاب میں مرزا صاحب قادیانی نے خود لکھا ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم جھوٹ کہتا ہے کہ میں ۴۔ اگست تک مر جاؤنگا۔

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۱۶ مئی ۔۱۹۱۳ء مطابق ۹ جمادی الثانی ۱۳۳۱ھ، نمبر ۲۹ جلد ۱۰۔ ص ۹۔۱۰)

قادیانی مشن یورپ میں

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

گذشتہ زمانہ میں عرب میں یہ دستور تھا کہ اپنے مخالف کی جرأت و ہمت اور شجاعت کی داد دیتے تھے۔ ہم بھی بلاخوف تردید اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ قادیانی جماعت میں جرأت ہمت اور شجاعت تینوں کا نشان پایا جاتا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ میدان مقابلہ میں فتح یاب ہوں، یا نہ ہوں۔

شکست و فتح تو قسمت سے ہے ولے اے میر
مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا

ہندوستان پنجاب سے گذر کر قادیانی مشن نے اپنا جھنڈا یورپ میں جا گاڑا ہے۔ جہاں وہ بذریعہ تحریر وتقریر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی مسیحیت اور مہدویت یا بالفاظ دیگر ملہمیت اور قبولیت پھیلا رہی ہیں۔ مگر اسلام کا محافظ بھی کیسا غیور اور حکیم ہے کہ وہ اندر ہی اندر ایسا انتظام کرتا ہے کہ کسی کو اس کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ سچ ہے

انّ ربّك لبا لمر صاد

قادیانی مشن نے یورپ میں مرزائیت کی اشاعت کا اچھا موقع پایا اور بڑی ہمت سے کام لے کر اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ مگر خدا نے اس کا انتظام ایسا کیا کہ ان کے منہ اور قلم سے ایسی باتیں مشہور کرائیں جن کی تکذیب علی الاعلان ہو رہی ہے۔ گو ہم نے سابقہ نمبروں میں دعا کی تھی اور اب بھی کرتے ہیں کہ خدا ان کی

تکذیب نہ کرے کیونکہ وہ باتیں ایسی ہیں کہ ان کی تکذیب سے ہمیں بلکہ کل مسلمانان عالم کو بھی رنج ہوتا ہے۔

ہم نہیں چاہتے کہ ناظرین کو ان باتوں کے سننے کے لئے انتظار میں رکھیں، نہ یہ چاہتے ہیں کہ اپنے الفاظ میں سنادیں اس لئے قادیانی مشن کے الفاظ نقل کردیتے ہیں۔

قادیانی مشن (جس میں کمال الدین وغیرہ شامل تھے) نے لندن میں جا کر بذریعہ تحریر وتقریر شائع کیا کہ ہمارے مجدد مرزا صاحب غلام احمد قادیانی نے الہام شائع کیا ہوا ہے کہ ترک مغلوب ہو کر پھر غالب آویں گے۔ضرور ایسا ہی گا۔

مشن کے ہیرو خواجہ کمال الدین نے ایک مطبوعہ خط ترکوں کے نام یورپ میں شائع کیا جس کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں ان کو تقوی اور صلاح شعاری کی نصیحت کی ہے اور دوسرے حصے میں ان کو قادیانی مشن کی تبلیغ بایں الفاظ کی ہے جو درج ذیل ہیں۔ترکوں کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:

> برادران ملت تمہیں بھی اپنے نبی مکرم کی وہ حدیث نہ بھولی ہوگی جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ خدا تعالی امت مرحومہ کی اصلاح وتجدید کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک مجدد بھیجا کرے گا۔خدا تعالی خود اسے مبعوث کرے گا اور اسے مسلمانوں کی تجدید اور تہذیب کے لئے مشرف بالہام کرے گا۔ یہ کس طرح ہوسکتا تھا کہ یہ صدی گذر جائے اور اس کے سر پر اس صدی کا مجدد پیدا نہ ہو ۔ چنانچہ وہ مقدس انسان عالی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہنجاب ہند کے وجود مسعود میں پیدا ہوا۔ چونکہ وہ خادم اسلام تھا لازماً اس والا ہمم کو تمہارے حالات معاملات سے دل چسپی تھی۔تمہیں وہ دن یاد ہوں گے جب تمہارا جنگ یونان سے تھا۔ اس وقت اس خدا کے ولی نے تمہاری فتح ونصرت کیلئے دعا کی اور اس وقت اس پر یہ بھی خدا تعالی نے ظاہر کیا تھا کہ سلطنت عثمانیہ کو بہت ضعف اور نقصان خود اپنی قوم کے غداروں سے پہونچنے والہ ہے۔ یہ باتیں شاید ۱۸۹۶ میں حوالہ قلم وکاغذ ہو کر ملک میں شائع ہوگئیں اور ٹرکی میں وقتاً فوقتاً غداروں اور دغابازوں کی نسل نے بہ لباس اراکین سلطنت پیدا ہو کر اس پیش گوئی کو پورا کیا۔لیکن ۱۹۰۴ء میں

اس حضرت محمد ﷺ کے غلام کو ایک زبردست اور بین الہام ہوا جس میں خدا تعالی نے مجدد موصوف سے بالفاظ قرآن ہم کلام ہو کر تمہاری موجودہ مصیبت و ہزیمت کو بالوضاحت بیان کیا اور فرمایا

غلبت الروم فی ادنی الارض و هم من بعد غلبهم سیغلبون

(ترک اس زمین میں جوان کے ملحق و متصل ہے شکست پاویں گے اور پھر وہ اپنے شکست دینے والوں کو مغلوب کریں گے)۔

یہ پیش گوئی ایک ماہواری رسالہ موسوم بہ ریویو آف ریلی جنز میں بماہ جنوری ۱۹۰۴ء شائع ہوئی۔ یہ رسالہ قادیان سے نکلتا ہے۔ اس پیش گوئی کا پہلا حصہ مسلمۃً پورا ہو چکا ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ لفظاً اور معناً پورا ہو گیا ہے۔ اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ عنقریب آئندہ واقعات اس پیش گوئی کے دوسرے حصہ کو پورا کر دیں گے ...

الہام میں تو وہ جگہ بھی بتلائی گئی ہے جہاں ترکوں نے شکست کھائی ہے۔ الفاظ ادنی الارض

جو عربی میں نہایت واضح اور ہر قسم کے شک وابہام سے پاک ہیں۔ اس سے وہ زمین مراد ہے جو سرزمین ترکان سے ملحق و متصل ہو اور اس سے صاف طور پر مراد سرزمین (اتحادیان بلقان) ہے۔

اس الہام کو مؤکد کرنے کے لئے الہام بالا کا پچھلا حصہ جس میں بلقانی اقوام کی شکست و ہزیمت کا ذکر ہے پہلی پیش گوئی سے چار سال بعد الہام ہوا اور جنوری ۱۹۰۸ء میں خدا تعالی کے ولی نے اس الہام کی تعبیر اور تعیین میں ذیل کے الفاظ فرمائے جو اس کے وطن میں کے بعض اخباروں میں اس وقت چھپ گئے اور وہ یہ ہیں:

خدا کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ ترکی بالفاظ یورپ ایک مریض سلطنت ہے اس کے ارا کین سلطنت جیسے کہ مجھ پر ظاہر ہوا ہے غدار، دغاباز، نمک حرام اور خودغرض ہیں۔

آلات حرب اور تعلیم حرب کے لحاظ سے اس وقت ترک کل اقوام یورپ

سے بہت پیچھے ہیں ۔ اس کے چاروں طرف اس کے دشمن ہی دشمن یورپ میں ہیں ۔ کسی دیگر اسلامی سلطنت سے اسے کوئی ساز داری نہیں ۔

بظاہر ٹرکی سلطنت کو کوئی امید زیست نہیں لیکن یہ مقدر ہو چکا ہے کہ ٹرکی عنقریب مظفر و منصور ہوگا اور یہ فتح و نصرت اسے چند سال میں ہونے والی ہے ۔ ان لوگوں کو کہہ دو میرا خدا کہتا ہے جو صرف آنکھ سے دیکھی ہوئی چیز پر ایمان رکھتے ہیں اور جن کا بھروسہ کل کا کل ظاہری اسباب پر ہے ہم نے ارادہ کر لیا ہے کہ ہم ٹرکی کی اس لئے مدد کریں کہ وہ حرمین شریفین کی خادم ہے جو اس کو ہلاک کریں گے وہ خود ہلاک ہوں گے ان لوگوں کو کہہ دے کہ خداوند یوں فرماتا ہے ۔ یہ اس کا وعدہ ہے اور خدا کے وعدے سچے ہی ہوتے ہیں یہی مقدر ہو چکا ہے اور یہی ہو کر رہیگا ۔ (بدر مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۱۳ء)

خواجہ کمال الدین صاحب نے ایک خط اپنی جماعت قادیانی کو لکھا وہ بھی قابل دید ہے ۔ لکھتے ہیں :

برادران قوم ! یہ نازک وقت ہے جو امت محمدیہ پر آیا ہے اور یہ وقت دعا ہے اس لئے نصرت اسلام کے لئے بہت عجز و ابتہال سے دعا کرو ۔ احمدی قوم کو ایک خاص وجہ سے بھی اس دعا میں مسروف ہونا چاہیے ۔ یہی وہ جنگ میں جس کے متعلق حضرت امام (مرزا غلام احمد قادیانی) کو ۱۹۰۴ء میں بالفاظ قرآن الہام ہوا

غلبت الروم فی ادنی الارض و هم من بعد غلبهم سیغلبون ۔

آج اس کا ایک حصہ اپنے لفظی معنوں میں پورا ہو گیا ۔ ترک ادنی الارض یعنی اس زمین میں جو ان کی سلطنت سے ملحق اور متصل ہے، یعنی سرزمین بلقان، وہاں مغلوب ہو گئے ۔

انہوں نے ایام مصالحت مقام لندن میں اپنے مغلوب ہونے کو تسلیم کر لیا ہے اور خدا کے الفاظ نو سال کے بعد پورے ہو گئے ۔

اب اس کا دوسرا حصہ باقی ہے ۔

ایک نیک دل مومن کے لئے تو ہزاروں نشان حضرت مسیح موعود کی صداقت

میں موجود ہیں لیکن میرے زیر نظر اس وقت مغربی دنیا ہے خدا وہ وہ دن لائے جب یہ پیش گوئی لکھو کھہا مسلم غیر مسلم کی ہدایت کا موجب ہو۔

اس وقت جو کل دنیا کی نگاہ قسطنطنیہ کی طرف لگی ہوئی ہے اور مغربی دنیا کے اہل الرائے حتمی طور پر ترکوں کی شکست پر پیش گوئی کر چکے ہیں میں نے پسند کیا کہ انسانی پیش گوئی کے مقابل اس وقت رحمانی پیش گوئی پیش کروں ۔ ناظرین بدر کو علم ہے کہ سرزمین انگلستان میں یہ پیش گوئی تین ماہ سے شائع ہو چکی ہے ۔ اب میں نے ارادہ کیا کہ اس کی اشاعت کو بڑھاؤں ۔ میں نے ترکوں کو ایک عام خط لکھا ۔ یہ بزبان انگریزی ہے ۔ اور اس کی کا پیاں امریکہ افریقہ ایشیائے کوچک میں عمائد طبقہ کے علاوہ فرمانروایان ممالک کو بھی بھیج دیں ہیں ۔ اس کا ترجمہ عربی اور ترکی میں ہو رہا ہے ۔ اور تین چار دن تک پریس میں جا کر مصر ایشیائے کوچک عرب اور ٹرکی میں شائع کرنے کے قابل ہو جاوے گا ۔ مگر بی عمایدکے نام ایک خط بھی ہے کہ تمہاری پیش گوئی کے خلاف خدا کی پیش گوئی میں بھیجتا ہوں جس کے پورے ہونے کے منتظر رہو۔

میرے بزرگو! بہت نازک وقت ہے۔ دعا کرو ۔ راتوں کو اٹھو۔ گڑگڑاؤ۔ رؤو ۔ تہجد میں گریہ وزاری کرو ۔ خدا وہ دن لائے جب پیش گوئی کا دوسرا حصہ اپنے کامل رنگ میں پورا ہو۔ خدا وہ دن مجھے دکھلائے اور مجھے توفیق دے کہ جن کو میں نے آج مخاطب کیا ہے پھر ان کو مخاطب کروں ۔

وہ دن ہو گا جب اندھے دیکھیں گے اور لنگڑے چلیں گے اور جذامی جذام سے پاک صاف کئے جاویں گے ۔ پیارو دعا کرو دعا کرو ۔ یہ ایک معمولی بات نہیں یہ ایک زبردست روحانی حربہ ہوگا جو مذہب عیسائیت کے پاش پاش کرکے کے لئے کافی ہوگا۔

یہ اس خدائے قدوس کا پتہ دے گا جس کا آج تعلق صرف اسلام سے ہے اور عیسائی دنیا سے نہیں ۔ تم دیکھو گے کہ تمہارا مسیح اس مغربی دنیا میں کس قدر جلدی قبول کیا جاتا ہے جس مصلحت پر اس کا نام مسیح رکھا گیا ہے اس کے

ظہور کا وہ پہلا دن ہوگا۔ خدا وہ دن مجھے دکھلائے اور مجھے توفیق دے۔ تو میں سمجھوں گا کہ میرا اس طرف (لندن) آنا اکارت نہ گیا۔ اس لئے پھر دعا کے لئے عرض کرتا ہوں۔ (اخبار بدر قادیان۔ ۲۰۔ مارچ ۱۹۱۳ء)

قادیانی مشن کے متعلق خواجہ صاحب کا ایک خط درج ذیل ہے:

اس وقت بالکل مطلع صاف ہو رہا ہے۔ جس طرح ترکوں نے اپنی مغلوبیت خود پسندوں میں آ کر ایام کانفرنس صلح میں تسلیم کی تھی، اس کے بالمقابل اتحادیان بلقان کا ومن بعد غلبهم سيغلبون کا مصداق ہونا یورپیئن پریس میں دن بدن مانا جا رہا ہے۔ اب یورپئین طاقتیں فکر میں ہیں کہ بہت جلد بیچ بچاؤ کر دیں۔ مانٹی نگرو کی تباہی قریباً ہو چکی ہے۔ سقوطری کا قبضہ خواب وخیال ہونے لگا۔ یورپئن دھمکیاں سرد ہو رہی ہیں۔ میرے نزدیک ایک پیش گوئی تو پوری ہو رہی ہے۔ لیکن میں اس دن کا منتظر ہوں جس دن علی الاعلان اتحادیوں کی مغلوبیت تسلیم کر لی جاوے، اور پھر صداقت محمدیت اور عرفان احمدیت کی طرف کل یورپ کو بلا جائے۔ اے خدا وہ دن جلد لا۔ اسلام کو غالب کر اور ہم کو اس کفرستان عیسائیت میں یہ کہنے کا موقع دے مجھ کو خدا کی قسم جس نے مجھے بنایا اب آسمان کے نیچے دین خدا یہی ہے۔

اے مولا! وہ دن لا جب ہم کہیں کہ خدا کی بڑی نعمت جس کا نام الہام یا مکالمہ الہیہ ہے وہ اب بھی ممکن ہے... اور اس کے وارث وہ ہیں جو حقیقی مسلمان ہیں وہ ہم ہیں۔

اے مولا! تو سچا اور تیرے وعدے سچے۔ ابھی کل کی بات ہے جب کل یورپ ترکی کو بیمار کہتا تھا اور تو بے اپنے خاص بندے کو اطلاع دی اور اس نے تیرے بلائے ہوئے الفاظ بولے۔

خدایا! تو عالم الغیب ہے۔ ترکی آج یورپ کی اصطلاح میں بیمار ہے۔ وہ آلات حرب وتعلیم میں کل یورپئن اقوام سے پیچھے ہے۔ اس کے ارد گرد کل دشمن ہی دشمن ہیں۔ اس کا کوئی تعلق دیگر اسلامی ریاستوں سے نہیں۔ بظاہر

اس کی زیست کی کوئی امید نہیں لیکن وہ عنقریب مظفر و منصور ہو گی اور یہ چند سالوں میں ہو کر رہے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ الفاظ چند سال ہوئے بولے گئے۔ اور ابھی دو ماہ ہوئے ٹرکی کا جنازہ پڑھ دیا گیا۔ لیکن قدرت کے کاروبار نمودار ہو گئے۔ آج سب سے پہلے اس کی طرف سے آواز آتی ہے کہ بحرہ روم یعنی میڈی ٹرینین کی حفاظت اٹلی سپین آسٹریا اور ترکی کے حوالے ہونی چاہیے۔ سبحان اللہ وہی ٹرکی جس سے تعلق رکھنا ننگ و عار ہے، آج اس کو اتحادیوں میں شامل کیا جانے لگا ہے اور وہ بھی اٹلی کی طرف سے۔

اے احمدی قوم! خوش ہو۔ ایمان میں ترقی کر۔ خدا کا نور دنیا میں پھیلا۔ تیرا وقت قریب آتا ہے جب تیری آواز دنیا سنے۔ کیا خدا کے کام ہیں۔ مجھے کہاں سے خدا کہاں لایا۔ صرف اس لئے کہ پیش از وقت جب کل دنیائے یورپ ٹرکی کو مغلوب سمجھے، اس وقت بماہ دسمبر یورپ میں پیش گوئی کا اعلان کروں۔ اور پھر اگر خدا کو منظور ہو، تو پھر آنے والہ دن بھی دیکھ لیویں جب میرے مرزا کی پیش گوئی کامل طور پر پوری ہو جاوے الحمد لله۔ برادران دعا کرو اور اگر یہ مبارک دن اور روز عید دیکھو تو اس کے شکریہ میں قربانیاں کرو

انّا اعطينا ك الكو ثر فصلّ لر بّك و انحر

کے اشارہ پر غور کرو۔ خدا دعا اور قربانی سے خوش ہوتا ہے۔ احمد کے نور کی مستحق نصف طور پر مسیحی قوم ہے اس نور کو مسیحی قوم تک مسیحی مما لک میں پہنچا دو۔ مت بھولو جو میرا مرزا کہہ گیا

چو مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

یہ پیش گوئی قسطنطنیہ اٹلی فرانس اسپین نیو یارک واشنگٹن آسٹریا جرمنی روس میں شائع ہو چکی ہے اور جگہ بھی شائع ہو رہی ہے۔

جس کا ترجمہ میں پچھلی ڈاک میں اشاعت بدر کے لئے بھیج چکا ہوں۔

خدا وہ دن لائے کہ یہ کامل طور پر پوری ہو اور پھر ہم یورپ کو مخاطب کریں اے خدا ایسا ہی کر یو۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ان خطوط کا مضمون کیا ہے؟ کسی حاشئے یا شرح کا محتاج نہیں۔عیاں را چہ بیان۔ مجھے یاد ہے جن دنوں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے پیش گوئی شائع کی تھی کہ قادیان میں طاعون نہ آئے گا، اسی اثنا میں مرزا غلام احمد صاحب کے چچا زاد بھائی مرزا نظام الدین سے میری ملاقات ہوئی ،تو میں نے پوچھا قادیان میں طاعون کا کیا حال ہے ۔انہوں نے کہا جس روز سے بھائی (مرزا غلام احمد) صاحب نے قادیان میں طاعون نہ آنے کی پیش گوئی کی تھی ہمارا ماتھا تو اسی روز ٹھنکا تھا کہ اب قادیان کی خیر نہیں۔ خدا اس کی تکذیب کرنے کو قادیان میں ضرور طاعون بھیجے گا۔سو ایسا ہی ہوا۔ اتنا طاعون قادیان میں آ گیا کہ مرزا صاحب قادیانی کا مدرسہ بھی بند اور جلسہ بھی بند۔

اسی طرح اس واقع کے متعلق وقوع ہوا۔تمام دنیا میں،حرم کعبہ میں،حرم مسجد نبوی میں، ترکوں کی فتح اور غلبہ کی دعائیں ہو رہی ہیں مگر خدا کی تقدیر کہ غلبہ نہ ہوا۔ کیوں نہ ہوا؟ آج یہ راز قدرت ظاہر ہوا۔خدا کو منظور تھا کہ ہندوستان کی طرح یورپ میں بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا اظہار بکمال وخوبی ہو جائے۔

ترکوں کو فتح ہوئی یا شکست ، یہ ایک دل فگار واقعہ سب دنیا کو معلوم ہے۔ اس کے اعادہ کی حاجت نہیں۔چونکہ آثار شروع سے بے ڈھب تھے اور قادیانی مشن کے سارے نہیں بعض ارکان تو بڑے ہشیار ہیں اسلئے ہوا کا رخ پہچان کر قادیانی مشن کے ایک ممبر نے بدر مورخہ ۳۔اپریل ۱۹۱۳ء میں ایک مضون لکھا جو درج ذیل ہے

> اڈریانوپل کی فتح کی خبریں پہنچنے پر بعض دوستوں کو میں نے دیکھا کہ اس بات پر اظہار افسوس کر رہے ہیں کہ غلبت الروم والی پیش گوئی کیوں شائع کی گئی ۔اور بعض لوگ اپنی طبیعت کے مطابق پیش گوئی کرنے والوں پر ہنس رہے تھے ۔ میرے خیال میں ان لوگوں کا افسوس اور ہنسی دونوں قبل از وقت ہیں ۔
>
> پیش گوئی میں اس بات کا کوئی ذکر نہیں کہ اڈریانوپل فتح نہیں ہوگا ۔ممکن

ہے کہ ایڈر یا نوپل کے علاوہ اتحادیوں کو اور بھی فتوحات ہوں۔ ممکن ہے دشمن قسطنطنیہ سے گذر کر یروشلم تک پہونچ جائیں اور اس کے بعد مسلمانوں کو فتح ہونی شروع ہو۔ جن لوگوں نے صلح حدیبیہ کے حالات پڑھے ہیں جن لوگوں کو اس بات کا علم ہے کہ کس طرح مغل نے بغداد برباد کرنے کے بعد غلاموں کے ہاتھ پر شکست کھائی جن لوگوں نے صلیبی جنگوں کی تاریخ مطالعہ کی ہے اس قدر جلد بازی سے کام لیں تعجب ہے۔

پیش گوئی شائع کرنے والوں نے الہام کے لفظوں سے ایسا یقین کیا کہ یہ الہام رومی سلطنت کے مسلمانوں کے متعلق ہے ہاں اصل علم اللہ تعالی کے پاس ہے یمحوا الله ما يشاء و يثبت و عنده علم الكتا ب

فتح محمد قادیان۔ (اخبار بدر قادیان ۳۔اپریل ۱۹۱۳ص ۴)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اس مضمون نے کیا اثر کیا اور کیا بتلایا۔ کہنے اور سمجھنے کی حاجت نہیں۔ کہاں وہ زور شور کہ یورپ اور امریکہ، فارس اور مراکش میں یہ پیش گوئی پھیلائی جاتی تھی کہ آخر کار ترکوں کو فتح ہوگی۔ اور کہاں یہ کہنا کہ اصل علم اللہ کے پاس ہے۔اور پھر یہ بھی خوف ساتھ لگا ہوا یمحوا اللّٰه ما يشاء و يثبت (خدا جو چاہتا ہے محو کر دیتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے) جس سے قادیانی اصطلاح میں یہ معنی ہیں کہ خدائی وعدوں کا کوئی اعتبار نہیں..حالانکہ خدا تو لا يخلف الميعاد ہے۔

ہوا کا رخ دیکھ کر اڈیٹر بدر نے خود بھی اس پیش گوئی (غلبہ شک) کی تاویل کی طرف دو طرح اشارہ کیا ہے اور خواجہ کمال الدین کے خط کے ذیل میں جہاں یہ فقرہ ہے:

ہم ایمان رکھتے ہیں کہ عنقریب آئندہ کے واقعات اس پیش گوئی کے دوسرے حصے کو پورا کر دیں گے۔

اس پر اڈیٹر بدر نے ایک مختصر سا نوٹ لکھا ہے کہ مگر کس رنگ میں:

اللہ تعالی بہتر جانتا ہے۔اڈیٹر

اس نوٹ میں اڈیٹر نے بڑی دور اندیشی کا ثبوت دیا ہے جس پر ہمیں ایک بہت پرانی حکایت یاد آئی۔

ایک بادشاہ آج کل کے درویشوں کا کچھ زیادہ معتقد تھا۔ بہت سے درویشوں کے وظائف بھی لگا رکھے تھے۔ ایک روز درویشوں نے کہا حضور نے فوج کا بہت سا خرچ اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ دشمن کا خطرہ ہے تو ہم دعا کریں گے خدا اس کو دفع کر دے گا۔ بادشاہ کی بدبختی جو غالب آئی اس نے فوج میں تخفیف کر دی۔ دشمن نے خبر ملتے ہی ملک پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ بادشاہ نے درویشوں کو بلا کر سارا ماجرہ بیان کیا۔ درویشوں نے کہا حضور غریب پرور دشمن ہم پر غالب نہیں آیا، بلکہ ہم اس پر غالب آئے، اس لئے کہ اس نے ہمارا ملک لیا تو ہم نے اس کا ایمان چھینا کیونکہ اس نے ہم پر ظلم کیا۔

خطرہ ہے بقول اڈیٹر بدر ترکوں کی فتح کہیں ایسے رنگ میں نہ ہو کہ دشمنوں کا ایمان چھین لینے تک نوبت پہنچ جائے۔

ہوا کا رخ دیکھ کر دوسرا جواب اڈیٹر نے یہ دیا کہ ترکوں نے اس لڑائی کو چونکہ جہاد کے نام سے موسوم کیا ہے اس لئے شکست یاب ہوئے کیونکہ مرزا صاحب قادیانی نے جہاد منسوخ کر دیا ہے۔ چنانچہ لکھا:

> ہمارے بعض مسلم اخبارات نے بھی اس جنگ (بلقان) کو مذہبی جنگ اور جہاد قرار دیا ہے اور ہمارے معزز مکرم خواجہ (کمال الدین) کا میلان بھی اسی طرف ہے۔ لیکن اگر یہ سچ ہے کہ ترک ایک جہاد میں مصروف ہیں تو پھر یہ بھی سچ ہے کہ ان کی شکست یقینی ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود (قادیانی) فرماتے ہیں اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال (بدر۔ ۲۰ مارچ ۱۹۱۳ء ص ۱۷)

کیا ہی معقول جواب ہے کہ چونکہ ترکوں نے جہاد کی نیت کی ہے اس لئے شکست ہوئی۔ ہم نہیں سمجھتے ان لوگوں نے جہاد کو کیا سمجھا ہے۔ شاید آریوں کی طرح یہ سمجھا ہے کہ کافروں کو جبراً مسلمان بنانے کے لئے تلوار چلانا جہاد ہے۔ کیا قادیانی مشن ہمیں بتائے گا کہ جہاد کی کیا تعریف ہے اور وہ آج کل کیوں ایسا قابل ترک ہے کہ ترکوں جیسی آزاد سلطنت بھی اس کی نیت سے شکست یاب ہوتی ہے۔ بہر حال ناظرین دیکھ چکے ہیں کہ قادیانی مشن (یہ مضمون صفحہ ۵ پر بھی ہے لیکن وہ صفحہ موجود نہیں۔ بہا)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ مئی ۱۹۱۳ء مطابق ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۳۱ھ، نمبر ۳۰ جلد ۱۰۔ ص ۱ تا ۴)

قادیانی مشن کے متعلق ایک سوال کا جواب اور تصحیح

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسری لکھتے ہیں:

۱۶مئی ۱۹۱۳ء کے اخبار اہل حدیث امرتسر میں ایک سوال مولوی گل محمد صاحب ساکن بستی کدنہ ضلع مظفرگڑھ کی طرف سے اس مضمون کا چھپا تھا کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب پٹیالوی کی پیش گوئی جس میں مرزا صاحب قادیانی کی موت کا ذکر ہے، مرزا صاحب کی کس کتاب میں درج ہے۔

میں نے اس سوال کا جواب لکھا تھا مگر کتاب کا نام چشمہ رحمت لکھا گیا۔ اس کتاب کا یہ نام نہیں بلکہ اس کا نام چشمہ معرفت ہے۔ یہ کتاب مرزا صاحب قادیانی کے فوت ہونے سے صرف چند دن پہلے شائع ہوئی تھی جس میں آپ نے مندرجہ ذیل مضمون ڈاکٹر عبدالحکم خان صاحب پٹیالوی کی پیش گوئی کے متعلق لکھا:

ایسا ہی کئی اور دشمن مسلمانوں میں سے میرے مقابل پر کھڑے ہوکر ہلاک ہوئے اوران کا نام ونشان نہ رہا۔

ہاں آخری دشمن ایک اور پیدا ہوا ہے جس کا نام عبدالحکیم ہے اور وہ ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے۔ جس کا دعوی ہے کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۴۔ اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤنگا۔ اور یہ اس کی سچائی کے لئے ایک نشان ہوگا۔

یہ شخص الہام کا دعوی کرتا ہے اور مجھے دجال اور کافر اور کذاب قرار دیتا ہے۔ پہلے اس نے بیعت کی اور برابر بیس برس تک میرے مریدوں اور میری جماعت میں داخل رہا۔ پھر ایک نصیحت کی وجہ سے جو میں نے محض للہ اس کو کی تھی مرتد ہوگیا۔

اور نصیحت یہ تھی کہ اس نے یہ مذہب اختیار کیا تھا کہ بغیر قبول اسلام اور پیروی آنحضرت ﷺ کے نجات ہوسکتی ہے، گو کوئی شخص آنحضرت ﷺ کے وجود کی خبر بھی رکھتا ہو۔

چونکہ وہ دعوی باطل تھا اور عقیدہ جمہور کے بھی برخلاف، اس لئے میں نے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا۔ آخر میں نے اسکو اپنی جماعت سے خارج کر دیا۔ تب اس نے یہ پیش گوئی کی کہ میں (مرزا قادیانی) اس کی زندگی میں ہی ۴۔ اگست ۱۹۰۸ء تک اسکے سامنے ہلاک ہو جاؤنگا۔ مگر خدا نے اس کی پیش گوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہونگا۔

سو یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ بلا شبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالی کی نظر میں صادق ہے خدا اس کی مدد کرے گا۔

(چشمہ معرفت۔ص ۳۲۱،۳۲۲)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مندرجہ بالا عبارت میں قادیانی مرزا جی نے صاف لکھا ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب پٹیالوی کا یہ کہنا کہ ۴۔ اگست ۱۹۰۸ء تک میں (مرزا غلام احمد قادیانی) ہلاک ہو جاؤنگا بالکل غلط نکلے گا۔ لیکن واقع جو ہوا، اسے مرزائی بھی جانتے ہیں۔ یعنی مرزا جی ۴۔ اگست ۱۹۰۸ء سے پیشتر فوت ہو کر ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب پٹیالوی کو سچا اور اپنے آپ کو جھوٹا ثابت کر گئے۔ فالحمد للہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰ مئی ۱۹۱۳ء مطابق ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۳۱ھ، نمبر ۳۱ جلد ۱۰ ص ۱۰)

قادیانی مسیح اور موعود مسیح

شیر قالیں دگر است شیر نیستاں دگر ست

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۴۔ اپریل ۱۹۱۳ء میں ہم نے ایک مضمون بعنوان: خواجہ کمال الدین لاہوری اور قادیانی مسیح، وغیرہ لکھا تھا۔ جس کا مختصر مطلب یہ تھا کہ خواجہ کمال الدین جو ولایت میں جا کر انگلستان وغیرہ ممالک کی شکایت کرتے ہیں کہ وہاں عام طور پر دین سے غافل لوگ ہیں، بلکہ دین کو ایک بے معنی چیز جانتے

ہیں ،حالانکہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ مسیح موعود کے زمانے میں اسلام تمام اطراف عالم میں پھیل جائے گا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ بقول مرزا صاحب، مسیح موعود (مرزا قادیانی) تو آ گئے مگر اسلام اطراف عالم میں نہ پھیلا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود ہنوز نہیں آئے۔

مضمون ایسے متین الفاظ میں تھا کہ غالباً کوئی لفظ دل آزار نہ تھا۔ بلکہ حسب عادت اہل حدیث محض واقعات صحیحہ اور روایات منقولہ پیش کی تھیں۔ اس کا جواب یہ چاہیے تھا کہ قادیانی مشن اس کے متعلق غلط فہمی کو دور کرتا۔ مگر ایسا تو جب کرتا کہ اس کے پاس اس کا حقیقی جواب ہوتا۔ اس لئے اس نے جو کچھ جواب دیا، وہ حسب حیثیت اچھا دیا اور خوب دیا۔ ہم چاہتے ہیں ہمارے ناظرین اس جواب سے اسی طرح حظ اٹھائیں جیسے ہم نے اٹھایا۔ اس لئے سارا نقل ہے۔ اڈیٹر بدر قادیان لکھتا ہے:

خواجہ کمال الدین صاحب کی اس تحریر پر کہ یورپ کے لوگ اسلام اور اہل اسلام کے مٹانے کے در پئے ہیں، ایک امرتسری مولوی صاحب یہ نوٹ چڑھاتے ہیں کہ چونکہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ میں لکھا تھا کہ جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر اسلام کا غلبہ کا ملہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور بعد میں مرزا صاحب نے خود مسیح ہونے کا دعوی کیا مگر سیاسی غلبہ اسلام کو نہیں ہوا اس لئے ان کا دعوی غلط ہوا۔

نہایت افسوس کی بات ہے کہ جن امور کو حضرت اقدس (مرزا قادیانی) خود اپنی کتابوں میں بوضاحت ظاہر کر چکے ہیں ان پر جان بوجھ کر بار بار اخفائے حق کے لئے خامہ فرسائی کی جاتی ہے۔

حضرت صاحب (مرزا قادیانی) نے تو براہین میں یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح آسمان سے آئے گا (بالکل ٹھیک لکھا ہے۔ ثناء اللہ) اصل بات یہ ہے کہ جب تک خدا تعالی نے ان پر یہ بات بذریعہ پاک کے نہ کھول دی کہ

مسیح ناصری فوت ہو چکے ہیں،

اور آنے والا مسیح تو ہی ہے،

اور مسیح کی آمد سیاسی غلبہ کے لئے نہیں بلکہ روحانی غلبہ کے واسطے ہے،

تب تک وہ عام خیالات میں اپنے ملک کے مولویوں کے ساتھ ہم خیال تھے (کیوں؟ کیا خود علم سے خالی تھے؟ ثناءاللہ امرتسری)۔

اور اس میں کوئی حرج کی بات نہیں بلکہ یہ ان کی سچائی کا نشان ہے کہ انکا کاروبار کسی منصوبہ کی بنا پر نہ تھا، بلکہ محض مشیت ایزدی کے نیچے۔

سو جب سے حضرت مرزا (قادیانی) صاحب کا ظہور ہوا ہے، دین عیسوی کا بطلان دن بدن ظاہر ہوتا جاتا ہے ۔خود یورپ، امریکہ میں اس سے بیزاری ہورہی ہے (دین عیسوی سے بیزاری تو عرصہ سے ہورہی ہے۔سوال تو یہ ہے کہ اسلام کیوں نہیں پھیلا جو مسیح موعود کا کام تھا۔ثناءاللہ امرتسری) اور ابھی کیا معلوم کہ خدا تعالی کس کس کو اس پاک دین میں مسیح اور اسکے خدام کے طفیل داخل کریگا۔

جن لوگوں نے یہودیت کا رنگ اختیار کرلیا ہے، وہ مطابق سنت ذلیل ہوں گے، ہلاک ہونگے۔ان کے مٹنے سے اسلام نہیں مٹ سکتا۔ بلکہ اسلام کی جماعت پاک وصاف ہوکر پہلے سے زیادہ شان کے ساتھ چمکے گی۔

یہ مختصر جواب امرتسری (مولانا ثناءاللہ) صاحب کی تحریر کا ہے جنھوں نے خواجہ (کمال الدین) صاحب کو لکھا ہے کہ ٹھنڈے ملک میں جا کر ٹھنڈے دل سے غور کریں ۔امید نہیں کہ خواجہ (کمال الدین) صاحب انہیں قابل خطاب سمجھیں، اس واسطے تھوڑا سا ہم نے لکھ دیا، باقی کچھ دہلی کے گرم ملک سے گرم تحفہ بھی پہنچ رہے گا۔

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اخبار بدر قادیان نے اس جواب میں اپنے ناظرین کو کئی دھوکے دیئے ہیں۔ چونکہ اس کا منشاء یہی ہوتا ہے کہ ناظرین تک صحیح حالات نہ پہونچیں، اس لئے وہ اخبار اہل حدیث کا مطلب اخبار اہل حدیث امرتسر کی عبارت میں نہیں دکھاتا، بلکہ حسب سنت مرزائیہ اپنی طرف سے اس کے لئے الفاظ گھڑتا ہے۔ چنانچہ اس نے اس جواب میں بھی ایسا ہی کیا۔ہم نے براہین احمدیہ مصنفہ مرزا صاحب قادیانی سے ایک عبارت نقل کی تھی جس کے پورے الفاظ یہ ہیں:

هو الّذی ارسل رسو له با لهدی و دین الحقّ لیظهره علی

الدّین کلّه ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کا ملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاویں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ (براہین احمدیہ۔ جلد۴ص ۴۹۸)۔

اس عبارت میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے دو دعوی کیئے ہیں۔ یہ کہ مسیح موعود کے زمانہ میں:

۱۔ مسلمانوں کی سیاسی ترقی کا ہونا۔

۲۔ دین اسلام کا جمیع اقطار عالم میں پھیل جانا۔

اس کے جواب میں قادیانی اخبار بدر نے جو یہ عذر کیا ہے کہ مرزا صاحب کا یہ خیال پہلے تھا پیچھے نہیں رہا، بلکہ انہوں نے صاف الفاظ میں تردید کردی تھی اس لئے بدر کی تکذیب کے لئے ہم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی سب سے آخری تصنیف دکھاتے ہیں جس میں مرزا صاحب قادیانی خود بدر قادیان کے اس دعوی کی تکذیب کرتے ہیں۔ اہل انصاف غور سے سنیں:

چونکہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں، اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے۔ کیونکہ یہ صورت آپ ﷺ کے زمانے کے خاتمے پر دلالت کرتی تھی۔ یعنی شبہ گزرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہوگیا کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی، جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں، زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے۔

اور اسکی تکمیل کے لئے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے۔

پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت ﷺ ہیں اور اس کے اخیر میں مسیح موعود

ہے۔اورضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو، جب تک کہ وہ پیدا نہ ہولے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوۃ کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اوراسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہےاوروہ یہ ہے

هو الّذی ارسل رسو له با لهد ی و دین الحقّ لیظهره علی الدّین کلّه

یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کوایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے۔یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کوعطا کرے۔ اور چونکہ وہ عالم گیر غلبہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا، اورممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں تخلف ہو اس لئے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں کہ یہ عالم گیرغلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔

(چشمہ معرفت۔ص۸۲۔۸۳)

یہ عبارت جس کتاب کی ہے وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی کی آخری کتاب ہے، جوآپ کے انتقال سے ایک ہفتہ پہلے شائع ہوئی تھی۔

اہل انصاف اس عبارت کو غور سے دیکھیں اور فیصلہ کریں کہ اس عبارت کے لکھنے تک مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، مسیح موعود کی نسبت کیا خیال رکھتے اور ظاہر کرتے تھے۔

یہی کہ میں (مسیح موعود) دنیا میں اسلئے آیا ہوں کہ حسب منشاء اس آیت کے اسلام کو عالم گیر غلبہ حاصل کراؤں۔

کیا اب ہم مرزا صاحب قادیانی کے دعوی کو مرزا قادیانی کے اقوال میں صحیح سمجھیں یا اڈیٹر بدر کے قول میں دیکھیں۔

مختصر یہ ہے کہ جو مضمون مرزا صاحب قادیانی نے براہین احمدیہ میں لکھا تھا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں اسلام کو عالم گیر غلبہ حاصل ہوگا، تمام دنیا پر اس کو پولیٹکل (سیاسی) اقتدار ہوگا، آپ مرتے دم تک اسی خیال پر رہے تھے۔اس لئے ہمارا حق ہے کہ ہم قادیانی جماعت سے یہ سوال کریں کہ کیا مسیح موعود آیا یا نہیں؟

آیا تو اس کے دم قدم سے یہ آثار دنیا میں پائے گئے یا نہیں؟
پائے گئے تو ہم آج ہم اسلامی دنیا پر جو مصائب اور آفات کی کہانیاں سنتے ہیں یہ سب خواب میں سنتے ہیں یا بیداری میں دیکھتے ہیں؟
خواب میں ہیں تو خدا اس کی تعبیر اچھی کرے۔
بیداری میں ہیں تو مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ہمیں کیا فائدہ دیا۔
یا وہی مثال صادق ہوئی

تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

باقی رہا اڈیٹر اخبار بدر قادیان کا یہ کہنا کہ خواجہ کمال الدین اہل حدیث کو قابل خطاب نہیں سمجھیں گے، قادیانی اعتقاد میں ایسا کہنا گناہ عظیم نہیں بلکہ کفر ہے۔ کیونکہ جس حال میں خود بدولت مرزا صاحب قادیانی مجھ کو قابل خطاب سمجھیں بلکہ میرے ساتھ آخری فیصلہ کا اعلان شائع کریں اور اس کا نام رکھیں:

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

تو ان کا ایک ادنی خادم میری نسبت یہ خیال کرے کہ میں ان کے لائق خطاب نہیں، تو اس کے معنی صاف ہیں کہ وہ اپنے آپ کو مرزا صاحب قادیانی سے افضل جانتا ہے۔ اس لئے جن لوگوں سے مرزا صاحب خطاب کرتے تھے یہ ادنی خادم ان کو قابل خطاب نہیں سمجھتا۔

بدر خود ہی بتلا وے کہ ایسا خیال کرنا قادیانی مذہب میں کفر ہے یا نہیں۔

ہاں ہم مانتے ہیں کہ خواجہ کمال الدین ہمارے اعتراض کا جواب نہ دیں گے مگر ہم یہ بدگمانی نہیں کرتے کہ وہ ہم کو نا قابل خطاب سمجھیں گے بحالیکہ ان کے امام اور خلیفہ سب مجھ سے اور میں ان سے خطاب کرتے ہیں، بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ اخبار اہل حدیث امرتسر کے مواخذات بہت سخت اور نا قابل تردید ہوتے ہیں

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

خیر ہمیں بھی خواجہ کمال الدین کے خطاب میں کوئی خاص لذت نہیں، نہ ہمارا

ان سے مطلب ۔ ہم تو پبلک اہل اسلام کو یاد دلاتے ہیں کہ مسیح موعود کے آنے کا مقصد اور نتیجہ جو علم الٰہی میں تھا، وہ نہ ہمارے مذہب کے مطابق پورا ہوا، نہ خود مرزا صاحب قادیانی کی تصریحات کے مطابق ہوا۔ اس لئے مرزا صاحب قادیانی کا تشریف لانا ہمارے بہت پرانے ایک شعر کا مصداق ہوا جو ہم نے ایک دفعہ قادیانی مشاعرہ کے ضمن میں لکھا تھا

کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے تیرا آنا جانا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶۔ جون ۱۹۱۳ء مطابق ۳۰ جمادی الثانی ۱۳۳۱ھ جلد ۱۰ نمبر ۳۲ ص ۱۔۳)

سفرِ انگلستان کی اصلی غرض

خواجہ کمال الدین صاحب وکیل جس دن سے انگلستان میں تشریف لے گئے ہیں بہت سے سادہ لوح مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ولایت میں حمایت واشاعت اسلام کے لئے تشریف لے گئے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ تمام اسلامی اخبارات بلاامتیاز مذہب وملت ان کی مدح سرائی کے راگ الاپ رہے ہیں ۔

ان کے علاوہ عام انگریزی خوانوں کا تو یہ خیال ہے کہ خواجہ صاحب چند روز میں سارے انگلستان کو مسلمان کر دیں گے ۔ دھڑا دھڑ چندے جمع ہو رہے ہیں۔ مسلم انڈیا ریویو کے لئے خریدار پیدا کئے جا رہے ہیں۔ کانفرنسوں میں ان کے لئے بڑی بڑی رقمیں وقف کی جا رہی ہیں۔ اور یہ سب کچھ کون کر رہے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب قادیانی کو رسول اور نبی یا مہدی اور مسیح نہیں مانتے۔ چندے جمع کرنے کے لئے تو سب تیار ہیں مگر کوئی خدا کا بندہ اتنا نہیں سوچتا کہ خواجہ صاحب کے سفر انگلستان کی اصلی غرض کیا ہے؟

خواجہ صاحب علم دین کے کوئی زبردست عالم فاضل نہیں علم عربی میں اون کو کوئی اعلیٰ مہارت حاصل نہیں ۔قرآن کریم کے معانی اور مطالب پر جس قدر اون کو عبور ہے وہ اون کے ایک دو رٹے ہوئے لیکچروں کے سننے والوں پر پوشیدہ نہیں۔ علم

حدیث وفقہ واصول یا دیگر علوم مبادی قرآن کریم میں جس قدر اون کا بلند پایہ ہے وہ خود اون کے ہم مشرب وہم مذہب بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔ پھر اس برتے پر تتا پانی۔ یورپ اور وہ خواجہ صاحب کے ہاتھ پر مسلمان، یہ ایک دل خوش کن خواب ہے۔ خواجہ صاحب اور اون کے مسیح موعود ومہدی معہود اور رسول و نبی قادیانی نے ہندوستان کے عیسائیوں پر تبلیغ کر کے جس قدر اسلام کی روحانیت پھونکی ہے اور جس قدر دجال کے مردہ دلوں کو زندہ کیا ہے وہ تمام ہندوستان کے رہنے والوں پر پوشیدہ نہیں اب ہندوستان کے بعد ولایت کی باری آئی

تو برون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی

خواجہ صاحب کا یہ سفر اگر محض اسلام اور اشاعت اسلام کے لئے ہو تو اس سے انکار کرنا کسی مسلمان صاحب ایمان کا کام نہیں، بلکہ خواجہ صاحب کے سفر انگلستان کی اصلی غرض مرزا قادیانی کی نبوت اور رسالت کی تبلیغ ہے۔

اس وقت تو ممکن ہے کہ بہت سے مسلمان میرے اس لکھنے سے بگڑیں گے منہ چڑائیں گے مگر وہ یاد رکھیں کہ بہت تھوڑے دنوں کے بعد ان پر اس حقیقت خود بخود کھل جائے گی اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ محض یاروں کی چالاکی اور ہشیاری تھی۔ میں اپنے اس دعوی کی تصدیق کے لئے ایک ایسی معتبر شہادت پیش کرتا ہوں اور ساتھ ہی شیخ یعقوب علی صاحب مالک واڈیٹر اخبار الحکم قادیان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اونھوں نے اس سفر کی اصلی غرض کو ظاہر کر کے حقیقت پر سے پردہ اوٹھا کر ہوش منداور عقل والے آدمیوں کو ایک بہت بڑے دھوکے اور مغالطے سے بچالیا ہے۔

اخبار الحکم مطبوعہ ۲۱۔۲۸ جنوری ۱۹۱۳ء،

ممالک غیر میں تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ،

کے عنوان سے اس سفر کی اصلیت کو جن الفاظ میں بیان کرتا ہے وہ یہ ہیں:

ہمارے مکرم بھائی خواجہ صاحب نے ولایت جا کر اس ضرورت کو بھی محسوس کر لیا ہے کہ تبلیغ اسلام میں حضرت مسیح موعود کی نبوت ورسالت کو پیش کرنا ہی کامیابی کا ذریعہ ہوسکتا ہے۔ چنانچہ ولایت کے ایک اخبار میں جو مضمون ٹرکی کے لئے فتح بعد از شکست کے عنوان سے لکھا ہے اس میں بڑے زور

سے احمد نبی کی نبوت کو پیش کیا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ یہی ایک طریق ہے جس سے مادیت اور دہریت کی خطرناک یورش میں ہم کامیاب ہو سکتے ہیں اس ہتھیار کو لے کر جب تک ہم میدان میں نہیں آئیں گے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اسلام کی کامیابی اسلام کی صداقت احمد قادیانی کی نبوت کے اندر مخفی ہے ...خواجہ صاحب نے انگلستان میں تبلیغ کے لئے اسی ذریعہ کو اختیار کیا ہے جس پر مادہ پرست غالب نہیں آ سکتے۔ اور وہ احمد نبی قادیانی کی نبوت کی تحدی ہے۔ چنانچہ اس پیام میں بھی انہوں نے لکھا ہے کہ کل دنیا کی روحانی فتح احمد مرسل (قادیانی) کے نام لیواؤں کے ہاتھ پر ہے۔ پس اس رسالت و نبوت کو دنیا کے سامنے پیش کرو۔

یہ بیان کسی شرح اور تفصیل کا محتاج نہیں جس مسلمان میں ذرہ بھر بھی عقل ہو گی وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ اس میں خواجہ صاحب اور اون کے ساتھیوں کی کس قدر ہوشیاری ہے اور ہمارے سادہ لوح مسلمانوں کی کس قدر غفلت اور ناعاقبت اندیشی ہے۔ اب مسلمانوں کو اختیار ہے وہ اگر چاہتے ہیں کہ مرزا کی نبوت اور رسالت کی تبلیغ میں مرزائیوں کی مدد کریں تو ان کو کون روک سکتا ہے۔ اور اگر انہیں اپنے ایمان و اسلام کا کچھ پاس ہے تو وہ خدا تعالی سے شرم کریں اور احتیاط سے کام لیں۔ اور اگر ہو سکے تو ملک میں سے چیدہ چیدہ قابل اور لائق علماء جو علم عربی و انگریزی میں مہارت تامہ رکھتے ہوں ان کو اس کام کے لئے تیار کر کے انگلستان بھیجیں۔

فقط۔ راقم خاکسار : م۔ ع۔ از گوجرہ منڈی

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں :

مولانا! معاف فرمایئے گا مجھے آپ کی اس رائے سے اتفاق نہیں میرا خیال تو یہ ہے کہ مرزائی (قادیانی) یورپ والوں کو اگر مرزائی بنانے میں کامیاب ہو جاویں تو ہم پھر بھی خوش ہیں اس لئے کہ مرزائی وہی ہو گا جو اسلام کا قائل ہو گا یورپ اسلام کا قائل ہو کر کسی فرقے میں آ جائے ہم کو خوش ہونا چاہیے کیونکہ اسلام کے اندر لا کر ہمارا اون کا فیصلہ آسان ہو گا۔

ہاں اس میں شک نہیں کہ قادیانی مشن غلطی کرتا ہے جو نبوت محمدیہ کے ساتھ رسالت

احمد یہ بھی یورپ کے آگے پیش کرتا ہے اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ رسالت احمد یہ کا ثبوت دینا معمولی کام نہیں ممکن ہے۔ کوئی شخص مقابلہ میں وہ باتیں پیش کر دے جو مرزا صاحب کی نبوت پر وارد ہوتی ہیں یا کم از کم مباحثہ لدھیانہ کا رسالہ فاتح قادیان ہی بھیج دے تو کیا فائدہ اس لئے قادیانی مشن کو چاہیے کہ بغرض آسانی کار نبوت محمدیہ ہی سے مطلب رکھے رسالت مرزائیہ کا بوجھ اپنے ذمہ نے لے لیکن یہ لوگ ہماری سنیں گے؟ زمانہ خود بتلا دے گا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶۔ جون ۱۹۱۳ء مطابق ۳۰ جمادی الثانی ۱۳۳۱ھ جلد ۱۰ نمبر ۳۲ ص ۸)

مناظرہ سے فرار

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارے بعض دوست ہم پر اصرار کر رہے ہیں کہ قادیانی مشن کے متعلق اہل حدیث میں مضامین کا سلسلہ جاری رہنا چاہیے۔ ان کا منشاء یہ کہ ایک مقررہ عنوان کے نیچے ہمیشہ ان کا ذکر آتا رہے۔ چونکہ اہل حدیث بہت سے ایسے علاقوں میں بھی جاتا ہے جہاں پر قادیانی کا نام بھی کوئی نہیں جانتا۔ اگر بذریعہ اہل حدیث جانتا ہے تو ان کو اس سے کوئی مطلب نہیں، اس لئے سائل کے اصلی الفاظ ہم یہاں نقل کرتے ہیں جو اپنے دعوی کی دلیل بھی ساتھ ہی رکھتے ہیں۔ توقع ہے کہ ایسے بے تعلق احباب پر بھی ان الفاظ کا اثر ضرور ہوگا۔

بخدمت مولانا مولوی ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب فاتح قادیان

السلام علیکم و رحمة اللّٰه و برکاته

آپ نے مرقع قادیانی، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعی مسیحیت کی مرگ کے بعد شائع کرنا بند کر دیا۔ غالباً اس وجہ سے کہ اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔ مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کا یہ خیال واقعات کی بنا پر درست نہیں کہا جا سکتا۔

جہاں قادیانی مشن کے اس قدر اخبارات اور رسائل بہت سے لوگوں کو

صراط مستقیم سے بہکانے میں ساعی اور ایک حد تک کامیاب ہیں وہاں اگر ایک پندرہ روزہ رسالہ خاص ان کی گوشمالی کے لئے جاری رہتا اور وقتاً فوقتاً ان کے آئے دن کے پیش کردہ دلائل کی تردید کرتا تو اہل حق کے لئے بہت مفید ہوتا۔

یہ ایک خیال ہے جو خاکسار کے دل میں مدت سے آ رہا ہے، کہ یا تو مستقل رسالہ ان کے متعلق ہو، یا اخبار اہل حدیث ہی میں ایک سرخی مرزائی کوائف کے لئے خاص کر دی جائے۔

میں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جس خطرے یا جس دشمن کو کم خطرناک یا معمولی سمجھیں اس سے زیادہ نقصان کا ڈر ہوتا ہے۔ پس میں منتظر ہوں کہ برادران اہل حدیث اس خیال کے متعلق کیا رائے ظاہر کرتے ہیں۔

راقم ۔ خریدار نمبر ۲۷۸۲

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری ؒ لکھتے ہیں:

اس میں شک نہیں کہ یہ گروہ باوجودیکہ اپنی خاص نیو جس پر اس مذہب کی اصل بنیاد ہے بالکل خام رکھتا ہے لیکن اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ اپنے خیالات کی اشاعت میں بڑا سرگرم ہے۔ یہ کہنا آسان ہے جو قرآن شریف نے فرمایا ہے:

فسینفقو نها ثم لا تکو ن علیهم حسرة ثم یغلبو ن

(انکے اخراجات انکی کوششیں ان پر افسوس کی باعث ہوں گی اور یہ مغلوب کئے جاویں گے)

لیکن ایسے جوابات سے اصل حال پر کوئی اثر نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ہم کو ایک دوسری آیت پر عمل کرنا چاہیے جس کے الفاظ یہ ہیں:

قا تلو هم یعذ بهم الله با ید یکم۔

مطلب اس کا یہ ہے کہ مخالفین سے مقابلہ کرو، تمہارے ہاتھوں سے خدا ان کو بدلہ دیگا۔

اس آیت کریمہ نے ہم کو واضح طور پر بتلایا ہے کہ مفاسد کے رفع کرنے میں خدا تعالی پر بھروسہ کر کے اپنی کوشش سے کام لینا چاہیے۔ جب ہم ایسا کریں گے تو خدا تعالی بھی ہماری مدد کرے گا۔

ہم بھی جو اس فرقہ کی ریشہ دوانیاں دیکھ رہے ہیں، اس لئے نامہ نگار کی

رائے سے ہم کو اتفاق کرنا پڑتا ہے۔ ہاں نامہ نگار صاحب کو معلوم رہے کہ نیا رسالہ یا اخبار جاری کرنا علاوہ خریداروں کی مشکلات کے قانونی مشکلات بھی اس کی سخت روک ہیں۔ مجسٹریٹ کو اختیار ہے کہ پانچ سو سے پانچ ہزار تک جتنی چاہے ضمانت طلب کرے۔ اخبار سے الگ، پریس سے الگ۔ اس لئے اہل حدیث ہی میں اس کے متعلق ایک خاص عنوان رکھنا تجویز ہوا ہے جس کا نام ہوگا: قادیانی مشن۔

مجھے اس فرقہ سے جس قدر تعجب ہوتا ہے، دنیا کے کسی اہل مذہب سے نہیں ہوتا۔ کون نہیں جانتا کہ ہر مذہب مدعی ہے کہ ہمارے مخالف ہم سے اصولی بحث کر لیں۔ ہر ایک مذہب اپنے اصول کو مدلل اور مبرھن جانتا ہے، اسی لئے وہ دوسرے کو للکارتا ہے۔ لیکن قادیانی فرقہ اس کلیہ سے مستثنیٰ ہے۔

یہ گروہ اپنے اصول مذہب میں ایسا کمزور ہے کہ کبھی اس کو اپنے اصول مذہب پر بحث کرنے کی جرأت نہیں ہوسکتی۔ قادیانی مشن کے پیرو اپنے اصول مذہب بتلانے میں بوجہ خوف قلبی کے مخلوق کو دھوکہ دیتے ہیں۔ وہ اپنے اصول مذہب محض اسلامی اصول بتلاتے ہیں، حالانکہ انکے اصول مذہب مرزا صاحب کی شخصیت ہے، نہ کہ عام اسلامی اصول۔

اس لئے کہ مرزا صاحب قادیانی خود اور ان کے خلیفہ برحق حکیم نور الدین صاحب اسلام کے قائلین کو کافر اور جہنمی قرار دیتے ہیں جب تک وہ مرزا صاحب کی رسالت کا اقرار نہ کریں۔ (الحکم قادیان۔ ۲۸ فروری ۱۹۱۱ء)۔

پس قادیانی مشن کا اصل الاصول جناب مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا ہادی، مہدی، اور مسیح موعود ماننا ہے اور بس۔ دیگر اسلامی فرقوں سے اس کا امتیازی نشان یہی ہے۔ پس ضروری ہے کہ اس مذہب کے حامی سب سے پہلے مرزا صاحب قادیانی کی شخصیت پر بحث کرنے کو تیار رہیں۔ اسی طرح ان کے مخالف کا حق ہے کہ سب سے پہلے مرزا صاحب قادیانی کی شخصیت پر سوال کرے۔

مرزا صاحب قادیانی کی شخصیت کیا ہے؟ ان کے دعویٰ:

میں مسیح ہوں، مہدی ہوں، یہ ہوں، وہ ہوں۔

ان دعووں کے ثبوت دینے میں قادیانی مشن کے پیرؤوں کو دو قسم کے لوگوں

سے سامنا پڑے گا۔
الف۔ مسلمانوں سے جو اسلامی روایات کے قائل ہیں۔
ب۔ غیر مسلموں سے جو اسلامی روایات کے منکر ہیں۔
چونکہ ان دونوں قسموں کے لوگوں سے مقابلہ کرنا، اور ان دونوں کو قائل کرنا مختلف طریق چاہتا ہے، مرزا قادیانی خود بھی اس مشکل کو محسوس کرتے تھے۔ اس لئے انہوں نے ایک ایسا طریق اختیار کیا تھا جو ایسے بڑے اہم معاملہ کے شایان شان ہے جس کی ہم بھی داد دیتے ہیں کہ واقعی مرزا قادیانی نے جو طریق اپنے دعوی کے ثابت کرنے کیلئے پیش کیا تھا نہایت معقول، بہت ہی قابل تحسین ہے۔
مرزا صاحب قادیانی نے اپنی متعدد تصنیفات میں لکھا ہے کہ
میرے دعوی کو میرے الہامات اور پیش گوئیوں سے جانچو۔
(رسالہ شہادۃ القرآن از مرزا قادیانی۔ ص ۸۰ مفہوماً)۔
یہ بات واقعی سونے سے لکھنے کے قابل ہے کیونکہ منقولی مباحثات میں وہ زیادہ سے زیادہ ایک مولوی کے رنگ میں ہوں گے، اس سے زیادہ نہیں۔ یہ بات تو بالکل بدیہی ہے کہ ایک عالم دوسرے عالم کی رائے کا تابع نہیں ہوتا۔ ہاں جس صورت میں مرزا صاحب الہامی ثابت ہوں، اس صورت میں معمولی علم کے علماء کا فرض ہے کہ اپنے اجتہادی خیالات کو ان کے ماتحت کر کے اپنی غلطی کا اعتراف کریں۔
ہم نے جب سے میدان مناظرہ میں قدم رکھا ہے، مرزا صاحب قادیانی کے اس سنہری اصول سے ہم کو دلی اتفاق رہا ہے۔ اس لئے ہم ہمیشہ اس پہلو پر زور دیتے رہے ہیں کہ حسب وصیت و ہدایت جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ان کے الہامات اور پیش گوئیوں کی جانچ کی جائے۔ مگر افسوس قادیانی مشن کے پیرؤوں کو ہم نے اس میدان میں ہمیشہ بزدل پایا۔
حال ہی کا واقعہ ہے کہ موضع اٹھوال ضلع گورداسپور اور موضع محلانوالہ ضلع امرتسر میں علی الترتیب ۴۔۵، جون اور ۷۔۸ جون کو قادیانی جماعت کے جلسے تھے۔ مقامات مذکورہ کے مسلمانوں نے خاکسار کو مجبور کیا۔ یہاں تک کہ مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی محمد علی صاحب واعظ نے بھی سفارش کی۔ مولانا عبد

الجبار صاحب غزنوی نے ان لوگوں کی شہادت دی، تو خاکسار دونوں مقامات پر گیا۔ جا کر دیکھا تو قادیانی جماعت کو ایسا مرعوب پایا کہ کبھی کسی آریہ سماجی کو بھی ایسا نہ پایا ہوگا۔ ادھر سے بار بار پیغام بھیجا جاتا کہ

مرزا صاحب قادیانی کے الہامی معجزات کی نسبت ہم کچھ پوچھنا چاہتے ہیں

جواب یہی ملتا کہ حضرت عیسیٰ کی حیات ممات پر بحث کرو۔

مسلمان حاضرین سے جو رائے پوچھی جاتی تو وہ بیک زبان یہی کہتے کہ ہم

تو مرزا صاحب قادیانی کا صدق و کذب دیکھنا چاہتے ہیں۔

بس خاموش ۔، یہاں تک ان پر رعب طاری ہوا کہ ہماری طرف سے یہ سوال ہوا کہ

تمہارا امیر وفد کون ہے؟

جواب ملا ہم سب امیر ہیں۔

کیا یہ ان لوگوں کا کام ہے جو اپنے اصول کو مضبوط جانتے ہوں۔

یہی کیفیت قریب قریب دونوں مواضع میں رہی۔ ہاں محلا نوالہ میں ایک بات خاص قابل ذکر بھی پیش آئی کہ قادیانی مشن کی طرف سے ایک شخص تحصیل اجنالہ کا محرر پیغام لایا کہ ہمارا ارادہ آریوں کو وقت دینے کا ہے۔ آپ اور ہم ایک ہیں، ایسے موقع پر سب کو مل کر کام کرنا چاہیے۔

میں نے جواب دیا ہم تو اس اصول کے دل سے مؤید اور حامی ہیں۔ اس لئے آپ لوگ بعد دو پہر آریوں کو وقت دیں اور اس سے پہلے پہلے ہمارے ساتھ بیٹھ کر قضیہ طے کر لیں۔ پھر تم ہم سب ایک جگہ مل کر مخالفوں کے ساتھ بات کریں گے۔ یہ سنکر قاصد خاموش رہا۔ مگر پھر کر نہ آیا۔ اہل دانش کی رائے تھی کہ یہ بھی ایک چال ہے جس میں وہ ناکام رہے۔

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آریوں کو بھی وقت نہ دیا۔ حالانکہ آریوں سے خود ہمیشہ وقت لیا کرتے ہیں اور وہ بڑی فراخ دلی سے وقت دیتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ ایسا فرقہ دنیا میں کوئی ہوا ہے جو اپنے اصول مذہب پر بحث کرنے کو تیار نہ ہو۔ اس کا جواب یہی ہے کہ بجز قادیانی مشن کے کوئی نہیں۔

ہمارا یہ دعوی کہ قادیانی مشن اپنے اصول مذہب پر بحث کرنے سے ڈرتا

ہے۔ بظاہر کڑوا لگتا ہوگا اس کے جواب میں اتنا کہہ دینا کہ ہم نہیں ڈرتے ہرگز کافی نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اس کے لئے کافی یہ ہوگا کہ قادیانی مشن کے خلیفہ صاحب یا ان کے قائم مقام ہم کو نوٹس دیں کہ آؤ جس الہامی نشان سے چاہو ہمارے مسیح اور مہدی کی منہاج نبوت پر جانچ کرلو۔ کیا ایسا دن کبھی آئے گا؟ واللہ وہ روز ہمارے حق میں عید سعید سے کم نہ ہوگا۔..

ناظرین میں سے جو اصحاب اس مباحثہ سے دل چسپی رکھتے ہیں خدارا وہ پیسے خرچ کرکے بذریعہ جوابی کارڈ جناب مولوی حکیم نورالدین صاحب خلیفہ قادیانی کو اس طرف توجہ دلائیں اور جواب طلب کریں کہ وہ اپنے اصول مذہب پر سوالات سننے اور جوابات دینے کو تیار ہیں۔

خدا کرے خلیفہ صاحب موصوف اپنے آپ کو اس لقب کے مستحق ثابت کریں جو ان کے ماتحت ان کو دے رہے ہیں، یعنی خلیفۃ المؤمنین، صدیق ثانی، علامہ دوراں، حامی دین متین، الخ۔ (البشریٰ۔ص ا۔سرورق)۔

صدیق اول؄ کی شجاعت تو مشہور آفاق ہے۔ تمام عرب مخالف ہے۔ اپنے بے گانے ناموافق ہیں۔ مگر عزم بالجزم ہے کہ مرتدوں کے جہاد کو کوئی نہیں جائے گا، تو میں اکیلا جاؤنگا۔

خدا کرے اس زمانہ کے صدیق ثانی بھی ایسی جرأت دکھائیں اور یہ کہنے کا ہمیں موقع نہ دیں

شیر قالین دگر ست شیر نیستان دگر ست

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳۔۲۰ جون ۱۹۱۳ء مطابق ۷۔۱۴ رجب ۱۳۳۱ھ ص ا۔۲)

(اخبار بدر قادیان میں مرقوم ہے:

جلسہ احمدیہ اٹھوال کی رپورٹ کسی پچھلے اخبار میں شائع ہوچکی ہے۔ وہاں امرتسر بٹالہ وغیرہ مقامات سے بہت سے غیر احمدی مولوی صاحبان جمع ہوئے تھے اور مباحثہ پر بڑا زور دیتے تھے جو کہ اس وجہ سے نہ ہوسکا کہ مولوی صاحبان نے شرائط مباحثہ کو منظور نہ کیا، نہ سرکار سے منظوری لی، نہ اپنی تحریروں میں قبول کی، نہ وفات حیات مسیح کے مسئلہ کو صاف کیا۔ اس طرح مباحثہ کو خود ٹالا اور لوگوں میں مشہور کیا کہ ہمارے ساتھ مباحثہ نہیں کیا جاتا۔ اور بڑے زور سے دعوی کیا کہ ہم یہاں کے تمام احمدیوں کو لوٹا کر غیر احمدی بنادیں گے

۔مگر ہم دعا اور صبر کے ساتھ اپنا کام کر کے چلے آئے ۔ بدر قادیان ۷۔اگست ۱۹۱۳ء ص ۲)

مرزائیوں کی چال بازی

اور ہمارے احباب کی سادہ لوحی

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

بے شک حدیث شریف میں آیا کہ مومن اپنی صفائی کی وجہ سے جلدی دھوکہ میں آ جاتا ہے ۔ اور منافق ہوشیار چالباز ہوتا ہے ۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ سمجھانے سے بھی نہ سمجھے، بلکہ مومن کی شان ہے کہ ہر ایک واقع سے عبرت حاصل کرے۔

قادیانی مشن اور اس بانی اور پیروؤں کی ابتداء سے یہی کوشش رہی کہ پبلک کو اصل امر پر اطلاع نہ ہونے پائے۔

اصل امر کیا ہے؟ جناب مرزا صاحب کے دعووں کی حقیقت ۔

اس لئے وہ ہمیشہ اسی کوشش میں رہے کہ اپنے مخالفوں کو ادھر ادھر کی سنا کر ٹال دیں۔ایک بڑا بھاری ابلہ فریبی کا حیلہ حیات مسیحؑ کا مسئلہ لے رکھا ہے۔کوئی پوچھے کہ آپ کی مسیحیت کا کیا ثبوت ہے، جواب ملتا ہے حضرت عیسیٰؑ فوت ہو گئے۔

چونکہ خدا کو مجھے خاص طور پر قادیانی مشن کا کام سپرد کرنا تھا، اس لئے اس نے شروع ہی سے میرے دل میں یہ ڈالا کہ جس طرح ہو مرزا صاحب قادیانی کی اس چال سے پبلک کو آگاہ کیا جائے۔اس لئے میں نے ہر ایک تحریر اور تقریر میں مرزا صاحب قادیانی کے دعووں کی اصلیت دکھانے کی کوشش کی ۔

ہاں اس کے یہ معنی نہیں کہ میں اس مسئلہ میں مرزا صاحب قادیانی کے ہم خیال ہوں ۔معاذ اللہ۔ یا میں اس میں اپنا کچھ ضعف محسوس کرتا ہوں ۔نہیں، بلکہ موقع پڑے، تو اس مسئلہ میں بھی (بحث کے لئے) تیار ہوں۔ چنانچہ ریاست رام پور میں نواب صاحب کے روبرو اسی مسئلہ پر بڑی کامیابی سے بحث ہوئی تھی ۔

بلکہ میں اس لئے اس مسئلہ سے طرح دیتا ہوں کہ میں اس کو مرزا صاحب قادیانی کے دعوی سے بے تعلق جانتا ہوں، اور منطقی طریق سے اس بحث کو قادیانی مشن

کے متعلق شکل رابع سمجھتا ہوں۔ غالبًا اہل علم میرا مطلب سمجھ گئے ہوں گے۔

بات بھی دراصل صاف ہے کہ مرزائی نبوت کے مخاطب تو سب لوگ ہیں۔ ایک آریہ اور سکھ بھی آپ سے پوچھ سکتا ہے کہ آپ کی نبوت کا کیا ثبوت ہے۔ کیا ان لوگوں کو بھی مرزائی یہ کہیں گے حضرت عیسیٰؑ فوت ہو گیا۔

اسے کیا؟ ایک دفعہ چھوڑ دس دفعہ حضرت عیسی فوت ہو جاوے۔ وہ کہے گا مجھے کیا، مجھے تو وہ الہام اور معجزے دکھائیں جس سے آپکے مرزا قادیانی کی نبوت ثابت ہو سکے۔

یہ تو بھلا غیر مسلم تھا۔ مسلمانوں میں سے بھی جو لوگ حضرت عیسیٰؑ کی موت کے قائل ہیں جیسے سرسید احمد خان اور ان کے معتقدین، جنہوں نے مرزا قادیانی سے بھی پہلے اس مسئلہ کو وفات مسیح کو شائع کیا، وہ بھی تو مرزا کی مسیحائی اور مہدویت کا ثبوت پوچھ سکتے ہیں۔ کیا ان کو بھی آپ یہی کہیں گے کہ چونکہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو گئے اس لئے میں مسیح ہوں۔

بھلا اگر یہ دلیل کافی ہوتی تو آپ کے مخلص مرید ڈاکٹر عبدالحکیم خان جیسے راسخ الاعتقاد باوجود اعتقاد وفات مسیح کے کیوں آپ کو چھوڑتے...

(حیات مسیح کے مسئلہ پر) ہماری طرف سے دو تحریریں شائع ہو چکی ہیں۔ ایک تو تفسیر ثنائی جلد دوم میں ہم نے اس مسئلہ کو مدلل اور مفصل لکھ دیا ہے۔ دوسری تحریر میرے عزیز برادر مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی کی کتاب شہادۃ القرآن ہے جو خاص اسی مسئلہ حیات مسیح کے متعلق ہے۔...

اس لئے ہم نے اس مسئلہ کے متعلق اخبار میں کبھی نہ مباحثہ چھیڑا ہے، نہ چھیڑنے کا ارادہ ہے۔ ہمارے دوست قادیانیوں سے دبتے کیوں ہیں۔ کیوں ان کے کہنے میں آتے ہیں۔ وہ سو کہیں، یہ اتنا کہیں کہ ہم معترض ہیں جو اعتراض ہم پیش کریں تم لوگ اس کا جواب دو۔

کیا وجہ ہے کہ ہم تو مرزا صاحب قادیانی کی مسیحیت کا ثبوت مانگیں، ان کے الہامی معجزات پر سوال کریں، آپ ہم کو حضرت عیسیٰؑ کی حیات و ممات کا مسئلہ سنائیں۔ آخر اس کی کوئی وجہ بھی ہے۔

اگر تم لوگوں کے قلعہ کی حدود اربعہ مضبوط ہیں، تو ہم کو کیوں روکا جاتا ہے کہ

ہم جدھر سے چاہیں حملہ کریں ۔ بس ہم تمہارے کہنے میں نہ آئیں گے بلکہ جدھر سے چاہیں گے حملہ کریں گے۔تمہارا فرض ہے کہ ہمارے حملے کا انتظام کرو۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷ جون ۱۹۱۳ء مطابق ۲۱ رجب ۱۳۳۱ھ نمبر ۳۵ جلد ۱۰ ص ۵ ـ ۶)

سفید جھوٹ

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

ہر زبان اور لٹریچر میں بعض الفاظ کی ایک حقیقت ہوتی ہے جس کو سچ کہتے ہیں اور اس کے خلاف کو جھوٹ ۔مگر قادیان کی لغت اور لٹریچر مجدد جدید کے اثر سے اس قانون سے مستثنیٰ ہے۔ان کے ہاں جھوٹ کوئی چیز نہیں ، جو یہ کہدیں وہ سچ ہے۔ افتراء کرنا تو ان کا معمولی شغل ہے ۔پچھلے دنوں ۱۴ ۔ مارچ ۱۹۱۳ء کو امرتسر میں خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے جلسہ میں تقریر کی۔مولوی عطاء اللہ شاہ نے سوال کیا تو جواب سے عاجز آئے ۔لوگوں نے مناسب ریمارک سے تواضع کی،تو خفگی مجھ پر کہ تمہارے اکسانے سے ایسا ہوا ۔

جب تکذیب ہوئی تو کہا،تم باہر تھے ۔

اس کی بھی تکذیب ہوئی ،تو کہا خاتمہ پر جھومتے ہوئے آئے تھے ۔جس وقت عطاء اللہ تقریر کر رہا تھا۔

جب اس کی بھی تکذیب کی اور تصدیق کرانے پر انعام کا اعلان کیا ،تو سانپ سونگھ گیا۔ اب پھر ایک افتراء اٹھایا ہے۔ الفضل ۱۵ جولائی کی اشاعت میں لکھتا ہے:

> ہم پوچھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ جو آئے دن احمدیوں کے خلاف محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے عوام الناس کو اشتعال دلاتے ، بائیکاٹ کرنے کے ریزولیوشن پاس کرتے ،اور تمدنی معاشرتی تعلقات کے قطع کی تلقین کرتے رہتے ہیں، وہ کس منہ سے اسلامی فرقوں کی کامل آزادی کے خواہاں ہو سکتے ہیں۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کہتے ہیں:

آپکے سوال کا جواب ہم پھر دیں گے، پہلے آپ سے اتنا پوچھتے ہیں کہ کس مجلس اور کس جلسہ میں، میں نے بائیکاٹ کی تحریک کی، یا ریزولیوشن پاس کرائے۔ میرے جواب میں کسی اخبار کی روایت میں کافی نہ جانوں گا، تاوقتیکہ شہادت سے ثابت نہ کرو۔

بعد اس کے سنیئے: آزادی اور چیز ہے، اور بائیکاٹ اور۔ آزادی کی نقیض ہے روک۔ بائیکاٹ اس کی روک نہیں۔

سنو! اگر منطق پڑھے ہوتو اتنا جانتے ہوگے، ورنہ مولوی محمد احسن صاحب امروہی سے پوچھ لینا کہ نقیضین دونوں جمع نہیں ہوسکتیں۔ اور یہ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص کو آزادی ہو، مگر دوسرے کو اس سے ملنا یا اس کے کام میں مدد دینا منع ہو۔

جیسے کانگریس اور ملازمان سرکار۔ ممبران کانگریس کو کانگریسی کام کرنے کی اجازت ہے مگر ملازمان سرکار کو ان سے علیحدہ رہنے کی تاکید ہے۔ ٹھیک اسی طرح ہم کسی فرقہ کی آزادی نہیں چھینتے، مگر سیدھے سادھے کمزور لوگوں کو ان کے قریب جانے سے روکتے ہیں تاکہ ان کا برا اثر ان پر نہ پڑے۔

(اہل حدیث امرتسر ۱۹۱۳ء۔ص۳) (اہل حدیث ۱۵ جولائی ۱۹۱۳ء کے بعد کا کوئی شمارہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس میں الفضل ۱۵ جولائی کا ایک حوالہ منقول ہے۔ بہاء؟)

شرائط مباحثہ

وہی فرقت کی بیاری جو آگے تھی وہ اب بھی ہے

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

گذشتہ ماہ کے شروع میں قادیانی پارٹی نے چند مواضعات میں جلسے مقرر کر کے اپنی اشاعت کرنی چاہی...

ان دیہات کے لوگوں کو کیا کہیں جنہوں نے ہم کو خواہ مخواہ کھینچا۔ حالانکہ میں نے سختی سے انکار کیا تھا۔ اس پر وہ مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی محمد علی صاحب واعظ کی سفارش بھی لائے۔ لہذا مجھ کو عذر نہ رہا اور میں مع اپنے احباب کے گیا۔

ان مواضعات میں جو کچھ ہوا، اس کا ذکر اہل حدیث مورخہ ۱۳ جون ۱۹۱۳ء میں ہو چکا ہے ۔ان مواضعات کے جلسوں میں جو قادیانی مشن کی کرکری اور معکوس ترقی ہوئی، اس کا اندازہ وہ خود ہی کر سکتے ہیں۔ اس لئے ہشیار قوم کی طرح قادیانی مشن نے ان واقعات سے جو نتائج اخذ کئے وہ شائع کر کے آئندہ کو ایسی غلطی کرنے سے قوم کو روکا ہے۔ جو غلطی ان جلسوں میں ان سے ہو چکی تھی ، بدر کا لائق اڈیٹر ان نتائج کو یوں لکھتا ہے:

۱۔ کبھی جلسہ پر مباحثہ نہیں کرنا چاہیے ۔لیکچر کے بعد اس لیکچر میں بیان کردہ باتوں میں کسی بات کے متعلق کچھ دریافت کرے اور جواب پائے ۔
۲۔ شرائط مناظرہ یہ ہیں ۔
۳۔فریق ثانی یعنی محمدی لوگ حکام سے اجازت حاصل کریں ۔
۴۔امن وامان کا ذمہ دار کوئی رئیس ہو۔
۵۔ بحث تحریری ہو۔ وغیرہ۔

ان شرائط میں تحریری کی شرط کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ مولویوں کی اکثر عادت ہے کہ ابھی ایک بات کہی اور تھوڑی دیر میں منکر ہو گئے ۔

یہ بھی لکھا ہے کہ مولوی صاحبان کا مذہب ہے کہ جھوٹ بولنا جائز ہے ۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں کہ ان شرائط کی بابت ہمیں زیادہ کہنے کی حاجت نہیں ۔جھوٹ بولنا جائز ہے یا نہیں؟ جس مذہب کی بنیاد ہی خدا و رسول پر افتراء سے چلتی ہو، وہ اگر مولویوں کی نسبت ایسا افتراء کریں تو کیا تعجب ہے۔ لیکن ہم اس کو صرف زبانی دعوی تک رکھنا نہیں چاہتے بلکہ واقعات سے اس کا ثبوت دیتے ہیں کہ کہہ کر مکر جانے والے کون ہیں ۔

موضع محالانوالہ ضلع امرتسر کے جلسہ کا اشتہار ہمارے سامنے ہے جس میں لکھا ہے:

ہر ایک مذہب کا پیرو مہذبانہ طور پر اپنے اعتراضات واشتباہات بعد ختم لیکچر باجازت میر مجلس جلسہ پیش کرسکتا ہے جس کا جواب نہایت خوش اسلوبی سے اور تحمل سے سلسلہ کی طرف سے دیا جائے گا ۔

یہ سوال وجواب مناظرہ ہے یا کیا؟ اس میں یہ شرط کہاں ہے کہ خاص اسی

لیکچر کے متعلق کچھ پوچھے جو بیان کیا گیا ہے۔
بلکہ عام اجازت ہے کہ لیکچر کے خاتمہ پر سوال و جواب کر سکتے ہیں۔
نہ یہ شرط ہے کہ سوال و جواب تحریری ہوں گے۔

چنانچہ تمہارا عمل بھی بتلاتا ہے جو موضع اٹھوال میں ایک عیسائی کے ساتھ تمہارا مباحثہ صرف زبانی ہوا۔ لیکن ہماری طرف کے محمدی گروہ نے جب مباحثہ چاہا تو جواب ملا کہ تحریری ہوگا۔

واہ! پنجاب کے دیہات کا موقع اور سوال و جواب اردو میں تحریری، جس سے حاضرین بالکل اجنبی۔

غرض یہ تھی کہ تحریر کو بے لطف پا کر حاضرین خود ہی چلے جاویں گے اور ہم سستے چھوٹ جاویں گے۔

اچھا شرائط پیش کرنے کا تو آپ کو اختیار رہا، خواہ فریق ثانی مانے یا نہ مانے مگر موضوع بحث مقرر کرنے کا کیا اختیار ہے۔

سوال پوچھنا تو سائل کا حق ہے، وہ جس مسئلہ پر چاہے سوال کرے۔ پھر یہ کیوں لکھتے ہو:

سب سے اول مسیح اسرائیلی کی حیات وممات کا فیصلہ ہو۔

(بدر قادیان۔ ۱۹ جون ۱۹۱۳ء)۔

اس تعیین کا حق آپ کو کس نے دیا؟ اور اگر سائل کو مسیح قادیانی کی موت پر شک ہو کہ وہ کیسے ہوئی، ان کو اشتہار مورخہ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے مطابق آخری فیصلہ کے ماتحت ہوئی یا کسی اور طرح ہوئی؟ تو کیا آپ لوگ سائل کو مجبور کر سکتے ہیں کہ ہم مسیح قادیانی کی موت کا فیصلہ نہ کریں گے بلکہ مسیح اسرائیلی کی موت کا۔ اسکی مثال تو بالکل وہی ہے:

سوال از آسمان جواب از ریسمان

ہم کہتے ہیں کہ دنیا بھر کے جملہ مذاہب میں ہم قادیانی مذہب کو ضعیف ترین اور سب سے بودہ، بلکہ بے جان مذہب جانتے ہیں۔ گو ہمارے حق میں موجب خیر و برکت ہے۔ اس لئے کہ ہمارا جملہ مذاہب سے مقابلہ رہا، مگر کسی مذہب نے ہم کو یک مشت مبلغ تین سو روپیہ انعام نہیں دیا۔ دیا تو قادیانی پارٹی نے دیا۔ اس لئے ہم ان

کے گیت گاتے ہیں۔

مگر افسوس اس بات کا ہے کہ یہ گروہ ہم کو اکثر شرمندہ کراتا ہے۔ خود تو آریوں کے جلسوں میں جا جا کر اعتراض کریں، ان کے اصولوں پر خوب دل کھول کر بحث کریں، مگر جب اپنا جلسہ کریں تو بحث سے جی چرا کر کہدیں کہ پہلے مسیح اسرائیلی کی موت کا فیصلہ کرلو۔

اچھا! ایک آریہ، سکھ، ہندو، بلکہ عیسائی کو کیا کہو گے جو مسیح کی موت کو پہلے ہی مانے ہوئے ہیں۔ ان کو بھی پنجابی نبی (مرزا قادیانی) کے الہامی معجزات پر اعتراضات کرنے کا حق نہ دو گے۔ افسوس اس سے زیادہ ضعف کیا ہوگا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴ جولائی ۱۹۱۳ء مطابق ۲۸ رجب ۱۳۳۱ھ نمبر ۳۶ جلد ۱۰ ص ۳-۴)

شکست روم

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

قادیانی پریس نے دعوی کیا تھا کہ آخر کار ترکوں کی فتح ہوگی کیونکہ جناب مرزا صاحب قادیانی نے پیش گوئی کر رکھی ہے کہ رومی ترک پہلے مغلوب ہونگے پھر غالب آئیں گے۔ اس پر اہل حدیث ۲۳ مئی ۱۹۱۳ء وغیرہ میں اس پیش گوئی کا ذکر خواجہ کمال الدین وکیل کے خطوں میں آیا تھا۔ لکھا تھا کہ اور پیشگوئیاں تو مرزا صاحب کی جیسی ہوئیں وہ سب کو معلوم ہیں، اس بات کی بابت تو ہم بھی یہی دعا کرتے ہیں کہ خدا اس کو صحیح کرے۔ اس مخلصانہ دعا کو قادیانی ریویو کے فاضل اڈیٹر نے اعتراض سمجھ کر جواب دینا چاہا ہے۔ ہم تو نہیں چاہتے تھے کہ وہ جواب اپنے ناظرین تک پہنچا کر ان کی دل آزاری کریں جیسی کہ ہماری ہوئی، مگر اس نیت سے کہ پبلک کو قادیانی پریس کی حرکت مذبوحی کا علم ہو سکے نقل کرتے ہیں۔

اڈیٹر صاحب نے بہت کچھ خفگی اور دلی رنجش کے اظہار کے بعد لکھا ہے:

مجھے سمجھ نہیں آتا کہ صرف بلقان میں شکست تام کھانے سے پیش گوئی کی تکذیب کس طرح ہوگئی۔ اس سے تو پیش گوئی کی تصدیق ہو رہی ہے کیونکہ

اس شکست سے غلبت الرو م فی اد نی ا لار ض کاالہام پورا ہورہا ہے۔ بلکہ اگر خدانخواستہ دشمن اس سے بھی زیادہ فتوحات حاصل کرے اور سلطنت روم کے دوسرے علاقوں میں بھی ترک شکست کھاتے جائیں اوردشمن اس طرح فتح پر فتح حاصل کرتے جائیں جس طرح قیصر روم کے مقابل پر اہل ایران حاصل کرتے رہے تھے، پھر بھی ،مولوی فاضل ،صاحب یہ اعتراض نہیں کر سکتے کہ پیش گوئی کی تکذیب ہورہی ہے۔کیونکہ پہلے بھی اد نی ا لار ض پر بس نہیں ہوئی تھی بلکہ کل سلطنت روم اس مصیبت میں مبتلا ہوگئی تھی۔اس لئے اگر خدانخواستہ اب بھی ایسا ہوتو ،مولوی فاضل ، صاحب کو اعتراض کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ۔مولوی فاضل صاحب گھبرائیں نہیں ،میں قرآن شریف کے الفاظ میں ان کو کہتا ہوں ۔

تر بّصوا فانّی معکم من المتر بّصین

(ریویوآف ریلی جنز قادیان ۔جون ۱۹۱۳ء ص ۲۰۸)

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ قادیانی پریس ہمارے اعتراض کو سمجھتا کیوں نہیں ۔یہ کس نے کہا کہ بلقان ہی میں جو شکست ہوئی وہ کافی ہے۔ بلکہ یہ کہا تھا کی پیش گوئی کے مطابق (اگرکوئی پیش گوئی ہے)اس جنگ کا خاتمہ ترکوں کی فتح پر ہونا چاہیے۔یہ نہیں کہا تھا کہ ترکوں سے فلاں قلعہ کیوں گیا۔فلاں ملک کیوں گیا؟ جانے دو، بلا سے، گیا تو کیا ہوا۔انجام کار فتح ترکوں کی ہونی چاہیے تھی کیونکہ قادیانی مرزا صاحب کی پیش گوئی کے الفاظ یہ ہیں

و ھم من بعد غلبھم سیغلبون ۔

وہ رومی مغلوب ہونے کے بعد غالب آئیں گے۔

مگر ہم اپنی بدقسمتی سے دیکھتے ہیں کہ انجام کار بھی ترکوں کو فتح نہ ہوئی ۔اس پر فاضل اڈیٹر ہم کو آئندہ شکستوں کا خوف قرآن مجید کے الفاظ میں سناتے ہیں،تو ہم بھی ان کو قرآن ہی سے اس کا جواب سناتے ہیں۔پس وہ غور سے سنیں

یتر بص بکم الدوا ئر علیھم دا ئرۃ السوء

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱ جولائی ۱۹۱۳ء ص ۲۔۳)

الفضل قادیان

سابقہ قادیانی اخبارات کو ناکافی یا بالفاظ دیگر نا قابل سمجھ کر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے بڑے بیٹے مرزا محمود احمد نے ایک نیا اخبار الفضل جاری کیا ہے جس کے مقاصد میں قادیانی مشن کی حمایت کرنا ایک اہم مقصد ہے۔ دو تین نمبر نکل چکے ہیں۔ ابھی اس کی نسبت کوئی رائے قائم نہیں ہو سکتی کہ باقی قادیانی اخباروں کی نسبت اس میں کیا جدت ہوگی۔ ہاں الفضل اگر اہل حدیث کے تعاقبات کا معقول جواب دیا کریگا تو اپنے اصلی معنی میں فضل کا مستحق ہوگا اور اگر پہلے اخباروں کی طرح یہ بھی خاموش ہی رہا تو کہا جائے گا: ہر چہ در کان نمک رفت نمک شد (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱ جولائی ۱۹۱۳ء ص ۳)

قضي الرجل علی نفسه

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

جب کوئی ملزم خود اقرار کرے تو عربی میں کہا کرتے ہیں قضی الر جل علی نفسه۔ جس کو آج کل کے قانونی محاورے میں اقبال دعوی کہتے ہیں۔ جس صورت میں مدعا علیہ خود اقبال دعوی کرے، اس میں نہ نگرانی ہو سکتی ہے نہ اپیل۔

ٹھیک اسی طرح ہمارے قادیانی مشن کا حال ہے۔ ناظرین ہمارے دوست منشی قاسم علی کو جانتے ہوں گے آپ نے اپنے اخبار الحق دہلی مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۱۳ء میں ایک مضمون لکھا ہے جس کا عنوان ہے:

غیر احمدی کی امامت۔،

اس مضمون میں اس نے مولوی سرور شاہ مرزائی کی ایک تقریر کا اقتباس کیا ہے جس کا مختصر مضمون یہ ہے کہ غیر احمدی یعنی مسلمانوں کے پیچھے ہماری نماز اس لئے جائز نہیں کہ ان کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔

مثال کے طور پر ترکوں کی جنگ کا ذکر کیا ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان دعائیں مانگتے رہے، مگر فتح نہ ہوئی۔ کانپور کو بھی مثال میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ اصل الفاظ اسکے یہ ہیں:

اس (جنگ) سے نہایت قریب کا واقع جو آج کل مقدمہ کی صورت میں کان

پور میں ہو رہا ہے، متواتر نا کامیوں سے دعا کنندگان کی حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے زندہ نمونہ موجود ہے۔

اس تقریر کے بعد آپ جس نتیجے پر پہنچے ہیں وہ بھی انہی کے الفاظ میں ہم سناتے ہیں:

لہذا غیر احمدی کو دربار الٰہی میں یقیناً قبولیت نہیں اور وہ احمدی (مرزائی) کے فائدہ اور اسکی سعادت دارین کا خواہاں یقین کیا جا سکتا ہے (الحق ۱۹ستمبر ۱۹۱۳ء)

مختصر یہ کہ چونکہ امام مقتدی کے لئے قبولیت دعا کا ایک ذریعہ ہوتا ہے اور یہ تو تجربہ ہو چکا ہے کہ غیر مرزائیوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ نتیجہ صاف ہے کہ یہ لوگ یعنی (غیر مرزائی) مسلمان دربار الٰہی میں کچھ عزت نہیں رکھتے لہذا ان کی امامت اور ان کے پیچھے اقتداء درست نہیں۔ (بہت خوب)

اصل مسئلہ پر تو ہم بحث نہیں کرتے کیونکہ ہمیں بھی یہ غرض نہیں کہ مرزائی ہمارے پیچھے نماز پڑھیں، نہ ہم اس فروعی جھگڑے میں پڑنا کچھ زیادہ مفید جانتے ہیں۔ بلکہ ہم تو ایک نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں جو قادیانی قلعہ کیلئے بمب کا کام دے اور ڈائنامیٹ کی طرح دہم سے اڑا دے۔ ناظرین منتظر ہوں گے کہ ایسا بمب کا گولہ کیا ہے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ میرے پیش کردہ گولہ پر غیر احمدی مسلمان تو کیا، قادیانی احمدی ایمان لے آئیں گے۔ پس سنئے!

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک بڑی ضروری دعا شائع کی تھی جس کے الفاظ یہ ہیں:

بسم اللّٰہ الرّحمن الرّحیم۔نحمدہ و نصلّی علی رسولہ الکریم۔
یستنبئونک احقّ ھو۔ قل ای و ربّی انّہ لحقّ۔
بخدمت مولوی ثناءاللہ صاحب السلام علی من اتبع الھدی
مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے پرچہ میں مردود دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔ اور دنیا میں میری نسبت یہ شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ

میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لیے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں جن سے بڑھ کر کوئی مضر نہیں ہوسکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے اپنے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین۔

مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری

جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔ میں ان کے ہاتھوں سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کیلیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنی تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما لیس لك به علم پر بھی عمل نہیں کیا۔ اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بداثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کیذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لیے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔

اے میرے مالک تو ایسا ہی کر۔

آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین۔ آمین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ و اید۔
مرقومہ یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۵، اپریل ۱۹۰۷ء
شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں:

یقینی بات ہے کہ یہ دعا صرف مرزا صاحب قادیانی کی نہ تھی بلکہ مرزا جی کے تمام مرید قادیانی جماعت اس دعا میں شریک ہوگی اور مریدین بیک زبان بلکہ بیک قلب اس دعا کے لئے آمین کہتے ہوں گے۔اس لئے سوال ہے کیا یہ دعا قبول ہوئی ؟ دنیا میں کوئی متنفس نہ ہوگا جو کہے کہ یہ دعا مرزا جی کی نیت کے مطابق پوری ہوئی کیونکہ جس شخص کی موت کے لئے یہ دعا کی گئی تھی وہ آج تک زندہ ہے بلکہ وہی ہے جو یہ سوال کر رہا ہے بلکہ وہی ہے جو یہ سطور لکھ رہا ہے۔اسلئے صحیح اور بالکل صحیح جواب یہی ہے کہ مرزا صاحب اور مرزا جی کے مریدوں کی یہ دعا ہرگز قبول نہیں ہوئی ۔نتیجہ کیا ہوگا ۔ہم اپنے الفاظ میں نہیں بلکہ مرزائی اخبار الحق دہلی کے الفاظ میں لکھتے ہیں :

جن کی دعا قبول نہ ہو ان کی دربار الٰہی میں کوئی عزت نہیں ۔

پس ثابت ہوا کہ مرزا صاحب اور ان کی جماعت کی خدا کے ہاں کوئی وقعت نہیں چہ جائے کہ وہ کسی بڑے عہدہ پر مامور اور ممتاز ہوں ۔ناظرین کیا سچ ہے:

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعان کا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۵۰ جلد ۱۰۔مورخہ ۱۰۔اکتوبر ۱۹۱۳ء۔مطابق ۹ ذی قعد ۱۳۳۱ھ ص ۱۔۲)

شیخ ابن العربی اور مرزا قادیانی

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین جانتے ہوں گے کہ جناب مرزا صاحب قادیانی کا دعوی تھا کہ میرے لئے قرآن وحدیث تورات انجیل بالاتفاق سب کی سب کتب خبر دے رہی ہیں لیکن آج ہم ناظرین کو مرزا صاحب قادیانی کی ایک ایسی تحریر دکھانا چاہتے ہیں جس میں وہ مدعی ہیں کہ شیخ ابن العربی بھی ان کی بابت پیش گوئی کر گئے ہیں۔

یہ مضمون غالباً بہت کم لوگوں کی نگاہ سے گذرا ہوگا اس لئے امید ہے کہ ناظرین اس کو بڑی دلچسپی سے پڑھیں گے۔

مرزا صاحب قادیانی نے ایک کتاب تریاق القلوب لکھی ہے جس کے

تیسرے صفحہ پر وہ اپنی نسبت لکھتے ہیں:

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبی باشد

اسی کتاب میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ شیخ ابن العربی نے دنیا کے جس آخری بچے کی نسبت لکھا ہے، وہ میں ہوں۔ چنانچہ آپ کے اصل الفاظ یہ ہیں:

علی قدم شیث یکون آ خر مو لود یو لد من ھذا النوع الانسان و ھو حا مل اسرارہ و لیس بعدہ ولد فی ھذا النوع فھو خا تم الاولاد و تولد معہ ا خت لہ فتخرج قبلہ و یخر ج بعدھا یکو ن راسٔہ عند ر جلیھا و یکو ن مو لدہ بالصین و لغتہ لغت بلدہ و یسری العقم فی الر جا ل و النساء فیکثر النکاح من غیر ولا دۃ و ید عو ھم الی اللہ فلا یجا ب (ص ۱۵۸)

اس عبارت کا تر جمہ صا ف ہے کہ نوع انسا ن میں جو آ خری بچہ ہو گا وہ حضرت شیث کی طرح ہو گا۔ وہ خدا کے اسرار کا حامل یعنی عالم ہو گا۔ اس کے بعد نوع انسانی میں کوئی بچہ پیدا نہ ہو گا۔ وہ انسانی اولاد کا خاتم ہو گا۔ اس کے ساتھ اس کی ایک بہن (توام) پیدا ہو گی جو ماں کے پیٹ سے اس سے پہلے نکلے گی اور وہ اس کے بعد نکلے گا۔ اس کا سر اپنی بہن کی دونوں ٹانگوں میں ہو گا اور اس کا مولد (جائے ولادت) ملک چین میں ہو گا۔ اس کی زبان بھی اسی کے شہر والوں کی سی ہو گی۔ اس کے بعد مردوں اور عورتوں میں بانجھ پن جاری ہو گا۔ یعنی نکاح ہوں گے مگر اولاد پیدا نہ ہو گی اور وہ لڑکا لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے گا مگر لوگ اس کا کہا نہ مانیں گے۔

شیخ ابن العربی کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ دنیا کے خاتمہ سے پہلے ولادت بند ہو جائے گی۔ نکاح کریں گے مگر اولاد نہ ہو گی۔ آخری بچہ جو نوع انسانی کا فرزند دنیا میں پیدا ہو گا، وہ چین میں ہو گا اس کی زبان بھی چینی ہو گی۔

یورپ کے بادشاہ جس ملک پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں پہلے وہاں بنک جاری کرتے ہیں۔ وہاں کے لوگوں کو مالی محتاج بناتے ہیں۔ قرض دیتے ہیں۔ سود لیتے ہیں۔ بظاہر تجارت کو ترقی دیتے ہیں۔ لوگ ان سے مانوس بلکہ محتاج ہوتے ہیں، تو پھر

پادریوں کو بغرض تبلیغ دین مسیحی روانہ کرتے ہیں، جس سے دینی غرض نہیں ہوتی بلکہ وہی ملکی فتوحات مقصود ہوتی ہیں۔ اس کے بعد اس ملک میں ریشہ دوانیاں شروع کرتے ہیں جونہی ذرا سا فساد ہوا، فوراً جنگی جہاز بندرگاہ پر اتار دیئے اور یہ کہہ دیا کہ چونکہ ہمارے ملک کا بہت سا روپیہ اور ہمارے مذہبی علماء اس میں موجود ہیں ان کی حفاظت ضروری ہے۔ بس پھر کیا ہے فریق ثانی اگر نرم ہے تو بغیر قطرہ خون گرائے قبضہ تام اور اگر پہلے حملے میں ناتمام دوسرے میں تمام۔

ٹھیک اسی طرح مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کسی عبارت پر جب قبضہ کرنا چاہتے ہیں تو اس عبارت میں جتنے الفاظ ان کی منشاء کے خلاف ہوتے ہیں، پہلے ان پر تصرف کرتے ہیں۔ تصرف بھی ایسے طریق سے کہ ناواقفوں کی آنکھوں میں مٹی نہیں کنکر ڈال کر روشنی بالکل مسلوب کر لیتے ہیں۔ گویا ذھب الله بنورھم ان ہی کے حق میں وارد ہے۔ مثال کے لئے ہم اس عبارت کے ایسے مقامات کی فہرست سامنے رکھے دیتے ہیں:

آخری مولود، چین میں ہوگا، اس کی زبان چینی ہوگی، اس کے بعد کوئی بچہ پیدا نہ ہوگا۔

یہ چار لفظ چونکہ مرزا صاحب قادیانی پر صادق نہ آ سکتے تھے اس لئے ان چاروں کی جو تاویل آپ نے کی، وہ ان کے ترجمہ مندرجہ ذیل سے معلوم ہوگی جس کو ہم ان ہی کے الفاظ میں نقل کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

یعنی کامل انسانوں میں سے آخری کامل ایک لڑکا ہوگا جو اصل مولد اس کا چین ہوگا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ قوم مغل اور ترک میں سے ہوگا۔ اور ضروری ہے کہ عجم میں سے ہوگا، نہ عرب میں سے۔ اور اس کو وہ علوم اور اسرار دیئے جائیں گے جو شیث کو دیئے گئے تھے۔ اور اس کے بعد کوئی اور ولد نہ ہوگا اور وہ خاتم الاولاد ہوگا۔ یعنی اس کی وفات کے بعد کوئی کامل بچہ پھر پیدا نہیں ہوگا۔ اور اس فقرہ کے یہ بھی معنی ہیں کہ وہ اپنے باپ کا آخری فرزند ہوگا۔ اور اس کے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوگی جو اس سے پہلے نکلے گی اور اس کے بعد نکلے گا اس کا سر اس دختر کے پیروں سے ملا ہوگا۔ یعنی

دختر معمولی طریق سے پیدا ہوگی کہ پہلے سر نکلے گا اور پھر پیر اور اسکے پیروں کے بعد بلا توقف اس پسر کا سر نکلے گا (جیسا کہ میری ولادت اور میری توام ہمشیرہ کی اسی طرح ظہور میں آئی)

پھر بقیہ ترجمہ شیخ ابن عربی کی عبارت کا یہ ہے کہ

اس زمانہ میں مردوں اور عورتوں میں بانجھ پن کا عارضہ سرایت کرے گا نکاح بہت ہوگا یعنی لوگ مباشرت سے نہیں رکیں گے مگر کوئی صالح بندہ نہیں ہوگا۔ وہ زمانہ کے لوگوں کو خدا کی طرف بلائے گا مگر وہ قبول نہیں کرینگے۔

اور اس عبارت کے شارح نے جو کچھ اس کی شرح میں لکھا ہے وہ یہ ہے:

پہلا مولود جو آدم کو بخشا گیا وہ شیث ہے اور ایک لڑکی بھی تھی تو شیث کے ساتھ بعد اس کے پیدا ہوئی۔ پس خدا نے چاہا کہ وہ نسبت جو اول اور آخر میں ہوتی ہے وہ نوع انسان میں متحقق کرے۔ اس لئے اس نے ابتدا سے مقدر کر رکھا تھا کہ طرز ولادت پسر آخر جو خاتم الخلفاء تھا اور بموجب اس پیش گوئی کے جو شیخ نے اپنی کتاب عنقاء مغرب میں ہے وہ خاتم الخلفاء اور خاتم الاولیاء عجم میں سے پیدا ہونے والا تھا نہ عرب سے اور وہ حضرت شیث کے علوم کا حامل تھا اور پیش گوئی میں یہ بھی الفاظ ہیں کہ اس کے بعد یعنی اس کے مرنے کے بعد نوع انسان میں علت عقم سرایت کرے گی۔ یعنی پیدا ہونے والے حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہت رکھیں گے اور انسانیت حقیقی صفحہ عالم سے مفقود ہو جائیں گے اور حلال کو حلال نہیں سمجھیں گے اور نہ حرام کو حرام۔ پس ان پر قیامت قائم ہوگی۔

ناظرین اندازہ کر سکتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی نے اس میں کیا کمال کیا ہے۔ ہماری پیش کردہ فہرست میں سے پہلے لفظ (آخری مولود) کا مطلب بتاتے ہیں، آخری کامل لڑکا۔ اب کون تحقیق کرے کہ کامل کون ہے۔

خیر، دوسرے لفظ (چین میں ہوگا) کی تفسیر فرماتے ہیں قوم مغل سے ہوگا۔ جو جناب ممدوح بھی تھے۔

چوتھا لفظ تھا (اس کے بعد کوئی بچہ پیدا نہ ہوگا) چونکہ اس لفظ سے ثابت ہوتا تھا کہ

مرزا صاحب کی اولاد بھی نہ ہو، کیونکہ اگر ہو تو ان کے بعد ہوگی، اس لئے آپ نے کمال صفائی سے اس کی تشریح فرمائی کہ اسکی وفات کے بعد کوئی کامل بچہ پیدا نہ ہوگا۔
اس تفسیر سے یہ تو ہو سکا کہ کہ مرزا صاحب کی اولاد بھی پیدا ہو، اوران کے مریدوں کے ہاں بھی اولاد پیدا ہو، بلکہ صالح بھی ہو، مگر اتنی کسر رگئی کہ ان کے مرنے کے بعد جو ان کی اولاد کے ہاں اولاد ہوگی، وہ تو ہرگز صالح اور نیک نہ ہوگی۔..

ہاں ہماری پیش کردہ فہرست میں سے تیسرا لفظ ابھی رہ گیا ہے یعنی اس کی زبان چینی ہوگی۔

اس کی تفسیر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے نہ ہوسکی جو واقع میں مشکل بھی تھی۔اس لئے غالبًا یہ کام اپنے بعد کے خلیفہ نورالدین کے لئے چھوڑ گئے ہیں جیسے کہ اورضروری اورسیاسی کام پچھلوں کے لئے آپ چھوڑ مرے ہیں، جن کی بابت براہین احمدیہ جلد چہارم کے صفحہ ۴۹۹ پر ارشاد فرما گئے ہیں:

بحکم آیت کریمہ هو الذی ارسل رسوله بالهدی .. الآیه۔
مسیح موعود صاحب حکومت ہوگا اوراسلام دنیا پر پھیلا دے گا (مفہوم)

چونکہ مرزا صاحب باوجود دعوی مسیحیت اسلام کو دنیا میں چھوڑ، اپنے گاؤں میں بھی نہ پھیلا سکے، یہ کام بھی پچھلے خلفاء کریں گے۔اس لئے خلفاء کے کاموں کی فہرست میں ہم بھی ایک کام کا اضافہ کئے دیتے ہیں کہ مہربانی کر کے مرزا صاحب کی کمی کو پورا کر دیں۔یعنی شیخ ابن العربی کے کلام کو مرزا صاحب نے اپنے حق میں بتلایا ہے..اس میں اس بچے کی زبان چینی مذکور ہے۔لہذا اس کی بھی کوئی تاویل کر دیجئے تاکہ مخالفوں کی نگاہ میں سے یہ خرخشہ بھی مٹ جائے

مٹا نہ رہنے دے جھگڑے کو یار تو باقی
رکے نہ ہاتھ ابھی ہے رگ گلو باقی

اگر آپ لوگوں سے نہ ہوسکی تو ہم بھی (باخذ فیس) اس خدمت کے لئے حاضر ہیں۔

ناظرین! یہ ہیں جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی کوششیں اسلام کی اشاعت کے لئے، نہ کہ اپنی کسی غرض نفسانی کے لئے۔مگر افسوس ہے بدگمان دشمن پھر بھی ان کی نسبت کہتے ہیں:

جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۵۱ جلد ۱۰۔ مورخہ ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۱۳ء مطابق ۱۶ ذی قعد ۱۳۳۱ھ ص ۱۔۳)

حافظہ نباشد

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

چند روز کی بات ہے کہ قادیانی اخبار بدر نے لکھا تھا کہ تمام مسلمانوں کو خواجہ کمال الدین کی مدد کرنی چاہیے جو ولایت میں خالص اسلام کی اشاعت کر رہے ہیں چنانچہ اس کے اصلی الفاظ اہل حدیث ۲۶ ستمبر میں شائع ہو چکے ہیں جو یہ ہیں:

> خواجہ صاحب کا کام بہت اہم ہے اور وہ ایک فوج چاہتا ہے جو ان کی مدد کرے۔ وہ توحید کا ڈنکا یورپ میں بجانا چاہتے ہیں۔ غیر احمدیوں کو بھی چاہیے کہ تعصب کو چھوڑ کر وہ خواجہ کمال الدین کی امداد کریں۔ خواجہ صاحب وہاں متنازعہ مسائل پر بحث نہیں کر رہے بلکہ لاالہ الّا اللہ کا نعرہ لگا رہے ہیں اور تثلیث کو توڑ رہے ہیں۔

اس بیان میں بعض احباب کو شبہ ہوا ہوگا کہ بدر کا ایسا کہنا دھوکہ دہی ہے، مگر ہم نے اپنے اصول کی پابندی میں صاف کہا تھا کہ خواجہ کمال الدین اگر تمام یورپ کو مرزائی بنادے تو ہم پھر بھی امداد دینے کو تیار ہیں کیونکہ عیسائی سے مرزائی بنانا بھی ایک معنی سے اسلام کے اندر لانا ہے۔ اس لئے کہ ایک مرزائی کے ساتھ جب گفتگو ہو گی تو قرآن حدیث کی رو سے ہوگی، بخلاف عیسائی کے کہ وہ ان دونوں سے منکر ہو گا۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ مرزائی کو سیدھا کرنا بہ نسبت عیسائی کے آسان ہے۔ آج اگر تمام یورپ یا کم از کم لندن خواجہ صاحب کی محنت سے مرزائی (قادیانی) ہو جائے تو انگریزوں کی ذہانت اور حق پسندی پر بنا کر کے ہم امید رکھ سکتے ہیں کہ ان کے کانوں تک صرف اتنا پہنچا دینا کافی ہوگا کہ جناب مرزا صاحب قادیانی نے ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو اشتہار دیا تھا کہ میں مولوی ثناء اللہ امرتسری سے پہلے مرا تو مجھ کو میرے دعوی میں جھوٹا جانیو۔ پھر کیا ہوا:

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں پکا تھا پہلے مر گیا

ہر چند ایسے دوستوں کی بدگمانی کو میں نے پسند نہیں کیا تھا مگر آخر کار ان کی بدگمانی سچی ثابت ہوئی۔یعنی اخبار بدر قادیان نے کھلم کھلا لکھ دیا کہ خواجہ صاحب ولایت میں مرزائیت پھیلا رہے ہیں۔چنانچہ بدر کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

حقیقت میں وہ انگریز جو خواجہ صاحب کے ہاتھ پر اسلام میں داخل ہوں گے وہ احمدی مسلمان ہوں گے۔ان کو یہ سمجھانا ذرا مشکل نہ ہوگا کہ خلفاء اور مجددین کا سلسلہ اسلام کو تروتازہ رکھنے اور اس کی سچائی کا ہر زمانے میں ثبوت دینے کے لئے ضروری ہے اور اس زمانے کے امام حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود ہیں۔(بدر قادیان ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۱۳ء ص ۲)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

وجہ تو بڑی معقول اور نہایت ہی صاف اور روشن دلیل ہے کہ چونکہ اسلام کو اظہار حقیت کی ضرورت ہے اس لئے مرزا صاحب مسیح موعود مگر مسلمانان ہندوستان بھی ایسے ضدی ہیں کہ ایسی روشن دلیل کو نہیں مانتے...

بار بار ان کی طرف سے یہی سوال ہوتا ہے

بنما بصاحب نظرے جوہر خود را
عیسی نتواں گشت بتصدیق خر چند

ہمارے خیال میں مسلمانوں کے مطالبہ (جوہر نمائی) کو آج تک قادیانی مشن نے پورا نہیں کیا۔مسلمان ہمیشہ یہی پوچھتے رہے کہ آپ نے جو مسیح موعود ہونے کے ثبوت اپنی الہامی پیش گوئیاں پیش کی ہیں، آپ ہم کو اس کی تصدیق کرا دیجئے مگر قادیانی مشن ہمیشہ طرح دیتا رہا۔

اور تو اور قادیانی مشن کے بڑے منہ زور ممبر منشی قاسم علی اڈیٹر اخبار الحق بھی اس سے بدک جاتے ہیں۔کیا مجال کہ وہ بڑے منہ زور ہونے کے باوجود اس مضمون کی طرف رخ بھی کر سکیں۔

گذشتہ ایام میں انہوں نے لکھا تھا کہ ہم سے بحث کرو۔

کا ہے پر؟۔ اس بات پر کہ:
حضرت مسیح کی موت وحیات کی بحث مرزا صاحب کے دعاوی پر مقدم ہے۔
اگر فیصلہ ہو جائے کہ مقدم نہیں تو پھر ہم مرزا صاحب کی الہامی پیش گوئیوں پر بحث کرنے کو تیار ہیں۔

جس کے جواب میں ہم نے لکھا کہ فیصلہ کے لئے منصف بناؤ، اپنے خلیفہ سے اجازت لو، اور انعام بتاؤ کیا دو گے۔

انہوں نے اپنی حیثیت کے مطابق مبلغ پانچ روپیہ انعام تجویز کیا جو ہم نے منظور کیا۔

مگر منصف کی بابت اس پر مصر ہوئے کہ اس کی حاجت نہیں، تم خود قسم کھا جاؤ تو ہم انعام دے دیں گے۔

حالانکہ ہم نے لکھا تھا کہ قسم کھانا کوئی بڑی بات تو نہیں مگر ہمارے قسم کھانے پر تم لوگ ہم کو اور بدنام کرو گے اسلئے منصف کا تقرر ضروری ہے۔

آخری فیصلہ: چونکہ صرف تقرر منصف پر بات رہ گئی ہے یہ بھی اس لئے کہ فریق ثانی کو کسی منصف پر بھروسہ نہیں اس لئے ہم ہی اپنی معمولی دریا دلی سے کام لیتے ہوئے اعلان کرتے ہیں کہ ہم کو اس امر میں جناب مولوی حکیم نور الدین صاحب خلیفہ قادیان کی منصفی منظور ہے۔ مسئلہ زیر بحث یہ ہوگا کہ جناب مرزا صاحب کے دعوی میسحیت موعودہ کی جانچ کے لئے وفات مسیح علیہ السلام کی حاجت نہیں۔

اس دعوی کا ثبوت میرے ذمہ ہوگا اور قادیانی مشن کے وکیل منشی قاسم علی کو میرے پیش کردہ دلائل کا جواب دینا ہوگا۔

حسب شرط مسلّمہ میری تین تقریریں ہوں گی اور فریق ثانی کی دو ہوں گی۔

یہ مباحثہ مثل سابق تحریری اور بمقام لودھیانہ ہوگا جہاں پہلے ہوا تھا۔

پانچوں تحریریں جناب منصف صاحب کی خدمت میں بھیج کر تحریری فیصلہ محض ان تحریروں کی رو سے لیا جائے گا، نہ کہ ان کے اپنے ذاتی خیال یا اعتقاد سے۔

انعامی مبلغ ۵ روپیہ لودہانہ کے معزز رئیس جناب بابو عبد الرحیم آنریری مجسٹریٹ کے پاس بایں تحریر امانت رہیں گے کہ منصف جس کے حق میں فیصلہ دے اس کو دے دیں۔

قادیانی مشن کے ممبرو! اب بھی ہم نے کچھ کسر اٹھا رکھی ہے۔

(اہل حدیث امرتسر۔نمبر ایک۔جلد ۱۱۔مورخہ ۳۱۔اکتوبر ۱۹۱۳ءمطابق ۳۰ ذی قعد ۱۳۳۱ھ۔ص ۳۔۴)

مسیح موعود کا ایک نشان

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسری فرماتے ہیں:

قادیانی مشن کے بانی (مرزا غلام احمد) آنجہانی اور موجودہ مریدوں سے ہمیں یہ شکایت ہمیشہ سے ہے کہ وہ اصل مبحث سے ہمیشہ طرح دیتے رہے۔سیدھی بات یہ تھی کہ چونکہ مسیح موعود کا مسئلہ حدیثوں پر مبنی ہے، اس لئے لازمی ہے کہ جو جو نشان مسیح موعود کے احادیث میں آئے ہیں، وہ مدعی میں پورے پائے جائیں۔

شکر ہے کہ قادیان کے اخبار الفضل نے اس اصول کو مان لیا ہے۔چنانچہ وہ لکھتا ہے:

> ہاں البتہ وہ نشان جو کہ رسول کریم ﷺ نے اس (مسیح موعود) کی ذات والا صفات کے ساتھ مخصوص فرمائے تھے وہ دیکھنے ہیں کہ آیا ان کے وجود باجود کے ساتھ پورے ہوتے ہیں یا نہیں۔(الفضل قادیان ۲۹۔اکتوبر ۱۹۱۳ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسری فرماتے ہیں:

ٹھیک اس اصول کے مطابق ہم ایک نشان مسیح موعود کا پیش کرتے ہیں جس کو جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بھی بڑے فخر سے پیش کیا ہوا ہے چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

> هوالذی ارسل رسو له بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاویں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔(براہین احمدیہ جلد چہارم۔ص ۴۹۸)

مولانا فرماتے ہیں: کیا یہ نشان مسیح موعود کا پایا گیا۔کیا مسیح موعود دنیا میں نہیں آیا۔کیا اس نے تمام دنیا میں اسلام پھیلایا؟ کیا اب حاجت تبلیغ کی نہیں رہی۔

غالباً ان سب سوالوں کا جواب وہی ملے گا جس کی واقعات شہادت دیتے ہیں۔

اس کے جواب میں الفضل یا دوسرے قادیانیوں کا یہ کہنا کہ ہمارے مسیح (مرزا قادیانی) نے کسر صلیب کر دیا اسی لئے تو عیسائی ہمارے (مرزائیوں کے) سامنے کھڑے نہیں ہو سکتے۔ کیا خوب منطق ہے۔ عیسائیوں کی کوشش اور کامیابی کسی سے مخفی نہیں۔ وہ دن رات ترقی پر ہیں۔ مردم شماری کی رپورٹیں ان کی ترقی کی مظہر ہیں۔ دنیا ان کی ترقی کی قائل ہے۔ ایک ہمارے قادیانی دوست ہیں جو فخر کرتے ہیں کہ عیسائی ہمارے سامنے آنے سے منہ چھپاتے ہیں۔ کوئی پوچھے کب؟

دہلی میں برابر مباحثات کرتے ہیں۔

لاہور کے جلسوں میں مباحثات کرتے ہیں۔

گذشتہ سالوں میں بھی تمہارے خواجہ کمال الدین، مولوی غلام رسول راجیکی والے وغیرہ عیسائیوں کے کالج میں مباحثہ کو گئے۔ انہوں نے سب کے ساتھ گفتگو برابر کی۔ یہ جدا بات ہے کہ تمہارے مناظروں نے ان کے پادری (جوالاسنگھ) کی منطقی تقریر کو فضول کہہ کر ٹال دیا، مگر انہوں نے آپ سے منہ نہیں چھپایا۔ اور نہ وہ آپ سے چھپے۔

بھلا جس صورت میں وہ آپ کے مسیح موعود (مرزا قادیانی) سے امرتسر میں ۱۵ روز تک مباحثہ کرتے رہے، تو آپ لوگوں سے وہ کیوں منہ چھپانے لگے۔

ہاں یہ سچ ہے کہ بعض عیسائیوں نے مجھ سے کہا کہ چونکہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ مرزا صاحب دجال ہیں اس لئے ہم ان سے مباحثہ کرنا پسند نہیں کرتے۔ یہ الگ بات ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ نومبر ۱۹۱۳ء جلد ۱۱ نمبر ۳ ص ۱۔۲)

کیا اوچھا پن ہے

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

قادیانی مشن کے بانی کی عادت شریفہ تھی کہ معمولی واقع کو بھی ایسی رنگ آمیزی سے بیان کرتے تھے کہ سننے والا بس اوسی کو بڑا معجزہ جان لے۔

ایک زمانہ تھا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کے ساتھ مرزا صاحب قادیانی کا

مقدمہ تھا۔ کسی روز مولوی صاحب موصوف عدالت کے برآمدہ میں کرسی پر بیٹھے تھے، نماز کا وقت آیا تو مولوی صاحب اُٹھ کر چلے گئے۔

اور جناب مرزا صاحب قادیانی کی امت کی حرکت سے وہ کرسی اٹھوائی گئی تا کہ مولوی صاحب کو بیٹھنے میں تکلیف ہو۔

بس اس واقع کو جناب موصوف نے اتنی رنگ آمیزی سے بیان کیا کہ الامان والحفیظ۔

کبھی اس کو مولوی صاحب کی ذلت بتلایا، کبھی اپنی کرامت کبھی اپنا معجزہ۔

اور بیان یہ کیا جاتا کہ مولوی محمد حسین نے عدالت میں کرسی مانگی تھی۔ عدالت نے بڑی خفگی کے لہجے میں کہ اول تمہارے لئے ہمارے ہاں کرسی کا حکم نہیں۔ پس یہی معنی ہمارے اس لہام کے ہیں جس کے الفاظ ہیں انّی مھین من اراد اھانتك (خدا فرماتا ہے اے مرزا جو تیری بےعزتی کرے گا میں اوس کو بےعزت کرونگا) کیا سچ ہے۔

ایں کرامت ولی ماچہ عجب
گربہ شاشید گفت باراں شد

اس قسم کی اور بھی بہت مثالیں اون کی زندگی میں ملتی ہیں۔ ہم نے سمجھا تھا کہ اس قسم کا اوچھا پن اونہی کے ساتھ مخصوص تھا۔ لیکن واقعات نے ثابت کیا کہ نہیں، اونکی امت میں بھی اوس کا اثر ہے۔ کیوں نہو، باپ کا اثر بیٹے کے جسم پر ہوتا ہے۔ نبی اور مرشد کا اثر پیروں کی روحانیت پر ہوتا ہے۔

آج کل اخباروں میں یہ خبر گشت کررہی ہے کہ انگلستان کے ایک معزز رئیس لارڈ ہیڈلے نے اسلام قبول کیا جو عرصہ چالیس سال سے اسلامی کتابوں کا مطالعہ کررہے تھے۔ بہت اچھا ہوا۔ خدا کا شکر ہے۔ ہم خوش ہیں اور اس روز بہت خوش ہونگے جب ہمارے بادشاہ سلامت مع اپنے تمام ملک کے مسلمان ہوجائینگے۔ مگر قادیانی مشن کے اوچھاپن کی کوئی حد نہیں۔ قادیان سے ایک بڑا اشتہار نکلا ہے جس کی سرخی ہے حضرت مسیح موعود مہدی مسعود کا ایک اور تازہ نشان۔ اس کے نیچے لکھا ہے:

''حضرت مسیح موعود مہدی مسعود نے ایک کشف دیکھا تھا کہ جو آج اس طرح پورا ہوا۔ کہ علاوہ اور انگریزوں کے ایک عالی نسب لارڈ جو ہوس آف لارڈز

پارلیمنٹ کا ممبر ہے اور جس کا نام لارڈ ہیڈ لے ہے حضرت مسیح موعود کے غلام جناب خواجہ کمال الدین صاحب کے ہاتھ پر علی الاعلان اسلام قبول کرتا ہے۔ یہ نشان حضرت مسیح موعود کے اُس کشف کی مطابق ہوتا ہے جو ۱۸۹۱ء میں حضور نے شائع کیا تھا (ازالہ اوہام صفحہ ۱۱۴ طبع ثانی، جلد دوم)

''عاجز پر جو ایک رؤیا ظاہر کیا گیا، وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمتِ کفر وضلالت میں ہیں آفتابِ صداقت سے منور کئے جائیں گے۔ اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔ اور میں نے دیکھا۔ کہ میں شہر لنڈن میں ایک ممبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور اُن کے رنگ سفید تھے۔ اور شاید تیتر کے جسم کے موافق اُن کا جسم ہوگا۔ سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے۔''

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ہم دل سے دست بدعا ہیں خدا کرے مرزا صاحب قادیانی کا صحیح معنی میں کوئی ایسا کشف ہو جس سے ثابت ہوتا ہو کہ یورپ خصوصا انگلستان مسلمان ہو جائے گا اور وہ کشف پورا بھی ہو جائے۔ بلکہ ہم اس بات کو بھی بخوشی سنیں گے کہ یورپ یا صرف انگلستان مسلمان ہو کر مرزا صاحب قادیانی کا معتقد یا دوسرے لفظوں میں مرزائی یا احمدی ہو گیا ہے۔ خواہ کوئی صاحب ہماری اس رائے پر ہم سے مختلف ہوں، مگر ہم تو اس پر بضد مصر ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ جو واقعہ اس دعویٰ میں پیش کیا جاتا ہے وہ مرزا صاحب کا نشان ہے یا نہیں؟ اس کے متعلق ہم آئندہ مفصل لکھیں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۱۱۔ نمبر ۵۔ مورخہ ۲۸ رذی الحجہ ۱۳۳۱ھ مطابق ۲۸- نومبر ۱۹۱۳ء ص: ۴)

لارڈ ہیڈلے کا اسلام

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں:

گذشتہ پرچہ میں اس کے متعلق ایک مختصر سا مضمون لکھا گیا، آج ذرا مفصل لکھتے ہیں۔ ناظرین غور سے پڑھیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے قیامت سے پہلے چند علامات واقع ہونگی۔ اُن میں سے فرمایا طلوع الشمس من مغربها (سورج اپنے مغرب سے نکلے گا)۔ اس حدیث کے متعلق مرزا صاحب لکھتے ہیں:

''ایسا ہی طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا ہم اس پر بہرحال ایمان لاتے ہیں۔ لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا، وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر وضلالت میں ہیں آفتاب صداقت سے منور کئے جائیں گے۔ اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔ اور میں نے دیکھا۔ کہ میں شہر لنڈن میں ایک ممبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کررہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے۔ جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور اُن کے رنگ سفید تھے۔ اور شاید تیتر کے جسم کے موافق اُن کا جسم ہوگا۔ سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہوجائینگے۔'' (ازالہ اوہام طبع اول ص۵۱۵)

لارڈ ہیڈلے کے مسلمان ہونے پر قادیان سے ایک اشتہار نکلا۔ جس کا ذکر گذشتہ پرچہ اہل حدیث امرتسر میں کیا گیا۔ اُس میں یہ عبارت ادھوری لکھ کر لارڈ ہیڈلے کا مسلمان ہونا مرزا صاحب قادیانی کا معجزہ بتلایا ہے۔

ہم سب مرزا صاحب قادیانی کے معجزات کے قایل ہیں (گو دوسرے معنی میں) اس لئے ہم دل سے چاہتے ہیں کہ آپ کی اس شرح حدیث کے مطابق خدا وہ دن جلد

لاوے کہ تمام مغرب نور اسلام سے بہرہ ور ہو۔ مگر جناب والا یہ تو بتلایئے کہ حدیث مذکور میں من المغرب ہے یا مغربھا (باضافت) ہے؟ حدیث کے الفاظ ہمارے سامنے ہیں جس میں مغربھا بالاضافت ہے۔ جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ شمس سے مراد یہی جرم سماوی ہے اور اسی کی مغرب مراد ہے اور یہی اپنی مغرب سے طلوع کرے گا۔

علاوہ اس کے یہ تو بتلاویں کہ یورپ خصوصاً انگلستان ہندوستان سے تو مغرب میں ہے۔ مدینہ شریف سے بھی مغرب میں ہے؟ جہاں پر حضور علیہ السلام نے بیٹھ کر حدیث فرمائی تھی۔ کیا اُس وقت آپ کا خیال یورپ کی طرف تھا جو مدینہ سے مغرب کی جانب نہیں بلکہ شمال کی طرف ہے۔ (عرب کے مغرب میں افریقہ ہے یورپ نہیں)

اچھا ہم آپ کی تشریح کی صحت پر بھی سوال نہیں کرتے۔ بلکہ صرف اتنا پوچھتے ہیں کہ لارڈ ہیڈلے کے مسلمان ہونے سے اگر یہ معنی صحیح ہوگئے ہیں، تو یہ تو آں حضرت ﷺ کی صداقت ہے نہ کہ مرزا صاحب قادیانی کی۔ غور تو کرو کہتے کیا ہو۔

ہاں آپ کے پیش کردہ حوالہ سے مرزا صاحب قادیانی کی تکذیب ہوسکتی ہے کیوں کہ مرزا صاحب قادیانی نہ لنڈن گئے نہ وہاں آپ نے تقریر فرمائی، نہ آپ کی کوئی تصنیف وہاں شائع ہوئی۔ خواجہ کمال الدین کا جانا مرزا صاحب قادیانی کا جانا بنایا جائے تو یہ بھی غلط ہے کیوں کہ خواجہ صاحب وہاں مرزائی مشن کی تبلیغ نہیں کرتے بلکہ جیسا کہ اور اخباروں نے عموماً اور بدر قادیانی نے خصوصا صاف لکھا تھا کہ وہ انگلستان میں بغیر اختلافی باتوں کے صرف اسلام کی اشاعت کررہے ہیں، مرزا قادیانی کا تو نام بھی نہیں لیا جاتا۔ پھر اُن کا جانا مرزا قادیانی کا جانا کیسے ہوا؟ علاوہ اس کے یہ بھی غلط ہے کہ لارڈ ہیڈلے نے خواجہ کمال الدین کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا بلکہ رپورٹر کی تار اور خواجہ کمال الدین کی نظم مندرجہ زمیندار مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۱۳ء سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ لارڈ ہیڈلے کے اپنے چالیس سالہ ذاتی مطالعہ کا یہ اثر ہے۔ اور وہ کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہی نہیں ہوئے بلکہ لنڈن کی انجمن اسلامیہ نے اپنے جلسہ میں اعلان کیا ہے کہ لارڈ ہیڈلے نے اسلام کا اعلان کردیا۔ غالبا گمان ہے کہ وہ خواجہ کمال الدین کے جانے سے بھی پہلے سے اندرونی طور پر مسلمان ہونگے جس کا اعلان انہوں نے اَب کیا۔

اخیر میں ہم اتنا کہنے سے باز نہیں رہ سکتے کہ خواجہ کمال الدین کے کام سے جو

اشاعت اسلام کے متعلق ہے ہم کو پوری ہمدردی ہے۔ مگر قادیانی مشن اپنے ایسے اوچھا پن سے چاہتا ہے کہ مسلم پبلک کو خواجہ کمال الدین سے ہمدردی نہ ہو۔ پھر ساتھ ہی اُس کے مسلم پبلکسے مدد بھی چاہتا ہے۔ اس لئے ہم قادیانی مشن اور اُن کے خلیفہ صاحب کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ اگر واقعی آپ لوگ اسلام کی اشاعت کے خواہشمند ہیں تو خواجہ کمال الدین کے کارناموں کو اپنے مشن کی صداقت نہ بنایا کریں۔ بلکہ محض اسلامی خدمات بتلایا کریں۔ لوگ صحیح اندازہ خود ہی لگالیں گے مگر جس کے خمیر میں اوچھا پن ہو وہ چھوڑ سکتا ہے؟ (دیدہ باید)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر **جلد ۱۱۔ نمبر ۶۔ مورخہ ۶ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ مطابق ۵۔ دسمبر ۱۹۱۳ء** ص: ۳-۴)

سیرۃ المسیح

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

قادیانی اخبار تحریک کررہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب قادیانی) کی سوانح عمری لکھی جائے جو مہذب دنیا میں پیش کرنے کے قابل ہو۔

ہم بھی اس کام کو قابل قدر جانتے ہیں اور اس میں بقدر طاقت مدد دینے کو بھی تیار ہیں۔ ایسی کتاب جو مرزا صاحب کی سوانح عمری ہوگی ہم اوس کو خود خریدینگے اور احباب کو بھی ترغیب دیں گے بلکہ وعدہ کرتے ہیں کہ اہلحدیث میں اوسکا اشتہار دیا کرینگے۔ بشرطیکہ واقعات صحیحہ اور کاملہ درج ہو۔ منجملہ دو واقعات ہم پیش کرتے ہیں۔

مرزا صاحب قادیانی نے کتاب ''اعجاز احمدی'' میں مجھ کو بغرض تحقیق حق یعنی برائے مباحثہ قادیان میں بلایا تھا۔ اُسی کتاب میں یہ بھی لکھا تھا کہ مولوی ثناءاللہ پیشگوئی کی پڑتال کے لئے قادیان نہیں آئینگے۔

مگر میں دس جنوری ۱۹۰۳ء کو ۲ بجے دن کے جا پہونچا۔ اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو اطلاع دی کہ میں آپ کی دعوت کے مطابق آیا ہوں۔

آپ حرم سرائے سے باہر تشریف نہ لائے۔ عذر کیا کہ میں نے رسالہ ''انجام آتھم'' میں خدا کے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے کہ میں آئندہ مباحثات نہ کرونگا۔ حالانکہ نہ کوئی

وعدہ ہے نہ ایفاء بلکہ

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

کا اظہار تھا۔

دوسرا واقع قابل اندراج ''سیرت المسیح'' یہ ہے کہ ۱۵-اپریل ۱۹۰۷ء کو مرزا صاحب قادیانی نے ایک اشتہار دیا تھا جس کا اصل مطلب یہ تھا کہ

مولوی ثناء اللہ مجھ سے پہلے نہ مرے، یعنی میں اوس سے پہلے مروں، تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔

اس کے بعد واقع یہ ہوا کہ مرزا صاحب قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو فوت ہوگئے اور مولوی ثناء اللہ آج (دسمبر ۱۹۱۳ء) تک یقیناً زندہ ہے۔ اس کا نتیجہ صاف ہے بحکم يؤخذ المرء باقراره جناب مرزا صاحب قادیانی اپنے دعویٰ کے مطابق خدا کی طرف سے نہیں تھے۔

یہ دو واقع تاریخی ہیں۔ مرزا صاحب قادیانی کے مریدوں نے سیرۃ المسیح میں ان کو جگہ نہ دی تو چونکہ دنیا میں شائع شدہ ہیں باخبر اصحاب جان لینگے کہ کتاب واقعات مرزا قادیانی کے بیان کرنے میں ناقص بلکہ بددیانت ہے۔ آئندہ اختیار بدست مختار۔

(اہل حدیث امرتسر جلد ۱۱۔ نمبر ۷۔ مورخہ ۱۳ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۲-دسمبر ۱۹۱۳ء ص:۳)

الحق کی مدد کرو

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

قادیانی اخبار زور دے رہے ہیں کہ دہلی کے اخبار ''الحق'' (بمعنے الباطل) کی مدد کرو، ورنہ بند ہوجائیگا۔

نظر بحالت موجودہ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ افسوس ہے ہم اپنے (سہ صدی) دوست کی مدد نہیں کرسکتے مگر بحکم ''خدا خود میر سامان ست درباب توکل را'' خدا نے ہمارے ذریعہ الحق کو مدد پہنچانے کی ایک صورت پیدا کردی۔

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ منشی قاسم علی اڈیٹر الحق نے لودہانہ کے مباحثہ میں مبلغ تین سو روپیہ مجھ کو انعام دیا تھا۔ اوس سے بعد آپ نے کہا کہ اس مضمون پر بحث کرلو کہ مرزا صاحب کے دعویٰ کے لئے وفات مسیح کی بحث ضروری ہے۔ اگر ثابت ہوجائے کہ ضروری نہیں تو میں اصل دعویٰ پر بحث کرنے کو تیار ہوں۔ اس پر میں نے آمادگی ظاہر کی مگر انعام مانگا تو آپ نے حسب حیثیت یا حسب حوصلہ مبلغ پانچ روپیہ انعام لکھا۔ میں نے بصد خوشی منظور کر کے لکھا کہ اس نزاع کے فیصلے کے لئے حکیم نورالدین صاحب خلیفہ قادیان منصف ہونگے۔ مگر منشی صاحب خدا معلوم کیوں خاموش ہوئے۔ خدا مولوی گل محمد صاحب ساکن موضع کدنہ کا بھلا کرے جنہوں نے وعدہ کیا کہ منشی صاحب ہارے تو اون کی طرف سے مبلغ پانچ روپیہ میں دونگا، بلکہ اون کو بھی پانچ دونگا۔ مولوی صاحب کے بعد حکیم خیر محمد صاحب رئیس ڈیرہ غازی خان کا خط آیا جو درج ذیل ہے:

> ''بندہ نے اخبار گوہر بار اہلحدیث پرچہ مورخہ ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ صفحہ ۱۱ کالم دوم میں ایک مضمون منجانب مولوی گل محمد صاحب ساکن موضع کدنہ ضلع مظفر گڈھ کا بنام منشی قاسم علی صاحب کے دیکھا ہے۔ بڑا امرغوب ہے۔
>
> وہ تحریر کرتے ہیں کہ باوجود ہار کے بھی مبلغ پانچ روپیہ انعام دونگا۔ اگر منشی صاحب بموجب تحریر مولوی گل محمد صاحب کے فیصلہ منصف منظور کر کے اپنے اخبار میں درج کردیں تو بندہ پندرہ روپیہ حسب ذیل انعام دیگا۔ ہار جانے والے کو مبلغ ۵؍ اور جیت جانے والے کو مبلغ ۱۰۔''

گویا ایک معنی سے منشی قاسم علی صاحب دہلوی کے اخبار الحق کی بھی یہ امداد ہے، اور فیصلہ کی بھی اچھی صورت۔ مخالف اخبار کی موت چاہنے والا ہمارے نزدیک کمینہ اور اصول ایڈیٹری سے ناواقف ہے۔ اسلئے ہماری دعا ہے کہ خدا کرے ''الحق'' جاری رہے کیوں کہ اس کے ذریعہ ہمیں بہت کچھ اس پاک جماعت کے اخلاق کا اندازہ ہوتا رہتا ہے۔

(اہل حدیث جلد ۱۱۔ نمبر ۷۔ مورخہ ۱۳ رمحرم الحرام ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۲-دسمبر ۱۹۱۳ء ص:۳-۴)

ثبوت مسیح موعود

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

عرصہ سے ہم قادیانی مشن اور اُس کے بانی سے اِس بات کے متقاضی رہے کہ جن وجوہ اور دلائل سے آپ مسیح موعود اور مہدی مسعود بنتے ہیں اُن کو پیش کیجئے تا کہ حق اور باطل میں تمیز ہوسکے۔ مگر اُدھر سے اغماض اور اہمال ہی ہوتا رہا۔

اس کے جواب میں یہی سنا کئے کہ پہلے وفات مسیح پر بحث کرلو۔ ہر چند اس مضمون پر بھی ہم نے اپنی تحریر وتقریر میں ان کے دعویٰ کی تکذیب کافی کی، یہاں تک کہ ریاست رام پور میں اسی مسئلہ وفات وحیات مسیح پر بحث ہوئی تو ہز ہائینس نواب صاحب رامپور نے خاکسار کو جو سرٹیفکیٹ عنایت فرمایا خود اُسی سے ثابت ہوسکتا ہے کہ بحث کا اثر کیا ہوا تھا۔ نقل سرٹیفکیٹ یہ ہے:

> ''رامپور میں قادیانی صاحبوں سے مناظرہ کے وقت مولوی ابوالوفاء محمد ثناء اللہ صاحب کی گفتگو ہم نے سنی۔ مولوی صاحب نہایت فصیح اللسان ہیں اور بڑی خوبی یہ ہے کہ برجستہ کلام کرتے ہیں انہوں نے اپنی تقریر میں جس امر کی تمہید کی اُسے بدلائل ثابت کیا۔ ہم ان کے بیان سے محظوظ ومسرور ہوئے۔''
>
> محمد حامد علی خان

اس کے علاوہ میں نے تفسیر ثنائی جلد دوم میں۔ اور برادرم مولوی ابراہیم سلمہ نے رسالہ ''شہادت القرآن'' میں اِس مسئلہ (حیات مسیح) پر کافی بحث کی ہے تاہم یہ لوگ یہی کہتے رہے کہ وفات مسیح پر بحث کرلو۔

یہ ذکر اس لئے کیا جاتا ہے کہ قادیانی ممبر جب ہمارے تقاضا مذکور سے تنگ آتے ہیں، تو یہ مشہور کرتے ہیں کہ ہم اِس مسئلہ پر بحث کرنے سے عاجز ہیں، یا دل سے وفات مسیح کے قائل۔

خدا کا شکر ہے کہ قادیانی اخبار ''الفضل'' کے لائق اڈیٹر نے ہمارے تقاضا پر نظر کی۔ جس کے متعلق ہم اُس کے شکر گذار ہیں۔

کچھ شک نہیں کہ آپ نے دعویٰ مسیحیت کو مناظرانہ رنگ میں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ آپ نے اپنی دلیل کے جملہ مقدمات پر مختصر گفتگو کی ہے۔ ہم اُن سب مقدمات کا ذکر کرکے ضروری مقدمہ پر نکتہ چینی کرینگے۔

(مقدر اوّل) حضرت عیسیٰ فوت ہوگئے۔

(دوم) مردے واپس دنیا میں نہیں آسکتے۔

(نتیجہ) ان دو مقدمات کا یہ ہے کہ آنے والا موعود حضرت عیسیٰ خود نہیں ہوگا۔ بلکہ امت محمدیہ میں سے کوئی ہوگا۔

چونکہ ابھی تک مسیحیت مرزا کا ثبوت باقی تھا۔ جو حقیقت میں جان ہے سب مضمون کی۔ اس لئے اڈیٹر الفضل نے اس کا ثبوت یوں دیا ہے۔ جو خود اُنہی کے الفاظ میں درج ذیل ہے:

> چوتھی بحث وہ یہ ہے کہ حضرت میرزا صاحب ہی مہدی موعود ہیں۔ اس کے لئے میں صرف ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔ جس میں حضرت نبی کریم اپنے مہدی کا ایک خاص نشان بتاتے ہیں۔ جو جب سے آسمان وزمین پیدا ہوئے ہیں۔ کسی مدعی مہدویت کے دعوی کے وقت ظاہر نہیں ہوا۔ اور نہ اس مہدی نے اسے اپنے لئے نشان صداقت ٹھیرایا۔ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں:
>
> ان للمهدى (لمهدينا) اٰيتين لم تكونا منذ خلق السمٰوٰت والارض۔ ينكسف القمر فى اول ليلة من رمضان وتنكسف الشمس فى النصف منه ولم تكونا منذ خلق السمٰوات والارض۔ (رواه الدارقطنى)
>
> حجج الكرامة میں اس حدیث کی دیگر کتب حدیث سے بھی تخریج ہے۔
>
> اخرجه نعيم بن حماد وابوحسن الخيرى فى الجزئيات واخرج مثله الحافظ ابوبكر بن احمد الحسن وابن حماد ايضا عن كثير بن مرة الحضرمى والبيهقى.
>
> اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ چاند کو گرہن کی درمیانی تاریخوں میں اور سورج کو گرہن کی آخری تاریخوں میں اور پھر ماہ رمضان میں گرہن لگے گا۔''

(الفضل قادیان ۲۶ نومبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۸)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اس بیان میں راقم مضمون نے معمولی غلط بیانی سے کام نہیں لیا، بلکہ وہ غلط یا کذب بیانی کی ہے جس کی بابت صحیح حدیث میں وارد ہے

من کذب علیّ متعمّدا فلیتبوأ مقعده من النار

(جو کوئی نبی پر جھوٹ لگاوے وہ اپنا گھر دوزخ میں بناوے)

اڈیٹر الفضل کہتے ہیں:

''نبی کریم اپنے مہدی کا ایک خاص نشان بتاتے ہیں۔''

حالانکہ یہ مضمون کسی مرفوع حدیث میں نہیں ملتا۔ اڈیٹر الفضل ہم کو کسی حدیث میں نبی کریم (ﷺ) کے الفاظ طیبہ بتلاویں تو ہم اُن کی قابلیت ودیانت اور راست گوئی ماننے کے علاوہ اُن کو انعام بھی دینگے۔ ورنہ اُن کو ہماری پیش کردہ حدیث اور مشہور آیت قرآنی سے ڈرنا چاہئے۔ جو کذب بیانی کی وعید پر آئی ہے۔

دارقطنی کے صلوٰۃ الکسوف میں یہ روایت ہے جو بذات خود سخت ترین ضعیف ہونے کے مرزا صاحب قادیانی سے بالکل بے تعلق ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے:

> (راوی کہتا ہے) ہمارے مہدی کی دو نشان ہیں۔ جب سے دنیا بنی ہے وہ کبھی نہیں ہوئے۔ چاند کو رمضان کی پہلی رات میں اور سورج کو نصف رمضان میں گرہن ہوگا۔ جب سے آسمان وزمین پیدا ہوئے یہ دونوں نشان نہیں ہوئے۔

۱۳۱۱ھ کو رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن ہوا، تو مرزا صاحب قادیانی نے اُس کو اپنے پر لگایا اور یہ دعویٰ کیا کہ مجھ سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ لیکن جب تاریخ سے ثابت کیا گیا کہ اس قسم کے گرہن ہر چھتیس برس کے بعد ہوا کرتے ہیں۔ سابق زمانہ میں بھی ہوئے۔ تو مجبورا اُن کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ:

> ''ہمارے زمانہ سے پہلے بھی رمضان میں کسوف وخسوف ہوا ہے۔ ہمیں اُس سے انکار نہیں۔ (الحکم قادیان ۲۶ مارچ ۱۹۰۸ء)

اچھا تو جب ایسا کسوف وخسوف ہوا ہے تو پھر اس روایت سے آپ کو کیا

تعلق۔ اس روایت کے اگر وہی معنی ہیں جو آپ کرتے ہیں، تو پھر بھی یہ روایت آپ کی تردید بلکہ تکذیب کرتی ہے کیوں کہ (حسب ترجمہ آپ کے) اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ بہت عرصہ ہوا مسیح موعود اور مہدی مسعود ہو گذرے۔ عجب نہیں کہ سید محمد جونپوری ہی ہوں۔ تو اِس سوال کا جواب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے وہ دیا جو اڈیٹر الفضل نے اپنے لفظوں میں یوں لکھا ہے:

''کسی مدعی مہدویت کے دعویٰ کے وقت ظاہر نہیں ہوا اور نہ اُس مہدی نے اسے اپنے لئے نشان صداقت ٹھیرایا ہے۔''

جل جلالہ۔ کیا ہی نئی منطق ہے۔ اسی کو کہتے ہیں فبهت الّذی کفر۔ الفاظ روایت کی ہمارے سامنے ہیں اور ان میں صاف موجود ہے کہ مہدی کی ایک علامت ہے جو شروع دنیا سے اُس وقت تک نہ ہوئی ہوگی۔ حالانکہ آپ کا مہدی اور مسیح خود مانتا ہے کہ مجھ سے پہلے یہ نشان ہوا۔ پھر یہ کیونکر آپ کہہ سکتے ہیں لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض۔ (جب سے دنیا بنی ہے نہیں ہوا)

آیئے ہم اختصار مطلب کی نیت سے آپ کے ساتھ یوں گفتگو کرتے ہیں۔

اہلحدیث: مرزا صاحب کی مہدویت اور مسیحیت کی کیا نشانی ہے۔

الفضل: ان کے زمانہ میں رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن ہوا۔ جو پہلے کبھی نہیں ہوا۔ یہی روایت میں نشان آیا ہے۔

اہلحدیث: مرزا صاحب خود مانتے ہیں کہ پہلے بھی ہوا۔ حالانکہ اُس روایت میں ہے کہ وہ گرہن اِس قسم کا ہوگا جب سے آسمان و زمین بنی ہیں اُس وقت سے مہدی کے زمانہ تک نہ ہوا ہوگا۔

الفضل: بس یہی نشانی ہے چاہو، تو مانو، چاہو، انکار کرو۔

اہلحدیث: یہ تو صحیح نہیں بلکہ مرزا صاحب کی تکذیب کرتی ہے۔

الفضل: سابقہ زمانہ میں اگرچہ گرہن ہوا، مگر اُس وقت کوئی مدعی نہ تھا۔

اہلحدیث: یہ آپ اپنے پاس سے کہتے ہیں۔ روایت میں ان معنی کا کوئی لفظ نہیں۔

الفضل: گو لفظ کوئی نہیں، مگر مطلب یہی ہے۔

اہلحدیث: آپ تو ایسا مطلب بتلاتے ہیں جو صریح منطوق عبارت کے خلاف ہے۔ سنئے

اور غور سے سنئے! روایت میں صاف الفاظ ہیں:

''وہ نشان شروع دنیا سے مہدی کے زمانہ تک ظہور پذیر نہ ہوئے ہونگے۔''

جب یہ گرہن مرزا صاحب سے پہلے بھی رمضان شریف میں ہو چکا ہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ نشان مہدی کا نہیں اور نہ روایت مذکور کے یہ معنی ہیں۔ بلکہ اُس کے معنی صحیح ہیں:

رمضان میں قمر کی راتوں میں پہلی رات میں قمر کو گرہن ہوگا۔ اور سورج کو نصف رمضان میں ہوگا اس قسم کا گرہن نہ مرزا صاحب کے زمانہ میں ہوا۔ نہ آپ سے پہلے کبھی ہوا۔ ہمارے خیال میں مرزائی نبوت کے قلعہ کے لئے یہ روایت بمب کے گولہ کا کام دے سکتی ہے بشرطیکہ کوئی واقف اس سے کام لے۔

پس اڈیٹر الفضل کا دعوی: ''یہ حدیث ایک حجت قویہ ہے اِس بات پر کہ حضرت مرزا مہدی موعود ہیں کیوں کہ یہ نشان ۱۳۱۱ھ میں آپ ہی کے دعویٰ کے ظاہر ہوا۔'' بالکل صریح البطلان ہے اور نا قابل اطمینان ہے کیوں کہ روایت قابل ترمیم ہے جو یہ ہے:

یہ حدیث ایک حجت قویہ ہے اس بات پر کہ حضرت مرزا صاحب مہدی موعود نہیں ہیں۔ کیوں کہ یہ نشان ۱۳۱۱ھ کے پہلے بھی کئی ایک بار ہو چکا ہے۔

منطقی طریق سے ہم اِس مضمون پر غور کرتے ہیں۔ شائد قادیاں میں کوئی منطقی ہو۔

(۱) رمضان میں کسوف وخسوف مہدی کا نشان ہے یعنی مہدی کے دعویٰ کی صحت اس نشان پر موقوف ہے۔

(۲) اِس نشان کی صحت مہدی کے دعویٰ پر موقوف ہے۔ کیوں کہ (بقول مرزا) گو یہ نشان پہلے واقع ہوا۔ مگر چونکہ اُس وقت مدعی کوئی نہ تھا اس لئے یہ نشان نشان ہی نہیں ہوسکتا۔ پس جو چیز موقوف تھی وہی موقوف علیہ ہوگئی۔

وهو صريح الدور وهو باطل.

قادیانی مشن کے ممبرو! اليس فيكم رجل رشيد؟

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر جلد ۱۱۔ نمبر ۸۔ مورخہ ۲۰ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹۔ دسمبر ۱۹۱۳ء ص: ۵-۷)

قادیانی مشن اور اوس کی تعلیٰ

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ابھی کل کا ذکر ہے کہ قادیانی جماعت کہا کرتی تھی کہ مسلمانوں کو ہم سے ایسی ضد ہے کہ ہمارے نیک کاموں (اشاعت اسلام وغیرہ) میں بھی شریک نہیں ہوتے۔ بلکہ یہ بھی کہتے تھے کہ اشاعت اسلام کا حصہ خاص ہم ہی کو ملا ہے۔ آج ان کی حالت ہی دگرگوں ہے۔

دہلی میں چند غیرت مندان اسلام نے (جن کے سر برآوردہ نواب وقار الملک، جناب حاذق الملک، مولوی عبدالاحد صاحبان وغیرہ ہیں) تجویز کی کہ ولایت میں اشاعت اسلام کے لئے وفد بھیجنا چاہیے کیونکہ اکیلے خواجہ کمال الدین وہاں کام کو نباہ نہیں سکتے۔

چنانچہ انہوں نے اس کام کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا۔اور مولوی ڈاکٹر محمد علی شاہ، مولوی انیس احمد کو اس کام کا اہل سمجھ کر طیار کیا۔

ہمارے خیال میں یہ انتخاب بہت ہی موزوں ہوا۔ ہم ذاتی طور پر ان دونوں نوجوانوں کو جانتے ہیں اور گمان رکھتے ہیں کہ اس کام کو وہ بخوبی کرسکیں گے۔

مگر اتنا سنتے ہی قادیان مشن کو رقابت کی آگ نے سوختہ کر دیا۔ چنانچہ لاہور کے قادیانی اخبار پیغام صلح میں بالفاظ نامہ نگار اس واقعہ کی نسبت خفگی کا اظہار یوں کیا گیا ہے:

> وہ لوگ جو اشاعت اسلام کا کام اسلام کی اشاعت کیلئے کرنا چاہتے ہیں اور اس راہ میں مالی مدد کرنے کے لئے تیار ہیں وہ دیکھیں کہ آیا وہ ایک متیقن الفوز و الا صلاح راستہ اختیار کر رہے ہیں یا برعکس۔ خواجہ (کمال الدین) صاحب کی قابلیت یا عدم قابلیت کا سوال تو مشت بعد از جنگ ہے۔ اور گزرگراں کے جس قدر ارباب العائم والحی ہیں، جنھوں نے بڑے بڑے مدارس اسی غرض سے قائم کرر کھے ہیں، جنھوں نے ہزاروں ہزار روپیہ مسلمانوں کا اس مقصد پر نہ صرف آج بلکہ آج سے سال ہا سال پیشتر

سے خرچ کیا اور کر رہے ہیں۔ اگر درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے، اگر روشنی کا وجود عین آفتاب کا وجود ہے، اگر حرکتِ آثار و علامات حیات سے ہے، تو خواجہ صاحب کی اہلیت اور قابلیت اپنے کاموں سے آشکارا ہے نہ کسی امیر کی تصدیق کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی بزاخفش کی مصدقانہ رنگ میں جنبش ریش کی حاجت، خواجہ صاحب کے نمایاں کاموں نے نہ صرف ان کے اخلاص اور درد اسلامی کو جو ان کی تعمیر میں مضمر تھا عیاں کر دیا ہے بلکہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود کے دعاوی کی صداقت پر مہر لگا دی ہے۔

دیکھنا تو یہ ہے کہ جو غیر احمدی اصحاب اشاعت اسلام کا اہم کام اپنے ذمہ لے کر ولایت نہایت خوش آئند پسندیدہ اور صحت بخش سفر پر جو اس زمانے کے نوجوانوں کا سدرۃ المنتہیٰ ہے روانہ ہونے والے ہیں عیسائیت اور مسیح پرستی کے مقابلہ و محاربہ کے لئے کون سا تیر اپنے ترکش میں رکھتے ہیں۔ ہمارا زمانہ قرون وسطی کا زمانہ نہیں ہے اس زمانہ میں دلائل و براہین کی ضرورت ہے جو نہ صرف لوگوں کے دلوں پر تصرف کریں بلکہ اون کے دماغ کو فتح کرلیں پھر اس کے ساتھ ساتھ مذہب نہ صرف دلائل و براہین کے مجموعہ کا نام ہے بلکہ ان سے بڑھ چڑھ کر مذہب کی بنا صداقت اخلاص خدا پرستی تقوی خشیت الٰہی سچی تبدیلی تزکیہ نفس پر ہے (بلکہ بدزبانی اور دل آزاری بھی اس میں جزءِ اعظم ہے جسکا پاک نمونہ راقم مضمون دکھا رہا ہے۔ اہل حدیث) اور ہر ایک ایسا شخص جو ان ہتھیاروں سے مسلح ہے دنیا پر غالب آسکتا ہے اگرچہ وہ اکیلا ہی کیوں نہ ہو۔ تزکیہ نفس کسی یونیورسٹی کی ڈگری کا نام نہیں ہے کہ کلاسوں میں بیٹھ کر اور کاغذات کے سیاہ کرنے کے بعد آسانی سے حاصل ہوسکتی ہے۔ اس کیلئے اگر کوئی مدرسہ ہے تو وہ صادقین کی صحبت اور ان کی معیت کہ فرمایا کونوا مع الصادقین۔

اب ظاہر ہے کہ تمام غیر احمدی عالم اسلامی میں کوئی ایسا مرکز نہیں ہے کہ جہاں اجتماع کی غرض صرف خدا پرستی خدا شناسی اور خدانمائی ہو۔

ہندوستان ہو، یا ایران۔ مصر ہو، یا عرب۔ کسی ملک کو اس بارہ میں دوسرے پر فوقیت حاصل نہیں ہے۔

ہمارے علی گڈھ کا بیت آذر ہو، یا لکھنؤ کا دارالندوہ۔ دیو بند کی بندش غوں کی کوٹھڑیاں ہوں، یا فتح پوری کے تنگ و تاریک حجرے۔ ہم نے کہیں ایسا دار الضرب نہیں دیکھا جہاں مذہب کے بازار میں رواج پانے والے اصلی سکے ڈھلتے ہیں۔

ہماری غیرت اور مشتعل ہوتی ہے جب دیکھتے ہیں کہ ان کا وجود جو اشاعت اسلام کے لئے ہمہ تن پیکر ننگ و عار ہے اپنی قدامت ثابت کرنے کے لئے ہمیں آج سے تقریباً نصف صدی پیشتر لے جاتا ہے۔

پس وہ جنہوں نے کل کوئی محنت نہیں کی ...وہ آج آرام کیوں چاہتے ہیں۔ جو دن کو جاگتے نہیں وہ رات کی فرحت بخش نیند کے کیوں متمنی ہیں۔ اور وہ خود پیاسے ہیں جو دوسروں کی پیاس کیوں کر بجھا سکتے ہیں۔

هذا الذى ترك الا و هام حائرةً

کیا ندوہ زہادِ وقت کی اصلاح سے جو تعلیم لسان الافرنج کے ساتھ وابستہ ہے فراغت پا چکا؟

کیا ارباب علی گڈھ نے یونیورسٹی کا سنگ بنیاد رکھنے کے ساتھ ساتھ اس کا سر بفلک کنگرہ بھی تیار کر لیا؟

کیا علمائے دیو بند نے فتوی زاغیہ کی تسوید تحریر اور تنقید سے پوری فراغت حاصل کر لی ہے؟

اور سب سے بڑھ کر ضروری سوال یہ ہے کہ آیا دلی کی نظارۃ المعارف القرآنیہ نے کوئی ایسی تفسیر قرآن کریم کی شائع کر دی ہے جو عالم اسلامی کے باہمی نزاع و اختلافات کو مٹانے کے علاوہ ان مقامات پر کافی روشنی ڈالتی ہو جن کو تعلق ابطال نصرانیت سے ہے؟

کیا انہوں نے اپنے آپ کو موجودہ اہل سنت والجماعت سے خارج کر لیا ہے یا دوسرے لفظوں میں اسلام سے؟ نعوذ باللہ من ذلک۔

اگر ایسا نہیں اور خدا نہ کرے کہ ہو تو پھر ہم بادب التماس کرتے ہیں کہ یورپ میں ایسا قرآن کریم کا ترجمہ پڑھانے والا کیوں بھیج رہے ہیں جن کی تعلیم ان کے تعبد مسیح کے واسطے ایک اور تازیانہ ہو۔

مسیحی دنیا میں اس وقت دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو سائینس اور فلسفہ کے شیداء ہیں۔ ہر ایک مسئلہ کا فیصلہ عقل تجربہ اور مشاہدہ کی بنا پر کرنا چاہتے ہیں۔ موجود زندگی ہی انکی کوششوں اور آرزؤوں کا منتہاء ہے۔

ایسے لوگوں کے چارہ کار نہ صرف عقلی دلائل ہیں، بلکہ سنن انبیاء کے مطابق ان کی ارشاد وہدایت کیلئے توجہ باطن نشانات اور آیات کی ضرورت ہے۔

پس وہ لوگ جن کے ایمان کا مدار صرف قصوں پر یا اون آیات سماوی پر ہے جو آج سے تیرہ سو برس قبل دکھلائی گئے تھے، اور اب اسکا دروازہ مسدود ہے وہ کیونکر ملحدین یورپ کے لئے شمع راہ بن سکتے ہیں۔

یہ شرف تو صرف حضرت اقدس مرزا صاحب کے قدموں کے طفیل ان کی جماعت کو حاصل ہے وہ اسلام کی تائید میں نہ صرف روایات پیش کرتے ہیں بلکہ اپنے مشاہدات ونشانات کے علاوہ بے شمار نبوتیں جو امام مغفور نے اپنے زمانہ میں کیں اور پوری ہوئیں اوران سے بڑھ کر وہ نبوتیں جو ہر روز پوری ہورہی ہیں اور آئندہ زمانہ میں ہوں گی پیش کرتے ہیں بہ تبدیل الفاظ ایسے پرنخوت دماغوں کے لئے جو احرار یورپ رکھتے ہیں مشکوۃ نبوت کی روشنی کی ضرورت ہے تازہ بتازہ اور نو بہ نو وحی واخبار عن الغیب کی ضرورت ہے لیکن وہ مسلمان جو اپنے آپ کو اس زمانہ میں اہل سنت والجماعت کے نام سے موسوم کرتے ہیں اوران کا ایمان کہ وحی ومکالمہ الٰہی کا دروازہ بند ہے کیونکر ملحدین یورپ کے سامنے آیات پیش کرسکتے ہیں ان کے پاس کون سا ذریعہ ہے جس سے وحی والہام کے مسئلہ پر جو سرچشمہ تمام مذاہب کا ہے روشنی پڑے۔ (اخبار پیغام صلح لاہور ۵۔ اپریل ۱۹۱۴ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

ہم نے نقل عبارت میں بخل نہیں کیا تاکہ ہمارے ناظرین کو صحیح رائے قائم

کرنے کا صحیح موقع مل سکے اور وہ اس بات کو باور کرسکیں کہ یہ لوگ کوئی نیک کام اخلاص اور اسلام کی خیر خواہی سے کرتے ہیں یا اپنے نمود اور ریا سے۔

اللہ اکبر! جن لوگوں کو یہ کافر یا فاسق یا ننگ اسلام نام رکھتے ہیں اون کے اخلاص کی یہ کیفیت ہے کہ باوجودیکہ وہ ان کے عقاید میں متفق نہیں، اعمال میں موافق نہیں، بلکہ ہر طرح علیحدہ، نہ صرف علیحدہ بلکہ ناراض، تاہم جب انہوں نے اشاعت اسلام کا سلسلہ اٹھایا تو ان ننگ و عار اسلام مسلمانوں نے بخوشی و مسرت اس میں چندہ دیا اور بڑی تحسین کی۔ مگر ان کی یہ حالت ہے کہ دہلی سے وفد کی تیاری سنتے ہی چراغ پا ہوئے جاتے ہیں اور مارے غصے کے تمام لوگوں کو کوس رہے ہیں۔ خواہ علی گڈھ کے ہوں یا ندوہ کے۔ دیوبند کے ہوں یا دہلی کے۔ یہی معنی ہیں

کسے نماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی
مگر کہ زندہ کنی خلق را وَ باز کشی

ہاں اس سارے بیان میں ایک بات ہمارے مطلب کی بھی نکل آئی ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی کی بے شمار نبوتیں یعنی غیب کی خبریں پوری ہوئیں۔

پس ہمارا مطلب یہی ہے کہ آپ بے شمار نہیں با شمار ہی ہم کو بتلاویں کہ فلاں فلاں پیش گوئی، جو قبل از وقت اپنی سچائی کے لئے کی تھی، پوری ہوگئی۔

آپ کو یاد نہ ہو تو ہم ہی آپ کو بتلاتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے اپنی سچائی کیلئے کیا کیا کہا تھا جس کا اون کو تمام عمر انتظار رہا آخر کار بصد حسرت دنیا سے تشریف لے گئے۔

منجملہ ایک منکوحہ کی شادی تھی۔ اس کی نسبت انہوں نے رسالہ انجام آتھم ضمیمہ کے صفحہ ۵۴ پر لکھا تھا کہ اگر یہ پیش گوئی پوری نہ ہو تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔

بتلایئے پوری ہوگئی؟

پھر لکھا تھا کہ مولوی ثناء اللہ اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان میری زندگی میں مریں گے۔ نہ مریں تو میں جھوٹا سمجھا جاؤں۔ (اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء اور چشمہ معرفت ص ۳۲۱)۔

کیا یہ نبوت پوری ہوگئی؟

افسوس ہے واقعات سے اس کا جواب نفی میں ملتا ہے۔

کیا کوئی ہے کہ اس کا جواب مثبت میں دے سکے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۷۔اپریل ۱۹۱۴ء۔۲۰ جمادی الاول ۱۳۳۲ھ نمبر ۲۵ جلد ۱۱۔ ص ۴۔۶)

مولوی ابراہیم سیالکوٹی جواب دیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا صاحب قادیانی نے میرے حق میں جو ۱۵۔اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار دیا تھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ مولوی ثناء اللہ میری زندگی میں نہ مرے، تو میں جھوٹا۔

اس کے بعد پھر جو ہوا وہ ملک کو معلوم ہے۔

مگر قادیانی جماعت نے اس کے متعلق بہت سے شگوفے چھوڑے ہیں۔ جن میں سے بڑا شگوفہ یہ چھوڑا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے لکھا تھا کہ حرام زادہ کی رسی دراز ہے۔اس لئے مولوی ثناء اللہ صاحب بچے رہے ہیں۔

آپ (یعنی مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی) کو یاد ہوگا کہ دسمبر ۱۹۱۳ء میں آپ کے مکان پر چند مرزائیوں نے یہ دعوی کیا تھا۔جس کے جواب میں میں نے کہا تھا کہ میں نے یہ کہیں نہیں لکھا۔تم لوگ اس کا ثبوت دو۔ ورنہ اس دعوی کو غلط مانو۔

اس پر مرزائیوں نے دعوی کا ثبوت دینے کیلئے تحریری اقرار نامہ کیا اور ۲ جنوری ۱۹۱۴ء تک اس کا حوالہ دکھانے کے لئے مہلت لی تھی۔

اس کے متعلق آپ سے دریافت ہے کہ کیا مرزائیوں نے آپ کو اس دعوی کا ثبوت دیا یا نہیں؟

یہ نوٹ لکھنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ (حال ہی، میں میں) اسٹیشن بٹالہ پر تھا تو پلیٹ فارم پر چند مرزائیوں نے کسی کے جواب میں یہی کہا تھا کہ مولوی صاحب نے لکھا تھا کہ حرام زادہ کی رسی دراز ہے۔

اسلئے آپ مہربانی کر کے اس معاہدہ کے فیصلہ سے بہت جلد اطلاع دیں۔

(اہل حدیث امرتسر ۲۴۔اپریل ۱۹۱۴ء۔۲۷ جمادی الاول ۱۳۳۲ھ۔نمبر ۲۶ جلد ۱۱۔ص ۲)

اہل حدیث کی بندش پر اپنوں بیگانوں کی آراء

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر اپنی روش میں ہمیشہ سے ممتاز رہا ہے۔اس نے اپنے یا کسی کے متعلق کبھی دھوکا یا مغالطہ نہیں دیا۔جس کام کی تائید کرنا اس نے اپنا فرض قرار دیا، اوس کی تائید کرتا رہا۔جس کی تردید کرنا اس نے اپنے فرائض میں داخل کیا، اوس کی تردید کرتا رہا۔اسی لئے اس کے ہوا خواہوں کو اس کی جدائی کا تصور شاق گذرا۔مگر جو لوگ تنگ مزاج ہیں، جن کی طبیعت کسی مخالف کی بات سننے کے لئے خواہ وہ کیسی ہی معقول ہو، طیار نہیں اس لئے لازمی ہے کہ اہل حدیث جیسا اخبار (جو اون کے مذہب پر معقول نکتہ چینی کرتا ہے) ان کی نگاہ میں پسندیدگی سے نہ دیکھا جائے۔ چنانچہ ایک مقدس مرزائی (قادیانی) نے فیروز پور سے خط لکھا جو درج ذیل ہے:

مولانا ابوالوفاء صاحب!

آپ کا اشتہار قابل توجہ ضروری بمضمون ضمانت دو ہزار روپیہ ومشورہ طلب میری نظر سے گذرا۔ بجواب عرض ہے مولانا گھبرانے کی ضرورت نہیں یہ پہلا جوت ہے صبر سے کھایئے گا۔

۲۔ اس کی اشاعت کی چنداں ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ بہتر ہے بند کر دیا جائے یا مولا کریم اس سے بہتر سبیل بند کرنے کی نکال دے۔

۳۔ اگر اس سے کئی روحوں پر برا اثر پڑتا ہے تو بعض کے واسطے آپ کی چالاکیوں کا علم ہدایت کا باعث بھی ہوتا ہے یہ متضاد باتیں ہیں۔

جناب کھا دکا کام دیتے ہیں اس لئے ..ہے بند کر دیا جائے

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس خط کا جواب راقم کو لکھا جاتا ہے مگر یہ سمجھ کر نہیں لکھا کہ ادھر اس نے ہم کو لکھا ہوگا اور اودھر اس کو اطلاع ہوگئی ہوگی کہ قادیان کے بدر پریس سے بھی تین ہزار کی ضمانت طلب ہوگئی۔ پس یہی اس کا جواب ہے...

راقم خط شرمندہ ہوگا کہ جوشماتت میں نے ایک معقول مخالف کے حق میں کی تھی، وہ میرے آگے آئی۔ مگر ہم اس بات کے اظہار سے نہیں رک سکتے کہ ایسی تنگ مزاجی ساری جماعت کی طرف منسوب نہ کی جائے، بلکہ صرف اسی شخص کا اپنا ذاتی خیال ہے۔ اس خط سے پہلے ہم اس راقم کی نسبت بہت کچھ حسن ظن رکھتے تھے۔ برادرم مولوی ابراہیم سیالکوٹی بھی اس کے متعلق حسن ظنی کا اظہار کیا کرتے تھے۔ مگر خدا جانے کس بات کا نتیجہ ہے کہ ایک جنٹل میں مہذب اور شائستہ آدمی بھی اس قسم کی تنگ مزاجی میں مبتلا دیکھا جاتا ہے۔

زیادہ تر اس بات کا خیال ہے کہ راقم خط آج اخبار اہل حدیث امرتسر کو بدستور زندہ دیکھ کر دل میں خیال کرتا ہوگا کہ مولا کریم نے میری دعا قبول نہ فرمائی، تو اس کو واضح رہنا چاہیے کہ اوس کی دعا پہلے بھی اسی طرح کی قبولیت حاصل کر چکی ہے جب لدھیانہ کے مباحثہ میں وہ اور اوس کے ساتھی دل سے فتح حق کی دعا کرتے تھے۔ آخر کار کیا ہوا تھا؟ اس کا اظہار ہم اپنے لفظوں میں نہیں کرتے بلکہ خود اون کے اپنے اخبار پیغام صلح لاہور کے ان الفاظ میں کرتے ہیں جو منشی قاسم دہلوی اڈیٹر الحق کو مخاطب کر کے لکھتا ہے:

> کیا آج سے اڑھائی تین سال پیشتر وہ (قاسم علی) اپنے مایہ ناز طریق تبلیغ پر کاربند ہوکر تمام جماعت کے لئے ابتلاء کا باعث نہیں ہو چکا۔ کیا اسے اپنے اسی طریق تبلیغ کا وہ مزہ یاد نہیں آتا جو اسے لودیانہ میں مولوی ثناء اللہ کے مقابل چکھنا پڑا تھا۔ خدا جانے ہماری احمدی قوم کو کب سمجھ آوے گی۔
>
> (پیغام صلح لاہور۔۱۲، اپریل ۱۹۱۴ء ص ۲ کالم ۳)

ہاں اس سے پہلے ایک بڑی دعا بھی ایک بڑے آدمی کی قبول ہو چکی ہے جسکا نام دعاء مرزا ہے، جن کا دعوی تھا کہ مجھے الہام ہوا ہے:

اجیب کلّ دعائك

(خدا کہتا ہے، اے مرزا! میں تیری ساری دعائیں قبول کرتا ہوں۔ اور کرونگا)

اسی قسم کی بشارت اور اعتماد پر انہوں نے ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک دعا بذریعہ اشتہار شائع کی تھی:

خداوندا! مجھ میں اور مولوی ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ جو ہم میں سے جھوٹا ہے
اوس کو سچے کی زندگی ہی میں موت دے۔ آمین۔

بس پھر کیا ہوا؟ خدا نے اس بزرگ کی دعا قبول فرمائی۔ یاد رکھئے خدا دعا کو ہمیشہ قبول کرتا ہے، مگر اوس کی قبولیت صحیح معنوں میں ہوتی ہے۔ دعا گو کی مرضی کی پابند نہیں ہوتی

(اہل حدیث امرتسر ۲۴۔ اپریل ۱۹۱۴ء۔ ۲۷ جمادی الاول ۱۳۳۲۔ نمبر ۲۶ جلد ۱۱ ص ۳)

قادیانی مشن میں مخالفت

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمیں یہ دیکھ کر سخت حیرت ہوتی ہے کہ قادیانی مشن میں جو خلافت کے متعلق اختلاف پیدا ہوا تھا وہ کم نہیں ہوا، بلکہ دن بدن زیادہ ہوتا جاتا ہے۔

یوں تو پنجاب خصوصاً لاہور کی سرزمین اختلاف کے لئے بہت اچھی زرخیز ہے، تھوڑا بیج اس میں بہت سا پھل دیتا ہے۔ گویا اسی کے حق میں کہا گیا ہے:

ہنگامہ رات دن ہے بپا کوئے یار میں
ایسے بھی فتنہ خیز کوئی سر زمین نہیں

مگر ایک ایسی جماعت میں اختلاف پیدا ہوا جن کے دل و دماغ میں ابھی چندروز ہوئے تمام دنیا پر علم مسیحائی کھڑا کرنے کے ارادے تھے۔

آہ! آج اس اختلاف کی بدلت یہ حالت ہو رہی ہے کہ ایک فریق دوسرے فریق کے ایسے اچھے کاموں میں بھی جن پر کل خود ہی فخر کیا کرتے تھے محض رنج کی وجہ سے بنظر حقارت دیکھ رہا ہے۔

خواجہ کمال الدین صاحب کے کام کی جو وہ انگلستان میں کر رہے ہیں ہم سچے دل سے تحسین کرتے ہیں۔ اور ہمارے منہ سے نہیں بلکہ دل سے جزاہ اللہ خیراً نکلتا ہے۔ کیونکہ ہم قادیانی مشن کے مخالف ہیں، تو صرف اس لئے کہ ان کے قادیانی مذہب کی بنا خام نہیں بلکہ غلط ہے۔ جب ہم ان کی تحریروں میں دیکھتے ہیں کہ سلام کا نورانی چہرہ دیکھنے کو جناب مرزا صاحب قادیانی کا چہرہ آئینہ کا کام دیتا ہے تو

ہم کانپ جاتے ہیں اور سب سے پہلے ہماری طرف سے آواز نکلتی ہے

نگفتہ ندارد کسے با تو کار
و لیکن چو گفتی دلیلش بیار

لیکن بحمد للہ ہمارے اختلاف نے ہم کو ایسا اندھا نہیں کر رکھا کہ ہم نیک و بد میں تمیز نہ کر سکیں اور قادیانیوں کے ہر ایک کام کی مذمت کرنے لگ جائیں جو بالکل خلاف عقل و نقل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم میں نور محمدی کی چمک ہے جس نے ہمیں سکھایا ہے

لا یجر منّکم شنآ ن قو م علی الّا تعد لوا اعد لوا ھو اقر ب للتّقوی (کسی قوم کے رنج میں عدل اور راست گوئی سے نہ رکا کرو۔ ہمیشہ عدل کیا کرو۔ یہی تقوی کے بہت قریب ہے)۔

اس لئے ہم خواجہ کمال الدین کے مشن کی تعریف کرتے ہیں۔ مگر قادیانی جماعت کے ممبران کی یہ حالت ہوگئی ہے کہ خواجہ کمال الدین کے کاموں کو بھی بنظر حقارت دیکھنے لگ گئے ہیں۔

ہمارا دوست دہلی کا سہ صدی (مغلیہ سلطنت کے زمانہ میں کوئی پنج ہزاری ہوتا تھا، کوئی دس ہزاری۔ منشی قاسم دہلوی سہ صدی ہیں کیونکہ ہم کو لودیانہ میں سہ صد انعام دیا تھا۔ اڈیٹر) اڈیٹر الحق خواجہ صاحب کی تبلیغ کے کام کو تو سخت ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے کیونکہ خواجہ صاحب کی تبلیغ میں مرزا صاحب قادیانی کا دخل نہیں ہوتا۔ بالکل سچ ہے جب تک مرزا صاحب کا ذکر نہ ہو، اسلام کیا؟ بعض شیعہ کہا کرتے ہیں:

ہر گز عمل نہ ہوں گے مقبول
جب تک علیؓ کے دستخط نہ ہوں گے

وہی حالت ہماری قادیانی جماعت کے ایسے ممبروں کی ہے آج کل آپس میں اونہی ہتھیاروں سے لڑتے ہیں جن سے وہ غیروں کے ساتھ لڑا کرتے تھے۔ ایک صاحب نے اخبار مسلم گزٹ لکھنؤ میں اعلان شائع کیا، جو درج ذیل ہے:

اعلان ضروری

اشھد ان لا الہ ا لا اللہ و اشھد انّ محمّداً عبدہ و رسو لہ ۔

امّا بعد ۔ایّها النّاظرو ن ۔

یہ تو آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء یوم جمعہ کو بعد از نماز جمعہ عین حالت نماز میں حضرت خلیفہ برحق جناب سیدنا مولانا حکیم حاجی حافظ قبلہ نور الدین نے بمقام مدینۃ المسیح وفات پائی۔

آپ کے بعد جو امور ناگفتہ بہ دیار مسیح میں خلافت کے بارہ میں گذرے، وہ بعد کو وقتاً فوقتاً ہدیہ ناظرین ہوں گے۔مگر اس وقت صرف اس قدر عرض کر دینا ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود کا کوئی خلیفہ دوم ہنوز مقرر نہیں ہوا۔اور یہ جو مشہور کیا جا رہا ہے کہ مرزا محمود احمد خلیفہ ہو گیا ہے، بالکل غلط ہے۔

وہ جماعت عالیہ احمدیہ کا متفقہ خلیفہ برحق نہیں ہے۔اوس کو خود اس کی قائم کردہ انجمن انصار اللہ اور اس کے چند ہم خیال لونڈوں اور اس کے نفس پرست رشتہ داروں نے مفروضہ طور پر خلیفہ بنالیا ہے۔حالانکہ سچ یہ ہے کہ وہ غاصب ہے اور اس نے خلافت غصب کی ہے۔

جو امور خلیفہ کے لئے حضرت خلیفہ برحق جناب مولانا (نورالدین) مرحوم نے اپنی مقدس وصیت میں فرمائے ہیں، وہ اس غاصب میں بالکل نہیں پائے جاتے۔

وہ ابھی بالکل طفل مکتب ہے۔اور اس کی کل حرکات، سکنات، افعال، گفتار طفلانہ ہیں۔اوس بار عظیم کے اٹھانے کی ذرہ بھر بھی قابلیت نہیں ہے۔

لہذا بذریعہ اعلان ہذا عرض ہے کہ کوئی احمدی بھائی ایسے طفل مکتب غاصب کی بیعت نہ کریں، ورنہ قیامت میں ان سے مواخذہ ہو گا۔

مسئلہ جانشینی کے بارہ میں اہل حل وعقد مشورہ کر رہے ہیں۔جس وقت کوئی خلیفہ برحق منتخب ہو گا تو جماعت کو بذریعہ اخبارات اطلاع دی جائے گی۔

انشاءاللہ۔ والسلام۔ خادم سلسلہ محمد عثمان احمدی ہاؤنی مقیم لکھنؤ

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس کے مقابلہ پر ہمارے سہ صدی دوست منشی قاسم علی اپنے اخبار الحق میں لکھتے ہیں:

خلیفہ ثانی کی تائید میں آسمان نے ہزارہا نشان دکھلائے۔

گو ہم اپنی ذاتی رائے سے میاں محمود کا خلیفہ ہونا مناسب جانتے ہیں، مگر ان ہزار ہا نشان دیکھنے کو ہمارا جی للچاتا ہے۔ کہیں اپنے باپ کی طرح کے نہ ہوں۔
اچھا یہ اختلاف تو بجائے خود تھا، تیسری پخ ایک اور نکل آئی۔ جن کا دعویٰ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے جس قدرت ثانیہ کی بابت پیش گوئی فرمائی تھی اس کا مظہر میں ہوں۔ یہ صاحب قصبہ سمبڑیال ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے ہیں۔ آپ کا اشتہار درج ذیل ہے:

خدا کی بادشاہت کی تمام دنیا میں منادی

مژدہ مژدہ مژدہ

صاحبان! تسلیم میں پروردگار حقیقی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تھوڑے دن ہوئے کہ ایک رات شام کے وقت عین بیداری کی حالت میں آسمان سے مجھ پر خدا کا غیبی ہاتھ ظاہر ہوا اور اس نے مجھے فرمایا:

بچہ رونہ۔ بچہ رونہ۔ بچہ رونہ۔

اس لئے نہایت ادب کے ساتھ عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیدار کے طالب لوگ میرے پاس تشریف لاویں اور مجھ سے آسمانی برکت حاصل کریں۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

اس اشتہار کی بابت تو ہم کوئی رائے نہیں دے سکتے۔ مضمون ہی سے ظاہر ہے:

من چہ گوئم طنبورہ من چہ گوید۔

خدا کے ہاتھ نے (بشرطیکہ وہ خدا ہی کا ہاتھ ہو) کیا کہا اور الہامی صاحب کیا کہتے ہیں۔ مگر سوال تو یہ ہے جس کے لئے خاص توجہ ہونی چاہیے کہ تیسرا اقنوم قادیانی جماعت میں کیسی کچھ تثلیث بنا دے گا۔

عرصہ ہوا ایک صاحب عبداللہ تیما پور (دکن) کے رہنے والوں نے بھی اشتہار بلکہ کتابیں شائع کی تھیں کہ موعودہ قدرت ثانیہ میں ہوں۔ معلوم نہیں یہ صاحب اس اشتہار کو دیکھ کر کیا فیصلہ کریں گے۔ بہرحال ہمیں انتظار ہے کہ قادیانی مشن میں کیا فیصلہ ہوتا ہے۔

(اہل حدیث امرتسر یکم مئی ۱۹۱۴ء، ۵ جمادی الثانی ۱۳۳۲ھ نمبر ۲۷ جلد ۱۱ ص ۶۔۷)

قادیانی مشن کی ہمت

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

انصاف سے بعید ہوگا اگر ہم مرزائیوں کی ہمت کی داد نہ دیں۔خواجہ کمال الدین جو کام ولایت میں کر رہے ہیں قابل تعریف ہے۔اب اون کی مدد کو لاہوری مرزائیوں نے مولوی صدرالدین مدرسہ مدرسہ قادیان کو بھیجا ہے۔

ان کے علاوہ قاری سرفراز حسین صاحب دہلوی جو عرصہ ہوا تبلیغ اسلام کے لئے جاپان گئے تھے ولایت پہنچ چکے ہیں۔قاری صاحب محکمہ کمسریٹ میں دوسو روپیہ کے ملازم تھے۔آپ مذہب کی رو سے قادیانی نہیں مگر یہ معلوم نہ ہوا کہ قاری صاحب کے اخراجات کا متحمل کون ہوا ہے۔ہمارا حق ہے کہ ہم ان لوگوں کیلئے کامیابی کی دعا کریں جزا هم اللّٰه عنّا و عن سائر المسلمين

بعض لوگوں کو شک ہے کہ یہ لوگ ولایت میں مرزائیت پھیلائیں گے۔مگر واقعات یہ ہیں کہ وہ لوگ محمدیت پھیلاتے ہیں۔یہ دوسری بات ہے کہ ضمناً مرزا کا ذکر بھی آئے تو اچھے لفظوں میں یاد کرتے ہوں گے۔ہم اتنے بیان کو اون کا محصول چنگی سمجھ کر درگذر کرتے ہیں۔ہماری ہمت یہ ہونی چاہیے کہ کام ہونے دیں اگر چند دنوں تک مرزائیت کی اشاعت کی خبر آئی تو رسالہ الہامات مرزا انگریزی کر کے بھیجا جاوے گا انشاءاللہ۔سردست روڑے اٹکانا اچھا نہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث ۲۹ مئی ۱۹۱۴ء۔مطابق ۳۔رجب ۱۳۳۲ھ جلد ۱۱ نمبر ۳۱۔ص ۱۴)

باپ کا مخالف بیٹا

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی جماعت میں جو تفرقہ ہورہا ہے وہ اس بات پر ہے کہ میاں محمود خلف مرزا آنجہانی خلیفہ برحق ہے یا نہیں۔

فریق محمودیہ یعنی وہ لوگ جو میاں محمود کو خلیفہ مان چکے ہیں وہ اس بات پر بڑا

زور دیتے ہیں کہ میاں صاحب خلیفہ برحق ہیں (قادیانی اخبار الفضل میں میاں صاحب کو فخر رسل بھی لکھا ہے) ثبوت میں ایسے ثبوت لاتے ہیں جو فریق منکر پر بھی حجت ہیں۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے اقوال اور الہامات سے صاف ہے کہ جماعت کے لئے ایک مطاع کی ضرورت ہے۔ ہم خود چاہتے ہیں اور کوشاں ہیں کہ جماعت کے لئے بھی کوئی صاحب ..انتظامی معاملات (وغیرہ میں) منتہاء بحث ہوں۔ خدا کرے وہ دن آئے۔ اسلئے ہم اس جماعت کے خیالات کو اصولاً درست جانتے ہیں جو قادیانی مشن میں امام کے قائل ہیں یہ الگ بحث ہے کہ ان کا منتخب امام امامت کے قابل ہے یا نہیں۔ انصاف یہ ہے کہ ہم اس معاملہ میں بوجہ اپنی بے خبری کے رائے بھی نہیں دے سکتے۔

مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اس دعوی کو ثابت کرنے میں محمودی فریق بعض اوقات مرزا قادیانی کی تصریحات سے بھی متجاوز ہو جاتا ہے۔ یعنی ایسی عبارتیں پیش کرتا ہے جو جناب مرزا صاحب قادیانی کی منشاء کے برخلاف ہوتی ہیں۔ جن پر یہ کہنا بجا ہے تاویل الکلام بمالا یرضی به قائله متکلم کے خلاف منشاء معنے کرنے غلط ہیں۔

گزشتہ پرچہ اہل حدیث ۱۵ مئی ۱۹۱۴ء میں ہم نے اس عنوان کا ایک نمبر لکھا ہے جس میں باپ بیٹے کی مخالفت دکھائی ہے۔ آج دوسرا نمبر لکھتے ہیں۔

میاں محمود کے اخبار الفضل میں ایک مضمون نکلا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک حدیث اس مطلب کی آئی ہے کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی وہ اولاد محمود ہے۔ لہذا یہ خلیفہ برحق ہے۔ چنانچہ اون کے اپنے الفاظ درج ذیل ہیں:

رسول کریم کی پیش گوئی حضرت مسیح موعود کے بیٹے کے متعلق

اس زمانہ میں اللہ تعالی کی حجت لوگوں پر پوری ہو چکی ہے۔ احادیث کا مجموعہ مدتوں پہلے جمع ہو چکا ہے اور آپ کی جو باتیں آج کل پوری ہو رہی ہیں ان کا وقوع میں آنا کافی اور وافی ثبوت ہے کہ وہ نور نبوت سے نکلی تھیں ورنہ انسان کی کیا بساط ہے کہ وہ سینکڑوں برسوں کے حالات پہلے ہی بتا دے کہ انسانی طاقت سے بالکل باہر ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ حضرت مسیح

موعود نکاح کریں گے اور ان کا بیٹا ہوگا۔
یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی پیش گوئی کسی کے متعلق کی جاتی ہے اس میں اس کی عظمت تفخیم کا اظہار ہوتا ہے ورنہ لوگ عموماً نکاح کرتے ہیں اور ان کے بیٹے بھی ہوتے رہتے ہیں۔
آپ ﷺ کے قول در بارہ مسیح موعود یتز و ج و یولد له کے پھر کیا معنی ہوئے۔ اس کے صاف یہ معنی ہیں کہ حضرت مسیح موعود کا نکاح کرنا اور آپ کا بیٹا ہونا اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے نشان ہوں گے، تاکہ دنیا کے لوگوں پر صداقت اسلام کی ایک تازہ اور قطعی دلیل ثابت ہو جائے۔
الہام الٰہی کے ماتحت حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب قادیانی) نے نکاح کیا اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے موافق آپ کے بیٹے پیدا ہوئے۔ ان کے نام اور ان کے کمالات بذریعہ وحی الٰہی آپ کو پہلے ہی بتادیئے گئے۔ اور آپ نے بذریعہ اشتہارات رسالجات اور کتابوں کے جہان کے اطراف میں شائع کر دیا۔ وہ مسیح موعود جس کا دنیا انتظار کرتی تھی اور اس امت کے اولیاء اس کی زیارت کیلئے بڑے خواہشمند تھے، محض اللہ کے فضل سے وہ ہمارے اس زمانہ میں ظاہر ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم نے اسکو پہچانا اور اس کو مانا۔ بدقسمت ہیں وہ جنہوں نے (لاہوری پارٹی کی طرف اشارہ ہے) اس کے ماننے میں تامل کیا اور اس کی قدر نہ کی۔
وہ اپنا کام کرکے چلا گیا اور اس کے بعد حضرت صدیق اکبر (نور الدین) نے بڑی قوت اور طاقت سے اپنے عہد حکومت اور خلافت کو پورا کیا۔
اور اس کے بعد آنحضرت ﷺ کی وہ پیش گوئی پوری ہوئی جو کہ یولد له کی تھی کہ حضرت مسیح موعود کا ایک بیٹا ہوگا اور حضرت مسیح موعود کو اس موعود لڑکے کیلئے الہام ہوا تھا کہ وہ فضل عمر ہوگا۔
اور خدا کی عجیب شان ہے کہ حضرت عمرؓ خلیفہ ثانی تھے اور اب ولد مسیح بھی خلیفہ ثانی ہوئے ہیں۔
اسلامیوں کیلئے کتنی خوشی کی بات ہے کہ رسول کریم ﷺ کی پیش گوئی پوری

ہوئی اور حضرت مسیح موعود کی پیش گوئی منصۂ ظہور میں آئی۔

وہ لوگ کیسے غلطی کے مرتکب ہوئے ہیں جو اس کو انسانی انتخاب قرار دیتے ہیں حالانکہ خلیفہ اول سے انہوں نے بارہا سنا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور مجھے بھی خدا نے خلیفہ بنایا ہے اور کسی انجمن نے مجھے خلیفہ نہیں بنایا، اور نہ ہی میں اس کو اس کا اہل سمجھتا ہوں اور میں انجمن کے خلیفہ بنانے پر تھوکتا بھی نہیں۔

(۱۱ مئی ۱۹۱۴ء۔ الفضل قادیان)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

عبارت منقولہ اپنا مدعا صاف لفظوں میں اظہار کرتی ہے کہ اس حدیث کے مطابق میاں محمود موعود فرزند ہے، لہذا خلیفہ برحق ہے۔

بہت خوب! مگر ہم دیکھتے ہیں کہ یہ توجیہ جناب مرزا صاحب کلاں (غلام احمد) کی تفسیر کے برخلاف ہے۔ ہم اپنی عادت کے مطابق اپنے لفظوں میں کچھ کہنا نہیں چاہتے، بلکہ مرزا غلام احمد صاحب ہی کے الفاظ سامنے رکھ دیتے ہیں۔

مرزا صاحب آسمانی نکاح کا ذکر کرتے ہیں جو مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی لڑکی سے اون کا آسمان پر ہوا تھا۔ جسکی بابت بڑے زور کے الہامات تھے۔ اسی کی بحث میں آپ رسالہ ضمیمہ انجام آتھم کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:

اس پیش گوئی (متعلقہ نکاح آسمانی) کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ یتزوج و یولد له یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔

اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں ہے۔ کیوں کہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے، اس میں کچھ خوبی نہیں۔ بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳ حاشیہ)

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد قادیانی کی تصریح بہت سے ضروری مسائل پر روشنی ڈالتی ہے کیونکہ اس عبارت سے صاف ہے کہ حدیث نبوی میں جو مسیح موعود کی پیشگوئی آئی ہے کہ وہ نکاح کرے گا اور اس کے ہاں اولاد ہوگی، وہ معمولی نکاح نہ ہوگا، نہ معمولی اولاد ہوگی، بلکہ اعجازی ہوگی۔ جیسا کہ محمدی بیگم آسمانی منکوحہ مرزا صاحب کا ہوتا (اگر ہوتا)۔ یہ نہیں کہ معمولی نکاح سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ اس پیش گوئی کی مصداق ہوگی۔

ناظرین خصوصاً قادیانی پارٹی کے رکن اس عبارت کو غور سے دیکھیں۔ یہ تو اون کا اختیار ہے کہ مرزا محمود کو خلیفہ بنا دیں اور اس کا نام اولو العزم فضل عمر وغیرہ رکھیں اور اس کو خلیفہ ثانی سے تشبیہ دیں، جواب میں مسلمان اون کو سنا دیں

شیر قالین دیگر است شیر نیستاں دگر است

مگر یہ اون کا اختیار نہیں کہ مرزا صاحب آنجہانی کی تصریحات کو بگاڑیں

نتیجہ ضروری: مرزا غلام احمد صاحب کے کلام کی عبارت سے صاف ثابت ہے کہ جناب موصوف بھی مسیح موعود نہ تھے کیونکہ نہ آپ کا یہ اعجازی نکاح ہوا، نہ اولاد پیدا ہوئی بلکہ اعجازی نکاح کے فراق میں ساری عمر یہ کہتے کہتے تشریف لے گئے:

جدا ہوں یار سے ہم، اور نہ ہوں رقیب جدا
ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ جون ۱۹۱۴ء مطابق ۱۰ رجب ۱۳۳۲ھ جلد ۱۱ نمبر ۳۲، ص ۱-۲)

مولانا ابراہیم میر کا جواب

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر مجریہ ۲۴۔ اپریل سنہ رواں میں بعنوان:

مولوی ابراہیم سیالکوٹی جواب دیں،

ایک استفسار چھپا تھا کہ سیالکوٹ کے بعض مرزائیوں نے دسمبر ۱۹۱۳ء میں خاکسار کے مکان پر مولانا شیر پنجاب صاحب سے ذکر کیا تھا کہ آپ نے مرزا صاحب کی بد دعا

کے مقابلے میں خود ہی اپنے اخبار میں لکھ دیا تھا کہ حرام زادہ کی رسی دراز ہے۔ پس اگر آپ مرزا صاحب قادیانی کے بعد زندہ رہے، تو یہ امر آپ کے حق میں دلیل مفید کیسے ہو سکتا ہے۔

اس پر مولوی ثناء اللہ صاحب نے فرمایا کہ اگر یہ الفاظ میرے اخبار میں نکل آئیں تو تم کو مبلغ ..روپے انعام حق المحنت دونگا۔ اس کے لئے ان مرزائیوں نے اقرار نامہ لکھا کہ ہم اخبار اہل حدیث میں سے یہ الفاظ ثابت نہ کر سکے تو جس شخص یعنی یعنی میر قاسم علی (منشی قاسم علی کو میر صاحب مرزائیوں کی اصطلاح میں لکھا ہے ورنہ ہم اور وہ خوب جانتے ہیں کہ وہ کون ہیں کیونکہ آپ کی ولادت اور سکونت سیالکوٹ ہی میں تھی۔ منہ) کی تحریر میں یہ پڑھا ہے ہم اس کو کاذب تصور کریں گے

اس کے بعد خاکسار نے بہت دفعہ مطالبہ کیا لیکن انہوں نے کچھ بھی پیش نہ کیا۔ آخر انہوں نے عذر کیا کہ ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۷ء کا پرچہ کہیں نہیں ملتا، اس میں یہ الفاظ لکھے ہیں۔

ان کا عذر توڑنے کیلئے ۲۶ اپریل کا پرچہ بھی مہیا کر دیا جس میں سے یہ الفاظ نہ نکلے اور بہت شرمندہ ہوئے۔

لہذا اطلاعاً گذارش کیا گیا۔ و اللہ الھادی

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

کیا مرزائی اب بھی اس دعوی کو واپس نہ لیں گے۔ (شرم کی ضرورت ہے)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ جون ۱۹۱۴ء مطابق ۱۰ رجب ۱۳۳۲ھ جلد ۱۱ نمبر ۳۲، ص ۴)

قادیانی مشن میں اختلاف

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارے دوست پوچھتے ہیں مرزائیوں کے درمیان کن کن باتوں کا اختلاف پیدا ہوا ہے۔ ان کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے، اول تو اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ موجودہ حالت میں کسی امام کی ضرورت ہے یا نہیں۔

لاہوری جماعت کہتی ہے نہیں، صدر انجمن احمدیہ سب انتظاموں کے لئے کافی ہے۔
قادیانی پارٹی کہتی ہے، کہ مثل خلیفہ اول کے اب بھی ایک امام کی ضرورت ہے جو انجمن کا بھی اعلیٰ افسر بلکہ مطاع ہوگا۔ لاہوری پارٹی اس سے منکر ہے۔

دوسرا اختلاف یہ ہے مرزا غلام احمد صاحب نبی تھے یا نہیں۔ قادیانی پارٹی مرزا جی کی نبوت کی دعوی دار ہے، اور لاہوری جماعت منکر ہے۔

تیسرا اختلاف جو دراصل اس دوسرے اختلاف کا نتیجہ ہے، یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا منکر کافر ہے یا نہیں ہے۔

قادیانی جماعت کافر کہتی ہے، اور لاہوری اس سے منکر ہے۔

یہ ہیں وہ اصول جن پر دونوں جماعتوں کا اختلاف ہے۔ ان کے علاوہ بہت سے امور ہیں جو دراصل انہی اصول کے نتائج ہیں۔

ہمارے خیال میں یہ جتنے مسائل ہیں بلحاظ پابندی مرزائی اقوال کے قادیانی جماعت حق پر ہے کیونکہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعوی بھی کیا تھا اور یقیناً کیا تھا۔ ایسا ہی انہوں نے اپنے منکروں کو کافر کہا تھا اور ضرور کہا تھا۔

امام کی ضرورت بھی ثابت ہے۔ اگر ضرورت نہ ہوتی تو خلیفہ اول مولوی نور الدین ہی کیوں خلیفہ بنائے جاتے۔

ہم نے جہاں تک فریقین کے مباحث دیکھے ہیں (بپابندی اقوال مرزا) قادیانی پارٹی کو حق پر پایا۔

ایک مثال اس جگہ ہم دیتے ہیں:

قادیانی پارٹی کے موجودہ امام میاں محمود ولد مرزا صاحب قادیانی نے فتوی دیا ہے جو لاہوری جماعت کے اخبار پیغام صلح کے الفاظ میں نقل ہے:

صاحبزادہ محمود احمد صاحب کا حکم خلاف شرع

صاحبزادہ صاحب نے اپنے مریدوں کو حکم دیا ہے کہ وہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں چندہ نہ دیں۔

یہ حکم آپ کا بالکل خلاف شرع ہے کیونکہ قرآن کریم کا کھلا ارشاد ہے:

یا ایّھاالذین امنوا انفقوا فی سبیل الله
(اے مومنو اللہ کی راہ میں خرچ کرو)۔
اور اشاعت اسلام سے زیادہ اور کوئی نیک اور عمدہ اللہ کی راہ نہیں۔
پس صاحبزادہ صاحب کا حکم آپ کی قرآن سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔ اور امر بالمعروف نہیں۔ اور اسی لئے مومنوں کی جماعت کو باوجود بیعت کر چکنے کے اس کی تعمیل نہیں کرنی چاہیے۔
اس ارشاد کی تعمیل میں گوجرانوالہ کے بعض بیعت شدہ احباب نے اس جلسہ میں جو اشاعت اسلام کے لئے کیا گیا بعد ایک قسم کی شرکت سے نکار کر دیا۔ یہاں تک کہ ایک بھائی نے درثمین سے حضرت اقدس کی نظم پڑھنے سے بھی انکار کیا۔
خدا کے کام کبھی رکا نہیں کرتے۔ جلسہ ہو گیا اور بفضل خدا بڑی کامیابی سے ہو گیا۔ لیکن اس محرومی کے جو گوجرانوالہ کے بیعت شدہ احمدیوں کو ہوئی گناہ کا ذمہ دار کون ہے۔

خدا کے بندوں کو خدا کی نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو اک عالم کو اک عالم دکھاتی ہے
غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کیا پیش جاتی ہے

(پیغام صلح لاہور۔ ۳۱ مئی ۱۹۱۴ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:
پیغام صلح کی یہ عبارت صاف بتلا رہی ہے کہ وہ قادیانی فتوے پر خفا ہے۔ ہم بھی مانتے ہیں کہ قادیانی فتویٰ غلط ہے، مگر کس اصول سے؟ قرآن و حدیث سے۔
اسی لئے ہم ہمیشہ اس امر کی تائید کرتے ہیں کہ خواجہ کمال الدین کے کام میں مدد دینی چاہیے لیکن غور طلب یہ بات ہے کہ قادیانی اصول کیا ہیں؟
ہمارے پاس قادیانی خلیفہ اول کا فتویٰ موجود ہے جس وقت ایک امرتسری بابو نے ان سے سوال کیا کہ امرتسر میں انجمن اشاعت اسلام قائم ہوئی ہے۔ اس میں

امداد کرنی جائز ہے یا نہیں۔

خلیفہ نورالدین صاحب نے جوب دیا:

غیر احمدیوں کو اشاعت اسلام میں مدد نہ کرنی چاہیے وہ اسکے اہل ہی نہیں۔

(الحکم قادیان ۷ جنوری ۱۹۱۱ء ص ۸)

انصاف شرط ہے۔ جب قادیانی پارٹی کے مسلمہ خلیفہ (حکیم نورالدین) کا فتوی ہے کہ غیر مرزائیوں کو اشاعت اسلام، میں بھی مدد نہ دی جائے۔اور یہ بھی قابل غور ہے کہ قادیانی پارٹی کے نزدیک بوجہ عدم بیعت خلیفہ ثانی اور بسبب انکار نبوت مرزائیہ کے لاہوری جماعت احمدی نہیں ہے، تو خلیفہ ثانی اگر یہ فتوی دے جو اس نے دیا، تو بپابندی اصول مرزائیہ غالبًا کوئی برا یا ناجائز کام نہیں کیا۔

مختصر یہ ہے کہ قادیانی اختلاف میں بلحاظ قرآن و حدیث عموماً لاہوری جماعت حق پر ہے اور بپابندی اصول مرزائیہ قادیانی پارٹی حق پر ہے۔

یہ مضمون ہم نے اپنے دوستوں کی اطلاع کے لئے لکھا ہے، ورنہ ہم جانتے ہیں کہ ہماری رائے دونوں پارٹیوں میں مقبول نہ ہوگی۔

نوٹ: یہ مضمون ہم لکھ ہی رہے تھے کہ لاہور سے ایک اشتہار آیا۔ جو ایک نئے اخبار کا اعلان ہے جس کا نام الفاروق ہوگا۔

یہ اخبار یوں تو لاہور سے نکلے گا، مگر قادیانی پارٹی کی تائید میں ہوگا۔

گو یہ پراسپکٹس (اشتہار) ہے، تاہم اس میں بھی مرزائی نبوت اور خلافت پر بحث کر کے قادیانی پارٹی کے خیالات کی تائید کی گئی ہے۔ ہم اپنے نئے ہم عصر (الفاروق) سے اعتدال پسند پالیسی کی امید رکھ کر اس کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ جون ۱۹۱۴ء۔ ۲۴ رجب ۱۳۳۲ھ جلد ۱۱ نمبر ۳۴ ص ۱۔۲)

ایک اور الہامی نزاع

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو الہام ہوا تھا کہ:

ہم مکے میں مریں گے یا مدینے میں،

چونکہ وہ مکے میں مرے، نہ مدینے میں بلکہ لاہور میں مرے، اور مرزائیوں کے اعتقاد میں یہ ضروری ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کا الہام صحیح ہو، جیسے کہ ہمیشہ ہوتے رہے، اس لئے اس الہام کی تفسیر کے متعلق دونوں پارٹیوں میں اختلاف ہوا۔ لاہوری پارٹی نے اس کی تفسیر کی۔ جس پر قادیانی پارٹی نے ہنسی اڑائی۔ اس کا جواب لاہوری پارٹی نے دیا۔ بہرحال یہ مناظرہ بھی قابل دید وشنید ہے۔ اس لئے پیغام صلح سے ہم نقل کرتے ہیں:

خدا تعالی کے مامور پر کون ہنسی اڑا رہے ہیں؟

اخبار الفضل نے جب سے میاں صاحب کی بے جا حمایت کا ٹھیکہ لیا ہے، اس کے اکثر کالم حق وحکمت سے معرا نظر آتے ہیں۔ لاہور کو حضرت اقدس کے صریح الہام کے بموجب مدینة المسیح لکھنا اسکو بہت ہی ناگوار گذر رہا ہے، حالانکہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں جو اس کو ناگوار گذرے۔

حضرت اقدس مسیح موعود (مرزا) کو جب خدا نے وفات کی خبر دی تو یہ بھی خاص عنایت کی کہ مقام وفات سے بھی ان کو مطلع فرمایا۔ چنانچہ وہ الہام یہ ہے کہ: ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔،

ہر شخص جانتا ہے کہ قادیان حضرت کا مقام پیدائش تھا، جسکو الہام الہی نے اگر مجازی رنگ میں مکہ قرار دیا ہے، تو آپ کے مقام وفات کو مدینہ سمجھ لیا ہے۔ کون ہے جو اس امر سے انکار کر سکے کہ حضور مسیح موعود (مرزا) نے لاہور میں وفات نہیں پائی۔

جب الہام یہ بیان کر رہا ہے کہ حضرت اقدس (قادیانی) مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں، اور واقعات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی وفات لاہور میں ہوئی، تو کون ہے جو اس صریح الہام کے پورا ہونے سے انکار کر سکے۔ بجز اس کے جس کے دل میں خدا کے کلام اور مامور کی اگلی سی محبت نہ رہی ہو۔

ہم احمدیوں میں ایک وقت وہ تھا کہ حضور اقدس (مرزا غلام احمد قادیانی) کی پیش

گوئیوں کو پورا ہوتے دیکھ کر شرح صدر سے خوشی منائی جاتی تھی۔ اور خداوند تعالی کے صدہا شکر کئے جاتے تھے۔ یا اب یہ وقت ہے کہ بعض مہربان اپنی ذاتی خواہشات کی خاطر مسیح موعود کے کھلے ہوئے الہام کے پورا ہو جانے پر بھی وہ الفاظ لکھنے سے باز نہیں آتے کہ جس سے خدا کے کلام کی اور پوری ہوئی ہوئی بات کی توہین لازم آتی ہو۔ الفضل اپنی ۲۳مئی کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ:

اگر پہلے کسی الہام میں یا حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کے کلام میں لاہور کا نام مدینہ آیا ہوتا تو

ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں

کے مطابق پھر بھی کچھ لاہور کے مدینہ ہونے کی گنجائش ہوسکتی ہے۔ لیکن جس صورت میں اس سے پہلے لاہور کا نام کبھی مدینہ نہیں آیا، تو یہ پیش گوئی نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ اس طرح تو ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ ہم اپنے وطن میں مریں گے یا مدینہ میں اس کا نام مدینہ رکھ لیا جائے۔

(پیغام صلح لاہور ۳ جون ۱۹۱۴ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس ساری بحث کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ مرزا صاحب قادیانی کا الہام ہے ہم مکے میں مریں گے یا مدینے میں، مگر مرے لاہور میں، اس لئے (بقول لاہوری جماعت) لاہور مدینہ ہے۔ قادیانی جماعت خدا جانے اس الہام کے کیا معنی کرتی ہے، ہماری نظر سے نہیں گذرے۔ بہر حال وہ بھی کوئی تاویل کرتی ہی ہوگی۔ اس نزاع میں ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ (بپابندی اصول مرزا قادیانی) لاہوری جماعت حق پر ہے کیونکہ اس سے پہلے مرزا صاحب قادیانی کے الہامات اسی طرح سچے ہوتے چلے آئے ہیں۔

پادری عبداللہ آتھم کی بابت الہام تھا کہ پندرہ مہینوں کے اندر ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ جب پندرہ ماہ گذر گئے اور وہ نہ گرایا گیا، تو تاویل کی گئی کہ ڈر کے مارے وہ امرتسر سے فیروز پور چلا گیا بس یہی ہاویہ تھا (رسالہ انوار الاسلام مصنفہ مرزا صاحب ص ۵، ۷)

آسمانی منکوحہ مسماۃ محمدی بیگم کے نکاح کا الہام تھا، یہ ہوگا وہ ہوگا۔

آخر جب ایک فریق مر گیا تو جناب خلیفہ اول حکیم نور الدین نے تاویل فرمائی جو نہایت ہی معقول ہے۔ فرماتے ہیں:

اس نکاح سے مراد یہ ہے کہ منکوحہ کی بیٹی، یا اس کی لڑکی، یا اس کی لڑکی کی لڑکی، تا قیامت، مرزا کے لڑکے، یا لڑکے کے لڑکے، قیامت تک، یا کسی مرید کے ساتھ رشتہ نکاح ہو جائے گا (ریویو آف ریلی جنز جون جولائی ۱۹۰۸ء)

کیا خوب! اسی طرح اور کئی پیش گوئیاں جناب مرزا صاحب ممدوح کی صحیح ثابت ہو چکی ہیں۔ مدینے میں موت والی پیش گوئی کی بھی اسی اصول کے مطابق تاویل ہو سکتی ہے۔ الفضل اس کو نہیں مانتا تو اس کی غلطی ہے۔ اسکا فرض ہے کہ درصورت انکار اسکے کوئی اچھے معنی بتلاوے۔

مختصر یہ کہ ہم وسط میں ہیں۔ جو بات جس کی صحیح ہوگی ہم اس کی تصحیح اور جو غلط ہوگی اس کی تغلیط کریں گے۔ یہی معنی ہیں اعدلوا ھو اقرب للتقوی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ جون ۱۹۱۴ء۔ ۲۴ رجب ۱۳۳۲ھ جلد ۱۱ نمبر ۳۴ ص ۲۔۳)

خلیفہ قادیانی کی دوسری شادی

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

خلیفہ دوم (مرزا محمود احمد) نے کسی مصلحت سے حکیم نور الدین صاحب کی ۱۳ سالہ لڑکی سے نکاح کا پیغام دیا تو اوس کو اولیاء نے منظور کر کے نکاح کر دیا۔

اس پر لاہوری پارٹی تو خفا ہے، مگر ہم خلیفہ ثانی کو مبارک باد دیتے ہیں۔ خصوصاً اس لحاظ سے کہ جناب مرزا صاحب کلاں تو باوجود الہامات کے نکاح ثانی کے فراق ہی میں چل بسے، بیٹے کو فرقت کے اتنے صدمے نہیں ہوئے:

ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ جون ۱۹۱۴ء۔ ۲۴ رجب ۱۳۳۲ھ جلد ۱۱ نمبر ۳۴ ص ۳)

قادیانی مشن میں اختلاف نہیں شقاق ہے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم اس امر کو کئی ایک دفعہ واضح کر چکے ہیں کہ ہم قادیانی مشن کے ان کاموں کو جو اسلامی خدمات کے متعلق ہیں اچھی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔ خصوصاً خواجہ کمال الدین کی خدمات جو ولایت میں تبلیغ اسلام کے متعلق کر رہے ہیں استحسان ہی نہیں بلکہ امتنان اور شکریہ کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

گو ہمارا قادیانی مذہب سے اختلاف ہے، مگر ہم اختلاف میں بفضلہٖ تعالی نیک و بد کی تمیز کھوئے ہوئے نہیں۔

ابھی کل تک تمام مرزائی ان خدمات پر فخر کیا کرتے تھے، بلکہ اپنے سلسلہ کی حقانیت کی دلیل پیش کیا کرتے تھے کہ ہم خدا کے ہاں مقبول ہیں اسی لئے ہم کو خدا نے یہ توفیق بخشی ہے کہ ہم اس کے دین کی خدمت ایسی جگہ پہنچ کر کرتے ہیں جہاں کوئی دوسرا نہیں پہنچا۔

مگر آج یہ حالت ہے کہ اسی خدمت اور اسی خدمت گذار پر ہزار نفرین کی جا رہی ہے۔ آج ہم اپنے پرانے دوست منشی قاسم علی دہلوی (سہ صدی) کی ایک مفصل تحریر کا اقتباس دکھاتے ہیں جو انہوں نے اخبار الحق دہلی ۵ جون ۱۹۱۴ء میں لکھی ہے۔ منشی قاسم علی صاحب لکھتے ہیں:

خواجہ صاحب کی خدمات

یعنی سلوک کی منزلیں، بدہضمی کی ڈکاریں، اور استفراغ

گورداسپور کے مقدمات کے ایام کا نام اگر ہمارے بزرگوار (خواجہ کمال الدین) زمانہ سلوک کی جگہ، مرشد سے لوٹ، رکھتے تو زیادہ موزوں ہوتا۔

انہوں نے چھ ہزار میل سے ڈنکے کی چوٹ احمدی دنیا کو یہ جتایا ہے کہ انہوں نے اس زمانہ میں مفت مقدمات کی پیروی کی اور حضرت صاحب کی

خاطر اپنے جان مال قربان کئے، تب جا کر کہیں ان کی سلوک کی منازل طے ہوئیں۔

ایک اشارہ اس میں یہ بھی ہے کہ چونکہ عموماً سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد ایسے مرید اپنے پیروں کے خلیفہ بنا دیئے جاتے تھے، اس لئے میں بھی اس امتحان میں پاس ہو کر مستحق خلافت احمدیہ ہو گیا ہوں۔

یہ ہے مطلب تمام اظہار خدمات کا۔

سو واضح ہو کہ مدعی کا یہ دعوی سراسر جھوٹ ہے۔ اور چونکہ وہ قوم میں ایک بلند پایہ ایسے دعووں سے حاصل کر کے خلیفہ کے برخلاف جوش بھڑکانے میں کامیابی حاصل کرنی چاہتے ہیں، اسلئے ہر واقف حال کا فرض ہے کہ لوگوں کو ابتلاء سے بچانے کے لئے ان معاملات پر روشنی ڈال کر اظہار حقیقت کر دے۔ سو واضح ہو کہ ہمارے سالک (خواجہ کمال الدین) نے ان ایام مقدمات گورداسپور میں دونوں ہاتھوں سے اچھی طرح روپئہ بٹورا۔

اب ہم واقعات بیان کرتے ہیں جن سے اس سلوک کی حقیقت کھلتی ہے اور اگر وہ لوگ ہمارے بیانات کو غلط سمجھتے ہیں تو محض انکار کر کے نہیں بلکہ گواہ لا کر اس کی تکذیب کریں۔ پھر ہم انشاء اللہ تعالی نہایت ثقہ گواہی اور بیان اپنی تائید میں پیش کریں گے۔ اور ہمیں معلوم ہے کہ بقول ضرب المثل پنجابی کے، خواجہ دے گواہ ڈڈو، اگر چہ بہت ٹرائیں گے مگر حقیقت اور نفس الامر سے انکار نہیں کر سکیں۔ سو ہم ترتیب وار فی الحال ان موٹی رقوم کا حال بیان کریں گے جو جناب خواجہ صاحب کی فراخ جیب میں پڑ کر ایسی گم ہوئیں کہ اب ان کے اقرار سے بھی آپ کو انکار ہے۔ اور بعد ازاں پھر خدا چاہے گا تو اور مالی معاملات پر بھی نظر ڈالیں گے بشرطیکہ ان کی یا ان کی پارٹی کی تحریری خواہش ہم کو معلوم ہو۔

سو پیشتر اس کے کہ ہم ان رقوم کا ذکر کریں پہلے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ وکیل صاحب مذکور کی اس وقت وکیلانہ کیا حیثیت تھی۔ کیونکہ وہی رقوم جو اس وقت ان کی لیاقت و تجربہ اور حیثیت کے مطابق خزانہ قارون ہو سکتی

تھیں کسی اور لائق تجربہ کار مشہور انگریز بیرسٹر کی نظر میں بالکل معمولی دکھائی دے سکتی ہیں ، پس یہ امر ذہن نشین کرلینا ضروری ہے کہ وہ رقوم خواجہ صاحب کی وکیلانہ حیثیت تجربے لیاقت اور بالکل ابتدائی مشق کی وجہ سے خاص معتد بہ بلکہ اس سے بھی زیادہ کہلانے کے مستحق ہیں خواجہ صاحب پاس ہوتے ہی پشاور پریکٹس سیکھنے اور چلانے کے لئے تشریف لے گئے آپ بیرسٹر نہ تھے بلکہ صرف پلیڈر تھے اور آپ نے ایک اپنے ہم جماعت کے ساتھ مل کر کام کرنا شروع کیا وہاں چند سال ہی آپ رہے اور وہیں کی رہائش کے دوران میں آپ نے گورداسپور کے مقدمات میں آنیکی تکالیف برداشت کیں۔ پس آپ صرف نئے پاس شدہ پلیڈر اور کام کی مشق سیکھنے والے مبتدی ہونے کے لحاظ سے بالکل معمولی وکیل تھے۔

ہاں ہم کو اس بات سے انکار نہیں کہ پشاور میں جاتے ہی آپ کی کچھ شہرت ضرور ہونی شروع ہوگئی تھی مگر اس کی وجہ ان کی کوئی خاص قانونی قابلیت نہیں تھی بلکہ وہ باتیں تھیں جو ان کے ملاقاتیوں نے ان کی نسبت مشہور کی تھیں یا جو ان کی وضع قطع اور مشین تراش خراش کی وجہ سے سیدھے سادھے سرحدی لوگ خود ان کی طرف منسوب کر دیتے تھے مثلاً یہ کہ خواجہ صاحب سید یا کسی پیر یا بزرگ کی نسل میں ہونا یا کمال الدین جگہ صحابہ کرام میں سے کسی کا نام ان پر موزوں کر دینا وغیرہ وغیرہ اور خود خواجہ صاحب بھی ایسی باتوں کی تردید نہ فرمایا کرتے تھے کیونکہ وہ ان کی دکانداری کی رونق بڑھاتی تھیں ۔خیر ہمیں اس قسم کی شہرت سے غرض نہیں اصل مطلب یہ ہے کہ وہ وہاں قانونی حیثیت سے کسی طرح ممتاز نہ تھے بلکہ جب صوبہ سرحدی قائم ہوکر سرکار نے وہاں محدودے چند ہوشیار وکیل رکھ کر باقیوں کو پنجاب کی طرف جلا وطن کر دیا تھا تو ہمارے خواجہ صاحب بھی انہی مہاجرین میں سے تھے اور یہ کہنا کہ چونکہ وہ نئے تھے اسلئے نکالے گئے نہ کہ ادنی قابلیت کی وجہ سے ،سو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا وہ رفیق جس کے ساتھ مل کر انہوں نے پریکٹس شروع کی تھی اور جو ان کا ہم جماعت تھا اس کو وہاں رہنے کی اجازت

دے دی گئی تھی حالانکہ وہ بھی ایسا ہی نیا تھا جیسے کہ خود خواجہ خواجگان ۔ یہ وہ وقت تھا کہ خواجہ صاحب کی آمدنی بالکل محدود تھی اور وہ اپنے گھر اور بال بچوں کے کل خرچ کیلئے پشاور جیسے شہر میں قریباً ساٹھ روپیہ ماہوار دیا کرتے تھے اور باوجود اپنے تمام ملاقاتیوں کے ہاں باری باری پشاوری جلسوں اور دعوتوں میں شریک ہونے کے خود ویسی کوئی پرتکلف دعوت ان کے مقابلہ میں یا بدلہ میں (جیسا کہ وہاں دستور ہے) بسبب ابتدائی پریکٹس اورقلت آمدنی کے ایک دفعہ بھی دینے کے قابل نہ ہوئے ۔ یہ تمام معاملات جس کا ذکر کسی کیلئے بھی موجب فائدہ کا نہیں صرف خواجہ صاحب کی اس وقت کی پریکٹس کا اندازہ لگانے کیلئے بیان کئے گئے ہیں ورنہ اس سے کوئی حملہ یا ہتک نعوذ باللہ ہمارے وہم میں بھی نہ تھیں کیونکہ ہر وکیل رفتہ رفتہ ترقی کرتا ہے اور کسی کی ابتدائی حالت کو اس کی ہتک کیلئے ظاہر کرنا کمال درجہ کی نالائقی ہے ۔صرف مقصود یہ ہے کہ خواجہ صاحب ان مقدمات گورداسپور میں جو کام کرتے تھے تو اگر ان کی فیس بموجب ان کی اصلی حالت اور اس وقت کی ابتدائی لیاقت کے لگائی جاتی تو وہ بالکل ہی معمولی ہوتی اور شائداسی ناتجربہ کاری کا سبب ہی ہو کہ اول عدالت میں وہ یہ مقدمہ ہار کر نکلے تھے اور پھر صاحب ڈویژنل جج کے ہاں دوبارہ اوروں کی امداد اور خدا کی نصرت کے وعدہ کے بموجب فتح پائی خیر جب مقدمہ شروع ہوا تو خواجہ صاحب پشاور سے گورداسپور آنے لگے او چند پیشیاں بھگتیں ایک دفعہ دوران مقدمہ انہوں نے حضرت کو ایک خط دکھایا جو انہیں اپنے گھر پشاور سے آیا تھا اور جس میں لکھا تھا کہ خرچ کی تنگی کی وجہ سے وہاں تکلیف ہے اور حضرت صاحب سے انہوں نے واپس پشاور جانے کی اجازت مانگی اس پر رحیم وکریم موکل نے اپنے وکیل کو مولوی صاحب کی معرفت قریباً ۵۰۰ سو نقد حوالہ کیا اور یہی نہیں بلکہ اس کے بعد مقدمات کے اختتام تک یعنی جب تک وہ جاری رہے (اور غالباً وہ سلسلہ قریباً ڈیڑھ برس رہا تھا) ایک سو روپیہ نقد ماہوار اپنے وکیل کو دیتے رہے ۔ پھر انہی مقدمات کے دوران میں یہ ہوا کہ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کابل میں

شہید کیئے گئے اور ان کے اہل وعیال پر مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ان کے اہل وعیال کے قادیان لانے کے لئے چندہ جمع ہوا جس میں سا زیور بھی سونے چاندی کا لوگوں نے علاوہ روپیہ کے دیا تھا۔ یہ زیور کی قیمت اور نقد کل ملا کر غالباً آٹھ سو یا ساڑھے آٹھ سو کے قریب تھا اور صلاح یہ ٹھہری تھی کہ سید احمد نور کابلی یہ روپیہ ہمراہ لے جا کر مولانا شہید کے پس ماندگان کو اپنے ہمراہ قادیان لے آوے۔ یہ رقم بھی وکیل صاحب موصوف کے پاس امانت تھی اور چونکہ احمد نور کا جانا نہ ہوا اور وہ بات ملتوی رہ گئی اس لئے وہ آٹھ سو یا ساڑھے آٹھ سو یا اس کے قریب قریب روپیہ وکیل صاحب موصوف کی جیب کی گرمی سے ہی بخارات بن کر اڑ گیا اور پھر وہ ہرگز ہرگز حضرت صاحب کے پاس واپس نہیں آیا۔

چوتھی ایک اور رقم ۵۰۰ روپیہ کی تھی جو مولوی محمد علی صاحب کے پاس سے خواجہ صاحب لے گئے تھے اور جب ایک بزرگ کو حضرت صاحب نے اس کے طلب کرنے کے لئے مولوی صاحب موصوف کے پاس بھیجا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ خواجہ صاحب لے گئے ہیں شائد مولوی صاحب اس واقعہ کو یاد رکھتے ہوں یا بھول گئے ہوں ۔ یہ روپیہ بھی حضرت صاحب کے پاس واپس نہیں آیا ، برائے مہربانی مولوی صاحب فرماویں کہ یہ رقم کہاں سے ان کے پاس آئی کتنے دن رہی اور خواجہ صاحب کیوں اور کدھر اس کو لے گئے آپ کا حافظہ تیز ہے شائد اس معاملہ پر روشنی پڑے۔

پانچویں ایک کثیر غیر معین رقم چندوں کی اور تھی جو خاص مقدمات گورداسپور کی امداد کے لئے احمدیوں کی گاڑھے پسینے کی کمائی سے حضرت صاحب یا خواجہ صاحب یا مولوی عبدالکریم صاحب کے پاس آتی تھی مگر امین اس کے ہمارے خواجہ صاحب ہی تھے یہ وہ چندہ تھا جو جماعت کے اکثر افراد بموجب تحریک حضرت اقدس اس مسیبت کے وقت خاس طور پر الگ سے نامزد کر کے بھیجا کرتے تھے اور یہ ظاہر ہے کہ یہ تمام رقوم اسی شخص کے پاس جاتی تھیں جو مقدمہ میں مختار بن کر اس کی پیروی کرتا تھا اور ہم نہیں کہہ سکتے

کہ ان چندوں کا مجموعہ سینکڑوں تک پہنچا یا ہزاروں تک خواجہ صاحب کا حافظہ بہت ہی کمزور ہے وہ کیا بتا سکتے ہیں۔

پس یہ تو وہ موٹی موٹی رقوم ہیں جو ایام سلوک میں بلا ڈکار لئے ہضم ہوئیں اور جن کا پتہ ہرگز قوم کو نہ لگتا اگر یہ لوگ ان خدمات کو ایسے رنگ میں نہ ظاہر کرتے جس سے پبلک یہ سمجھتی کہ گویا سب کام انہوں نے مفت ہی کئے یہ ان لوگوں کی یہی عادت ہے پچھلے دنوں میں گھر پھونک تماشا دکھانے کا سہرہ ہر مجلس میں اور ہر تحریر میں ان کے دوست خواجہ صاحب کے سر پر باندھتے تھے باوجودیکہ صاف جانتے ہیں کہ یہ حضور ایک شخص کے عنایت کردہ ہی دس ہزار روپیہ لے کر ولایت پہنچے ہیں اور پھر علاوہ اپنے ذاتی اخراجات ولایت کے جو خود کثیر ہوتے ہیں قریباً ۳۰۰ روپیہ نقد ماہوار اپنے بچوں کیلئے پیچھے دیتے ہیں ان دھوکہ دینے والی چالاکیوں سے کیا فائدہ ہے خواجہ صاحب کا کل خرچ کم ازکم چھ سو روپیہ ماہوار تو ضرور ہوگا اور ان کی آمدنی وکالت کی غالباً یہاں لاہور میں اوسطاً اس سے کم ہی تھی۔ پھر گھر پھونک تماشہ دیکھنا کیسا اور فضول لاف زنیاں کس لئے۔

سنو! ہم بھی جانتے ہیں کہ جو کام کرے گا وہ کھائے گا وکیل کے لئے محنتانہ اور مبلغ کے لئے قوت لایموت کاٹھکانہ ضرور ہے اور آپ نے اچھا کیا کہ حضرت صاحب سے روپیہ لیا (اگرچہ بعض حصہ بلا اجازت صریح بھی تصرف میں لے لیا) اور بہت ہی عمدہ بات ہے ہے جو آپ اپنے خرچ کیلئے چندوں میں سے لیتے ہیں مگر بندہ ء خدا لے کر چھپاتے کیوں ہو اور کھا کر مکرتے کیوں ہو مگر اس سے بھی بری بات یہ ہے کہ تم صرف چھپاتے ہی نہیں بلکہ الٹا خدمتوں کا احسان جتاتے ہو اور مکرتے ہی نہیں بلکہ الٹا قوم کو اپنا گھر پھونک تماشا دکھانے کے مدعی ہو اگر تم خاموش رہتے ہو تو ہمیں کریدنے اور حقیقت حال کھولنے کی کیا ضرورت تھی۔ ہمیں یہ باتیں اس زمانہ کی معلوم ہیں مگر سچ بتاؤ اشارۃً بھی کسی کے سامنے ان کا ذکر کیا؟ مگر تم نے ابتداء کی اور خدا کی قسم ہر امر میں ابتداء کی مجبوراً ہم نے لکھا اور حق لکھا اگر ظاہر نہ کرتے تو تم لوگوں کو

فتنہ میں ڈال دیتے۔

ایک اور حقیر چیز یعنی قریباً سو روپیہ کا ریشمی کوٹ بھی آنے حضرت اقدس سے مانگ کر لیا تھا یہ وہ جبہ تھا جو مولانا عبد اللطیف صاحب شہید نے بطور نذر حضور کی خدمت میں پیش کیا تھا اور پھر آپ نے عرض کیا تھا کہ حضور مجھے کوٹ عنایت کر دیں کہ میں عدالت کے کمرہ میں پہن کر داخل ہوا کروں تا کہ مجسٹریٹ پر اور فریق مخالف کے وکیل پر حضور کے تبرک سے میرا رعب پڑے۔ اس طرح سے یہ کام دار خوبصورت قیمتی ریشمی جبہ آپ کی نذر ہوا۔ یہ بھی منجملہ مقدمہ گورداسپور کی مالی فتوحات کے تھا۔

(الحق ۵ جون ۱۹۱۴ء۔ ہنوز باقی دار)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم ان واقعات کی تصدیق کرنے کو نقل نہیں کرتے نہ ان کی تصدیق سے ہماری کوئی غرض وابستہ ہے۔ بلکہ ہمیں یہ دکھانا مقصود ہے کہ یہ گروہ اپنے دعوی میں کہاں تک حق پر ہے اور ان کا انجام کیا ہوتا نظر آتا ہے۔

جب ان کو کہا جاتا تھا حدیثوں میں کثرت سے آتا ہے کہ مسیح موعود اور مہدی معہود کے آنے سے مسلمانوں کی دینی اور دنیاوی حالت متغیر ہوکر بہت کچھ ترقی کر جائے گی تو جواب دیتے تھے کہ ضرور ایسا ہوگا۔ خواہ مرزا صاحب کے ہاتھ سے ہو یا انکے مریدوں کے ہاتھ سے مگر آج کل جو مریدوں کی حالت ہے اس سے تو گمان ہوتا ہے:

اگر ماند شبے ماند شب دیگر نمے ماند

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ جون ۱۹۱۴ء مطابق یکم شعبان ۱۳۳۲ھ جلد ۱۱ نمبر ۳۵ ص ۴۔۷)

قادیانی فخر رسل

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم نے اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۵ جون ۱۹۱۴ء میں ایک مختصر سا نوٹ لکھا تھا کہ قادیانی پارٹی کے اخبار اپنے نوجوان خلیفہ ثانی کو فخر رسل لکھتے ہیں۔ لاہوری

پارٹی کا پیغام صلح بھی اس افسوس میں ہمارے ساتھ شریک ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے:

اخبار الفضل کے مالک میاں (محمود احمد) صاحب خود ہیں۔ اس اخبار میں میاں صاحب کو فخر رسل کر کے لکھا جاتا ہے۔ یہ وہ خطاب ہے جو کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے لئے استعمال کرنا بجا ہے۔ چہ جائے کہ ایک غیر مامور انسان کے لئے۔ اللہ تعالی ہمارے بھائیوں کو غلو سے بچاوے آمین۔

(پیغام صلح لاہور ۱۴ جون ۱۹۱۴ء)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ جون ۱۹۱۴ء۔ص ۸)

موعود بیٹا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

۵ جون ۱۹۱۴ء کے اخبار اہل حدیث امرتسر میں ہم نے ایک مضمون لکھا تھا جس کا عنوان تھا: باپ کا مخالف بیٹا۔

اس میں قادیانی دعوی کی تردید تھی جو کہتے ہیں یتزوج و یولد له والی پیش گوئی میاں محمود خلیفہ ثانی کے حق میں ہے۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ حدیث شریف میں حضرت مسیح موعود کی بابت آیا ہے یتزوج و یولد له یعنی مسیح موعود نکاح کریں گے اور ان کے ہاں اولاد پیدا ہوگی۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے چونکہ مسیحیت کا دعوی کیا تھا اس لئے لازمی تھا کہ یہ پیش گوئی بھی آپ ہی کے حق ہوتی۔ لہذا انہوں نے اس کو اپنے حق میں بتلایا اور رسالہ ضمیمہ انجام آتھم میں صاف لکھا کہ

یہ نکاح وہ ہے جو آسمان پر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی لڑکی سے ہوگا اور اولاد سے مراد وہ اولاد ہے جو اس سے پیدہوگی۔

چونکہ مرزا صاحب قادیانی بتصریح لکھ چکے ہیں کہ یہ حدیث اس نکاح اور اولاد سے متعلق ہے، اس لئے آج قادیانی پارٹی کا اس پیش گوئی کو میاں محمود احمد سے متعلق کرنا خود مرزا صاحب قادیانی کے منشاء کے برخلاف ہے۔

اس کا جواب قادیانی اخبار الفضل نے دیا ہے:

یہ نکاح جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے (مرزا) اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں لکھ دیا ہے منسوخ ہو چکا ہے۔ پس اب اسی کے ساتھ خاص اولاد بھی اس سے نہیں ہونی چاہیے بلکہ یتزو ج و یولد لہ کی پیش گوئی دوسری بیوی سے متعلق ہوگئی اور وہ بھی ایک نشان ہے کیونکہ سادات میں وہ نکاح ہوا

(اسی صفحہ کے کالم ۲ میں لکھا ہے: نکاح حسب اعلام الٰہی منسوخ ہوگیا۔ بہاء)

(الفضل قادیان ۸ جون ۱۹۱۴ء ص ۱۳)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

کتاب حقیقۃ الوحی مصنفہ مرزا صاحب قادیانی کے صفحہ ۱۸۷ پر لکھا ہے:

نکاح والی پیش گوئی کے وقوع میں تاخیر ڈال دی۔

پھر اسی کتاب کے ضمیمہ میں لکھا ہے:

نکاح فسخ ہوگیا یا تاخیر میں پڑ گیا، (ص ۱۳۳)

ان دونوں حوالوں میں سے کہیں بھی یہ نہیں ملتا کہ، اعلام الٰہی ، سے فسخ ہوا ہے۔ نہ یہ ملتا ہے کہ واقعی یہ نکاح فسخ ہوگیا۔ بلکہ پہلے حوالے میں تو صرف التواء ہے دوسرے میں دونوں احتمال (فسخ یا تاخیر) ہے۔

بہت خوب! اب ہم کو مرزا صاحب قادیانی کی اور تحریر سے مدد لینی چاہیے۔ آپ ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۵۴ پر لکھتے ہیں:

اگر یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔

کتاب شہادۃ القرآن مصنفہ مرزا قادیانی کا صفحہ ۸۰ بھی پیش نظر رکھئے ، جہاں لکھا ہے کہ یہ پیش گوئی آسمانی منکوحہ والی خاص مسلمانوں کی قوم سے تعلق رکھتی ہے پھر اس کے اجزاء کو کھول کھول کر لکھا ہے یہاں تک کہ اپنی زندگی میں نکاح کا ہونا ضروری بتلایا ہے۔

خیر یہ تو مرزا صاحب قادیانی کی زندگی کی باتیں ہیں۔ جناب کے مرنے کے بعد آپ کے خلیفہ اول (حکیم نورالدین) نے اس پیش گوئی کی کون سی شق اختیار کی یعنی اس نکاح کو فسخ قرار دیا، یا بحال رکھا۔ آپ کی مندرجہ ذیل تحریر سے ثابت ہوسکتا ہے۔

اب تمام اہل اسلام کو جو قرآن کریم پر ایمان لائے اور لاتے ہیں ان آیات کا یاد دلانا مفید سمجھ کر لکھتا ہوں کہ جب مخاطبہ میں مخاطب کی اولاد مخاطب کے جانشین اور اس کے مماثل داخل ہو سکتے ہیں تو احمد بیگ کی لڑکی یا اس لڑکی کی لڑکی کیا داخل نہیں ہو سکتی۔ اور کیا آپ کے علم فرائض میں بنات البنات کو حکم بنات نہیں مل سکتا۔ اور کیا مرزا کی اولاد مرزا کی عصبہ نہیں۔ میں نے بارہا عزیز میاں محمود کو کہا کہ اگر حضرت کی وفات ہو جاوے اور یہ لڑکی نکاح میں نہ آوے تو میری عقیدت میں تزلزل نہیں آ سکتا۔ پھر یہی وجہ بیان کی و الحمد لله رب العالمین ۔

(ریویو آف ریلیجنز قادیان جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء)

اس اقتباس سے صاف پایا جاتا ہے کہ خلیفہ اول نکاح کو فسخ نہیں مانتے بلکہ بحال جانتے ہیں، گو تا قیامت اس کے تحقق کو ملتوی فرماتے ہیں۔

انصاف شرط ہے۔ جس نکاح کی طرف تمام دنیا کو متوجہ کیا، یہاں تک کہ اس کے ہونے پر اپنا صدق موقوف رکھا، نہ ہونے پر دنیا سے بدترین ہونا تسلیم کیا، اون کے جانشین اول (حکیم نورالدین) نے اس نکاح کو بحال رکھا، مگر آج خلیفہ ثانی (مرزا محمود احمد) کہتا ہے کہ نکاح بحکم الہی فسخ ہو گیا۔ افسوس

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

ہم منتظر ہیں کہ ہم کو حقیقۃ الوحی میں سے یہ لفظ دکھایا جائے کہ یہ نکاح، اعلام الہی، سے فسخ ہو گیا جیسا کہ الفضل نے دعوی کیا ہے۔

آخر میں کیا ہی منطق چھانٹی ہے لکھتے ہیں کہ:

اگر کوئی یہ کہے کہ پھر ضمیمہ انجام آتھم میں کیوں ایسا لکھا تھا تو ہم کہتے ہیں کہ اس وقت وہ لوازمات جمع نہ ہوئے تھے جن سے وہ نکاح مشروط بہ شرائط بوجہ عدم تحقق شروط منسوخ ہوا۔

جس کی تفصیل یہ ہے کہ نکاح موقوف تھا سلطان محمد کی وفات پر، اور اس کی وفات موقوف تھی اس کی شوخی دکھلانے پر۔ چونکہ اس نے شوخی نہ دکھلائی بلکہ اظہار عقیدت کیا، کماثبت فی محلہ اس لئے وہ فوت نہ ہوا۔ اور جب فوت نہ ہوا تو پھر وہ

نکاح بھی نہ ہوسکتا تھا۔ (الفضل قادیان ۸ جون ۱۹۱۴ء ص۱۳)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہ سب تکلفات اس لئے بنائے جاتے ہیں تاکہ موجودہ صورت میں خرابی لازم نہ آئے۔ کیونکہ نکاح تو ہوا نہیں، نہ اولاد پیدا ہوئی، جسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ نہ مرزا اپنے دعوی کے مطابق مسیح ہیں، نہ مہدی، نہ اون کی اولاد موعود ہے، نہ کچھ۔ بلکہ سارا کارخانہ ہی خانہ ساز ہے۔ اس لئے بات بنانے کو کہا جاتا ہے کہ نکاح فسخ ہوگیا۔

ہمارے خیال میں اس سے اچھا جواب حکیم نورالدین صاحب خلیفہ اول کا ہے جنہوں نے نکاح بحال رکھا گو قیامت تک اس کو ملتوی کیا بہرحال ناامیدی تو نہیں کی۔

مختصر یہ کہ بموجب تصریحات مرزا صاحب قادیانی ضمیمہ انجام آتھم بحوالہ حدیث نبوی یہ نکاح مسیح موعود کی علامت ہے جب تک نکاح مذکور ہوکر اولاد پیدا نہ ہو یہ علامت متحقق نہ ہوگی جس کا نتیجہ صاف ہے کہ حسب تصریح حدیث نبوی مرزا صاحب اپنے دعوی میں سچے ثابت نہیں ہوئے نہ اون کی اولاد موعود ہوئی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث ۳ جولائی ۱۹۱۴ء مطابق ۸ شعبان ۱۳۳۲ھ نمبر ۳۶ جلد ۱۱۔ ص ۲۔۳)

لاہوری پارٹی جواب دے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی جماعت میں یہ (باہمی طور پر) متفقہ اصول ہے کہ جو کوئی مومن کو کافر کہے، وہ خود کافر ہے۔ اس کے بعد دونوں جماعتوں میں اختلاف یوں نمودار ہوتا ہے کہ قادیانی پارٹی تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے منکر کو مطلق کافر جانتی ہے، مگر لاہوری پارٹی کا خیال ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کا محض انکار کفر نہیں بلکہ وہ لوگ کافر ہیں جو مرزا غلام احمد اور مرزائیوں کو کافر کہتے ہیں کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے: مومن کو کافر کہنے والا خود کافر ہے۔

اس خیال کو مرزا صاحب قادیانی نے بہت جگہ درج کیا ہے۔ سردست ہمیں اس کی صحت یا غلطی سے مطلب نہیں (آئندہ کسی پرچہ میں ہم اس اصول پر بحث کریں گے) بلکہ

اس موقع پر ہمیں خاص لاہوری پارٹی سے ایک سوال ہے۔ امید ہے اس سوال کا جواب دینے میں لاہوری پارٹی اوسی جرأت سے کام لے گی جس جرأت کی وہ قادیانی پارٹی کے ان ممبران سے توقع رکھتی ہے جو لاہوری جماعت کے حق میں قادیانی خلیفہ (مرزا محمود احمد) کی بدگوئی کو اچھا نہیں جانتے۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ قادیانی خلیفہ اور اون کے اخبارات لاہوری پارٹی کو بہت برے لفظوں میں یاد کرتے ہیں۔ مثلاً فاسق، شریر، منافق، کافر، ابلیس وغیرہ۔ لاہوری پارٹی کو خبر ملی ہے کہ بہت سے لوگ قادیانی پارٹی کے بھی لاہوریوں کے حق میں اس قسم کے القاب کا استعمال ہونا جائز نہیں جانتے۔ اس لئے لاہوری پارٹی ایسے ہی لوگوں سے اپیل کرتی ہے کہ چونکہ آپ لوگ ہمارے حق میں اس قسم کے القاب ناپسند کرتے ہیں، اس لئے آپ للہ فی اللہ جرأت کر کے ناراضگی کی آواز اٹھائیں۔

اس امر میں ہم بھی لاہوریوں کی تائید کرتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح ہم بھی لاہوری پارٹی کی خدمت میں سوال کرتے ہیں اور اسی جرأت سے جواب کے متمنی ہیں جس جرأت کے وہ قادیانی پارٹی سے خواہشمند ہیں کہ ہم کو اس سوال کا جواب دیں وہ سوال یہ ہے:

آپ لوگ جو کہتے ہیں جو ہم (مرزائیوں) کو کافر کہتا ہے، وہ بحکم حدیث نبوی خود کافر ہے۔

قادیانی پارٹی جو لاہوریوں کو القاب مذکورہ (فاسق منافق کافر ابلیس) سے یاد کرتی ہے (ملاحظہ ہو پیغام صلح ۲۵ جون ص ۳) حالانکہ آپ لوگ اپنے نزدیک مسلمان بلکہ کامل مسلمان ہیں، تو قادیانی پارٹی آپ لوگوں کو ایسا کہنے سے منافق اور کافر بلکہ ابلیس ہوئی یا نہیں؟

مہربانی کر کے جرأت سے جواب دیجئے گا۔ اگر بنی تو اب اون کو احمدی کہنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر وہ کافر نہیں ہوئے تو دوسرے لوگ کافر کہنے سے کیوں کافر ہوئے۔ اس تفریق کی وجہ کیا۔

قادیانی پارٹی جواب دے:

قادیان کا اخبار الفضل لاہوری جماعت کی توہین کرتے ہوئے اون کی قلت بتلانے کو کہتا ہے کہ تم چند سو آدمی ہو (الفضل ۲۰ جون ۱۹۱۴ء ص ۳ کالم ۲)۔

مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ۲۲ جون کے پرچے میں وہ خود ہی لکھتا ہے کہ ۹۸ فی صدی خلیفہ دوم (مرزا محمود احمد) سے مل چکے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ فی صدی ۲ لاہوری جماعت ہے۔

پھر اسی پرچے میں مرزائی جماعت کی تعداد چار لاکھ بتلاتا ہے، جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ لاہوری جماعت کی تعداد ۸ ہزار ہے۔

پھر ۲۰ جون ۱۹۱۴ء کے پرچے میں لاہوری جماعت کو سینکڑوں میں کیوں بتلایا۔ یہ غلط بیانی نہیں تو کیا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ جولائی ۱۹۱۴ء مطابق ۱۵ شعبان ۱۳۳۲ھ نمبر ۳۷ جلد ۱۱۔ ص ۲۔۳)

اہل دہلی کو مبارک

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

عرصہ ہوا اخبار اہل حدیث امرتسر میں ایک مضمون نکلا تھا جس کا عنوان تھا اہل دہلی خبردار۔ وہ جس خطرے کیلئے لکھا گیا تھا اس کا ظہور آج ہو گیا۔ یعنی جناب میرزا حیرت صاحب اڈیٹر کرزن گزٹ نے اپنی خلافت حقہ کا بڑے زور سے اعلان فرما دیا۔ آپ کے اصلی الفاظ یہ ہیں:

میں آیا ہوں کہ تمہاری ہر قسم کی خدمت انجام دوں۔ جس خدمت کی کوئی اجرت میں تم سے نہیں چاہتا۔

میں تمہارے روحانی امراض ہی کا طبیب بن کے نہیں آیا ہوں بلکہ اس لئے بھی مبعوث ہوا ہوں کہ اپنی دل سوز دعاؤں سے تمہارے جسمانی امراض اور تمہاری دنیاوی ضرورتوں میں تمہیں مدد دوں۔

میں کسی قسم کی دعا کی اجرت تم سے نہیں چاہتا کسی وظیفہ کے لئے کوئی رقم تم سے نہیں مانگتا۔ تم ہر ضرورت کے لئے میری طرف رجوع ہو۔ میں اللہ سے دعا کروں گا۔ اگر خداوند تعالی نے اپنا فضل کیا، تمہارا کام پورا ہو گیا، تو جو کچھ تم سے بن آئے اور تمہیں گراں بھی نہ گذرے، قرآن مجید انگریزی کے فنڈ

میں اعانت کر دینا جس کی اعانت کی تم سے درخواست نہیں کی جاوے گی صرف تمہاری خوشی پر موقوف ہے۔

ہر قسم کی بیماری، ہر قسم کا دکھ، بے روزگاری، غرض جو ضرورت تمہیں پڑے تم خلیفۃ اللہ (یعنی خود بدولت مرزا حیرت) کی طرف رجوع ہو۔ وہ جو کچھ ہدایت کرے اس پر عمل کرو۔ وہ تمہارے لئے خداوندقدوس کے حضور دعا کرے گا امید ہے کہ تم اپنی مراد کو پہنچ جاؤ۔

سنا گیا گیا ہے کہ جالیس نامی گاؤں میں ایک فقیر صاحب ہیں۔ وہ اپنی انگلیاں جس پانی میں ڈال دیتے ہیں اس پانی سے بیمار اچھے ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ بات صحیح بھی ہو، تب بھی ان فقیر صاحب اور خلیفۃ اللہ میں بعد المشرقین ہے۔ یہ عاجز فقط ایک نظر پانی پر ڈال دیتا ہے اور جہاں تک تجربہ ہو چکا ہے وہ پانی صحت بخش ثابت ہوا ہے جس کا جی چاہے آزما لے۔

دلگیر نہ ہو۔ اللہ نے تم پر فضل کیا، اور اب کوئی اڑی تمہاری نہیں رہنے کی۔ انشاء اللہ۔ سوچنے غور کرنے اور تجربہ کرنے سے پہلے میری باتوں کو ہنسی ٹھٹھہ میں نہ اڑاؤ۔ کیونکہ قرآن مجید کے فیصلہ کے مطابق یہ سنجیدہ مہذب اور شائستہ آدمیوں کا کام نہیں ہے بلکہ جاہلوں کا کام ہے۔

جب تمہیں معلوم ہوگا کہ دعا میں کتنی قوت ہے، پھر تمہیں کچھ اچمبا نہیں رہنے کا۔ یہ تو سمجھو کہ تم سے کچھ طلب نہیں کیا جاتا۔ وظیفہ یا دعا کی کوئی قیمت نہیں مانگی جاتی۔ تم آزمائش کر لو۔ شاید خداوند قدوس تم پر اپنا فضل کرے اور تمہاری ضرورت رفع ہو جائے۔

آؤ آؤ! ناپاک خیالات دل سے نکال دو اور اپنے دل اور پوری قوت سے خداوندقدوس کی طرف رجوع ہو اور اسی کے ہو کے رہ جاؤ۔

(کرزن گزٹ۔ ۲۳ جون ۱۹۱۴ء ص ۴)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مضمون صاف ہے مطلع روشن۔ گو ہم پنجابیوں کو اہل دہلی سے رقابت ہونی چاہیے کہ ابھی چند روز کا ذکر ہے پنجاب میں نبوت اور خلافت کا ستارہ چمکتا تھا اور

پنجاب کے ایک قصبہ سے آواز آتی تھی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

آج وہی آواز دہلی سے آنے لگی۔ مگر خدائی کاموں میں رشک کرنے سے کیا بنتا ہے یختصّ بر حمته من یّشاء۔

دہلی پر گو بڑے بڑے حادثات آئے، مگر وہ چونکہ بزرگوں کی جگہ ہے، اس لئے خدا نے دنیاوی طور پر جیسی اوس کو عزت دی روحانی طور پر بھی وہی معزز ہوئی۔ یعنی خلیفہ برحق (بشکل میرزا حیرت) اسی میں مبعوث ہوئے۔ جل جلالہ

ممکن ہے بعض لوگوں کو قادیانی نبوت وخلافت کے تجربہ نے مکدر کر دیا ہو، سو ایسے لوگوں کا یہی جواب ہے جو ہم ہمیشہ سے ایسے معاملات میں دیا کرتے ہیں کہ میاں جلدی نہ کرو۔ خلیفہ صاحب کو اون کے حال پر چھوڑ دو۔ جب وہ خلافت کا کام کریں گے خود ہی خلیفہ کہلانے کے مستحق ہو جائیں گے۔ سردست اون کا صرف دعوی ہی دعوی جانئے اس سے زیادہ نہیں۔

ہاں خلیفہ صاحب نے چونکہ سب لوگوں کو اظہار حاجات کی اجازت بخشی ہے ہم بھی ایک حاجت عرض کرتے ہیں کہ مندرجہ ذیل آیت کی تفسیر اور پوری تشریح کی ہم کو ضرورت ہے۔ مہربانی کر کے ذرہ توجہ کیجئے۔ شائد آپ ہی کے ذریعہ سے اس کی تفسیر ہم کو مل جائے۔ بہرحال وہ آیت یہ ہے

قل اللهم مالك الملك تؤتی الملك من تشاء وتنزع الملك من تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بيدك الخير انك على كل شیء قدير

عرصہ ہوا پشاور سے افواہ آئی تھی کہ حضرت امیر کابل مرحوم کی خدمت میں قادیانی مسیح نے اپنی مسیحیت کی تبلیغ بھیجی تھی جسکے جواب میں امیر مرحوم نے اتنا فرمایا:

مارا عمر باید نہ مسیح۔

یہ ایک فقرہ نہیں بلکہ اسلامی تاریخ کا دفتر ہے جس نے اہل مذاق کو تڑپا دیا تھا۔ اگر خلیفہ دہلی نے ہماری پیش کردہ آیت کی صحیح تفسیر ہم کو نہ دکھائی، تو ہم بھی یہی

کہنے پر مجبور ہوں گے

بڑا شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا

دعا ہے خدا کرے خلیفہ دہلوی کا دعوی ثابت ہو اور ہماری نحوست کے ایام جلدی ختم ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ قادیانی تجربہ سے ہم یہ کہنے پر مجبور ہوں:

ایں خانہ ہمہ آفتاب است۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ جولائی ۱۹۱۴ء مطابق ۲۲ شعبان ۱۳۳۲ھ نمبر ۳۸ جلد ۱۱۔ ص ۷۔۸)

نبوت مرزا پر بحث

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آج کل قادیانی مشن میں بڑی علمی اور ایمانی بحثیں ہو رہی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک ضروری بحث یہ ہے کہ جناب مرزا صاحب قادیانی نبی تھے یا نہیں۔

قادیانی پارٹی اونکی نبوت و رسالت پر تلی بیٹھی ہے۔ چنانچہ ۲۷ مئی ۱۹۱۴ء کے قادیانی اخبار الفضل میں لکھا ہے:

اگر ہم میں نبی نہیں تو مرنے کا مقام ہے۔،

اس کے جواب میں لاہوری پارٹی اس سے منکر ہے۔ وہ قادیانی پارٹی کو مندرجہ ذیل الزام دیتی ہے:

ہم صاحبزادہ (میاں محمود احمد) صاحب کی کون سی بات صحیح مانیں۔ یہ نہ مامور، نہ نبی، نہ ملہم، نہ محدث، نہ امام۔

ہمیں افسوس اور رنج ہے کہ جو طریق آپ جاری کرنا چاہتے ہیں وہ طریق باطل اور امر مکذوب کی طرف ہی لے جانے والا ہے۔ اور جو مسئلہ آپ نے نکالا ہے بطور مثال چند ایک مسائل ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ دوسرے تمام جہان کے مسلمانوں کا نام بلا استثناء کافر رکھنا اور اس میں یہاں تک تشدد دکھانا کہ اگر کوئی دل میں حضرت مرزا صاحب (قادیانی) کو

سچا یقین کرے اور زبان سے بھی آپ کے دعوی کا انکار نہ کرے لیکن بیعت میں توقف کرے تو وہ بھی کافر ہے ۔ یہ پہلا مسئلہ ہے جو خلاف تعلیم اسلام وخلاف تعلیم حضرت مسیح موعود (قادیانی) آپ نے ایجاد کیا۔

۲۔حضرت مرزا صاحب (قادیانی) کو جو آنحضرت ﷺ کی امت میں کے فرد ہیں آپ کی تعلیم کے خلاف نبی اللہ بنایا اور آپ کی نبوت اور محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت میں کوئی فرق نہ کرنا یہ دوسرا مسئلہ ہے جو آپ نے نکالا۔

۳۔آیت مبشرا برسول یا تی من بعدی اسمه ا حمد کی پیش گوئی کا مصداق محمد رسول اللہ ﷺ کی بجائے حضرت مرزا صاحب (قادیانی) کو سمجھنا۔ یہ تیسرا مسئلہ ہے جو آپ کی اختراع ہے۔

۴،حضرت مرزا صاحب (قادیانی) کو ان نبیوں اور رسولوں میں داخل کرنا جن کو خدا نے جزو ایمان اور رکن اسلام قرار دیا ہے اور حضرت مرزا صاحب (قادیانی) کو جز و ایمان اور رکن اسلام قرار دینا یعنی جب تک لااله الاالله محمدرسو ل الله کے ساتھ مرزا غلام احمد صاحب (قادیانی) کے نبی اللہ ہونے کا اقرار نہ کیا جائے تب تک کسی کو مسلمان نہ سمجھنا یہ چوتھا مسئلہ ہے جو صاحبزادہ صاحب نے اسلام کے پانچ رکنوں کے علاوہ اسلام کا چھٹا رکن بنانے کے لئے نکالا ہے۔

۵۔حضرت نبی کریم کے بعد ۱۳۰۰ برس کے کے بعد آج یہ ماننا کہ ہم میں نبی آیا اور آئندہ بھی (نبی) آئیں گے اور اس بات کو بلاواسطہ فرشتہ کے خدا کا کلام بتانا یہ پانچواں مسئلہ ہے جو صاحبزادہ صاحب نے اپنے الہام کی بنا پر بنایا ہے۔

۶۔تمام گذشتہ انبیاء کی نبوت کو آنحضرت ﷺ کی اعطا سمجھنا اور یہ کہنا کہ تمام انبیاء آنحضرت کے طفیل نبی ہوئے ہیں اور معطی کا بغیر وجود کے معطی ماننا یہ چھٹا مسئلہ ہے جو آپ نے حضرت مرزا صاحب کو گذشتہ انبیاء کے زمرہ میں شامل کرنے کے لئے نکالا ہے

۷۔تمام انبیاء کو ظلی نبی قرار دینا اور آنحضرت ﷺ کو اصلی نبی قرار دے کر ظل

کو اصل سے پہلے بتلانا، یہ سا تواں مسئلہ ہے جو آپ نے نکالا ہے۔

اسی طرح قریباً ۴۰ مسئلے ہیں جو صاحبزادہ صاحب نے قرآن اور حدیث کیخلاف اور نیز حضرت اقدس کی تعلیم کے خلاف حضرت اقدس کے بعد نئے نکالے ہیں۔ ہم صاحبزادہ صاحب کے کن کن مسئلوں کو تسلیم کریں اور کن کن نئے الہاموں کو مانیں، جب کہ صاحبزادہ صاحب جیسے غیر ماموروں کے الہاموں نے آگے ہی دنیا میں اندھیر مچایا ہوا ہے، تو اب اس ظلمت کے اتھاہ کنویں میں سوائے اندھوں کے دوسرا کوئی کیوں کر گرے۔

(پیغام صلح لاہور۔۲ جولائی ۱۹۱۴ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

فرمان خداوندی اذا قلتم فاعدلوا (جب بولو عدل سے بولو) پر ہمارا ایمان ہے۔ اس لئے ان دونوں پارٹیوں میں ہم خدالگتی کہا کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ہمارے نزدیک لاہوری پارٹی حق پر ہے۔ یعنی ان کا خیال قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔ مگر مرزائی اقوال کی بنا پر قادیانی پارٹی حق پر ہے۔ کچھ شک نہیں کہ جناب مرزا صاحب قادیانی کے اقوال قادیانی پارٹی کی تائید کرتے ہیں۔

خدا معلوم اون کے پاس کیا کیا اقوال ہیں، مگر ہمارے پاس جو ہیں وہ ہم پیش کرتے ہیں۔

۱۔۴۔ اول اور چہارم نمبر کا مطلب دراصل ایک ہے۔ اس کے جواب میں اخبار بدر کا حوالہ کافی ہے۔

حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے فرمایا خدائے تعالی نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔ (بدر۔ قادیان ۹ مارچ ۱۹۱۱ء۔ ص۱)

مرزا صاحب قادیانی کا یہ دعوی بعینہ اس حدیث کا ترجمہ ہے جس میں حضور پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا ہے:

لا یسمع بی احد من هذه الامة یهودی ولا نصرانی ولم یؤمن بالذی ارسلت به الا یمان الا کان من اصحاب النار ۔

مشکوۃ باب الایمان ۔یعنی جس کسی نے میرا حال سنا اور ایمان نہ لایا وہ جہنمی ہوگا
یہی دعوی مرزا صاحب قادیانی نے دوسرے لفظوں میں کیا ہے ۔اسی لئے حکیم نورالدین صاحب خلیفہ اول نے فتوی دیا تھا کہ

مرزا صاحب قادیانی کا ماننا لا الہ الا اللہ کے اندر داخل ہے، اور آپ کے انکار سے تفریق بین الرسل لازم آتی ہے جسکی اس آیت میں ممانعت ہے لا نفرق بین احد من رسلہ ۔(الحکم قادیان ۲۸ فروری ۱۹۱۱ء ص ۴)

۲ ۔ جناب مرزا صاحب قادیانی نے کھلے کھلے لفظوں میں دعوی نبوت کیا۔ اخبار بدر میں آپ کے الفاظ یہ ہیں:

ہمارا دعوی ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں ۔ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی، صرف خدا کی طرف سے پیش گوئیاں کرتے تھے جن میں موسوی دین کی شوکت وصداقت کا اظہار ہو۔ پس وہ نبی کہلائے

یہی حال اس سلسلہ میں ہے ...ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہورہی ہے اور اللہ تعالی کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں ۔اسی لئے ہم نبی ہیں۔ امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفا نہ رکھنا چاہیے ۔

(اخبار بدر قادیان ۵ مارچ ۱۹۰۸ء ص ۲)

غالباً یہ حوالہ کسی مزید توضیح یا تشریح کا محتاج نہیں۔ صاف الفاظ میں دعوی ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔ یہ الفاظ کوئی بہت پرانے بھی نہیں بلکہ قریب انتقال کے ہیں اس کے بعد قریباً تین مہینے مرزا صاحب قادیانی زندہ رہے۔

پس کوئی ایسی عبارت اس دعوی کے مناقض یا منافی نہ ہوگی جو اس سے پہلے کی ہو۔ البتہ اس کے بعد کی کوئی تصریح اس کو کاٹ سکتی ہے گو یہ کہنا صحیح ہوگا

لو کان من عند غیر اللّٰہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً

۳ ۔ کچھ شک نہیں مرزا صاحب قادیانی نے اپنے آپ کو آیت کریمہ اسمہ احمد کا مصداق بتایا۔ چنانچہ ازالہ اوہام میں آپ کے الفاظ یہ ہیں:

محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی اور احمد اور عیسی اپنے جمالی معنوں کی رو سے

ایک ہی ہیں اسی کی طرف یہ اشارہ ہے ومبشرا برسول یأتی من بعدی اسمه ا حمد (اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے کہا تھا میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام بہت تعریف والا ہوگا یعنی محمد۔ پھر جب وہ آ گیا تو اسکو جادوگر کہتے ہیں۔ یہ آیت آنحضرتﷺ کے حق میں ہے ،۔

اسٹیشن بٹالہ سے ایک دوست نے اس آیت کے معنی پوچھے ہیں اون کو اطلاع رہے۔ اڈیٹر)

مگر ہمارے نبیﷺ فقط احمد ہی نہیں، بلکہ محمد بھی ہیں۔یعنی جامع جلال و جمال ہیں۔لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیش گوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا (یعنی خود بدولت مرزا صاحب)

(ازالہ اوہام۔طبع اول۔ص۶۷۳)

اس عبارت میں مرزا صاحب نے کمال ادب کے ساتھ آنحضرتﷺ کو اس آیت کی پیش گوئی کے مصداق بننے سے علیحدہ کر دیا آپ کی تقریر کا مطلب یہ ہے کہ آیت کا مصداق وہ شخص ہے جو صرف احمد ہو اور آنحضرتﷺ صرف احمد نہیں لہذا وہ مصداق نہیں بات بالکل صاف ہے اسی لئے تو مولوی سعد اللہ لدھیانوی مرحوم نے لکھا تھا:

غلامی چھوڑ کر احمد بنا تو
رسول حق باستحکام مرزا

لاہوری پارٹی اس عبارت کی کوئی اچھی توجیہہ سنائیگی تو ہم بھی سنیں گے۔

۵۔ یہ حوالہ بھی مرزا صاحب قادیانی کے ازالہ اوہام میں ملتا ہے کہ میرے بعد سلسلہ الہام جاری رہے گا جو انکی اصطلاح میں نبوت کا مرادف ہے۔

۶۔ اس کا حوالہ ہمیں نہیں ملا۔مگر ہمارا گمان ہے کہ قادیانی پارٹی کوئی ایسا دعوی نہیں کرے گی جس کا ثبوت مرزا صاحب قادیانی کے اقوال میں نہ ہو۔لہذا توقع ہے کہ وہ اس کا جواب دیں گے۔

۷۔ اس نمبر کا مطلب ہم بخوبی نہیں سمجھے۔قادیانی اخباروں سے امید ہے وہ اس پر کافی روشنی ڈالیں گے۔

لاہوری پارٹی ان حوالہ جات کو غور سے دیکھے۔ پھر وہ انصاف کرے کہ جن وجوہات پر وہ اس قسم کے دعوؤں سے بھناتے ہیں، انہی وجوہات سے علماء اسلام، مرزا

صاحب قادیانی سے گھبراتے اور مخالفت کرتے تھے، جو شکر ہے آج لاہوری پارٹی کے ہاں بھی صحیح ہیں۔ اس لئے ہم خوشی سے کہنا چاہتے ہیں:

شکر للہ کہ میانِ من و او صلح افتاد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ جولائی ۱۹۱۴ء ص ۸۔۹)

اندرونی اختلافات

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی مشن کا اندرونی اختلاف اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ ہم نے اس پر بارہا افسوس کیا۔ مسائل میں اختلاف ہوتا ہے اور ہوگا۔ یہ ایک قدرتی بات ہے۔ یہ کسی حد تک مضر نہیں۔ مگر جب ایک دوسرے کی بدخواہی اور ہتک پر تل جائے، تو سمجھو کہ خیر نہیں۔ قادیانی مشن اب اس حد تک آ پہنچا ہے۔ ہم اپنے الفاظ میں نہیں بلکہ خود انہیں کے الفاظ میں ان کی باہمی بدخواہی سناتے ہیں۔ لاہور کا اخبار پیغام صلح لکھتا ہے:

کیا خواجہ، لندن کا معاویہ ہے

الحکم اور الحق کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب و مولوی صدر الدین صاحب شیخ رحمت اللہ صاحب سید محمد حسین اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ وغیرہ وغیرہ جنہوں نے جناب صاحبزادہ صاحب کی خلافت کی تائید نہیں کی اور صرف صدر انجمن احمدیہ کو رسالہ الوصیت کے مطابق حضرت مسیح موعود کی جانشین سمجھ کر اسکے صدر کو امیر سمجھا ہوا ہے جیسا کہ انہوں نے حضرت مولوی صاحب قبلہ کو اپنا امیر مقرر کرلیا ہے اور میں خود بھی آپ کو امیر سمجھتا ہوں اور اسی خیال کا موید ہوں۔ وہ لوگ غدار اور منافق بلکہ اس سے بھی زیادہ وغیرہ وغیرہ سخت الفاظ کے صرف مستحق ہی نہیں بلکہ افواج محمودیہ کے بہادر سپاہیوں کو ان (نعوذ باللہ) غداروں اور منافقوں کے ساتھ جہاد کرنا لازم اور فرض بتایا جاتا ہے میں اس وقت اس طرز کلام و تحریر کا ذکر نہیں کرتا جو پنچ یا کسی مسخرے اخبار کی طرح

جناب اڈیٹر الحق نے اختیار کر رکھی ہے وہ طرز جو حقیقتاً ایک مہذب اور ایسی قوم کی جس نے مسیح موعود کی برز کلام اور حضرت قبلہ مولوی نور الدین صاحب کی حکمت اور موعظۃ الحسنیٰ سے بھری ہوئی گفتگو کو دیکھا یا سنا ہو شان کے بالکل برخلاف ہے ان بزرگوں کی شان میں جو الحکم اور الحق کی قلم سے نکلا ہے وہ درحقیقت ایک خواہ مخواہ کی زیادتی اور تقوی سے بالکل بعید امر ہے میں صد آفرین ان بزرگوں اور ان کے حامیوں کو کہوں گا جنھوں نے دشنام کا جواب دشنام میں نہیں دیا جب الحق اور الحکم کو پڑھا جاتا ہے جب کہ ہم جانتے ہیں کہ اس طرز کو حکمت اور موعظۃ الحسنہ کے ساتھ کوئی لگاؤ نہیں کیونکہ یہ مسخرہ پن کی گفتگو یا تحریر جسکو قرآن نے بھی منع فرمایا ہے کبھی نہ تو حضرت مسیح موعود کی کلام میں اور نہ حضرت قبلہ مولوی نور الدین صاحب کی تحریر وتقریر میں دیکھی گئی اور نہ سنی گئی پھر اسکو جو الحق نے اختیار کیا ہے کیا یہ حق ہے افسوس کیا ہو گیا کیوں سمجھ نہیں آتی اپنے ہاتھوں جگ ہنسائی کرانا کون سی عقل مندی ہے ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا ان کو ہدایت دے اور اس امر کی توفیق دے کہ بجائے بھائی کو بھائی سے الگ کرنے کے وہ اس امر کی توفیق پاسکیں کہ بھائی کو بھائی سے ملا دیں کم از کم جماعت احمدیہ کا ہر فرد جانتا ہے کہ مسیح موعود کے مبعوث ہونے کی بڑی وجہ یہ تھی کہ انسان پرستی کی جڑھ کو بیخ و بن سے اکھیڑ کر باہر پھینک دیا جائے۔ الحمد للہ کہ وہ کامیاب خدا کا فرستادہ اس امر میں کامیاب ہوا جہاں اس نے یسوع کی خدائی کو خاک میں ملا دیا وہاں اس نے پیر پرستی سے بھی کم از کم احمدی قوم کو ایسی نفرت دلائی کہ دیگر پیر پرستوں اور احمدیوں میں یہ ایک مابہ الامتیاز قائم ہو گیا وہ نہ صرف رومۃ الکبریٰ کے مذہب پر ہی حملہ آور ہوا بلکہ اس نے ایرانی مذہب کے بھی پرخچے اڑا دیئے پھر جب ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے تو یہ جیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے آقا کی تعلیم کے خلاف پھر اسی گڑھے میں گریں جس سے ہم نکالے گئے تھے کیا یہ ممکن ہے کہ ہم پھر شیعیت کے اصول پر قدم ماریں گے جب کہ شیعیت کے اصولوں ہی کی تردید اس نے قرآن اور

احادیث سے کر کے دکھادی پس ہم سے یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ ہم صرف اسی امر کو مدنظر رکھ کر ایک شخص کی بیعت کرلیں کہ وہ مسیح موعود کی اولاد میں سے ہے خلافت کے لئے قابلیت اور قربانی کی ضرورت ہے ہمیشہ خلفاء مہاجرین میں سے ہوئے مولوی محمد علی صاحب جبکہ مہاجرین میں سے ہیں اوران کی قربانی اور قابلیت بھی کم از کم قوم کی نظر سے پوشیدہ نہیں تو یہ کس طرح ہو سکتاہے کہ ان کی موجودگی میں (اگر چہ وہ خود بھی اس بات کے خواہش مند نہیں) ایک ایسے شخص کو خلافت دی جائے جنہوں نے کبھی خدا کی راہ میں اپنا وطن نہیں چھوڑا حضرت صاحبزادہ صاحب کو ہم انصار کی فہرست میں تو مان سکتے ہیں مگر مہاجرین کی جو عزت خدا کے ہاں ہے وہ قرآن سے عیاں ہے۔ پس جس کا مرتبہ خود خدا نے قرآن میں زیادہ کیا ہو، اس کو غدار اور منافق کہنا صریح ظلم ہے۔ میں اس وقت خلافت کے متعلق کچھ زیادہ تحریر نہیں کرنا چاہتا مگر اس مذکورہ بالا عنوان کے متعلق مجھے چندایک باتیں الحکم اور الحق سے دریافت کرنی ہیں۔ امید ہے کہ وہ ان کا جواب باصواب دیں گے۔

اگر خواجہ غدار منافق اور لندن کا معاویہ ہے تو جیسا کہ الحکم اور الحق تحریر کرتے ہیں کیا حضرت امیر معاویہ بھی غدار اور منافق تھے؟ حالانکہ مولوی عبدالکریم نے خلافت راشدہ میں حضرت امیر معاویہ کی تعریف لکھی ہے بلکہ ان کے صالح اور ایک نیک بخت ہونے پر قرآن کو بطور گواہ پیش کیا ہے اور لکھا ہے

و لقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون

یعنی الارض الشام کی زمین پر صالح حکمران ہوں گے جیسے حضرت امیر معاویہ۔ پس قرآن حضرت امیر معاویہ کو صالح کہہ رہا ہے۔

سوال یہ ہے کہ خواجہ اگر لندن کے معاویہ ہیں، تو پھر وہ نص قرآن سے نہ تو غدار ہو سکتے ہیں نہ منافق۔ ان کو منافق کہنا شیعیت کی رگ کا اثر ہے۔ بلکہ خواجہ صاحب ایک صالح مرد ہیں جن کو الحق نے لندن کا معاویہ تحریر کیا ہے

۔پس اس سے معلوم ہوا کہ ان کو بھی ایک زمین ورثہ میں ملنی ضروری ہے۔ چنانچہ جو زمین روحانی بادشاہی کرنے کے واس طے خواجہ کو ملی ہے آج تیرہ سو برس گذرتے ہیں کہ اس پر لا اله ا لاالله محمد رسو ل الله کی آواز بلند کرنے کے واسطے کوئی ایک بھی نہیں گیا تھا۔ حقیقتاً یہ خواجہ ہی کے ورثہ میں آئی۔

سوچنے والوں کے واسطے ایک چمکتا ہوا نشان ہے جس نے خواجہ صاحب کو مسیح کی خدمت میں ثابت کر کے بتایا اور یہ بتایا کہ یہ مسیح موعود کی قوت قدسی کا اثر ہے۔

پس ثابت ہوا کہ وہ نہ تو غدار ہے، اور نہ منافق بلکہ وہ ایک صالح مرد ہے جو مقصد مسیح موعود کو پورا کرنے کے لئے عیسائیت کے مرکز میں بانگ جاء الحق و زهق الباطل سنا رہا ہے۔

خدا را! ذرا تو غور کرو کہ آج سے پہلے بھی کوئی ایسا غدار یا منافق گذرا ہے جس پر تبلیغ احکام الٰہی کا ایسا روشن اور چمکتا ہوا سہرا بندھا ہو، جیسا کہ خواجہ کے سر پر۔

کیا یہ منافقانہ کارروائی ہے کہ لا اله ا لا الله کی منادی یسوع کے ابن اللہ کہنے والوں کو سنائی جائے، اور پھر وہ اپنی کارروائی میں کامیابی بھی دیکھ رہا ہو ۔کیا منافق اپنی کارروائی میں کامیاب بھی ہوا کرتے ہیں؟

کیا حضرت مسیح موعود کی آپ کو اسی قسم کی تعلیم ملی ہے؟

کچھ خوف کرو۔ صرف حسد اور بغض کی وجہ سے جو منہ میں آیا کہ ڈالنا تقوی نہیں ۔اگر اسی کا نام غدارانہ اور منافقانہ کارروائی ہے تو پھر آپ کو ضرور شرم چاہیے۔ الراقم: حکیم ڈاکٹر احمد حسین لائلپوری حال وارد بمبئی۔

(پیغام صلح لاہور۔۱۴ جولائی ۱۹۱۴ء)۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ جولائی ۱۹۱۴ء مطابق ۲۹ شعبان ۱۳۳۲ھ نمبر ۳۹ جلد ۱۱۔ ص ۱۰۔۱۱)

لاہوری پارٹی جواب دے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آج کل قادیانی مشن میں اصولی بحث ہو رہی ہے اور نہایت معقول صورت میں بحث ہے۔ قادیانی پارٹی جناب مرزا صاحب قادیانی کو کھلے لفظوں میں رسول اور نبی کہتی ہے اور نہ کہنے والے کو کافر جانتی ہے۔ مگر لاہوری پارٹی اس سے منکر ہے۔

اسی بحث کی فرع یا اصل یہ ہے کہ آیت قرآنی میں جو حضرت عیسیٰؑ کا قول منقول ہے

مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمه احمد

یہ کس کے حق میں ہے۔

قادیانی پارٹی اس کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے حق میں کہتی ہے۔ لاہوری پارٹی کہتی ہے یہ اون کے حق میں کیسے ہوسکتی ہے اس میں تو یہ ذکر ہے کہ حضرت مسیح فرماتے ہیں میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔ اور جناب مرزا صاحب تو رسول ہی نہیں پھر وہ احمد کیسے۔

لاہوری پارٹی نے اس مضمون پر ایک رسالہ شائع کیا جس کا نام ہے اسمہ احمد۔ اس میں لاہوری پارٹی نے بڑے پرزور دلائل سے ثابت کیا ہے کہ اس پیش گوئی کے مصداق آنحضرتﷺ ہیں چنانچہ ایک اقتباس اس رسالہ کا یہ ہے:

> دیکھئے مسیح نے پیش گوئی فرمائی کہ میرے بعد ایک رسول ہوگا اور اس کا نام احمد ہوگا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا حضرت مرزا صاحب رسالت کے حقیقی معنوں میں رسول تھے اور کیا ان کا نام احمد تھا....
>
> صاحبزادہ صاحب (میاں محمود احمد خلف مرزا صاحب قادیانی خلیفہ قادیان) کو اگر یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ وہ قرآن مجید کی رو سے حضرت مرزا صاحب کو رسول اللہ ثابت کریں تو وہ ہرگز ثابت نہیں کر سکتے (رسالہ مذکور۔ ص۲۔۳)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس مسئلہ میں بھی ہمارا وہی فیصلہ ہے جو پیشتر کئی ایک دفعہ ہم نے ظاہر کیا ہے

کہ بلحاظ قرآن وحدیث لاہوری پارٹی حق پر ہے، اور بپابندی اقوال مرزا صاحب قادیانی پارٹی کا دعوی صحیح ہے کیونکہ مرزا صاحب آنجہانی نے اس آیت کو کھلے لفظوں میں اپنے حق میں پیش گوئی لکھا ہوا ہے۔ملاحظہ ہوازالہ اوہام طبع اول صفحہ ۶۷۳۔

نبوت و رسالت مرزا پر مفصل بحث اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۷ جولائی ۱۹۱۴ء میں مع حوالہ مذکور نقل ہو چکی ہے۔ یہاں ہمارا مطلب اس بحث سے نہیں بلکہ لاہوری پارٹی سے ایک سوال کا جواب لینا مطلوب ہے وہ یہ ہے:

جس طرح آیت کریمہ میں رسول کا لفظ آیا ہے جو مرزا صاحب کے حق میں بوجہ اون کے رسول نہ ہونے کے صادق نہیں، اسی طرح حدیثوں میں مسیح موعود کے حق میں نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے، پھر وہ حدیثیں مرزا صاحب قادیانی کے حق میں کیسے صادق آسکتی ہیں۔اور مرزا صاحب قادیانی ان احادیث کی رو سے مسیح موعود کیوں کر بن سکتے ہیں۔ ملاحظہ ہو صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۴۰۱:

ثم یحبط نبی الله عیسیٰ

ایسی بہت سی روایات ہیں جن میں حضرت مسیح موعود کی بابت نبی اللہ کا لفظ آیا ہے ۔چونکہ مرزا صاحب اصلی معنی سے نہ رسول ہیں نہ نبی، تو مسیح موعود کیسے ہوئے؟

کیا لاہوری پارٹی ہمارے سوال کا جواب دے گی ۔یا پہلے سوالوں کی طرح

خموشی معنیٗ دارد کہ در گفتن نمی آئد

پرعمل کریں گے۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۔۳۱ جولائی ۱۹۱۴ء ص ۲۔۳)

عجیب سوال

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ایک صاحب (منشی نور محمد از موضع ممیاں ضلع جہلم) دریافت کرتے ہیں کہ حنفی بھی اپنے امام کے قول پر اعتماد کلی رکھتے ہیں اور مرزائی بھی مرزا صاحب پر کامل بھروسہ رکھتے ہیں۔ نہ وہ براہ راست حدیث کو دیکھتے ہیں نہ یہ سنتے ہیں ۔اس لئے دونوں میں فرق کیا ہے۔

اس سوال کے مخاطب مولانا حافظ صاحب وزیر آبادی، مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی

اور مولوی ابوالقاسم صاحب بنارسی مولوی عبدالسلام صاحب مبارک پوری۔غرض جس جس اہل حدیث کا نام دیکھا سب کو مخاطب کیا مع ان کے خاکسار اڈیٹر کو بھی۔

اس لئے جواب ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کے ماننے والے اون کو نبی، رسول، ابن اللہ وغیرہ جان کران کے اقوال کو حجت مانتے ہیں۔حنفی اپنے امام کو اس خیال سے نہیں مانتے۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ وہ عالم تھے محقق تھے وہ اپنے مسائل پر دلائل رکھتے تھے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷۔اگست ۱۹۱۴ء۔مطابق ۱۴ رمضان ۱۳۳۲ھ نمبر ۴۱ جلد ۱۱۔ص ۹)

تکفیر مکفر

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ایک شخص خود اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، مگر اس کے کسی عقیدہ یا عمل کی وجہ سے علماء اس کو کافر کہیں، تو اس کو تکفیر کہتے ہیں۔ایسے شخص کو جو در حقیقت مسلمان ہے، کافر کہنے والا خود کافر ہے یا نہیں، یہ ایک سوال ہے جس کے حل کرنے کے لئے (حسب وعدہ) آج یہ عنوان تجویز ہوا ہے۔

قادیانی مشن میں اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ مرزا صاحب کا منکر کافر ہے یا نہیں۔قادیانی پارٹی اس کو کافر کہتی ہے، لاہوری پارٹی محض انکار سے کافر نہیں کہتی بلکہ جو لوگ مرزا صاحب کو کافر کہتے ہیں اون کو کافر کہتی ہے۔کیوں؟ اس کا جواب مرزا صاحب قادیانی کی تحریر مندرجہ ذیل سے ملتا ہے۔

آپ اپنے رسالہ دافع الوساوس میں لکھتے ہیں:

بخدمت شیخ محمد حسین صاحب ابوسعید بٹالوی

میں افسوس سے لکھتا ہوں کہ میں آپ کے فتوی تکفیر کی وجہ سے جسکا یقینی نتیجہ احد الفریقین کا کافر ہونا ہے، اس خط میں سلام مسنون سے یعنی السلام علیکم سے ابتداء نہیں کر سکا۔ (دافع الوساوس۔ص ۲۸۹)

اس حوالہ سے کیا ثابت ہوا؟ یہ کہ مرز غلام احمد کے نزدیک بحکم حدیث مومن کا مکفر خود کافر ہے۔چونکہ اس بیان میں حدیث کا حوالہ ہے اس لئے ہمارا فرض ہے کہ

پہلے ہم وہ حدیث نقل کریں پھر اسکا جواب دیں۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں:
انّما رجل قال لاخیه کافر فقد باء بها احدهما (بخاری ج ۲ ص ۹۰۱) (جو کوئی کسی دوسرے مسلمان کو کافر کہے تو یہ کفر کا کلمہ دو (قائل اور مخاطب) میں سے ایک پر ضرور آتا ہے) (یعنی مخاطب اگر واقعی کافر ہے تو وہ، ورنہ کہنے والا کافر ہوتا ہے)
اس حدیث کی طرف مرزا صاحب نے اپنے استدلال میں اشارہ کیا ہے۔

قبل اس کے کہ ہم اس حدیث کے معنی امام بخاری کی تشریح سے دکھاویں ہم لاہوری پارٹی سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ تارک الصلوۃ کے حق میں جو اختلاف ہوا ہے کہ وہ کافر ہے یا نہیں، بہت سے آئمہ کبار اس کو کافر کہتے ہیں اور بہت سے علماء اس کو کافر نہیں بلکہ مومن جانتے ہیں، تو کیا جو لوگ اس کو مومن جانتے ہیں، اون کے نزدیک پہلا گروہ جو بے نماز کو کافر جانتا ہے کافر ہے؟ کیونکہ اونہوں نے مومن کی تکفیر کی یا تو آپ لوگوں کے نزدیک بھی وہ کافر ہیں۔ اگر ہیں تو صاف کہیے۔ اگر نہیں ہیں تو اس حدیث کا کیا جواب؟

آنحضرت ﷺ کے زمانے میں حضرت حاطب ؓ بن ابی بلتعہ صحابی سے غلطی ہوئی کہ مکہ والوں کو آنحضرت ﷺ کے ارادہ کی خبر دی۔ وہ خط پکڑا گیا۔ حضرت عمر فاروق ؓ نے حضرت حاطب ؓ کو منافق کہا۔ اور حضور ﷺ نے فرمایا وہ مومن ہے۔
اب بھی صورت (مومن کی تکفیر) پیدا ہوگئی۔ حالانکہ عمر فاروق ؓ، حضرت حاطب ؓ کو ایسا کہنے سے نہ منافق ہوئے نہ کافر، نہ حضور ﷺ نے عمر فاروق ؓ کو کسی بات کی تنبیہ فرمائی۔

اس قسم کی مشکلات سے محدثین واقف ہوتے ہیں اسلئے وہ کسی حدیث کے معنی کرتے ہوئے اپنی وسعت نظر کے لحاظ سے چاروں طرف نظر ڈالا کرتے ہیں۔
جناب مرزا صاحب قادیانی چونکہ علوم دینیہ میں کسی استاد کے شاگرد نہ تھے، بلکہ محض مطالعہ (یا بقول خود علم لدنی) کا نتیجہ تھا، اس قسم کے مشکل مقامات پر عموماً لغزش کھاتے ہیں۔
ہم اس حدیث کی تفسیر اور تشریح اپنے الفاظ میں نہیں کرتے بلکہ امام المحدثین استاد المجتہدین امام محمد بن اسماعیل بخاری کی تفسیر پیش کرتے ہیں جس سے امام ممدوح کی دقت نظر اور فن حدیث میں قادر الکلامی کا بھی اندازہ ہو سکے۔

امام بخاریؒ نے اس مضمون کیلئے دو باب تجویز کئے ہیں ایک کا نام ہے

باب من اکفر اخاہ بغیر تاویل فھو کما قال ۔

دوسرے باب کا نام رکھا: باب من لم یر اکفار من قال متاولاً او جاھلاً

پہلے باب کا مطلب یہ ہے کہ جوکوئی دوسرے مسلمان کو بغیر تاویل کے کافر کہے، وہ خود کافر ہے ۔دوسرے باب کا مطلب یہ ہے کہ جوکوئی تاویل سے یا بے خبری سے کسی مسلمان کوکافر کہے وہ کافر نہیں۔امام بخاری اسی باب میں حضرت عمر فاروقؓ اورحضرت حاطبؓ کا قصہ لائے ہیں۔صحیح بخاری جلد دوم صفحہ۹۰۱ ملاحظہ ہو۔

اس تقریر کو عام فہم بنانے کے لئے ہماری تشریح کی ضرورت ہے۔

بعض دفعہ آدمی کسی دوسرے شخص کو صرف غصے اور رنج سے کافر کہتا ہے ۔اس کہنے کے لئے اوس کے پاس کوئی شرعی وجہ نہیں ہوتی، بلکہ محض اپنا غصہ اور بیہودہ پن ہوتا ہے۔ اس کی علامت اور ثبوت یہ ہے کہ ایسے شخص بغیر حیل و حجت کے دوسرے وقت اسی شخص کو مسلمان بھی سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ایک وقت میں اس کے ساتھ کلام ترک ہے،تو دوسرے وقت میں اسی سے سب کچھ جاری ہے۔

بعض لوگ کسی دوسرے شخص کو اس وقت کافر کہتے ہیں جب اون کے نزدیک اوس کا کوئی فعل ایسا ہو جس پر کوئی آیت یا حدیث وارد ہو، یا اون کا فہم بطریق دیانت اون کو راہ نما ہو کہ یہ کام کفر ہے۔اون کے دل میں اس شخص خاص کی عداوت یا غصہ اس کہنے کا باعث نہیں ہوتا ۔اسکی پہچان یہ ہے کہ اون کو اس شخص سے کوئی سابقہ تعارف بھی نہیں ہوتا،تاہم وہ اس کو کافر کہتے ہیں۔

پہلی قسم کے لوگ بے تاویل ہیں،دوسری قسم کے لوگ متاول ہیں۔اس لئے پہلے لوگ خود کافر ہیں۔ (درصورت دوسرے شخص کے کافر نہ ہونے کے) کیونکہ اون کی بناء محض نفس امارہ پر ہے۔ دوسری قسم کے لوگ متاول ہیں،اس لئے وہ کافر نہیں۔خواہ وہ شخص جس کے حق میں انہوں نے فتوی کفر دیا ہے مومن بلکہ حاطب بن ابی بلتعہ جیسا صادق مصدوق بدری مسلمان بھی ہو۔کیونکہ ان کی بنا نفس امارہ پر نہیں۔ بلکہ اس فہم خالص اور نیت صادق پر ہے جو آیت یا حدیث سے مستنبط ہے،مگر محل کی تعیین میں ان سے غلطی ہوئی۔ جیسے حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت حاطبؓ جیسے صادق و مصدوق مومن کو منافق کہا۔باوجود اس کے حضرت عمر فاروقؓ خود منافق یا کافر نہ ہوئے۔

خلاصہ اس تقریر کا یہ ہے کہ بحکم حدیث نبوی لکل امر ء ما نوی ہر آدمی کو اپنی نیت کا بدلہ ہے۔ جس کی نیت کسی شخص سے عداوت اور محض نفسانیت کی ہے وہ تو اس کو کافر کہنے سے خود کافر ہے، کیونکہ وہ شرعی حدود کی پرواہ نہیں کرتا۔ اور جس کی نیت ضد اور نفسانیت کی نہیں، بلکہ محض نیک نیتی سے وہ کافر کہتا ہے، جیسے حضرت عمرؓ نے حاطبؓ کو کہا اور امام شافعی وغیرہ بے نمازی کو کافر کہتے ہیں، تو ایسا شخص کافر نہیں۔ خواہ وہ شخص جس کو اس نے کافر کہا ہے پکا مومن ہو۔

یہ تقریر جو بالکل صحیح واقعی اور ائمہ حدیث کی تصریحات پر مبنی ہے پیش کر کے ہم قادیانی مشن کی اوس پارٹی سے پوچھتے ہیں (جو مرزا صاحب قادیانی کے محض انکار سے منکر کو کافر نہیں کہتے بلکہ تکفیر سے کافر کہتے ہیں) کہ آپ کے اور مرزا صاحب قادیانی کے خیال کے مطابق حضرت عمر فاروقؓ اور امام شافعی، امام احمد بن حنبل وغیرہ بزرگان کافر ہیں؟ کیا آپ لوگوں کا یہی اعتقاد ہے؟ ہے تو ہم بھی مان لیں گے کہ آپ لوگ اپنے اصول کے پورے پابند ہیں اور اگر نہیں کہیں گے، تو ہم کہیں گے تلك اذا قسمة ضيزى

نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب قادیانی آپ لوگوں کے خیال میں پکے مومن ہیں۔ ہم، اون کی تکفیر کرنے والوں کو، آپ لوگ کافر نہیں کہہ سکتے۔

لاہوری پارٹی کے ممبروں سے ہمیں حسن ظنی ہے کہ وہ ہماری معروضہ تقریر کو بغور دیکھ کر نتیجہ سے اطلاع دیں۔

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴۔ اگست ۱۹۱۴ء۔ مطابق ۲۱ رمضان ۱۳۳۲ھ نمبر ۴۲ جلد ۱۱۔ ص ۱۔۲)

نبوت کی بحث

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آج کل قادیانی مشن کے اخباروں میں مرزا صاحب کی نبوت پر بڑی گرما گرم بحث ہو رہی ہے لیکن اب مسئلہ قریب تصفیہ کے آ گیا ہے۔

لاہوری پارٹی کہتی تھی کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نبوت مستقلہ نہیں بلکہ بروز محمدی ہے۔ یعنی آنحضرت ﷺ کے اتباع سے آپ نبی ہوئے ہیں۔

قادیانی پارٹی کے پہلے بیانات کچھ اس کے خلاف تھے۔ چند روز ہوئے قادیانی خلیفہ نے لکھنؤ میں ایک شخص کو خط لکھا جس میں انہوں نے نبوت مرزا کی نسبت لکھا کہ مستقلہ نہ تھی بلکہ اتباعی تھی۔

اس خط کو لاہوری پارٹی نے اپنے اخبار پیغام صلح میں چھاپ دیا اور اعلان کیا کہ خلیفہ قادیان دل سے ہمارے ساتھ ہیں۔ اس کا جواب خلیفہ قادیان نے دیا کہ لاہوری پارٹی خوشیاں مناتی ہے، میرا تو ابتداء سے یہی مذہب ہے کہ مرزا قادیانی مستقل نبی نہ تھے، بلکہ بروزی نبی تھے۔

نوٹ: قادیانی اصطلاح میں نبوت دو قسم پر ہے:

ایک مستقلہ جو کسی نبی کے اتباع سے نہیں بلکہ ابتداء ہی سے خدا کسی کو نبی بنا دیتا ہے جیسے حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ وغیرہ۔

دوسری نبوت بروزی اور اتباعی ہے جو مستقل نبی کے اتباع سے مل سکتی ہے۔

آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد کوئی شخص مستقل (بلا واسطہ آنحضرت ﷺ کے) نبی نہیں ہوسکتا۔ ہاں اتباع محمدی میں نبی ہو سکتا ہے جس کو قادیانی اصطلاح میں بروزی نبی کہتے ہیں۔ منطقی اصطلاح میں یوں سمجھنا چاہیے کہ آنحضرت ﷺ کو واسطہ فی النبوت قسم اول کہتے ہیں۔

دونوں پارٹیوں کا اتفاق ہو گیا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بروزی نبی تھے۔

بہت اچھا۔ اب اس امر میں اختلاف رہا ہے کہ اصلی اور بروزی نبی کے منکروں میں کیا فرق ہے؟ لاہوری پارٹی کہتی ہے کہ ان دونوں میں یہ فرق ہے کہ اصلی نبی کے منکر کافر ہیں، بروزی نبی کے منکر کافر نہیں۔

قادیانی پارٹی دونوں کے منکروں کو کافر کہتی ہے۔

اس اختلاف کا نتیجہ یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کے منکر قادیانی پارٹی کے نزدیک تو کافر ہیں، لاہوری پارٹی کے نزدیک کافر نہیں۔

ہماری رائے میں صاف بات ہے کہ از روئے دلائل عقلیہ ونقلیہ لاہوری

پارٹی کا خیال صحیح ہے (اڈیٹر اخبار اہل حدیث کو بروزی نبوت کا قائل نہ سمجھنا چاہیے) مگر مرزائی اقوال قادیانی پارٹی کی تائید میں ہیں۔

مرزا صاحب قادیانی نے بارہا لکھا ہے کہ جو مجھ کو نہ مانے گا وہ جہنمی ہوگا۔ اس قسم کے حوالہ جات اخبار اہل حدیث امرتسر میں کئی ایک دفعہ لکھے جا چکے ہیں۔ خدا تعالی کی شان جو جماعت اس غرض کو لے کر اٹھی تھی کہ دنیا میں اسلام پھیلائے، آخر کار اسلام کو معدوم کرنے کی مدعی ہے۔ کیونکہ اس کے نزدیک سواء ان چند لوگوں کے جو قادیانی نبوت کے قائل ہیں، باقی سب لوگ کافر ہیں۔ ایسے کافر ہیں کہ نہ اون کے پیچھے نماز درست ہے، نہ جنازہ، نہ سلام روا، نہ خوش خلقی سے کلام مباح۔ انا للہ

دوست ہی دشمن جاں ہو گیا حافظ
نوش دارو نے کیا کیا اثر سم پیدا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱۔ اگست ۱۹۱۴ء مطابق ۲۸ رمضان ۱۳۳۲ھ نمبر ۴۳ جلد ۱۱ ص ۲۔۳)

جنگ یورپ کی پیش گوئی

بلا سے کوئی ادا اون کی بد نما ہو جائے
کسی طرح سے تو مٹ جائے ولولہ دل کا

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

بعض احباب کو ذکر کرتے سنا گیا کہ ایسی عظیم الشان جنگ کی بابت کسی نجومی نے پیش گوئی نہ کی، تعجب ہے۔

یہ خیال بجا تھا کہ ہمارے مرزا صاحب قادیانی ہوتے تو کوئی نہ کوئی پیش گوئی نکالتے اتنے میں سننے میں آیا کہ قادیانی مشن کے اخباروں نے اس خیال کو پورا کر دیا۔

سب سے پہلے پیغام صلح لاہور نے مرزا صاحب قادیانی کی پیش گوئی شائع کی جس کے الفاظ یہ ہیں: کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں

مگر حوالہ نہ بتلایا۔ بغرض تحقیقات پیغام صلح کو جوابی کارڈ لکھا کہ حوالہ بتلائیے، تاکہ تحقیق ہو سکے۔ کارڈ کا جواب تو ابھی نہ آیا تھا، قادیان سے رسالہ ریویو

آف ریلی جنٹر پہنچا جس میں اس پیش گوئی کا پتہ بتلایا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو یہ الہام ۱۱ مئی ۱۹۰۶ء کو ہوا تھا۔ حوالہ مذکور دیکھنے سے ثابت ہوا کہ الہام واقعی اس طرح درج ہے:

۱۱ مئی ۱۹۰۶ء۔ کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں

مگر اس کے ساتھ کوئی توضیح یا تشریح نہیں کی گئی کہ مراد کیا ہے۔ مرزا صاحب قادیانی کے الہامات اپنی گولائی میں اس قدر ترقی یاب ہوتے ہیں کہ جب تک اون کی تشریح خود بدولت نہ کریں سمجھ میں نہیں آتے۔ بلکہ یہ کہنا بھی بجا ہے کہ تشریح کے بعد بھی تشریح کی حاجت رہتی ہے۔ اس کی مثال میں ہم مرزا صاحب قادیانی کی متعدد مشہور پیش گوئیاں پیش کر سکتے ہیں

جناب کو الہام ہوا: شاتان تذبحان دو بکریاں ذبح ہوں گی

دو بکریوں سے کیا مراد ہے۔ ضمیمہ انجام آتھم میں مرزا غلام احمد صاحب نے اس کی تفسیر فرمائی: مرزا احمد بیگ اور اوس کا داماد۔

مگر چند دنوں بعد جب آپکے دو مرید کابل میں مارے گئے، تو تذکرۃ الشہادتین میں یہی الہام اون دو پر چسپاں کر دیا: شاتان تذبحان

مرزا صاحب کو الہام ہوا: بنگالیوں کی دل جوئی کی جاوے گی۔

جن دنوں مشرقی بنگال کے لفٹنٹ گورنر سر فلر کا استعفیٰ منظور ہوا، تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اس پیش گوئی کو اس واقعہ پر چسپاں کر دیا۔ مگر دربار دہلی کے موقع پر جب شاہ معظم نے تقسیم بنگالہ کی منسوخی کا اعلان فرمایا، تو مرزا صاحب کے بعد مرزائیوں نے اوس پیش گوئی (بنگالیوں کی دل جوئی کی جاوے گی) کو اس واقع پر چسپاں کر دیا۔

اس قسم کی مثالیں بکثرت ہیں کہ مرزا کے الہامات اس شعر کے مصداق ہوتے ہیں

مجھ کو محروم نہ کر وصل سے او شوخ مزاج
بات وہ کہہ کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں

اس لئے اس کشتیاں والی پیش گوئی کو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ کیا معنی ہیں۔ اور ان کا مصداق کیا ہے۔ کیونکہ کشتیوں سے مراد اگر اصلی معنی کی کشتیاں ہیں، اور کشتیوں سے مراد بھی اصلی معنی ہیں، یعنی پہلوانوں کا دنگل، تو مطلع صاف ہے کہ کسی دریا کے کنارہ پر

پہلوانوں کا دنگل ہوگا جس کے دیکھنے کیلئے لوگ کشتیوں پرسوار ہوکر دنگل دیکھنے جاویں گے۔ جو آج تک خدا جانے کہیں ہوا، یانہیں ہوا، تو کب ہوگا۔

اور اگر کشتیوں سے مراد جہاز ہیں اور کشتیوں سے مراد جنگ، تو یہ معنی مجازی ہیں جو بغیر قرینہ کے مراد لینا صحیح نہیں۔ اگر کوئی قرینہ پیدا ہو جاوے تو پھر سوال یہ ہوگا کہ موجودہ جنگ کی کیا خصوصیت ہے۔ اس سے پہلے طرابلس کی جنگ میں اٹلی کے جہاز چلے۔ اوس سے بعد بلقانی جنگ میں چلے اور خوب لڑایاں ہوئیں۔ پھر اون کو چھوڑ کر اس جنگ کے ساتھ اس پیش گوئی کو متعلق کرنا زمانہ شناسی نہیں تو کیا ہے۔

بہرحال ہم مرزا صاحب قادیانی کی اس بات میں تو قائل ہیں کہ اون کے الہاموں کی گولائی روپیہ کی گولائی کو بھی ماند کرتی ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸۔ اگست ۱۹۱۴ء مطابق ۶ شوال ۱۳۳۲ھ نمبر ۴۴ جلد ۱۱۔ ص ۲۔۳)

نبوت مرزا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۱۔ اگست ۱۹۱۴ء میں ہم نے لکھا تھا کہ قادیانی مشن میں نبوت مرزا کے متعلق جو اختلاف تھا وہ رفع ہوگیا یعنی دونوں (قادیانی اور لاہوری) اس بات پر متفق ہوگئے ہیں کہ مرزا صاحب اصلی نبی نہ تھے بلکہ بروزی اور ظلی نبی تھے۔ یعنی آنحضرت ﷺ کے اتباع سے مرزا صاحب نبی ہوئے تھے۔

یہ عقیدہ صحیح ہو یا غلط، اس بحث سے قطع نظر دفتر الفضل قادیان سے ایک خط آیا کہ آپ نے جو لکھا ہے یہ غلط ہے۔ یہ بھی لکھا کہ ۲۳۔ اگست کے الفضل میں ہم نے مفصل لکھ دیا ہے، اوسکو دیکھ کر اپنے ناظرین کو ہمارے عقاید کے متعلق صحیح اطلاع دیں۔ انصاف بھی یہی ہے کہ ہر قوم یا فرقہ کا مذہب وہی سمجھنا چاہیے جو وہ خود بیان کرے، نہ وہ جو اس کے مخالف بیان کریں۔ اس لئے ۲۳۔ اگست کے الفضل قادیان سے نبوت مرزا کا مضمون درج ذیل ہے:

مسیح موعود کی نبوت کا مسئلہ

پیغام کی پیشانی۔کذب کی نشانی

پیغام (صلح) والے مسیح موعود کی نبوت سے قطعی انکار کرتے ہیں:
منکران خلافت کے ارتداد عقیدہ نبوت مسیح موعود کی داستان بہت لمبی مگر نہایت دردناک ہے۔

آہ! یہ ہمارے بھائی جنہیں اب برادران یوسف کہنا چاہیے ایک وقت تھا کہ اپنے اخبار پیغام میں خدا کی قسم کھا کر یہ اعلان شائع کرتے تھے ۔(دیکھو پیغام صلح نمبر۴۲ ص۲ کالم ۳) کہ:

ہم حضرت مسیح موعود مہدی معہود کواس زمانہ کا نبی اور رسول اورنجات دہندہ مانتے ہیں ۔،

یا اب زمانہ ہے کہ اس خدا کے مقدس نبی کو نبی کہنے والوں کوغلو کرنے والے گمراہ اورتفرقہ انداز مسیح کی تعلیم بگاڑنے والے پکارتے ہیں۔

آہ! اب یہ احسان فراموش مرشد کی گالیاں دینے والے کہتے ہیں کہ مسیح موعود ہرگز ہرگز نبی نہ تھے اگر بھولے سے کہیں ظلی نبی لکھ بھی دیا ہے تو اس ظلی کے معنی بھی ذرا سن لیجئے

ظلی کے معنی پیغام والوں کے نزدیک: (ملاحظہ ہو پیغام ۱۹ مئی ۱۹۱۴ء)

حاصل کلام یہ کہ حضرت صاحب ہرگز ہرگز نبی نہ تھے۔ اگر نبی تھے تو اسی طرح کے تھے جس طرح کے محدث ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی ہوتے ہیں۔ یا اسی طرح کے نبی تھے جس طرح حضرت علی حضرت امام حسن حضرت سلمان فارسی جزوی نبی تھے۔ یا اسی طرح کے نبی تھے جس طرح کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی ظلی اور بروزی نبی تھے۔ یا اسی طرح جس طرح کہ مریم علیہا السلام جبرئیل فرشتے کی معرفت خدا سے وحی اور مکالمہ اور مخاطبہ پاتی تھی۔ (پیغام صلح ۔۱۹ مئی ۱۹۱۴ء)

اب فرمایئے کہ اس کا نام، ارتداد نہیں تو اور کیا ہے۔ پہلے جسے اس زمانہ کا

نبی اور رسول مانتے تھے اور خدا تعالی کی قسم کھا کر اعلان کرتے ہیں (یاد رہے کہ یہ اعلان اڈیٹر کی طرف سے نہیں بلکہ لکھا ہے ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے) اب اسی کو اپنے ہی ہاتھوں سے لکھ رہے ہیں کہ ہرگز ہرگز نبی نہ تھے، ہاں محدث تھے۔ اور اسکی مثال حضرت علی، امام حسن، حضرت سلمان، حضرت سید عبد القادر جیلانی سے دیتے ہیں۔ گویا ظلی نبی ان کے نزدیک صرف ایک محدث ہوتا ہے۔ اور محدث بھی جیسے امام حسن یا حضرت سلمان۔ مگر حضرت اقدس جو کچھ فرماتے ہیں وہ بھی سن لو۔ دیکھو ایک غلطی کا ازالہ، صفحہ ۵

اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا ہے اگر خدا تعالی سے غیبت کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیبت نہیں ہے۔

اب بتاؤ کہ مسیح موعود کو ہم محدث کس طرح کہہ سکتے ہیں جب کہ محدث کے لئے اظہار غیبت شرط نہیں۔

پھر سنو حضرت مسیح موعود کا ارشاد ہے (دیکھو حقیقۃ الوحی۔ص ۳۹۰۔۳۹۱)۔

جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس مت میں سے گذر چکے ہیں، ان کو یہ تحفہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔

ذرا اس،

میں ہی،

اور،

دوسرے تمام لوگ مستحق نہیں،

ان دو فقروں پر غور فرمایئے اور بتایئے کہ اگر ظلی نبی کے صرف یہی معنی تھے جو پیغام والے سمجھتے ہیں، تو پھر آپ نے یہ کیوں لکھا کہ دوسرے تمام لوگ

اس نام (نبی) کے مستحق نہیں۔اور کیوں فرمایا:

اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں...وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے تو اس صورت میں آنخضرتﷺ کی پیش گوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا اسلئے خدا تعالیٰ مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص محض ایک ہی ہوگا وہ پیش گوئی پوری ہو جائے۔

اس عبارت میں:

مصلحت،

اور، احادیث صحیحہ،

اور، ایک ہی،

یہ الفاظ قابل غور ہیں۔اور پھر اس کے ساتھ اپنا عقیدہ کہ مسیح موعود ہرگز ہرگز نبی نہیں، ملا کر پڑھو۔اور تھوڑا سا شرما چھوڑو کہ تم لوگ کیوں دیدہ دانستہ ضلالت کے گڑھے میں گر کر دوسروں کو بھی گرانے کی کوشش کرتے ہو۔

(مختصر از الفضل قادیان)

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم تو خوش ہوئے تھے کہ دونوں پارٹیوں میں اتفاق ہو گیا مگر اس مضمون کو اور خط کو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ہنوز دلی دور است۔قادیانی پارٹی نبوت مرزا پر بڑے مصر ہیں اور لاہوری پارٹی اسکو مجازی طور پر نبی جانتے ہیں۔وہ بھی محض جاننے کو نہ کہنے کو، جیسے اولیاء اللہ امام حسن بصری سید عبدالقادر جیلانی وغیرہ تھے، ویسے ہی (بقول اون کے) مرزا قادیانی تھے۔مگر قادیانی پارٹی اس کو گوارا نہیں کرتی وہ کہتی ہے کہ مرزا صاحب گو ظلی نبی تھے مگر ایسے تھے کہ امت محمدیہ میں ان جیسا کوئی نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔

مرزا صاحب قادیانی کے اقوال کو دیکھا جائے تو اون کی تعلیم بھی یہی معلوم ہوتی ہے۔اپنے رسالہ خطبہ الہامیہ میں لکھتے ہیں:

ان قدمی هذه علی منارۃ ختم علیها کل رفعة ۔

(میرا قدم اس منارے پر ہے جس پر سب بلندیاں ختم ہیں)

ایک مقام پر مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

لا تقیسونی باحد و لا احداً بی

(مجھے کسی کے ساتھ قیاس نہ کرو، اور نہ کسی کو میرے ساتھ سمجھو)

اسی کتاب میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

انا شمس لا یحجبها دخان ، (میں سورج ہوں مجھ کو دھواں نہیں چھپا سکتا)

رسالہ دافع البلاء میں آپ کا الہام ہے:

انت منی بمنزلة اولادی

(یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے اے مرزا! تو میرے نزدیک میری اولاد جیسا ہے)

اس لئے ہم مانتے ہیں کہ مرزائی اقوال کے لحاظ سے قادیانی پارٹی کا خیال صحیح ہے گو قرآن و حدیث کے ساتھ غلط ہے۔ واللہ الہادی

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۴ ستمبر ۱۹۱۴ء۔ مطابق ۱۳ شوال ۱۳۳۲ھ نمبر ۴۵ جلد ۱۱۔ ص ۲۔۳)

اصلاح پرچہ اہل حدیث

مولوی محمد شفیع الحسن سکندر آبادی، شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کے خطاب میں لکھتے ہیں:

قادیانی مشن پر جو آپ مضامین لکھتے ہیں اور ہر دو پارٹی کی بابت جو ثالث بن کر از خود فیصلہ دیتے ہیں یہ اچھا نہیں۔ کیا کسی پارٹی کی تائید پر مرزا صاحب کی تحریر سے ثبوت دینا اور تائید کرنا گویا اس پارٹی کے ان پڑھوں کو مرزائی مذہب پر مضبوط کر دینا ہے اور اونکی تائید پر اپنی ذات پر طرح طرح کی بدگمانیوں کا ایک مینہ برسالینا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ بھی در پردہ مرزائی ہیں۔ قطعی نبی مرزا صاحب کو ماننے والی پارٹی ہو یا ظلی نبی ہمارے نزدیک دونوں پارٹیاں خلاف شرع اور مشرک فی النبوۃ ہیں۔ ہمیں لازم ہے کہ دونوں کی تردید کریں۔

۲۔ مرزائی امام کے پیچھے آپ کیسے امامت اور اقتداء کو جائز کہتے ہیں کل بر و فاجر کی حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ مشرک فی النبوت کے پیچھے بھی نماز پڑھ لیا کرو۔ فسق و

فجور فی الاسلام با یمان مراد ہے جو آپ سمجھ رہے ہیں وہ ہرگز نہیں ہے۔ اور جمہور تو شیعہ کے پیچھے نماز پڑھنے کے بھی قائل نہیں جو سبّ الصحابہ کو بھی بموجب حدیث شرک فی النبوت سمجھ کر اقتداء کو شیعہ کی ناجائز کہتے ہیں۔ حدیث کل بر سے وہ لوگ مراد ہیں جو اسلام اور ایمان میں شامل ہو کر فسق و فجور کریں یہ نہیں جو سرے ہی سے خاتم النبیین آنحضرت ﷺ کے ہونے کا قائل ہی نہیں اور ما سوا آنحضرﷺ کے دوسرے شخص کو ظلی اور قطعی نبوت ہونے کا اقرار کرے جو مشرک فی الرسالت ہے وہ ایمان والا ز کیسے ہو سکتا ہے پھر اس کی اقتداء کرنا کیسے جائز ہوگا ہرگز اس کی تائید نہ کیجئے۔..

لاہوری پارٹی ہو یا قادیانی دونوں کی تردید اول قرآن و حدیث سے کی جاوے بعدہ اون کے کتب و اقوال سلف سے ہونا چاہیے تائید و تاکید پر ان کے کبھی خیال نہ فرمایا کریں اس پر عام ناظرین کے بگڑ جانے کا خیال ہے اور آپ کی ذات پر تو خدا جانے کیسے کیسے گمان و خیال لوگ کرتے ہوں گے اس کو ہمیشہ مدنظر رکھا کیجئے۔

خاکسار محمد شفیع الحسن سکندر آباد

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

سب سے مکمل ہدایت نامہ ہمارے پاس قرآن مجید ہے جس میں ارشاد ہے

و اذا قلتم فاعدلوا ولوکان ذا قربی

(جب بولو تو عدل سے بولو، چاہے کوئی تمہارا قریبی ہو)

مرزائی مذہب کی دونوں پارٹیوں کی تردید اون امور میں کرنی چاہیے جو قرآن و حدیث کے برخلاف ہیں۔ چنانچہ کی جاتی ہے۔ مگر یہ نہیں کہ جن باتوں میں اون میں سے ایک حق پر ہو، اون کی بھی تردید کی جائے۔ ایسا کرنا تو آیت مرقومہ بالا کے صریح خلاف اور مولوی حالی کے شعر کی مصداق ہے

جو نکلے جہاز اون کو بچ کر بھنور سے
تو تم ڈال دو ناؤ اندر بھنور کے

ایسی کوئی مثال آپ نہ دے سکیں گے کہ اخبار اہل حدیث امرتسر نے اون کی ایسے امر میں تائید کی ہو جس کی تردید کرنی چاہیے تھی۔ ہاں نبوت مرزا کے مسئلہ میں جو اہل حدیث کہتا ہے کہ قادیانی پارٹی حق پر ہے، معاف کیجئے آپ اس کی تہ کو نہیں پہنچے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے واقعی دعوی نبوت کیا تھا۔ چنانچہ اون کے اقوال موجود ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ نبوت کا دعوی کرنا جائز ہے۔ کوئی وقت آوے کہ آریوں میں نیوگ کے مسئلہ کے متعلق اختلاف ہو کہ سوامی دیانند نے اس کو جائز لکھا ہے یا نہیں تو غالبًا آپ یہی فیصلہ کریں گے کہ سوامی دیانند نے ضرور لکھا ہے تو کیا اس کے یہ معنی سمجھے جائیں گے کہ آپ بھی نیوگ کے قائل ہیں؟ (ہرگز نہیں)

امامت واقتداء کی نسبت میرا وہی اصول ہے جو حضرت عثمانؓ بن عفان سے امام بخاریؒ نے نقل کیا ہے

الصّلوة احسن ما یعمل النّاس فا حسن معهم و اذا اساؤا فاجتنب اساء تهم (صحیح بخاری باب امامة المفتون و المبتدع)

(یعنی نماز سب سے اچھا کام ہے جب لوگ اچھا کام کریں تو مل جاؤ۔ جب برا کریں تو اون کی برائی سے الگ ہو جاؤ)

حافظ ابن حزمؒ نے اپنی کتاب الملل و النحل میں اس مسئلہ کو مفصل اور مدلل لکھا ہے۔ آیت اجیبوا داعی الله کو بھی اس کی دلیل لائے ہیں (ملاحظہ ہو ملل و النحل ابن حزم ج ۴ ص ۱۷۷)

آیت و ارکعوا مع الراکعین بھی اسی طرف اشارہ کرتی ہے۔ مزید تحقیق اس مسئلہ کی مذاکرات علمیہ سابقہ میں ملے گی ....

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹۔ اکتوبر ۱۹۱۴ء مطابق ۱۸ ذی قعد ۱۳۳۲ھ نمبر ۵۰ جلد ۱۱۔ ص ۴،۶)

یأتی من بعدی اسمه احمد

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس آیت شریف کے معنی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے فرزند ارجمند خلیفہ قادیان میاں محمود احمد نے کئے تھے کہ اس سے مراد میرے والد مرزا غلام احمد صاحب ہیں۔ اس پر لاہوری پارٹی کے اخبار پیغام صلح میں خفگی کا اظہار کرنے کو ایک مضمون نکلا ہے جو درج ذیل ہے:

مرزا محمود احمد کے درس قرآن مجید کے وہ نوٹ جو اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۸۔ اپریل ۱۹۱۴ء میں درج ہوئے ہیں، ان میں سورہ صف کی آیت و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کی یہ تفسیر بیان کی گئی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی یہ بشارت خاتم النبیین محمد رسول اللہ کے حق میں نہیں بلکہ حضرت مرزا صاحب غلام احمد ..کے حق میں ہے۔

حالانکہ حضرت مرزا صاحب کا یہ عقیدہ نہیں تھا اور نہ ہی کبھی انہوں نے یہ بشارت محمد رسول اللہ کی بجائے اپنے حق میں سمجھی، اور نہ بیان کی۔

میاں محمود احمد صاحب نے بلا کسی ثبوت کے اسمہ احمد کی اس بشارت سے جو انجیل میں حضرت عیسی کے بعد حضرت محمد رسول اللہ کے پیغمبر اور نبی ہونے کی نسبت صاف صاف مذکور ہے اور جس سے آج تک یعنی ۱۳۳۲ سال گذرنے پر کسی عالم کسی بزرگ کسی مسلمان نے انکار نہیں کیا بالکل انکار کیا ہے اور ایک فرضی اور خیالی بات کو جو دل میں آئی علم الہی سے منسوب کیا ہے اور بعد منسوب کرنے کے اس کو ایک سچی حقیقت قرار دیا ہے جو سراسر واقعات اور عقل کے برخلاف ہے اور یہ میاں محمود احمد صاحب کی قرآن دانی کا اعلی ثبوت ہے میاں صاحب نے صریحاً لغو اور بے ہودہ تفسیر کر کے احمدی سلسلہ کی قرآن دانی کو بدنام کیا ہے یہ نکمی تفسیر مفصلہ ذیل باتوں کا اظہار کرتی ہے۔

۱۔ کلام اللہ کا بے محل کسی اور پر نازل ہونا۔

۲۔ حضرت عیسی کی بشارت کا غلط ثابت ہونا۔

۳۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات پر ناکامیاب حملہ کرنا۔

۴۔ ۱۳۳۲ سال کے مسلمہ جزو ایمان کا انکار کر کے اپنے مرحوم باپ پر اس آیت کو تھوپا ہے۔

۶۔ اپنے استاد نورالدین جو عاشق قرآن تھا اسکی شاگردی کا حق ادا کیا ہے چونکہ یہ تفسیر سراسر واقعات اور عقل کے برخلاف ہے اور دوسرے اس سے اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کی ہتک ہوتی ہے، لہذا میں اس مضمون کے

ذریعہ سے تمام احمدیوں کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ میاں محمود احمد صاحب کی اس تفسیر پر نفرت کا اظہار کریں۔ اور میاں صاحب کو تنبیہ کریں کہ وہ اس ناپاک خیال سے باز آجاویں جس سے ایمان میں فرق آنا ممکن اور لازم ہے۔ کیا بہتر ہو کہ میاں صاحب خود بخود سچے دل سے اپنی اس بنائی ہوئی تفسیر پر نادم ہو کر حقیقی آدم وخلیفۃ اللہ کی طرح بارگاہ الٰہی میں توبہ کرلیویں۔ اللہ جو تواب الرحیم ہے میاں صاحب کو توبہ کرنے کی توفیق عطا فرماوے اوران کی توبہ قبول فرماوے۔ آمین۔

بالآخر ہرایک مسلمان جو احمد اور محمد رسول اللہ ﷺ کا سچا عاشق ہونے کا دعوی کرتا ہے میرے ان الفاظ کی تائید کرے و ما علینا الاالبلاغ المبین

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

خاکسار: حسن علی سب اسسٹنٹ سرجن جیل اینڈ پولیس گوجرانوالہ۔

(ضمیمہ پیغام صلح لاہور ۲۷ستمبر ۱۹۱۴ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

واقعی اس ترجمہ اور مطلب پر جس قدر اظہار افسوس بلکہ اظہار نفرت کیا جائے بجاہے۔ اسلئے کہ اس آیت کا سیاق وسباق سارا آنحضرت ﷺ کی شان میں ہے۔ مگر اس کا کیا علاج ہو کہ اعلی حضرت مرزا صاحب قادیانی خود بھی یہی معنی کر گئے ہیں۔ اس لئے میاں محمود احمد نے اگر یہ ترجمہ کیا ہے تو بحکم:

آنچہ استاد ازل گفت ہماں میگوئیم

کیا ہے، اپنے پاس سے نہیں کیا۔

ہم چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی کا کیا ہوا ترجمہ نقل کرکے لاہوری پارٹی سے توقع رکھیں کہ اوسپر بھی ایسی ناراضگی اور اظہار نفرت کریں جیسی کہ میاں محمود احمد پر کی ہے غور سے سنئے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی اور احمد اور عیسی اپنے جمالی معنوں کی رو سے ایک ہی ہیں اسی کی طرف یہ اشارہ ہے و مبشرا

برسول يأتي من بعدي اسمه احمد

مگر ہمارے نبی ﷺ فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں۔ یعنی جامع جلال و جمال ہیں۔ لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیش گوئی مجرد احمد میں جو اپنے اندر حقیقت عیسوی رکھتا ہے بھیجا گیا۔ (ازالہ اوہام۔ ص ۶۷۳)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین اس حوالہ کو بغور پڑھیں اور دیکھیں کیسے صاف صاف الفاظ میں مطلب ملتا ہے کہ آنحضرت ﷺ جامع صفات ہیں اور پیش گوئی صرف احمد کے حق میں ہے اسلئے مرزا احمد (اسی احمد بننے کی خاطر مرزا صاحب نے حمامۃ البشری میں اپنا نام مرزا احمد لکھا ہے۔ کیا سچ ہے: غلامی چھوڑ کر احمد بنا تو۔) قادیانی اس پیش گوئی کے حق دار ہیں۔ لاہوری پارٹی کی انصاف پسندی سے ہمیں امید رکھنی چاہیے کہ وہ بہت جلد ان معنی پر اظہار نفرت کر کے اپنی حق پسندی کا ثبوت دیں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹۔ اکتوبر ۱۹۱۴ء ص ۶۔ ۷)

مرزا صاحب کی دو حیثیتیں

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

عرصہ سے یہ سوال زیر بحث تھا کہ جناب مرزا صاحب قادیانی کبھی امتی بنتے ہیں اور کبھی نبی۔ اس سوال کو ہمارے لائق دوست منشی قاسم علی سہ صدی (ناظرین کو یاد ہوگا منشی صاحب موصوف نے مباحثہ لدھیانہ میں ہم کو سہ صد روپیہ انعام دیا تھا اس لئے آپ کا لقب سہ صدی ہے۔ اڈیٹر اہل حدیث) اڈیٹر الحق دہلی نے چشم زدن میں حل کر دیا جس کے لئے ہم اور دیگر معترضین آپ کے مشکور ہیں آپ نے کیا اچھا نکتہ (بلکہ نقطہ) نکالا ہے لکھتے ہیں؛

حضرت اقدس کی دو حیثیتیں الگ الگ ہیں۔ ایک امتی کی دوسری نبی کی۔ امتی کی حیثیت ابتداء ہے اور نبی کی شان انتہائی۔

حضرت صاحب نے امتی بن کر جو زمانہ گذارا ہے وہ غلام احمد اور مریم بن کر گذارا ہے اس سے ترقی پا کر آپ غلام احمد سے احمد اور مریم سے ابن مریم

بنے ہیں۔
جس زمانہ میں آپ غلام احمد تھے اس وقت احمد نہ تھے اور جب تک آپ مریم تھے، تب تک ابن مریم نہ تھے۔
ایسا ہی جب آپ احمد بن گئے تب آپ غلام احمد نہ رہے۔
یہ ایک دقیق نکتہ ہے جو خدا نے مجھے سمجھایا۔ اور حضرت صاحب نے بھی اپنی ان حیثیتوں کا ضمیمہ براہین حصہ پنجم کے صفحہ ۱۸۸، ۱۸۹ میں ذکر کیا ہے جو اس طرح ہے:
۱۔ خدا تعالی کی طرف سے دو نام میں نے پائے۔ ایک میرا نام امتی رکھا گیا جیسا کہ میرے نام غلام احمد سے ظاہر ہے۔ دوسرا میرا نام ظلی طور پر نبی رکھا گیا جیسا کہ خدا تعالی نے حصص سابقہ براہین احمدیہ میں میرا نام احمد رکھا اور اسی نام سے بار بار مجھ کو پکارا..
میں امتی بھی ہوں اور ظلی طور پر نبی بھی ہوں (صفحہ ۱۸۸)،
اتباع جامل کی وجہ سے میرا نام امتی ہوا، اور پورا عکس نبوت حاصل کرنے سے میرا نام نبی ہوگیا۔ (ص ۱۸۹)
۲۔ ایک زمانہ میرے پر صرف مریمی (مریم ہونے کے زمانہ میں مرزا صاحب کو حمل بھی ہوا تھا۔ رسالہ کشتی نوح ص ۴۷ سطر ۱۔ اڈیٹر اہل حدیث) حالت کا گذرا اور پھر جب وہ مریمی حالت خدا تعالی کو پسند آ گئی تو پھر مجھ میں ایک روح پھونکی گئی اس روح پھونکنے کے بعد مریمی حالت سے ترقی کر کے عیسی بن گیا اور اس طرح پر میں خدا کی کتاب میں عیسی بن مریم کہلایا چونکہ مریم ایک امتی فرد ہے اور عیسی ایک نبی ہے پس میرا نام مریم اور عیسی رکھنے سے یہ ظاہر کیا گیا کہ میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ (ص ۱۸۹) (اخبار الحق دہلی۔ ۱۸۔ ۲۶ ستمبر ص ۴)
شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:
گو صوفیا کرام نے مختلف قسم کی حیثیات کا ذکر کیا جہاں فرمایا ہے
چوں شتر مرغے شناس ایں نفس را
نے کشد بار و نہ پرد بر ہوا

چوں پر گوئیش گوئند اشترم
در نہی بارش بگوئند طائرم

لیکن منشی صاحب کی حیثیات ان حیثیات سے بہت بڑھی ہوئی ہیں۔ان حیثیات کے ماننے میں ہمیں تامل ہے خصوصاً مریم اور ابن مریم کی حیثیت تو اس قابل ہرگز نہیں کہ دونوں ایک وقت میں جمع ہوسکیں کیونکہ مریمیت صفت تانیث ہے اسی لئے مرزا صاحب جن دنوں مریم تھے آپ کو حسب قانون قدرت حمل بھی ہوا تھا (ملاحظہ ہو رسالہ کشتی نوح۔ص ۴۷) مگر جب آپ ابن مریم بنے تو حمل کے دن جاتے رہے۔

لیکن احمد اور غلام احمد کی تفریق ہماری سمجھ میں نہیں آئی کیونکہ مرزا صاحب کی تصنیفات اس دعوی کے خلاف ہیں جو منشی قاسم علی صاحب نے کہا ہے کہ جب تک احمد نہ بنے تھے، غلام تھے۔ اور جب احمد بن گئے تو غلام احمد نہ رہے۔ اس لئے کہ مرزا صاحب نے اپنی کتاب حمامۃ البشری کے صفحہ اخیر پر اپنا نام یوں لکھا ہے:

راقم: مرزا احمد۔

یہ کتاب ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۲ء میں چھپی ہے حالانکہ اپنی سب سے آخری تصنیف چشمہ معرفت کے اخیر میں اپنا نام مرزا غلام احمد لکھا ہے۔ اور یہ کتاب ۱۹۰۷ء میں چھپی ہے۔ ان دونوں کتابوں میں قریباً ۱۶ سال کی مدت کا فاصلہ ہے۔ ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی کا خاتمہ غلامیت پر ہوا ہے احمدیت پر نہیں۔ درمیان میں بسہو ونسیان اون سے احمدیت کا دعوی ہوا جس پر مولوی سعداللہ لودہانوی مرحوم کو یہ کہنے کی نوبت آئی

غلامی چھوڑ کر احمد بنا تو
رسول حق باستحکام مرزا

تو اخیر پر وہ متنبہ ہوکر اس دعوی سے رجوع کر گئے۔

یا ممکن ہے ہمارے مرقومہ فارسی اشعار پر عمل کیا ہو۔ بہر حال قصہ مختصر منشی قاسم علی صاحب کی محنت قابل داد ہے گو چنداں معقول اور مقبول نہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۱۴ء مطابق ۲۵ ذی قعد ۱۳۳۲ھ نمبر ۵۱ جلد ۱۱ ص ۵۔۶)

شیریں کلامی

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

میرٹھ کے ہم عصر، عصر جدید نے قادیانی مشن کی بابت ایک نوٹ لکھا تھا جس کا جواب لاہوری پارٹی کے اخبار پیغام صلح نے دیا، جو قابل دید ہے۔

عصر جدید نے لکھا تھا:

قادیانی جماعت میں خانہ جنگی جاری ہے

۵۔ اخبار صاحبزادہ بشیر محمود کے طرف دار ہیں اور ایک اخبار (پیغام صلح لاہور) خواجہ کمال الدین صاحب وکیل (حال مشنری لندن) اور مولوی محمد علی ایم اے کا حامی اور مرزا غلام احمد کے فرزند کی خلافت کا منکر ہے ہر فریق دوسرے پر رکیک الزامات لگاتا ہے قادیانی جماعت جو تقریباً کل احمدی فرقے کی پیشوا ہے کہتی ہے کہ خلافت اور قدرت ثانویہ کو نہ ماننا خود مرزا صاحب کا انکار اور کامل گمراہی اور نفاق ہے لاہوری احمدی کہتے ہیں کہ صاحبزادہ صاحب کو مرزا صاحب کی کسی وصیت کے ذریعہ خود ایک مرکزی انجمن کی اطاعت کرنی چاہیے خلافت ختم ہوگئی لیکن مرزا غلام احمد صاحب نے مرزا سید علی محمد باب شیرازی کے (اصل یا فرضی لیکن بابیوں کے مشہور اور مسلّم) وصیت نامے کی تقلید میں قدرت ثانویہ کی جو پیش گوئی کی تھی اور جس میں اپنے زمانے کے دعاوی کو اپنے فرزند کے وقت میں پورا ہونا بیان کیا ہے لاہوری احمدی اس کو بھول جاتے ہیں۔ دوسرا بڑا اختلاف یہ ہے کہ لاہوری احمدی صاحبزادہ صاحب (خلیفہ ثانی فضل عمر قدرت ثانویہ) پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ وہ غیر احمدیوں کو کافر کہتے ہیں صاحبزادہ صاحب کہتے ہیں کہ بے شک وہ کافر بامسیح ہیں اور ایک نبی یا رسول کے منکر ہیں۔ لاہوری احمدی فرماتے ہیں کہ بیشک مرزا رسول نبی اور ہادی اور مجدد ضرور تھے مگر اون کے انکار سے آدمی کافر نہیں ہوتا گمراہ ضرور ہو جاتا ہے ہم ان نازک اختلافات کی قدر کرنے کے بالکل ناقابل

ہیں اور ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ عام مسلمانوں کو کفر کے فتاوی سے بچانے کی لاہوری جماعت کو یہ جدید فکر کیوں پیدا ہوگئی ہے بعض سیاست دانوں کا یہ خیال ہے کہ قادیانی اگروہ کے محاصل خود اپنی جماعت سے کافی وصول ہو جاتے ہیں اسکو عام مسلمانوں کو خوش کرنے کی ضرورت نہیں لیکن لاہوری احمدی بہت کم ہیں لہذا اون کو اپنے مشن کے لئے دوسرے فرقوں کا راضی رکھنا لازم ہے ورنہ دراصل اندرخانہ دونوں کے عقاید یکساں ہیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ لفظی تاویلات اور ایچ پیچ کو چھوڑ کر سب لوگ اپنا مطلب صاف صاف کہد یا کریں۔ (عصر جدید میرٹھ ۲۴ ستمبر ۱۹۱۴ء)

لاہوری پارٹی کے اخبار میں اس کا جواب چھپا جو یہ ہے:

میرٹھ کا اخبار عصر جدید اپنے پہلے جنم میں بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایسا دشمن تھا جس سے اپنی شدت مخالفت میں رکیک ترین حرکات سرزد ہوئیں اور اپنے وقار کے مصنوعی دعاوی کا ذرا بھی لحاظ نہ رکھ سکا اب بھی وہ مسلمانوں کو اتفاق واتحاد کے وعظ سناتا اور اپنے آپ کو بڑا بردبار اور وزن دار ناصح جتاتا ہے لیکن سلسلہ احمدیہ کی عداوت میں جو نابینائی اس کو میسر آچکی ہے اس نے نیش زنی پر اس طرح آمادہ کیا کہ جس سے اس کی اندرونی حالت بے پردہ ہوگئی اس نادان سے کوئی پوچھے کہ ہمارے آپ کے اختلاف پر کچھ لکھنے کا حق تجھ کو اسی حالت میں حاصل ہوسکتا تھا کہ تو دلسوزی اور ہمدردی کے ساتھ کوئی بات کہتا اس حالت میں نیک نیتی سے پیش کیا ہوا مشورہ اہل عقل کی نگاہوں میں بہرحال عزت کی نظر سے دیکھا جاتا لیکن او نادان تو ہمارے اختلاف سے اپنے لئے خوش ہونے کا موقع تلاش کرتا اور مضحکہ اڑاتا ہے کیا سچے بہی خواہان اسلام اور سمجھ دار لوگوں نے تیری باریک اور دقیق ترین چالاکی لفظی تاویلات اور ایچ پیچ کی باتوں کو ان کی اصلی حالت میں نہ دیکھا ہوگا اور پھر تھوک نہ دیا ہوگا تیرے سیاست دانوں کی سیاست اور لیاقت اہل بینش کی نگاہوں میں ہے اور وہ انکی سیاست ولیاقت کی بساط کو اچھی طرح جانتے پہچانتے ہیں۔ (پیغام صلح لاہور ۲۹ ستمبر ۱۹۱۴ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس جواب کو معزز ہم عصر، عصر جدید تلخ کلامی سمجھے تو اس کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ اخبار اس بزرگ کے مشن کا آرگن ہے جنکا طریقہ کلام یہ تھا کہ دنیا بھر کے علماء کرام کو یوں مخاطب فرماتے تھے:

او بدذات فرقہ مولویان۔ (رسالہ انجام آتھم ص ۲۱)

ہاں خوشی کی بات ہے کہ یہی پیغام صلح چار روز بعد یوں رقم طراز ہے:

اب وقت ہے کہ مسلمان واعظوں کی تمام تر کوششیں اسلام کا اصلی چہرہ دنیا کے سامنے پیش کرنے میں صرف ہوں۔ (پیغام صلح لاہور ۴۔ اکتوبر ۱۹۱۴ء)

سچ فرمایا: لم تقولو ن مالا تفعلون۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۱۴ء مطابق ۲۵ ذی قعد ۱۳۳۲ھ نمبر ۵۱ جلد ۱۱ ص ۶۔۷)

اہل حدیث سے بدگمانی

اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۹۔ اکتوبر میں انگلستان کے سکہ .گنگ آنا. کا ذکر کرتے ہوئے ہم نے اپنا خیال ظاہر کیا تھا کہ ممکن ہے کسی مسلمان نے مصنوعی اشرفی کی طرح سکہ بنایا ہو جس کے ایک طرف جنگ آقا اور دوسری طرف کلمہ طیبہ لا اله الا الله لکھوایا ہو، ہم نے لکھا تھا کہ جہاں اور خیالات ظاہر کئے جاتے ہیں یہ بھی ایک خیال ہے اس کے جواب میں چاہیے تھا کہ اس خیال کی معقول طریق سے تردید کی جاتی مگر لاہور کے قادیانی اخبار پیغام صلح سے یہ کیونکر ممکن ہے کہ کسی بات کا معقول طریق سے جواب دے۔ اوس نے ہمارے ایسا کہنے کو قادیانی مشن کی عداوت پر محمول کر کے لکھا ہے کہ اہل حدیث نے ہمارے مولوی صدر الدین کی کوشش کو بے حقیت ثابت کرنے کے لئے ایسا لکھا۔ کیسی بدگمانی ہے خاص کر اہل حدیث جیسے معتدل پرچے پر جو مخالف سے مخالف آدمی کی محنت حقہ کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھا کرتا ہے اسی لئے ہم نے سکہ کی نسبت اظہار رائے کر کے یہ بھی لکھ دیا تھا کہ اس کی اطلاع مولوی صدر الدین نے انگلستان سے بھیجی ہے۔ بھلا ہم میں اگر یہ بخل ہوتا تو ہم صدر الدین کا

ذکر ہی کیوں کرتے۔ بخیل اور تنگ ظرف تو بڑے بڑے واقعات کو اس لئے دبا جایا کرتے ہیں کہ اون میں اون کے مخالف کا تعلق ہوتا ہے۔ کیا جلسہ دہلی متعلق اصلاح ندوہ کا واقع کوئی معمولی تھا؟ مگر مرزائی اخباروں نے اپنے ناظرین کو اس کی خبر تک نہ پہنچائی کیونکہ اڈیٹر اہل حدیث کا اوس میں بحیثیت صدر کے داخل تھا۔

ہاں ہم سے اس مضمون میں ایک کوتاہی ضرور ہوئی جسکا ہم کو اعتراف ہے اس کا اظہار بھی کئے دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ مرزائی مخبر نے اطلاع دی ہے جو بحکم قرآنی فتبینوا بعد تحقیق قابل اعتماد ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳۔ اکتوبر ۱۹۱۴ء۔ مطابق ۳ ذی الحج ۱۳۳۲ھ نمبر ۵۲ جلد ۱۱۔ ص ۳)

مصری جنگ میں قادیانی تکذیب

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا صاحب قادیانی مسیح اپنی مسیحیت کے دلائل میں ایک بڑی زبردست دلیل یہ بھی لکھا کرتے تھے کہ قرآن شریف اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں اونٹوں کی سواری ترک ہو جاوے گی۔

چونکہ اب ریل بن گئی ہے خصوصاً ملک حجاز میں ریل بننے کی خبر سے تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ان کے مریدوں کو پختہ یقین ہو گیا تھا کہ بس اب اونٹ بالکل متروک ہو جائیں گے۔ چنانچہ گذشتہ ایام میں لاہوری جماعت نے ایک اشتہار بھی اس مضمون کا دیا تھا کہ منکرین اب کیا کہیں گے۔ اہل حدیث میں اسی وقت جواب دیا گیا تھا کہ ملک حجاز (مکہ مدینہ) میں ابھی ریل جاری نہیں ہوئی، مرزا صاحب اور اون کے مریدوں نے پہلے ہی شور محشر برپا کر دیا غالباً اسی لئے خدا نے ریل بند کر دی تا کہ جناب مرزا صاحب کی تکذیب کافی ہو جائے۔

آج کل لوگوں کو جنگ خصوصاً مصری جنگ کی خبروں کا شوق محض جنگ کی حیثیت سے ہے لیکن اہل حدیث اپنے مذاق کو ہمیشہ ملحوظ رکھ کر واقعات کو مذہبی رنگ میں دیکھا کرتا ہے اسی بنا پر معلوم ہوا کہ مصری جنگ میں بھی قادیانی مذہب کی تکذیب

پنہاں ہے کیونکہ انہی دنوں میں خبر ملی ہے کہ ترکی فوج شتر سوار آئی ہے کیونکہ دمشق سے سویز تک لق و دق ریگستان بغیر سواری اونٹوں کے طے نہیں ہوسکتا چنانچہ ترکوں نے بھی یہ سفر اونٹوں پر طے کیا ہے ثابت ہوا کہ اونٹوں کی سواری ابھی تک متروک نہیں ہوئی جس کا نتیجہ صاف ہے کہ جناب مرزا صاحب قادیانی اپنے اصول سے بھی مسیح موعود اور مہدی مسعود بالفاظ دیگر اپنے دعوی میں سچے نہ تھے۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعان کا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ نومبر ۱۹۱۴ء۔ ۳۰ ذی الحج ۱۳۳۲ھ نمبر ۳ جلد ۱۲۔ ص ۲)

جنگ یورپ کا اصلی سبب مرزا کا انکار ہے

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

عرصہ ہوا ایک صاحب سکول میں مدرس تھے۔ راستے میں چلتے چلتے کسی ماہ جبین لیڈی پر نظر پڑ گئی۔ اوس پری پیکر کو کیا خبر، وہ تو اپنی گاڑی پر رفو چکر ہوئی، مگر ماسٹر صاحب کو بھی قابل رفو بنا گئی۔

ماسٹر صاحب کے دماغ کا یہ حال ہوا کہ جوں ہی کوئی لڑکا سوال کرتا، فوراً خفگی کے لہجہ میں فرماتے: یہ بھی اسی ملعونہ کا بہکایا یہ ہوا ہے۔،

غرض ایسے بہکے کہ جو کچھ بھی ہوتا اوس میں اس ملعونہ کا دخل جانتے۔

یہ قصہ تو بہت پرانا ہے۔ آج کل قادیانی اخباروں نے اس کی مثال قائم کی ہے کہ دنیا میں کوئی اہم واقع ہو، جھٹ سے کہہ دیتے ہیں ہمارے حضرت اقدس کی برکت ہے۔،

جنگ یورپ کے اسباب تلاش کرنے میں بہت سے داناؤں نے وقت لگایا مگر قادیانی اخبار الفضل نے ایک ہی نقطہ میں حل کر دیا۔ الفضل کی رائے میں جس کی سند وہ مرزا صاحب کے قول سے دیتا ہے، یہ جنگ مرزا صاحب کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اے کاش مرزا صاحب زندہ ہوتے تو لے دے کر ان کو منایا جاتا، مگر اب کیا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ الفضل نے مرزا صاحب کے الفاظ جو نقل کئے ہیں درج ذیل ہیں:

یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اورتمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ شائد ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔ اے یورپ! تو بھی امن میں نہیں۔ اور اے ایشیا! تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں۔ اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں۔ پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی بہت قریب آتی جاتی ہے۔ نوحؑ کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔ اور لوطؑ کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ تو بہ کرو تا تم پر رحم کیا جاوے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی۔ اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے، نہ کہ زندہ۔ (الفضل قادیان ۸ نومبر ۱۹۱۴ء ص ۴)

اس اقتباس اور سند سے جو نتیجہ نکالا ہے وہ بھی درج ذیل ہے:

سوائے مسلمان کہلانے والو! غفلت کی نیند سونے والو! خدا تعالی کے عذاب سے ڈرو اور خدا تعالی کے سایہ کے نیچے آجاؤ اب کوئی جگہ نہیں جو تمہیں پناہ دے سکے بجز اس کے کہ تم خدا تعالی کے فرستادہ کو مان لو اور اس کی رحمت کے مستحق بن جاؤ۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارا خیال مدت سے یہی ہے کہ یورپ سارے کا سارا اگر مرزائی ہو جائے، تو اون کی موجودہ حالت کی نسبت ہم اوس کے مرزائی ہونے پر خوش ہیں۔ اس لئے ہمارے خیال میں جنگی سلطنتوں کو الفضل قادیان کے مشورہ پر عمل کر کے جنگ سے عافیت پانا بہت مفید ہوگا، بہ نسبت اس کے کہ مدت دراز تک جنگ میں لاکھوں آدمیوں اور کروڑوں بلکہ اربوں روپیہ کا نقصان کریں۔ سب سے پہلے اس نعمت کے حق دار

انگریز ہیں۔ خدا کرے ہماری حکمران قوم انگریز الفضل کے مشورہ پر عمل کر کے مرزا صاحب قادیانی کو خدا کا فرستادہ مان لیں اور دنیا کو نمونہ دکھا دیں کہ ایسے فرستادوں کو ماننے میں یہ فائدہ ہوتا ہے۔

یہ وہم نہ کرنا چاہیے کہ مرزا صاحب کے ماننے میں اگر جنگ سے نجات ہے، تو اون کے ماننے والے کیوں ایک دوسرے سے برسر جنگ ہیں۔ غالبًا یہ اس لئے ہوگا کہ دونوں میں سے ایک فریق دردپردہ منکر ہوگا جس کی تعیین ہم نہیں کر سکتے۔ ہاں اس کی نظیر بتلا سکتے ہیں کہ مرزا صاحب نے بارہا اعلان کیا تھا کہ میرا مرید طاعون سے نہیں مرے گا (رسالہ کشتی نوح۔ ص۱)۔ پھر جب مرے تو اعلان ہوا کہ ہم کو اون کے دل کا حال کیا معلوم کہ وہ واقعی ہم کو مانتے ہیں یا منکر ہیں۔ ٹھیک اسی طرح ہم کیا کہہ سکتے ہیں کہ ان دونوں فریقوں میں سے کون مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مانتا ہے اور کون منکر ہے۔ الله اعلم باسرار عبادہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷ نومبر۱۹۱۴ء۔ ۸محرم۱۳۳۳ھ نمبر۴ جلد۱۲ ص۱۔۲)

ترکوں کے متعلق مرزائی اخباروں کی رائے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آج کل ترک برسر جنگ ہیں، اس لئے ہر ایک انجمن سوسائٹی اور اخبار اونہیں کی نسبت اظہار رائے کر رہے ہیں۔ مرزائی اخباروں نے مندرجہ ذیل رائے ظاہر کی ہے۔ لاہوری پارٹی کا آرگن پیغام صلح لکھتا ہے:

الٰہی دنیا کے ان زلزلوں اور ہلاکتوں میں ہماری حفاظت فرما اور ہم سے کوئی بھی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جو ہماری ہلاکت و بربادی اور تیرے دین کی ذلت کا موجب ہو ہم نہیں جانتے کہ ترکوں کی تباہی تیرے دین کے لئے مفید ہے یا مضر اگر ترکوں کا وجود اسلام کے لئے مضر ہے تو اون کو ضائع ہونے دے اور اگر اسلام کے لئے اون کا وجود مفید ہے تو ایسے سامان کر کہ وہ دنیا میں قائم اور سلامت رہیں۔

قادیانی جماعت کا آرگن الفضل لکھتا ہے:

ترکوں کی حالت جب کہ اس درجہ نیچے گر گئی ہے اور وہ دین سے ایسے بے بہرہ اور نسلی تعصب کے ایسے دلدادہ ہو گئے ہیں تو اون کو مسلمان کہنا یا انکی حکومت کو اسلامی حکومت کہنا کیسی بے وقوفی ہے جب اسلام ہی نہ رہا تو اسلامی حکومت کیسی ۔ اسلامی حکومت وہی ہے جس میں اسلام کا خیال رکھا جائے جو اسلام کی ترقی کا باعث ہو۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

الفضل کا فیصلہ بہت صاف ہے کہ ترک مسلمان ہی نہیں مگر الفضل کا یہ فیصلہ خاص ترکوں ہی کے حق میں نہیں بلکہ کل دنیا کے حق میں ہے کہ جو لوگ مرزا صاحب کو نہیں مانتے وہ کافر ہیں۔غرض

کسے نماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی
مگر کہ زندہ کنی خلق راؤ باز کشی

(ہفت روزہ اہل حدیث ۲۷ نومبر ۱۹۱۴ء ۔ ۸ محرم ۱۳۳۳ھ نمبر ۴ جلد ۱۲۔ص ۷۔۸)

ایک مرزائی کے سوال بغرض جواب

مولانا السلام علیکم ورحمۃ اللہ ومزاج شریف کے بعد عرض ہے کہ ایک شخص احمدی مندرجہ ذیل سوالات کرتا ہے اور اس شرط پر جواب طلب کرتا ہے کہ اگر مجھے جواب مل جاویں تو میں مرزائیت سے تائب ہو جاؤں گا۔

اس لئے آپ مہربانی فرما کر مندرجہ ذیل سوالات کے جواب بہت جلدی تحریر فرماویں۔ اور نیز تحریر فرماویں کہ جو مباہلہ آپ کے اور مرزا کے مابین ہوا ہے وہ بدر اخبار میں کس تاریخ کے پرچہ میں ہے اور سنہ کون سا ہے۔ اور وہ پرچہ کہیں سے مل بھی سکتا ہے یا نہیں۔ اور اگر کہیں سے نہ ملے تو آپ دکھا سکتے ہیں یا نہیں۔ ضرور مہربانی فرما کر جلدی جوابات سے مطلع فرماویں کیونکہ اس مرزائی سے میری شرط ہے۔ اور دن تھوڑے باقی ہیں۔ اگر کوئی رسالہ اس بارے میں ہو تو بذریعہ وی پی ارسال فرماویں وہ

سوالات یہ ہیں:
حضرت عیسیٰؑ کا نزول جو قرآن مجید و حدیث صحیح سے ثابت ہے، اس پر ایک مرزائی یہ سوال پیش کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ دوبارہ کس حیثیت سے نازل ہوں گے۔ آیا اپنی اصلی حیثیت سے یا اس سے تنزل ہو کر یا ترقی پا کر، یا ان تینوں صورتوں سے علیحدہ کسی دوسری حیثیت پر۔

الف: اگر اصلی حیثیت سابقہ پر نزول فرمائیں گے تو امت محمدیہ سے ان کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔ وہی کتاب انجیل اور وہی ان کی امت نصاریٰ اور وہی رسالت و نبوت جس کا تعلق صرف بنی اسرائیل یہود سے تھا، ان کو ملے گی کیونکہ سابقہ اصلی حیثیت تو ان کی یہی تھی۔

ب۔ اگر اس سے تنزل ہو کر آویں تو منجملہ افراد امت محمدیہ کے ایک امتی ہوں گے اور اپنی اصلی حالت نبوت ورسالت سے بلاقصور معزول ہو جائیں گے۔ اور اس طرح معزول ہونا بخلاف قرآن مجید ہے دیکھو جعلنی نبیا و جعلنی مبارکا این ما کنت۔ لہذا وہ نبی سے امتی نہیں ہو سکتے۔

ج۔ آپ لوگ جو یہ فرمایا کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ نے دعا کی تھی کہ خدایا مجھے امت محمدیہ میں داخل فرمائیو۔ چونکہ وہ دعا ان کی قبول ہوگئی تھی، اسلئے وہ اس امت میں داخل ہوں گے، تو یہ سخت غلطی ہے۔ کوئی نبی بلکہ ادنی مومن بھی کبھی تنزل کی دعا اپنے حق میں نہیں کرتا۔ تو پھر مسیح کو باوجود مستقل رسول صاحب امت ہونے کے کیا پڑی کہ وہ اپنے حق میں تنزل کی دعا کرتے۔ کیا وہ اپنی اصل رسالت کو افراد محمدیہ سے کم خیال کرتے تھے۔ اگر یہی امر ہے تو حضرت عیسیٰؑ کی رسالت کو اپنے امتی ہونے سے کیا کم سمجھو تب انہیں امت محمدیہ میں داخل فرمائیو۔

د۔ اب تیسری حالت انکی ترقی کی ہو سکتی ہے۔ وہ اس طرح کہ پہلے تو ان کا دعوی تھا کہ یا بنی اسرائیل انّی رسول اللہ الیکم اور پھر دعوی کریں کہ یا ایھا الناس انّی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ مگر اس حالت میں علاوہ ایک جدید رسالت ملنے کے آنحضرت ﷺ کی بابت جو آپ کا عقیدہ خاتم النبیین ہونے کا ہے، اس کا کیا حشر ہوگا۔ اور بعد نزول حضرت عیسیٰؑ کے اس بشارت کے کیا معنی ہونگے

مبشرا برسول یأ تی من بعدی اسمه ا حمد
کیا آپ کے بعد پھر احمد تشریف لا ویں گے۔
۲۔لوا زمات رسالت ونبوت سے ہے کہ خدا تعالی کی وحی بذریعہ جبریل انبیاء کے پاس آتی ہے، اور ایسی وحی پر ایمان لا نا ہر ایک مومن کا فرض ہے۔اور نبی کی ایسی وحی کا منکر کا فر ہو جا تا ہے۔اور یہ وہ خاصہ ہے جو بصورت موجودگی نبوت ورسالت کسی نبی سے دنیاوی زندگی میں علیحدہ نہیں ہوتا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے نزول پر اگر رسالت ونبوت سے معزول نہ ہوں گے، تو خدا وند تعالی کی وحی جلی متلو بذریعہ ملک جبریل ان کے پاس آئے گی یا نہیں ۔اگر آئے گی تو اس پر تمہارا ایمان لا نا فرض ہو گا یا نہیں۔اور بصورت انکار اس وحی کے تم لوگ کا فر کہلا ؤ گے یا نہیں ۔

اگر کا فر کہلا ؤ گے تو جب کہ قرآن مجید کی وحی پر ایمان لانے کے بعد بھی کفر سے نہ بچے تو ایسی صورت میں بعد نزول قرآن وحی ونبوت کا سلسلہ جاری ہوا یا نہیں ۔

اگر جاری ہوا تو اس پر ایمان لا نا بھی ضرور ہوا۔اور اس کے انکار سے کفر بھی لازم آیا تو بتاؤ تمہارا قرآن مجید اور آنحضرت ﷺ پر ایمان لا نا کچھ بھی مفید نہ ہوا کیونکہ مسیح ابن مریم کی آمد ثانی پر جو وحی نازل ہوگی اس کے انکار سے تم کا فر ہو جاؤ گے۔

اگر ایمان لا نا ضروری نہیں یا ان پر جبریل وحی نہیں لائیں گے تو معلوم ہوا کہ وہ نبوت سے بھی معزول ہوں گے اور منجملہ امت محمد یہ ایک صوفی درویش ہوں گے جن کو درویشانہ اور صوفیانہ معمولی الہام کبھی ہو جایا کرے گا، مگر وہ وحی یا نبوت نہ ہوگی اور نبوت سے معزول ہوں گے۔

۳۔مسیح ابن مریم کی زبان تو عبرانی یا سریانی تھی اور شریعت محمدیہ وقرآن مجید عربی زبان میں ہے۔لہذا جب کہ وہ نازل ہوں گے تو اس غیر زبان کو جو ان کے لئے اجنبی ہے اس عالم اسباب میں کس طرح حاصل کریں گے۔آیا آسمان سے ہی عربی زبان سیکھ کر آئیں گے یا بذریعہ جبریل ان پر دوبارہ قرآن مجید بزبان سریانی یا عبرانی ترجمہ ہو کر نازل ہوگا ،یا کچھ عرصہ نازل ہونے کے بعد وہ علماء وقت کی شاگردی کر کے بذریعہ تعلیم وتعلم عربی سیکھیں گے۔جو شق آپ پسند کریں اس کا ثبوت

قرآن وحدیث سے ہواور یہ بھی ہے

و ما ارسلنا من رسو ل الا بلسا ن قو مه ۔

یہ سوالات ہیں مرزائی کے جو وہ اپنے خیال میں کہتا ہے کہ ان کا جواب کوئی نہیں اور نہ ہی کوئی دے سکتا ہے۔مہربانی فرما کر جوابات جلدی ارسال فرماویں وعدہ میں تھوڑے یوم باقی ہیں ۔

راقم بندہ امام الدین امام مسجد کوٹ ہرہ ڈاکخانہ خاص ضلع گجرانوالہ

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسری نے جواباً جو کچھ لکھا ہے وہ اوراق کی خستگی کے باعث پڑھا نہیں جاتا۔ بہاء

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷ نومبر ۱۹۱۴ء ۔ ۸ محرم ۱۳۳۳ھ نمبر ۴ جلد ۱۲ ۔ص ۸)

مذاکرہ علمیہ بابت آیت قرآنی

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

لاہوری پارٹی کے اخبار پیغام صلح ۱۹-نومبر ۱۹۱۴ء میں بعنوان مذاکرہ علمیہ ایک مراسلہ مولوی نذر علی صاحب کا چھپا ہے۔جس میں بہت سی آیات متعلقہ اور غیر متعلقہ حضرات ابراہیم علیہ السلام کے جانوروں کی زندگی کے متعلق پیش کر کے اونکی موت اور دوبارہ زندگی سے انکار کیا ہے۔

یہ مسئلہ تو ہماری متعدد تصانیف: تفسیر القرآن عربی، تُرک اسلام اور تغلیب الاسلام وغیرہ میں مفصل مذکور ہے۔

یہاں ہمیں اونکی پیش کردہ آیات میں سے صرف ایک آیت کی بابت کچھ پوچھنا ہے۔جس کو مرزا صاحب قادیانی نے بارہا کئی ایک مقامات پر اس مدعا کے لئے لکھا ہے کہ مردے دنیا میں زندہ میں زندہ نہیں ہوسکتے۔ وہ آیت یہ ہے:

وحرام علی قریة اهلکناها انهم لایرجعون

اس آیت کا ترجمہ وہ اور مرزا صاحب یوں کرتے ہیں:

جس بستی کو ہم نے ہلاک کردیا۔اس پر حرام ہوگیا کہ وہ اس دنیا کی طرف پھر لوٹیں۔

اس ترجمہ کو دیکھ کر ہر اہل علم کو تعجب ہوگا کہ مرزا صاحب اور ان کی جماعت میں کوئی اہل علم نہیں جو اس کی ترکیب سمجھ سکے؟ میرا گمان یہ نہیں۔ کہ نہیں بلکہ اون کا خیال ہے کہ اون کے سوا دنیا میں کوئی نہیں ہے جو ہماری غلطی کو سمجھ سکے۔ مگر واقع یہ ہے کہ قادیانی مشن اپنے پیرو (ہادی) کی رہنمائی میں مطالب بیان کرنے میں علوم عربیہ کا لحاظ نہیں کرتے۔ مثال کے لئے یہ آیت اور وہ حدیث جو حضرت مسیح کے نزول کے متعلق آئی ہے۔ کافی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم وامامکم منکم۔

جس کا ترجمہ ترکیبی یہ ہے:

تم کیسے ہوگے، جب مسیح ابن مریم تم میں اتریگا۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کے نزول کے وقت مسلمانوں کا حاکم مسلمانوں میں سے ہوگا چونکہ اس وقت مسلمانوں میں سے کوئی حاکم نہیں، ثابت ہوا کہ مسیح کے نزول کا وقت ابھی نہیں۔ اس لئے مرزا صاحب اور ان کے حواریوں نے اس حدیث کا ترجمہ یوں کیا کہ:

مسیح تم میں آئے گا اور وہ تمہارا امام ہوگا۔

کون پوچھے کہ یہ ترجمہ عربی قاعدہ کے موافق ہے یا مخالف؟

اسی قسم کی یہ آیت ہے۔ آیت موصوفہ کی ترکیب یوں ہے:

حرام مبتدا، انهم خبر۔

مگر قابل غور یہ ہے کہ انهم لا یرجعون مثبت ہے یا منفی۔

چونکہ اس میں لا ہے۔ اس لئے تقدیر عبارت یہ ہے:

حرام علی قریة هالکته عدم الرجوع۔

(یعنی جو مر گئے اون پر عدم رجوع حرام ہے)۔

ظاہر ہے کہ عدم رجوع کی نقیض رجوع ہے۔ اور حرام کی نقیض واجب۔ یا بطریق منطق کم از کم جائز ہوا کہ جن لوگوں پر عدم رجوع حرام ہے، اون کا رجوع جائز ہے۔ نتیجہ صاف ہے کہ مُردوں کا دنیا میں واپس آنا جائز ہے۔

غالبًا میں نے اس مذاکرہ میں کسی قسم کی مغالطہ دہی سے کام نہیں لیا۔ نہ کوئی

بات علوم عربیہ کے قواعد کے خلاف کی ہے۔امید ہے پیغام صلح اپنے مضمون نگار تک یہ مذاکرہ پہنچانے کی کوشش کرے گا۔

میری غرض اس مذاکرہ علمیہ سے صرف یہ ہے کہ اس آیت کی تفسیر صحیح ہوجائے۔ جو مدت سے قادیانی لٹریچر میں غلط درغلط داخل ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد۱۲۔نمبر۵۔مورخہ۱۵محرم الحرام ۱۳۳۳ھ مطابق ۴ردسمبر ۱۹۱۴ء۔ص:۳)

اگرایسا واقعہ مرزا کی زندگی میں ہوجاتا؟

۲۲-نومبر۱۹۱۴ء کو میں نے مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب کی توجہ پاونیر کے اُس نوٹ کی طرف دلائی جس میں اس نے مولانا ابوالکلام اڈیٹر الہلال کی نسبت حیرت انگیز لہجہ میں لکھا تھا کہ وہ کلکتہ سے غیر حاضر ہیں۔

مولانا صاحب نے فرمایا کہ وہ اپنے کسی کام کو گئے ہونگے۔البتہ ہم نے آج خواب میں دیکھا ہے کہ اڈیٹر صاحب الہلال سے ملاقات ہوئی۔اثناء گفتگو میں الہلال کی ضبطی ضمانت اور پرچہ کی روانگی کا ذکر آیا، تو اڈیٹر الہلال نے کہا کہ ہنوز ایک فرمہ باقی ہے۔طبع ہونے پر پرچہ روانہ کیا جاویگا۔

دوتین دن بعد الہلال آیا۔ میں نے اتفاقاً جو اس پرنظر ڈالی۔تو سچ مچ ایک فرمہ (کاپی) بعد میں چھاپ کر ساتھ چسپاں کیا ہوا تھا۔جس میں ضبطی ضمانت کا ذکر اور آئندہ اجراء کے متعلق خبر تھی۔

اس فرمہ کو دیکھ کر مجھے معاً خیال آیا۔کہ اگر ایسا خواب مرزا جی کو زندگی بھر میں ایک بھی آجاتا تو آج اُن کے مرید اس کو دنیا میں شائع کرکے اپنی صداقت کے خوب راگ گاتے۔لیکن یہاں معمولی بات ہے۔جو کسی گنتی شمار میں نہیں۔

خاکسار۔مولابخش

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد۱۲۔نمبر۵۔مورخہ۱۵محرم الحرام ۱۳۳۳ھ مطابق ۴ردسمبر ۱۹۱۴ء۔ص:۶)

عصر جدید میرٹھ کی رائے

عصر جدید میرٹھ لکھتا ہے:

الفضل قادیان کے چند پرچے ہماری نظر سے گذرے۔ جن میں اس معزز ہمعصر نے موجودہ جنگ کا ذکر کرتے ہوئے ترکوں کے افعال واعمال پر صاحبزادہ بشیرالدین محمود اور ان کے پدر عالی مقدار کی الہامی زبان سے نکتہ چینی کی ہے۔ ہمعصر مذکور کا جو دعویٰ اسلامی ہمدردی کا ہے، اس سے پبلک ناواقف نہیں ہے۔ قادیانی فرقوں کے جو مخصوص عقائد ظاہر کئے جاتے ہیں، ان کی نسبت اعتراض کرنے کا نہ موقع ہے، اور نہ ہمارے دائرہ بحث میں یہ بات داخل ہے۔ لیکن ایک اسلامی آرگن کو باوجود اپنے مخصوص خیالات رکھنے کے یہ امر بھی مدنظر رہنا چاہیئے کہ طریقہ بیان تہذیب سے دور نہ ہو۔ اور اس کا طرز تحریر کہیں کسی کو تکلیف دینے والا نہ ہو۔

وہ صاحبان اخبار جو اپنے آپ کو کلمہ شہادتین کے قائل کہتے ہیں اور ساتھ ہی ایک اسلامی سلطنت کے فنا ہونے کے خیال سے خوشی کے نقارے بجاتے ہیں، ہمارے نزدیک کسی طرح معافی کے مستحق نہیں ہیں۔ بلکہ یہ اخبار نویس یا ان کے دوسرے برادر جو اخبار پاونیر وغیرہ میں خط لکھ کر مقامات مقدسہ سے اسلامی حکومت اٹھ جانے پر اظہار طمانیت کرتے ہیں، بجائے ہمارے دل میں ناراضی کے جذبات پیدا کرنے کے ایک حقارت آمیز سکوت کے مستحق ہیں۔ بدقسمتی سے اسلام کی تاریخ ایسے انسان صورت حیوانوں اور دین فروش مسلمانوں سے خالی نہیں رہی ہے۔ خصوصا ان ایام محرم میں اس کے لئے توضیح ومثال کی ضرورت نہیں ہے۔

یک حسینے نیست تا گردد شہید
ورنہ بسیار نذور عالم یزید

ہماری وفاداری اور اعتدال پسندی کسی ثبوت کی محتاج نہیں ہے۔ جس

زمانہ میں لوگ بیکار شوروشغب کرتے تھے اس وقت بھی ہم نے ان کو روکا ہے۔ اور ہم نے چند روزہ ہر دلعزیزی کی کبھی پرواہ نہیں کی۔ اب کہ بعض لوگ ابلہ فریبی اور رکیک خوشامد کی آوازیں بلند کر رہے ہیں، ہم کو پورا یقین ہے کہ برطانیہ عظمیٰ ان کے دھوکے میں نہیں آسکتی۔ مگر ہم کو اندیشہ ہے کہ کہیں ان تقریروں سے عام مسلمانوں پر الٹا اثر نہ ہوا۔ اور گورنمنٹ اپنی مہربانی سے مسلمانوں کی تسکین وتشفی کی جو کوشش کر رہی ہے ایسے چند خود نما اور خود فروش لوگوں کی تحریر وتقریر سے اس کا اثر باطل نہ ہو جائے۔ جذبات کا ایک خاص فلسفہ ہوتا ہے۔ کہ ایک حد تک وہ قابو میں رکھے جاسکتے ہیں لیکن اگر ان کو زیادہ دبایا جاوے تو وہ الٹے برآنگیختہ ہو جاتے ہیں۔

۱۷- نومبر کے الفضل قادیان میں ترکی حکومت کے خاتمہ کے عنوان سے ہمعصر الفضل نے جو کچھ اطمینان ظاہر کیا ہے ہم اوس کو قادیانی فرقہ کے جذبات کا آئینہ سمجھتے ہیں۔ لیکن ان معاملات میں محض آرزو عمل کے قائم مقام نہیں ہو جاتی۔ اگر یہ بات صحیح ہے کہ حضرت مرزا صاحب قادیانی کے تین لاکھ معتقد ہیں تو ان میں سے بچوں اور عورتوں کو نکال کر ایک لاکھ بالغ اور عاقل مرد رہ جائیں گے۔ اگر ان میں سے پچاس ہزار بوجہ بیماری یا پیری یا زیادہ عبادت وریاضت کے جنگ پر جانے کے قابل نہ ہوں، تب بھی پچاس ہزار قابل جنگ والنٹیر نکل سکتے ہیں۔ پھر اگر خانگی ضروریات کے سبب پچیس ہزار آدمی اور معاف کر دیئے جائیں تو بھی اس قدر آدمی لڑنے کے قابل باقی رہتے ہیں۔ ہمارے خیال میں ان کو ضرور میدان جنگ میں جا کر ترکوں کے خلاف لڑنا چاہئے۔ ورنہ محض زبانی دعویٰ بیکار ہیں۔ البتہ مشکل یہ ہے کہ ہمارے مرزائی احباب یہ کہدیں گے کہ ہمارے مذہب میں جہاد منسوخ ہو گیا ہے تاہم حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی پورا کرنے میں حصہ لینا ایک ایسے بڑے ثواب کا باعث ہے جو ایک فروعی فقہی مسئلہ کی خلاف ورزی کا پورا کفارہ ہوسکتا ہے۔

کفارہ آنکہ روزہ خوروم رمضانی

دوگانہ عید بے طہارت کردم

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد۱۲۔نمبر۶۔مورخہ۲۲محرم الحرام۱۳۳۳ھ مطابق ۱۱ردسمبر۱۹۱۴ء۔ص:۱۱)

الحق کی غلط بیانی

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

ناظرین اہلحدیث ہمارے دوست منشی قاسم علی سہ صدی اڈیٹر الحق کو جانتے ہونگے جنہوں نے لودہانہ میں بطور انعام کے ہم کو سہ صدر روپیہ مرحمت فرمایا تھا۔ جب سے اوس فیصلہ حقہ کے مطابق آپ پر ڈگری ہوئی تھی آپ نے اہلحدیث کے کسی مضمون کا جواب نہ دیا تھا۔مگر اخبار الحق مورخہ ۶-۱۳رنومبر میں آپ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہم اہلحدیث کا جواب دیتے رہے۔اور کس خوبی اور کس نیت سے دیتے رہے ہیں۔اوس کا ذکر اونہی کے الفاظ میں نقل ہے۔ملاحظہ کیجئے:

''ہم نے ابتک جس طریق پر الحق کو چلایا۔اس سے ناظرین نے اندازہ لگالیا ہوگا۔کہ اب تک ہم نے ایک دفعہ سے زیادہ تغیر اپنی پالیسی میں کیا ہے۔اور یہ تغیر جب کبھی کیا گیا خلیفہ وقت کی اطاعت اور فرمانبرداری کو مدنظر رکھ کر کیا گیا۔

ایک وہ وقت تھا۔کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرت سری کے برخلاف ہم نے اس پرچہ کو وقف کر رکھا تھا۔اور تمام کوشش یا اکثر حصہ ہماری کوششوں کا اس امر میں صرف ہوتا تھا کہ ان کے اعتراضات کا پورا پورا جواب دیا جاوے۔سو خدا کے فضل سے وہ کام پورا ہوگیا۔مگر صرف ایک قسم کے مضامین لکھنے اور ایک ہی شخص کے گلے کا ہار ہونے سے اخبار کی ہردلعزیزی اور اس کے وسیع فائدے کم ہوجاتے ہیں۔اس لئے جب ہم کو حضرت خلیفۃ المسیحؑ اول کا یہ حکم ملا۔کہ بجائے ایک فرد واحد کے ساتھ جنگ کرنے کے الحق کے مضامین کا دائرہ اور وسیع کیا جاوے۔اور بجائے مولوی ثناء اللہ صاحب کو نشانہ بنانے کے عام مخالفین اسلام کے جواب اور خود اسلام اور احمدیت کی خوبیاں اپنے

پرچہ میں لکھا کریں۔ تو فی الفور ہم نے اس حکم کو سر آنکھوں پر رکھا۔ اور وہ پرچہ جو ایک ہفتہ میں ایک خاص رنگ اپنے اندر رکھتا تھا۔ دوسرے ہفتہ میں وہی دوسری آن بان کے ساتھ شائع ہوا۔ ایسا ہی معاملہ اس وقت پیش آیا ہے۔ اخبار پیغام صلح اور ہمارے لاہور کے معزز مخالفین کی طرف سے جو جو باتیں ہمارے مقابل میں معترضانہ رنگ میں پیش کی جاتی تھیں۔ اُن کا ترکی بہ ترکی جواب شایع کرنا ہم نے اپنا فرض سمجھ کر اخبار کے کل کے کل صفحات انہی تنازعات کے لئے وقف کرر کھے تھے۔ اور ابھی ہمارے پاس اس سلسلہ کو لمبا کرنے کا بہت بڑا ذخیرہ تھا۔ کہ اتنے میں حضرت خلیفہ ثانی کی طرف سے ہمارے نام ایک ہدایت نامہ صادر ہوا۔ کہ ان کے نزدیک کسی قسم کی سختی مناسب نہیں۔ اور آئندہ ان تنازعات کے بارے میں خاموشی اختیار کرنا بہتر ہے۔ پس اس اطاعت کے بموجب جو ہم پر اولوالامر کی فرض ہے۔ ہم آج سے اپنے نفس کی خواہشات کو ترک اور اپنی محنت کو بالکل تلف کر کے ایک نئی زندگی کا پہلو اپنے اخبار کے لئے اختیار کرتے ہیں۔'' (الحق ۶-۱۳/نومبر ۱۹۱۴ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس بیان میں اگر کوئی صداقت ہے تو اڈیٹر الحق مہربانی کر کے ان مضامین کی فہرست شایع کرے جو بعد مباحثہ اہلحدیث میں نکلے اور انکا جواب الحق نے دیا۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں۔ کہ الحق نے ہمارے مضامین کی طرف توجہ ہی نہیں کی۔ یہ محض لفاظی ہے۔ جیسے کہ مرزا صاحب قادیانی کہا کرتے تھے کہ ہم نے سب مخالفوں کے جواب دیکر منہ بند کر دیئے اب آئندہ کو ضرورت نہیں، اب ہم کفار کی طرف متوجہ ہونگے۔ وغیرہ۔ مگر واقعات بتلا سکتے ہیں۔ کہ اس دعویٰ کا ثبوت بجز الفاظ کے اور کچھ نہیں۔

لودہانہ کے مباحثہ میں شکست کھا کر منشی قاسم علی اور اون کے احباب نے یہ مشہور کرنا شروع کیا تھا کہ یہ مباحثہ منشی صاحب کی ذات خاص سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا اثر تمام قوم پر نہیں ہوسکتا۔ کیوں کہ اس میں ہمارے امیر (حکیم نورالدین صاحب) کی اجازت شامل نہیں۔ مگر الحق کے مندرجہ بالا اقتباس سے صاف ثابت ہے کہ منشی قاسم علی صاحب نے کبھی کوئی کام جو مذہب کی حمایت کے متعلق ہو، بلا مرضی اور بغیر حکم خلیفہ کے

نہیں کیا، نہ اب کرتے ہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ لودہانہ کا مباحثہ اور اس کی شکست کا اثر مرزا صاحب کے تمام مریدوں پر ہونا چاہیئے۔

مرزائی جماعت کی تسکین کی خاطر ہم ایک موقع اور بھی دے سکتے ہیں۔ چونکہ وہ بقول الحق خانگی جنگ سے فارغ ہو چکے ہیں۔ اس لئے اوسی مسئلہ پر پھر ایک دفعہ طبع آزمائی کرلیں۔ ہم طیار ہیں۔ انعام وغیرہ وشرائط کی بابت پہلے طے کرلیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۱۲۔ نمبر ۷: مورخہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۸ر دسمبر ۱۹۱۴ء ص: ۲-۳)

خواجہ کمال الدین کی آمد پر قادیان میں سناٹا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزائی جماعت میں خواجہ کمال الدین صاحب ایک خاص شخصیت رکھتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ قادیانی جماعت اس بات کا فخر کیا کرتے تھے کہ ہمارے لیکچرار جب تقریر کرتے ہیں تو اونکی تقریروں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص تاثیر ہوتی ہے۔ جو ہمارے سلسلہ کی سچائی کی دلیل ہے۔ ان لیکچراروں میں چوٹی کے لیکچرار خواجہ کمال الدین تھے۔ ہم بھی مانتے ہیں کہ خواجہ صاحب اچھے لیکچرار ہیں، گو ہم اس بات کے قایل نہ تھے نہ ہیں کہ آپ بے مثل ہیں۔

خواجہ صاحب کی لیکچراری سے بڑھ کر اون کی وہ خدمات ہیں جو انہوں نے ولایت میں اشاعت اسلام کے متعلق کی ہیں، جس کا ہم کو بھی بحیثیت پنجابی ہونے کے فخر کرنا چاہیئے۔ مگر باوجود اس بے مثال خدمت کے خواجہ صاحب عرصہ تین سال کے بعد جب لاہور آئے اور آتے ہی اوسی روز آپ کا لیکچر ہوا۔ جس وقت وہ لیکچر دے رہے تھے قادیانی پارٹی کی طرف سے جلسہ گاہ کے باہر ایک اشتہار تقسیم ہو رہا تھا۔ جس کا مشتہر مرزا صاحب کے اثر صحبت سے الہامی ہے۔ آپنے بہت سے الہامات لکھے ہیں، منجملہ خواجہ صاحب کے متعلق یہ لکھا ہے:

”ایک رات خواب میں دیکھا۔ کہ جماعت کے بہت لوگ جمع ہیں۔ جن میں سے چند آدمی پس پردہ ہیں میں نے دریافت کیا۔ یہ کون ہیں۔ جواب ملا یہ

حضرات مسیح موعود پر ایمان نہیں رکھتے۔ جیسے خواجہ صاحب کو سرے سے ہی حضرت صاحب پر ایمان نہ تھا۔‘‘

ہم نے سمجھا یہ اشتہار ایک شخصی رائے ہے، قادیان کے دربار خلافت کی آواز سننا چاہئے۔ بعد انتظار اخبار الفضل آیا تو خواجہ صاحب کے آنے یا اونکی خدمات کا ذکر تک نہ پایا۔ ہاں اون کے ذکر نہ کرنے کی وجوہات میں ایک مفصل مضمون ملا۔ جو بالاختصار درج ذیل ہے:

ہمارے تعلقات کس کے ساتھ ہوں

وہ کتابِ حکیم جو ہماری زندگی کے لئے رہنما ہے اور جو ایسا نور ہے کہ جس کی روشنی میں ہم بے کھٹکے منزل ہستی کو طے کر سکتے ہیں۔ اس میں ارشاد ہوتا ہے کہ: لاترکنوا الی الذین ظلموا فتمسّکم النّار۔

کہ تم ظالموں کی طرف ذرا بھی مائل نہ ہو ورنہ تمہیں بھی وہ آگ چھو جائے گی۔ جس میں وہ خود پڑے ہیں۔

یعنی اگر تمہارے تعلقات ان لوگوں کے ساتھ ہوں جن کے اعمال یا ایمان میں کسی قسم کی بھی ظلمت یا نقص ہے، تو ضرور ہے کہ ان تاثیرات سے تم بھی متاثر ہو۔ اور پھر انجام کے لحاظ سے تم ان نتائج میں شامل ہو گے جن میں وہ ظالم خود گرفتار ہونے والے ہیں۔

پس ہماری مواکلت، مجالست وموانست والمومنون اولیاء بعضھم لبعض کے مطابق اونہی سے ہونی چاہئیں جو صاحب ایمان ہوں اور جو ایک دوسرے پر نیک اثر ڈالیں اور باہمی ارتباط اور اتحاد سے روحانیات میں ترقی کر سکیں، نہ ان لوگوں سے جن کی صحبت ایک زہر کا اثر رکھتی ہے اور جن سے ایک گھڑی کا تعلق بھی بست سالہ نیکیوں کو داغدار بنا دے سکتا ہے۔

پس ہمارے بھائیوں کو چاہئے کہ وہ ہر وقت چوکس رہیں اور اپنے گردوپیش کے حالات پر نظر ثانی کرتے رہیں، تا ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے لئے کوئی مصیبت سہیڑ رہے ہوں۔

شیطان کے حملے کئی رنگ میں ہوتے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ خطرناک وہ حملہ ہے جو نیکی کے لباس میں اور اپنا بن کر ہو۔ ہمارے باوا آدم پر بھی جو حملہ ہوا وہ بھی اسی رنگ میں ہوا کہ ابلیس ان کے پاس خیر خواہی کا لباس پہن کر آیا: وقاسمها انی لکما من الناصحین

اور کہا: کہ هل ادلکم علی ملك لا یبلی۔

کہ میں تجھے ایسی مملکت سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں جو کبھی تباہ نہ ہو۔

حالانکہ جس بات کی طرف وہ انہیں لے جانا چاہتا تھا وہ سراسر تباہی انگیز تھا۔ اللہ کے فضل نے دستگیری کی اور حضرت آدم اس خوفناک منصوبہ سے بچ گئے۔ شیطان کے حملے ابھی ختم نہیں ہوئے کہ وہ لا حتنکن ذریته۔ کہہ چکا ہے۔ پس ایک ہی ہتھیار ہے اور ایک ہی کاری حربہ ہے جو اس کے کسی داؤ کو چلنے نہیں دیتا۔ وہ کیا؟ لاحول اور بدصحبت سے بچنا اور اپنے آپ کو کسی صادق کے قدموں میں ڈالنا۔

ہماری جماعت کے افراد کے لئے یہ تو بشارت کا مقام ہے کہ ان کا تعلق ایک ایسے صادق سے ہے جو برگزیدگی اور نبوت کا تاج اپنے سر پر رکھتا ہے۔ پھر اس کی وفات کے بعد وہ بے پناہ نہیں، بلکہ اپنے آپ کو ایک حصن حصین میں رکھتے ہیں۔ لاحول کے پستول سے ہر وقت انہیں مسلح رہنا چاہئے اور دعاؤں میں مشغول کہ یہی راہ ہے شیطانی حملات سے بچنے کی۔ ہر وہ بدروح جو خدا سے دور ڈالنے والی ہے، یا کسی صادق کے مقرر کردہ مرکز سے قطع تعلق کا مشورہ دینے والی اس سے دور رہو۔ اور اس کی قسموں اور خیرخواہانہ نرم باتوں میں نہ آؤ کہ ان کی زبانوں پر شہد ہے، مگر دلوں میں زہر۔ تم ان کی شکلیں دیکھتے ہی انہیں پہچان جاؤ اور جس قدر بھی جلد ممکن ہو ان سے اپنے آپ کو بچالاؤ کہ جس راہ پر وہ تمہیں چلانا چاہتے ہیں وہ جہنم کو لے جانے والی ہے۔ تم اپنے آپ کو اس راہ پر ثابت قدم رکھو جو تمہارے لئے خدا نے مسیح موعود کے وقت اور پھر اس کی وفات کے بعد معاً نمایاں کی اور جس پر چل کر تم نے آج تک سُکھ پایا کیونکہ انشاء اللہ آئندہ بھی تمام آراموں اور

سکھوں اور راحتوں کی ضمانت اسی میں ہے کہ تمہارا تعلق کسی ایک ’’خدا کے مقرر کردہ۔‘‘ سے ہو۔ اور ہر مصیبت اور ابتلاء کے وقت اس کی حفظ میں اس طرح آسکو جس طرح کی مرغی کے پروں کے نیچے بچے آجاتے ہیں۔ کیونکہ بھیڑیں ایک چرواہے کی ضرورت نہ سمجھیں اور اپنے آپ کو ایک سبزہ زار میں پاکر بالکل بے پرواہ ہوجائیں، ضرور ہے کہ وہ ناگاہ کسی وقت کسی بھیڑیئے کے حملے سے ہلاک ہوں۔ جو شاخ اپنی موجودہ سرسبزی پر بھروسہ کرکے آئندہ کسی جڑ سے اپنا تعلق نہ رکھے وہ آخر ایک روز خشک ہوگی۔ پس میرے بھائیو! میرے دوستو! میرے عزیزو! تم ہوشیار رہو۔ اور اپنے مامور کی ہدایات پر کاربند ہوجاؤ۔ جو انتظام اور طریق عمل اس نے تمہارے لئے پسند کیا وہی بہتر ہے۔ اس کے سوا جو تجویز ہے۔ وہ بظاہر کیسی خوشنما نظر آئے اسے کبھی اختیار نہ کرو کہ اس میں تمہاری ہلاکت ہے۔ جن لوگوں سے اس نے تمہیں قطع تعلق کے لئے کہا۔ ان سے قطع تعلق ہی رکھو۔‘‘ (الفضل ۳؍دسمبر ۱۹۱۴ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس مضمون کا صاف مطلب ہے کہ خواجہ کمال الدین اور اونکی لاہوری پارٹی بلکہ جتنے لوگ ایسے ہیں، جنہوں نے خلیفہ ثانی قادیانی سے بیعت نہیں کی، وہ سب اس آیت میں داخل ہیں۔ جو ظالوں کے حق میں وارد ہے:

لاترکنوا الی الذین ظلموا۔

اس کا جواب ہم کیا دے سکتے ہیں۔ خواجہ صاحب اگر خلیفہ قادیان سے بیعت نہ کرنے پر ظالم ہیں تو ہم رسول قادیان کی علیحدگی سے اظلم۔ اس لئے ہمارا جواب کیا وقعت رکھ سکتا ہے۔ مناسب ہے۔ کہ لاہوری پارٹی خود ہی جواب دے۔

ہاں خواجہ صاحب اور ان کی جماعت کے لئے ایک قابل غور نکتہ ہے جو رہ رہ کر ہمارے قلم سے نکلتا ہے۔ جناب حضرت مسیح علیہ السلام کا قول اناجیل میں منقول ہے۔ ’’درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔‘‘ عربی مثال۔ الثمرۃ تنبئ عن الشجرۃ۔ اس کی تصدیق کرتی ہے۔ مرزا صاحب اور مرزائی جماعت ہمیشہ اس بات کا فخر کیا کرتی تھی کہ ہمارے اثر صحبت سے جماعت ایسی صلحاء ایسی نیک دل ایسی اسلام

سے منور ہے کہ طبقہ اول (صحابہ) کا نمونہ ہے۔اسی لئے مرزا صاحب قادیانی نے رسالہ خطبہ الہامیہ میں لکھا تھا:

جو کوئی میری جماعت میں داخل ہوگا۔ وہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں شامل ہو جائے گا۔

مگر آج جو خواجہ کمال الدین صاحب اور ان کی پارٹی کی نسبت ایسے زرین موقع پر جس پر تمام اہل اسلام خواجہ کمال الدین صاحب کی خدمات پر نظر کر کے اونکو عزت سے ملے، اور فخر سے یاد کیا، قادیانی پارٹی سے اس قسم کا سلوک جو مندرجہ بالا اقتباسات سے پایا جاتا ہے، کہانتک ان کی وسیع النظر فی اور اسلامی ہمدردی اور نور نبوت سے نورانیت کا ثبوت دیتا ہے؟

یہ ایک نکتہ قابل غور ہے۔ حالانکہ یہ وہ جماعت ہے جس کو مرزا صاحب سے بہت گہرا تعلق نہ صرف روحانی بلکہ جسمانی بھی ہے۔تو کیا مخالفین مرزا صاحب کو یہ کہنے کا حق ہے کہ وہ اس راء پر بضد مصر رہیں کہ خود مرزا صاحب بھی کم وبیش اسی قسم کی وسیع النظر فی رکھتے تھے۔ فافہم وتدبر۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۱۲۔نمبر ۸۔مورخہ ۷رصفر المظفر ۱۳۳۳ھ مطابق ۲۵ر دسمبر ۱۹۱۴ء ص: ۲-۳)

چند ضروری سوال متعلقہ مسیح ومہدی

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ہمارے ایک معزز اور شایق دوست نے بڑی امید سے چند سوالات بھیجے ہیں۔ اونکا اخلاص ان کے جواب دینے میں محرک نہ ہوتا، تو جواب نہ دیا جاتا کیونکہ سوالات ایسے ہیں جن کو زمانے اپنی حرکت سے خود بخود حل کر دیا ہوا ہے۔ مگر چونکہ سائل ایک مخلص دوست ہیں اس لئے جواب دیا جاتا ہے۔سوال یہ ہیں:

سوال ۱۔ ’’اکثر اصحاب کہتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ ضرور پھر کل دنیا میں اسلام پھیل جائیگا۔ مگر میرے ایک احمدی دوست اس کو خلاف قرآن کریم بتلاتے ہیں۔ اور قول صدر کو بے سند۔ اونکی رائے ہے کہ جب عبارت قرآنی سے ثابت ہے کہ نصاریٰ اور یہود میں

قیامت تک عداوت رہے گی۔تو صاف ظاہر ہے کہ مذاہب مذکور بھی قیامت تک بدستور رہیں گے۔ ہاں نسبتاً اہل اسلام کسی قدر ترقی کریں گے۔ جیسے کہ مرزا صاحب قادیانی کے زمانۂ ظہور سے روبہ ترقی ہیں۔ اور یورپ میں بھی اشاعت اسلام ہو رہی ہے۔''

جواب: اس سوال سے معلوم ہوتا ہے سائل کے احمدی دوست کو غلط فہمی ہے یا ناواقفی۔ دنیا میں اسلام ہوگا یا کفر، اس کی بابت ہمارا جو اعتقاد ہے وہ ہم اپنے لفظوں میں نہیں بلکہ رسالت مآب ﷺ کے الفاظ طیبہ میں سناتے ہیں:

عن المقداد انه سمع رسول الله ﷺ يقول لايبقى على ظهر الارض بيت مدر ولاوبر الا ادخله الله كلمة الاسلام بعز عزيز ذل ذليل اما بعزهم الله فيجعلهم من اهلها او بذلهم فدينون لها قلت فيكون الدين كله لله (مشكوٰة باب الايمان)

مقداد صحابی کہتے ہیں میں نے رسول خدا ﷺ سے سنا۔فرماتے تھے۔ زمین پر کوئی گھر مٹی یا خیمے کا نہ رہیگا۔ مگر اللہ تعالیٰ اوس میں کسی نہ کسی عزیز یا ذلیل کے ذریعہ سے اسلام کی تعلیم پہونچادے گا۔ پھر یا تو وہ لوگ اس کی اطاعت کرکے دنیا وآخرت میں عزت پاجاوینگے۔ یا نافرمانی سے ذلیل ہوکر اس کی حکومت کے ماتحت ہوجاینگے۔

اس حدیث کا کیا مطلب اور کیا مفہوم ہے کسی حاشیہ یا شرح کا محتاج نہیں۔ صاف مذکور ہے کہ قیامت تک اسلام اور قرآن سب جگہ پہنچے گا۔ یا تو وہ مذہبی طور پر اوس کے پابند ہوجاوں گے یا سیاسی طور پر اس کے ماتحت بن جاویں گے۔ ان دونوں صورتوں میں يكون الدين كله لله صادق آئے گا۔

سیاسی طور پر ماتحت قوموں میں رنجش بھی ہوتی ہے کدورت بھی، جیسا کہ ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔قرآن شریف کی آیت بھی ان معنی کی تائید کرتی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے لايزالون مختلفين.(نسل انسانی ہمیشہ مختلف رہیں گے)

سائل نے یا اون لوگوں نے جو ایسا کہتے ہیں غالبًا اس لفظ (يكون الدين كله لله) سے غلطی کھائی ہے۔وہ سمجھے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ سب لوگ مسلمان ہوجائیں گے۔مگر اصل مقام دیکھنے سے اس کے معنی حل ہوجاتے ہیں کہ اس سے مراد مذہبی اطاعت نہیں، بلکہ مذہبی اور سیاسی دونوں کو شامل ہے۔جس کی تفصیل اوپر گذری۔

ہاں اپنے احمدی (مرزائی) دوست سے پوچھئے۔ کہ آپ کے پیشوا مرزا صاحب قادیانی نے جو بتلایا تھا۔ وہ پورا ہوا؟

کیا بتلایا تھا۔ غور سے سنئے:

''چونکہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے۔ اور آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا۔ کہ وحدت اقوامی آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے۔ کیوں کہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی۔ یعنی شبہ گذرتا تھا۔ کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہوگیا۔ کیوں کہ جو آخری کام آپ کا تھا۔ وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں۔ اور ایک ہی مذہب پر ہوجائیں۔ زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی۔ جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس کی تکمیل کے لئے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا۔

جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے۔ اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے۔

پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت ﷺ ہیں اور اس کے آخر میں مسیح موعود ہے اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ ہولے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہیں اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے:

هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله۔ یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اوسکو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کردے یعنی ایک عالمگیر غلبہ اوسکو عطا کرے۔

اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں کچھ تخلف ہو، اس لئے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے، جو پہلے ہم سے گذر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئیگا۔'' (چشمۂ معرفت، صفحہ ۸۲)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

یہ کتاب (چشمہ معرفت) مرزا صاحب قادیانی کی آخری تصنیف ہے۔ اس لئے ان خیالات اور مضامین کی نسبت یہ کہنا صحیح نہ ہوگا کہ یہ اونکی سادگی کے زمانہ کی ہے جب براہین احمدیہ کی نسبت مرزا صاحب نے خود لکھا ہے۔ (ملاحظہ ہو رسالہ اعجاز احمدی)

اب سوال یہ ہے کہ یہ خیالات پورے ہوگئے ہیں؟ یہ دنیا ایک ہی مدنیت پر آ گئی ہے۔ تمام مذاہب پر اسلام کو کامل غلبہ حاصل ہوگیا؟ ان سب سوالات کا جواب اگر اثبات میں ہے، تو مبارک ہے۔ یہ زمانہ جس میں تمام دنیا نے مذہب اسلام قبول کرلیا اور اگر ان کا جواب نفی میں ہے، تو ایک بڑا ضروری سوال یہ ہے کہ ''کیا مسیح موعود دنیا میں آیا؟

قاعدہ کلیہ ''درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے'' صحیح ہے، تو اس کا جواب بھی نفی ہی میں ملے گا۔ کہ ''ہنوز نہیں آیا۔'' اگر آیا ہوتا تو یہ حالت کیوں ہوتی۔ آہ

کوئی میرے دل سے پوچھے تیرے تیر نیم کش کو
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

دوسرا سوال:

''مہدی علیہ السلام کی بابت حدیثات واقوال میں اس قدر اختلاف۔ کہ صریح طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کون اور کس ملک وقوم کے ہونگے۔ اور کب ہونگے۔ اس لئے مرزا صاحب کی دعاوی کی تردید مشکل ہے۔ نیز عیسیٰ علیہ السلام کی بابت بھی یہی ہے۔'' جوابات مع مستند حوالہ جات کے ہوں۔ (سید سکندر شاہ از جرما)

جواب: اختلاف فروع میں ہے۔ اصول روایت میں نہیں۔ اصول بلکہ اصل الاصول یہ ہے۔ کہ امام مہدی اولاد فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے ہونگے۔ نیز فرمایا۔

یواطئ اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی۔

اوس کا نام میرے نام سے ملتا ہوگا۔ اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام سے۔ یعنی اس کو محمد بن عبداللہ مہدی کہیں گے۔ (ترمذی)

یہ الفاظ ایسے شخص کی تکذیب کے لئے کافی ہیں جن پر یہ الفاظ صادق نہ آئیں۔ یعنی جو محمد بن عبداللہ نہ ہو۔ اور مہدی کا دعویٰ کرے۔...

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر **جلد۱۲۔ نمبر۹۔ مورخہ ۱۴ صفر ۱۳۳۳ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۱۵ء** ۔ص:۱-۲)

معجزات کی کثرت

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

مرزا صاحب قادیانی کے مخالف تو شاکی ہیں کہ آپنے باوجود دعویٰ کے کوئی معجزہ یا کرامت نہیں دکھائی۔ حالانکہ آپنے بڑے بڑے ادعا کئے، مگر مرزا صاحب کے جانشین کا اس کے برخلاف یہ دعویٰ ہے:

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے نشانات جس کثرت سے ظاہر ہوئے۔ ان کی مثال آپ کے آقا آپ کے مقتدا سیدنا خاتم النبیین وسید الاولین والآخرین ﷺ کے سوا کسی نبی میں ملنی ناممکن ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ آپ اس کی طرف سے ہیں اس قدر نشان دکھلائے۔ کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں۔ تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔ لیکن جن لوگوں کو سعادت سے حصہ نہیں ملا۔ وہ ایک نشان کا ظاہر ہونا بھی تسلیم نہیں کرتے۔ اور محض افتراء کے طور پر ناحق کے اعتراض پیش کردیتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ کسی طرح خدا کا قائم کردہ سلسلہ نابود ہوجائے۔ مگر خدا چاہتا ہے۔ کہ اپنے سلسلہ کو اپنے ہاتھ سے مضبوط کرے۔ کہ وہ کمال تک پہنچ جائے۔ (الفضل ۱۶ دسمبر ۱۹۱۴ء صفحہ ۴ کالم ۱)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

دنیا میں عجیب عجیب دعوں کے مدعی ہوئے ہیں۔ مگر اس قسم کا دعویٰ بھی کبھی کسی نے سُنا ہوگا۔ جو مرزا صاحب قادیانی کرتے تھے۔ اور اون کے جانشین نباہتے ہیں۔ مرزا صاحب قادیانی کی زندگی میں تو ہم متمنی رہے کہ کاش ہم ایک ہی معجزہ مرزا صاحب کا دیکھیں۔ مگر نہ دیکھا۔ لیکن اون کے انتقال کے بعد ہم یہ سنتے ہیں کہ مرزا صاحب کے اتنے معجزے ظاہر ہوئے ہیں کہ اُن سے ایک ہزار نبی کی نبوت ثابت ہوسکتی ہے عبداللہ آتھم عیسائی والی پیشگوئی، آسمانی منکوحہ کے نکاح کی، ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب پٹیالوی کی موت کی۔ آخر میں اس عاجز کے متعلق شرطیہ بردبازی کی۔ غرض یہ

سب واقعات ہم کو بتلاتے ہیں۔ کہ الفضل کی عبارت میں بجائے لفظ (نبی) کے (متنبّی) ہوتا۔ تو ہم بھی تصدیق کر سکتے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد۱۲۔ نمبر۹۔ مورخہ ۱۴ر صفر ۱۳۳۳ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۱۵ء ۔ص:۴)

قادیانی اور لاہوری پارٹی میں چپقلش

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

گذشتہ ایام میں جو دونوں پارٹیوں میں نزاع رہی ہے۔ ناظرین اوس سے آگاہ ہوں گے۔ درمیانی زمانہ میں کچھ وقفہ ہوگیا تھا۔ اب جو دونوں پارٹیوں کا سالانہ جلسہ سر پر آیا۔ یعنی ۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر کو قادیان اور لاہور میں جلسہ ہونا قرار پایا۔ تو لاہوری جماعت کی طرف سے ایک مضمون اخبار ''پیغام صلح'' میں نکلا۔ سب احمدی آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اس لئے جو صاحب قادیان کے جلسہ پر جاویں۔ لاہور کا جلسہ بھی دیکھتے جاویں۔'' اس کے جواب میں قادیان سے ایک اشتہار نکلا۔ جس میں مشتہرین نے اس مضمون کا جواب لکھتے ہوئے کہا۔ کہ ہم تم ایک نہیں ہیں۔ کیوں کہ تم جو اسلام (بغیر ذکر احمدیت یعنی بغیر رسالت مرزا کے) پیش کرتے ہو۔ یہ تمہاری خطرناک روش ہے ہم اوس اسلام کو مانتے اور پھیلاتے ہیں جس میں احمدیت کا دخل ہو۔ مطلب صاف ہے کہ قادیانی جماعت کے نزدیک وہ ٹھیٹھ اسلام جو مکہ میں پیدا ہوا اور مدینہ میں پھلا پھولا۔ نجات کے لئے کافی نہیں۔ جب تک اوس میں مرزا صاحب قادیانی کی نبوت کو داخل نہ کیا جاوے یہی معنی ہیں۔

کوئے جاناں سے خاک لائیں گے
اپنا کعبہ نیا بناویں گے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد۱۲۔ نمبر۹۔ مورخہ ۱۴ر صفر ۱۳۳۳ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۱۵ء ۔ص:۴)

قادیانی مذاکرہ علمیہ

(جناب مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی)

اخبار گوہر بار ممیّز طیب وخبیث موسومہ اہلحدیث مجریہ ۴-دسمبر ۱۹۱۴ء میں بہ ذیل قادیانی مشن بعنوان ''مذاکرہ علمیہ بابت آیت قرآنی'' آیت سورہ انبیاء وحرام علی قریة اهلكناها. الآیة کی ترکیب نحوی کرکے آپ نے اس ترجمہ کی تغلیط کی ہے جو قادیانی لٹریچر میں مشہور ودائر ہے۔ اور قادیانی جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ اس آیت سے ان کا یہ استدلال کرنا کہ: جو مر چکا ہے وہ دوسری دفعہ دنیا پر نہیں آسکتا۔'' درست نہیں ہے۔ بلکہ بطریق علم میزان ممکن ہے کہ مردے دنیا میں رجوع کریں۔''

مولانا! یہ تو علمی سوال ہے اور اس جماعت کی علمی استعداد معلوم۔ قرآن شریف کی کسی آیت کا مطلب قواعد عربیہ کے خلاف بیان کرنا تو اس جماعت کا عام معمول بلکہ اسی پر ان کے مذہب کی بناء ہے۔ غضب تو یہ ہے کہ جماعت خود ساختہ عبارت کو بھی قرآن شریف کی آیت قرار دے لیتی ہے۔ یا کلمات قرآن کو مختلف مواضع سے لے کر اور ایک جگہ جمع کرکے آیت کہہ لیتی ہے حالانکہ قرآن شریف وجودات اربعہ سے موجود ہے۔

مثال کے لئے لاہوری ''پیغام صلح'' کے وہ الفاظ پیش کئے جاتے ہیں جو آپ نے اخبار اہلحدیث مجریہ ۱۹-جون ۱۹۱۴ء میں نقل کئے ہیں کہ وہ صاحبزادہ محمود احمد صاحب کے اس حکم پر کہ ان کے مریدان خاص انجمن اشاعت اسلام لاہور میں چندہ نہ دیں، یہ نقض کرتے ہیں کہ اُن کا یہ حکم بالکل خلاف شرع ہے کیوں کہ قرآن کریم کا یہ کھلا ارشاد ہے۔

یاایّها الّذین اٰمنوا انفقوا فی سبیل الله ۔(اے مومنو! اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔)'' اور اشاعت اسلام سے زیادہ اور کوئی نیک اور عمدہ اللہ کی راہ نہیں۔''

خاکسار (محمد ابراہیم میر) نے قرآن شریف میں اس آیت کو نہیں پایا باوجودیکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے نعمت حفظ قرآن سے بھی بہرہ ور ہے، اور بعض دیگر جلیل القدر

حفاظ سے بھی دریافت کیا۔ کوئی اس آیت کا پتہ نہیں بتاتا۔ کیا آپ ''اڈیٹر پیغام صلح'' سے اس آیت کا پتہ دریافت کر دیں گے؟

مجھے خیال ہے کہ آپ اڈیٹر پیغام صلح کی طرف سے یہ عذر کریں گے کہ وہ بیچارہ نہ حافظ ہے، نہ عالم۔ اس سے ایسی غلطی ہونی ممکن ہے۔ لیکن میں آپ کو اُن کے ایک بڑے عالم وفاضل اور بخیال خود افضل مولوی صاحب کی بات بتاؤں کہ انہوں نے بھی ایک دفعہ مجھ سے گفتگو کرتے کرتے یہ سنا دیا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے

یا ایها الذین اٰمنوا اتقوا الله ویعلمکم الله۔

اور ترجمہ یہ کیا: اے مومنو۔ خدا سے ڈرو تو خدا تم کو علم دیگا۔''

حمایل خاکسار کے جیب میں تھی، جھٹ مولوی صاحب کے سامنے رکھدی اور کہا کہ حضرت قرآن مجید میں سے یہ آیت نکال دیجئے۔

مولوی صاحب بہت دیر تک ورق گردانی کرتے رہے لیکن نکال نہ سکے۔ وہ مولوی صاحب مولوی مبارک علی سیالکوٹی ہیں۔

اس کی نسبت بھی شاید آپ یہ کہدیں کہ زبانی مناظروں میں ایسا ہو جایا کرتا ہے، اس لئے میں آپ کو ان کی جماعت کے بڑے مصنف مرزا خدا بخش صاحب کی کتاب برائے نام عسل مصفیٰ کا شہد بھی چکھاؤں کہ اس میں کیا کیا کھوٹ ملایا ہے اور بناوٹ بنائی ہے۔

سنن دارقطنی کی روایت کسوف وخسوف نقل کر کے اس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔ کہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔''

حالانکہ یہ روایت مرفوع چھوڑ، موقوف علی الصحابی بھی نہیں، بلکہ قول تابعی ہے اور وہ بھی بسند صحیح ثابت نہیں۔

اسی طرح عسل مصفےٰ میں متعدد حوالجات میں ایسا ہی کیا ہے۔ اصل کتاب کی عبارت کو کانٹ چھانٹ کر اپنا مطلب نکالا ہے۔ یا تحریف معنوی سے کام لیا ہے۔

اس پر بھی خاکسار کو خیال آتا ہے کہ آپ کہدیں گے۔ کہ مرزا خدا بخش بھی گو وہ اپنی جماعت میں عالم مانے جاتے ہوں لیکن دراصل عالم نہیں اور وہ بحکم نقل را چہ عقل۔

اس لئے بمصداق کل الصید فی جوف الفرا۔ ہاتھی کے پاؤں میں

سب کا پاؤں۔" خود آنجناب مرزا صاحب آنجہانی کے بعض حوالہ جات نقل کرتا ہوں۔ جو انہوں نے بحیثیت مجددی وبدعوئے مسیحیت ومہدیت دیئے ہیں۔ آپ اپنے آئینہ وساوس میں متعدد مقامات پر لکھتے ہیں۔

اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ یایها الذین آمنوا ان تتقوا الله یجعل لکم فرقانا ویجعل لکم نورا تمشون به۔

مرزا صاحب قادیانی کی یہ آیت بھی قرآن مجید محفوظ ومکتوب میں بایں ترتیب نہیں ملتی۔ اس کے متعلق زلت قلم یا سہو کاتب کا عذر نہیں ہوسکتا کیوں کہ مرزا صاحب قادیانی نے اس کی واو کو تفسیری قرار دیکے اس سے اپنے مدعا پر دلیل قائم کی ہے۔ مرزا صاحب قادیانی کا یہ سلوک کتاب اللہ ہی سے نہیں، بلکہ کتاب الرسول سے بھی یہی سلوک ہے۔ چنانچہ حدیث صحیح بخاری

کیف انتم اذ انزل فیکم ابن مریم وامامکم منکم

کو اپنے ازالہ اوہام میں نقل کرتے وقت اس کے دوٹکرے کردیئے ہیں اور دوسرے ٹکڑے کے ساتھ الفاظ بل هو زیادہ کرکے اسے بل هو امامکم منکم لکھتے ہیں۔ جس سے انکا مطلب بآسانی نکل سکتا ہے۔ کہ مسیح ابن مریم بنی اسرائیل کا نبی نازل نہیں ہوگا۔ بلکہ اس امت مرحومہ میں سے ایک امام ہوگا جس کی صفت مسیح ابن مریم ہوگی۔

اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جب تک اس حدیث میں بل هو کے الفاظ زیادہ نہ کئے جاویں مرزا صاحب مسیح نہیں بن سکتے۔ اب نتیجہ بالکل صاف ہے کہ چونکہ آنحضرت ﷺ کے کلمات طیبات میں یہ الفاظ نہیں ہیں، اس لئے مرزا صاحب مسیح موعود بھی نہیں ہے۔"

پیغام صلح اور مولوی مبارک علی صاحب اور خود مرزا صاحب قادیانی نے جو جو آیتیں پیش کی ہیں، ان کے پہلے یایها الذین اٰمنوا لکھا ہے۔ اس سے خیال گذرتا ہے۔ کہ قرآن دانی میں قادیانیوں کا مبلغ علم صرف اسی قدر ہے کہ جس نیک عبارت کے ساتھ یایها الذین اٰمنوا لگالیا جائے وہ قرآن مجید کی آیت بن سکتی ہے، اگرچہ قرآن مجید میں موجود بھی نہ ہو۔ اور حفاظ کو یاد بھی نہ ہو۔ سبحان الله هذا بهتان عظیم۔
اس سے زیادہ عجیب تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے ازالہ اوہام میں قرآن مجید کے ایک

ایسے نسخے کا پتہ دیتے ہیں جو ان کو کشف میں دکھایا گیا اور اس میں انا انزلناہ قریبا من القادیان لکھا ہے۔ اگر چہ اس قرآن شریف میں جو بوساطت خاتم الرسل ہمارے پاس موجود اور ہم کو محفوظ ہے۔ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر لکھا ہے۔

اسی طرح کے اور بہت سے حوالے بھی ہیں جو قادیانی لٹریچر کے شایقوں کے لئے ہم دوسرے وقت میں لکھ سکتے ہیں۔ لیکن اس وقت اسی پر بس کرتے ہیں۔

بپایاں رفتہ ایں دفتر حکایت ہم چناں باقی
بصد دفتر نشاید گفت حسب الحال مشتاقی

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

گو آپ کی مثالیں کافی ہیں مگر ایک مثال میں بھی اضافہ کرتا ہوں جو پیغام پارٹی کے امیر قوم مولوی محمد علی صاحب (اڈیٹر ریویو آف ریلی جنز) کے قلم سے نکلی ہوئی ہے۔ آپ نے ریویو بابت فروری ۱۹۱۱ء میں آیت لکھی ہے۔

یا ایھا الذین آمنوا انا خلقناکم من ذکر وانثی۔

اور ترجمہ بھی اسی کے مطابق کیا ہے۔ حالانکہ یا ایھا الناس ہے۔ مگر اس سے کیا ہوتا ہے بھول چوک ہو ہی جاتی ہے۔

ایک دفعہ مرزا قادیانی کے عربی الہام میں غلطی تھی تو اعتراض ہونے پر آپ نے فرمایا:

ہاں علم نحو کے قاعدے سے تو غلط ہے۔ مگر خدا قادر ہے۔ جس طرح چاہے بولے۔ وہ ہمارے مصنوعی قواعد کا پابند نہیں۔''

وہ چاہے ہاتھی کو ہتھنی کہے یا ہتھنی کو ہاتھی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم جنوری ۱۹۱۵ء ص:۶-۷)

کیا احمدی اشاعت اسلام کر سکتے ہیں؟

(ایک مطبوعہ اشتہار ہمارے پاس بغرض اشاعت آیا ہے جو بالاختصار درج کیا جاتا ہے۔ مفصل جسکو مطلوب ہو وہ ڈاکٹر ایم اے سعید انصاری ناظم انجمن تبلیغ الاسلام لاہور کے پتہ سے طلب کریں۔ اڈیٹر اہل حدیث)

اس عنوان کا جواب ناظرین کی خاطر احمدیت اور اسلام ہر دو کے عقاید و اصول کو

بالمقابل پیش کر کے دیا جاتا ہے۔امید ہے کہ ہر مسلم بھائی صحیح نتائج اخذ کرے گا۔

عقائد اسلام

:امّن خلق السماوات و الارض .. الخ الی مع الله ۔(قرآن کریم سورہ نمل) وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا۔کیا کوئی سوائے اللہ کے اور بھی خالق ہے ۔یعنی کوئی نہیں، نہ کالق نہ معبود(یہ ہے توحید اسلام)

قرآن کریم سورہ اخلاص ۔ قل هو الله احد ۔ الله الصمد لم يلد و لم يولد ولم يكن له كفوا احد ۔یعنی اے محمد(رسول کریم ﷺ) بتادے دنیا کو کہ اللہ معبود اکیلا ہے وہ اللہ بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جنا ہے نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے۔اور اس کی ذات وصفات میں کوئی اس کا شریک نہیں ۔یہی وہ توحید ہے جس پر اسلام کو ناز ہے۔

لئن اشركت ليهبطن عملك ۔یعنی اے محمد(ﷺ) اگر آپ نے شرک میرے ساتھ کیا تو میں آپ کے سارے اعمال ضائع کر دونگا۔(مگر خیر سے احمدیت کا بانی ایسا لاڈلا ہے کہ خدا نے اپنی خدائی ہی سپرد کر رکھی ہے چاہے آسمان بناوے چاہے انسان، کیوں نہ ہو)

عقاید احمدیت

میں (مرزا) نے آسمان وزمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔اور میں دیکھتا ہوں کہ اس کے خلق پر قادر ہوں ۔پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا۔ پھر کہا انّا زینّا السماء الدنیا پھر میں نے کہا کہ ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کرتے ہیں (احمدیت میں مرزا بھی ویسے ہی خالق زمین وآسمان وانسان ہیں جیسے خداوند تعالی۔ یہ شرک فی التوحید ہے جو سوائے اسلام کے دنیا کے مذہبوں میں کم وبیش موجود ہے)(کتاب البریہ صفحہ ۷۹)۔

مسیح قادیانی (مرزا) اور مسیح ابن مریم کو ابن اللہ یعنی خدا کا بیٹا کہنا درست ہے ۔خدا کی محبت نر، انسان کی محبت مادہ کی حیثیت سے جب ملتے ہیں تو ہر دو کا ولد روح القدس پیدا ہوتا ہے لہذا ان ہر سہ کے مجموعہ کا نام پاک تثلیث ہے (یعنی عیسائیت میں صرف تثلیث ہے اور احمدیت میں پاک تثلیث ہے۔ کچھ بڑا فرق نہیں)(توضیح مرام صفحہ ۲۷۔)

انت منی بمنزلۃ ولدی ۔تو (اے مرزا) میرے لئے بمنزلہ بیٹے کے ہے۔ ح (حقیقۃ الوحی)۔
احمدیت میں مرزا صاحب قادیانی بمنزلہ خدا کے بیٹے کے ہیں۔ عیسائیوں میں مسیح ابن اللہ ہے احمدیت میں دو ابن اللہ ہیں۔ ابن مریم اور مسیح قادیانی۔

انت من ماء نا و ھم من تشل ۔یعنی اے مرزا تو ہمارے پانی (نطفہ) سے ہے اور دنیا خشک مٹی سے بنی ہے (قادیانی اربعین نمبر۴۔) (خدا کے لئے نطفہ یا پانی تجویز کرنا مرزا کے ابن اللہ ہونے کے لئے کافی ہے)

عقاید اسلام در باب نبوت

ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول الله و خاتم النبیین (محمد (ﷺ) تم میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ اللہ کے رسول ہیں اور سلسلہ نبوت کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے والے ہیں)۔

عسی ان یبعثك ربك مقاماً محموداً ۔اور قیامت کے روز اے محمد (ﷺ) آپ کو مقام شفاعت میں کھڑا کرے گا رب آپ کا تاکہ آپ امت کی شفاعت فرمائیں

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

الا و انی لست بنبی و لا یوحی الیّ

(یعنی اے دنیا خبردار رہو میں نہ نبی ہوں اور نہ میری طرف وحی آتی ہے)۔

حضرت علیؓ جیسا شخص جن کا مقام رسول اللہ ﷺ سے بمنزلہ ہارونؑ کے ہے وہ تو وحی سے محروم رہی لیکن اگر مرزا صاحب قادیانی کو وحی نہ آئے تو خدا پر الزام قائم ہوتا ہے کہ اس نے ہم کلامی پر کیوں مہر لگائی۔

قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی

(اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو (یعنی رسول اللہ ﷺ کی)

و الله یعصمك من الناس ۔

جب یہ آیت اتری کہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے اے محمد (ﷺ) آپ کی حفاظت کرے گا تو آپ نے دو اصحابی باڈی گارڈ اسی وقت ہٹا دیئے۔

هو الّذی ارسل رسو له بالهدی و دین الحقّ لیظهره علی الدّین کلّه ۔ وہ معبودتو وہ ذات بابرکت ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے لئے بھیج دیا تا کہ اسے دنیا جہان کے سارے دینوں پر غالب کر کے رہے۔

عقائد احمدیت در باب نبوت

دافع البلاء صفحہ ۱۱۔ وحی مرزا:۔ سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا

(وہ خدا ضرور ہی سچا ہوگا جو خاتم الرسل کے بعد ایک مرزا کو رسول بنا کر بھیجے)

دافع البلاء صفحہ ۸: خدا نے نہ چاہا کہ اپنے رسول کو بغیر گواہی چھوڑے

(یعنی سب سے بڑا گواہ طاعون، اس سے اتر کر زلزلے اور جنگ)

دافع البلاء صفحہ ۹: یہ طاعون اس وقت فرو ہوگی جب کہ لوگ خدا کے فرستادہ (قادیانی) کو قبول کریں گے

(کیا جن شہروں میں آج کل طاعون نہیں ہے، وہاں سب نے مرزا صاحب قادیانی کو خدا کا فرستادہ قبول کر لیا ہے۔ امریکہ میں جاپان مین چین میں یورپ میں مصر شام ایران۔ کیا سب جگہ مرزا صاحب کو لوگ خدا کا رسول مانتے ہیں)

دافع البلاء صفحہ ۱۳: سوا اس مسیح (مرزا قادیانی) کے کوئی شفیع نہیں

(محمد ﷺ کی شفاعت بھی مرزا صاحب کے سپرد ہوگئی)

(حضرت علیؓ جیسے شخص کے مقابلہ میں جو خود حامل وحی اور نبی ہونے کا انکار فرماتے ہیں قادیان میں ۳۰ سال مرزا صاحب قادیانی پر وحی نازل ہوتی رہی اور تازہ وحی ہر ہفتے اخباروں میں چھپتی رہی)

حقیقت الوحی صفحہ ۷۹۔ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو

(مرزا صاحب قادیانی نے خود رسول بن کر اپنے آپ کو واجب الاتباع ٹھہرایا۔ جو صریح شرک فی النبوت ہے)

حقیقت الوحی صفحہ ۷۲: میرے قرب میں میرے رسول کسی شخص سے نہیں ڈرا کرتے۔

(لہذا آپ، مرزا، ہمیشہ پولیس کی حفاظت میں نکلتے رہے)

حقیقت الوحی۔ دنیا میں کئی تخت اترے پر (اے مرزا قادیانی) تیرا تخت سب سے اونچا بچھا

یا گیا۔ (یہ رسول اکرم سے درجہ میں بلند ہونے کی بڑ ماری ہے)

حقیقت الوحی۔ اگر (اے مرزا قادیانی) میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمان کو پیدا نہ کرتا

(سچ تو ہے۔ آسمان کیسے پیدا ہوسکتا ہے۔ وہ تو مرزا صاحب قادیانی نے بنایا ہے۔ یہ بھی احمدیت میں شرک فی النبوت ہے)

حقیقت الوحی: اے سردار تو خدا کا مرسل ہے راہ راست پر

(خاتم الرسل کے بعد رسول چہ معنے)

قبلہ اسلامی: مسجد حرام

وا تخذوا من مقام ابراھیم مصلّی۔

جس وقت ہم نے تمام جہان کے لوگوں کو حکم دیا کہ مقام ابراہیم میں نماز پڑھا کرو، اور اس کو بیت اللہ و قبلہ تمام مسجدوں کا قرار دیا۔ اور تا حال اسی پر عمل درآمد ہے۔

قادیانی (احمدی) قبلہ

حقیقت الوحی: صفحہ ۸۸: ابراہیم کے مقام سے عبادت کی جگہ ہم نے اس مقام کو قادیان کے قریب اتارا ہے

(بیت اللہ کے قریب جو مقام ابراہیم کا ہے اسے خدا نے مرزا کی خاطر قادیان میں بدل دیا) قادیان احمدیوں کا ایسا ہی مرجع ہے جیسا کہ مسلمانوں میں بیت اللہ شریف لہذا خود مرزا بھی بیت اللہ شریف نہ گئے)

حفاظت قرآن فی الاسلام

نحن نزّلنا الذکر و انّا لہ لحافظون۔

ہم نے قرآن کریم کو اتارا ہے اور ہم خود ہی اس کی حفاظت کے ذمہدار ہیں، تاکہ کوئی شخص اس میں تحریف نہ کر سکے۔

خداوند تعالی قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ اس آیت میں خود لیتا ہے اور اس کو آسمان سے اتارنے کا بھی دعوی خود کرتا ہے۔

نزول و حفاظت قرآن کے متعلق قادیانی عقیدہ

ازالہ اوہام صفحہ ۷۲۱ تا ۷۲۵: قرآن زمین پر سے اٹھ گیا۔ میں قرآن کو آسمان پر سے

لایا ہوں۔

کیا مرزا صاحب کی تصانیف قرآن ہیں یا احمدیوں کا علیحدہ قرآن ہے جو مرزا صاحب آسمان سے لائے ہیں۔ دنیا نے اس کا کوئی نسخہ آج تک نہیں دیکھا۔ کیا وہ احمدی ہونے پر ہی دکھایا جاتا ہے۔

ایم اے سعید۔ زبدۃ الحکماء لاہور

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ جنوری ۱۹۱۵ء ص۳۔۴)

قادیان اور علی پور

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

پنجاب میں دو مقام پیروں کہ جگہ ہیں۔ایک قادیان دوسرے علی پور ضلع سیالکوٹ۔ ان دونوں میں کئی ایک وجہ سے مناسبت اور مشابہت ہے۔ پہلے میں ہمارے ملک کے مشہور مصنف جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رہا کرتے تھے۔ دوسرے میں جناب پیر حافظ جماعت علی صاحب رہتے ہیں۔ ان دونوں بزرگوں کے کمالات کو تو ہم جان نہیں سکتے کیوں کہ ہمیں ان کی صحبت کا لطف حاصل نہیں مگر ان کے اور ان کے مریدونگے ملفوظات جو ہم تک پہنچتے ہیں ان کو سن کر ہر ایک واقف حال ہماری رائے سے متفق ہوگا کہ ان دونوں بزرگوں میں بہت کچھ مناسبت ہے۔

مرزا صاحب قادیانی نے لوگوں کو اپنے حلقۂ ارادت میں داخل کرنے کے لئے ایک ڈپلوما (تمغہ) ایجاد کر رکھا تھا جو یہ ہے:

جو کوئی میرے بیعت میں داخل ہوگا وہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں داخل ہوجائیگا۔ (خطبہ الہامیہ)

اسی طرح حافظ جماعت علی صاحب بھی اپنے سامنے سنا کرتے ہیں جو مرید اُن کو سناتے ہیں۔

عدو جن کے دارین میں روسیاہ ہیں
مریدوں کے بخشے گئے سب گناہ ہیں

نظر سے ہوئے جن کے لاکھوں ولی ہیں
وہ قطب زماں شاہ جماعت علی ہیں

مرزا صاحب اپنے مریدوں سے سنا کرتے تھے۔

سب اولیاء سے افضل بعض انبیاء سے بہتر
یہ مصطفےٰ (مرزا) ہمارا یہ دلربا ہمارا

حافظ جماعت علی صاحب اس سے زیادہ اپنے مریدوں سے سنا کرتے ہیں۔

تو وہ مسیح نفس ہے کہ قُم اگر کہدے
رہے نہ گور میں مردے کو عذر بے جانی

ہم نے یہ سمجھا تھا کہ یہ مناسبت (خودستائی سننے کی) مرزا صاحب کی ذات خاص سے تھی اُن کے بعد نہ اُن جیسا کوئی ہوگا نہ ایسی تعریفات سنے گا، مگر افسوس ہمارا خیال غلط ثابت ہوا۔

گذشتہ دسمبر کے اخیر میں جو جلسہ قادیان میں ہوا۔ اُس کی رپورٹ قادیان کے اخبار الفضل کے (۵ر جنوری ۱۹۱۵ء) ذریعہ شائع ہوئی ہے اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح اور امور مرزا صاحب کے جانشین کو وراثت میں ملے ہیں یہ (خودستائی کی شنوائی) بھی ملی ہے۔ تمام جلسہ میں خوب آپ کی مدح سرائی ہوئی اور قادیانی خلیفہ ثانی نے اپنی تعریفات کو خوب دل لگا کر سُنا۔ قادیان کے جلسہ میں ایک شاعر یوں گویا ہوتا ہے:

اے مسیحا کے خلیفہ پیارے مرزا کے رشید
مہدیٔ صاحبقراں موعود عیسےٰ کے رشید
والا نشان کے نام لیوا کے رشید
میرے آقا کے رشید اور میرے مولا کے رشید
رنگِ سلطان القلم ہے آپ کی تحریر میں
ہے ایک اعجاز مسیحا آپ کی تقریر میں
آپ کے چہرہ سے ہے نجمِ سعادت آشکار
آپ کے روئے مبارک سے نجابت آشکار

خال وخط سے آپ کے نقشِ ولایت آشکار
تیوروں سے آپ کے نور نبوت آشکار
آپ کی آنکھوں کو حق بینی کا آئینہ کہیں
سینۂ صافی کو زیبا ہے کہ بے کینہ کہیں
موجزن ہے آپ کے سینہ میں دریائے علوم
آپ کے دل میں نہاں لولوئے لالائے علوم
آپ دارائے معانی اور دانائے علوم
آپ ہیں عرفان حق کے درس فرمائے علوم
آپ نے دیکھی ہیں آنکھیں پیارے نورالدین کی پائی
ہے تعلیم اُن سے دنیا کے آئین کی
مرنے والا جانتا تھا علم قرآں کے رموز
ان کو ازبر تھے کلامِ پاک سبحاں کے رموز
دل میں کرنے والے گھر وہ خطِ جاناں کے رموز
آہ وہ دیں کے اشارات اور ایماں کے رموز
ان کی میراث آگئی ہے آپ کی تقسیم میں
یہ وہی گنج نہاں ہے آپ کی تعلیم میں
نورِ دیں بھی آپ ہیں نورِ نبی بھی آپ ہیں
ایسے نازک وقت میں مردِ جری بھی آپ ہیں
المعی ولوذعی ومغتنی بھی آپ ہیں
آپ ہیں حق کے ولی مرد سخی بھی آپ ہیں
آپ ہیں وہ جن کی آمد کی دعا کرتے تھے ہم
بھیج دے ہاں بھیج دے کی التجا کرتے تھے ہم

ایک صاحب اٹھے انہوں نے میاں محمود خلف مرزا قادیانی حال خلیفہ ثانی کو آیت عسیٰ ان یبعثك ربك مقاما محمودا کا مصداق بنایا۔ (الفضل ۲۷ دسمبر، صفحہ ۶) پھر اسی پر بس نہیں بلکہ مولانا حالی مرحوم کے قول کا پورا نقشہ تھا جو فرماتے ہیں۔

عقائد میں حضرت کا ہم داستاں ہو
ہر اک اصل میں فرع میں ہمزباں ہو
مریدوں کا اُن بڑا مدح خواں ہو
حریفوں سے اُن کے بہت بدگماں ہو
جو ایسا نہیں تو مردودِ دیں ہے
بزرگوں سے ملنے کے قابل نہیں ہے

ٹھیک اسی طرح خلیفہ کے مداحوں نے صرف مدح خوانی پر قناعت نہ کی بلکہ حریفوں (لاہوری پارٹی) کو بھی ساتھ ساتھ کوستے گئے۔ چنانچہ ایک دو بند اُن کے متعلق یہ ہیں:

بات کہہ دینا لگا کر اپنی عادت میں نہیں
چوٹ کرنا چھیڑنا ناحق طبیعت میں نہیں
دیکھ کر مکر وہ چپ رہنا بھی فطرت میں نہیں
یہ جو کہتے ہیں خلافت الوصیت میں نہیں
ایک جماعت اور خلیفہ دو، یہ نقشہ خوب ہے
اک نیام اُس میں دو تلواریں، یہ حربہ خوب ہے
جب خلافت ہی سرے سے الوصیت میں نہ تھی
یا کہو اس کی ضرورت احمدیت میں نہ تھی
شرط وحدت اور اخوت کی جماعت میں نہ تھی
یا جماعت ضرورت ایسی صورت میں نہ تھی
کوئی پوچھے کیوں بنائے دوخلیفے نام کے
ہے غضب کی بات بندے ہوگئے اوہام کے
قادیاں میں بیٹھ کر لڑتے جھگڑتے کچھ نہ تھا
رہ کے دارالامن میں بنتے بگڑتے کچھ نہ تھا
بحث کرتے رائے دیتے اور لڑتے کچھ نہ تھا
اختلاف رائے کی صورت میں اڑتے کچھ نہ تھا

اب جو بھانڈا پھوڑ کر ہو بیٹھے ہو ہم سے جدا
اب بھی کچھ بگڑا نہیں آجاؤ از بہرِ خدا

ایک اور صاحب اس سے بھی تیز بولے:

پھلا پھولا ہے گلزار محمد
بہارِ بے خزاں یہ گلستاں ہے
ذرا دیکھو تو حالت دوسروں کی
عجب کج رو ہے جو پیر و جواں ہے
تعلق چھوڑ بیٹھے قادیاں سے
یہی سوچو تو کارِ عاقلاں ہے
تکبّر لے گیا اُن کی بصارت
حسد رگ رگ میں اُن کی میہماں ہے
بڑائی نے اُنہیں چھوٹا بنایا
نہ وہ عظمت نہ اب وہ عزوشاں ہے
وہ آپس میں بھی تو یکدل نہیں ہیں
بڑی ہی کشمکش میں اُن کی جاں ہے

(الفضل قادیان ۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۱۴ء)

لاہوری پارٹی میں ایک بزرگ مولوی محمد علی صاحب ایم اے ہیں جن کی بہت سے لوگ عزت کرتے ہیں اور وہ کئی وجوہ سے عزت کے مستحق بھی ہیں۔ ابھی کل تک مرزا صاحب اور ان کے تمام مرید اُن کی عزت اُن کے علم و فضل پر فخر کیا کرتے تھے مگر آج جو وہ خلیفہ ثانی کی بیعت سے منحرف ہیں تو چلتے چلتے اُن کی نسبت بھی ایک صاحب نے چند فقرے جھاڑ دیئے کہ

مولوی محمد علی صاحب عربی کے عالم نہیں ایک صرف ونحو کی کتاب پڑھنی شروع کی تھی مگر طبیعت تیز تھی اس لئے حضرت مولوی (نورالدین) صاحب سے بگڑ کر ایک دن پھینک آئے اور پھر نہ پڑھی۔ (الفضل ۳۱ر دسمبر ۱۹۱۴ء، صفحہ ۶)

لطف یہ کہ ایسا کہنے والا بھی کوئی عربی کا نہ فاضل ہے نہ عالم بلکہ مفت کا مفتی۔

یہ تو معمولی اشارے ہیں۔ اخبار نور قادیان سے معلوم ہوتا ہے کہ خوب جی کھول کر دوسری پارٹی کو کوسا گیا ہے اسی لئے تو نور کا ایڈیٹر بہت سے عذرات کر کے لکھتا ہے:

میں جلسہ (قادیان) کے ناظموں کی خدمت میں کمال ادب اور دلیری سے یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ اپنے سالانہ اجتماع میں بلا وجہ اور بلا سبب زید کی نسبت بکر کو ترجیح دینا اور کالے اور گورے کی تفریق کو روا رکھنا کیا یہ اسلامی شیوہ ہے؟ کیا انصاف اسی کا نام ہے۔ کیا اخلاق علوی اور کریم النفسی اسی کو کہتے ہیں؟ اور پھر جب بفضل ایزدی ان کا کام اور تبلیغی جوش ہر کہ و مہ میں ہر دلعزیزی اور قبولیت حاصل کر رہا ہو۔ اور غیر احمدیوں تک اُنہیں اسلام کے لئے مفید اور بفضل ایزدی کامیاب واعظ سمجھ کر بلاتے ہوں اور پھر اُنکے لیکچر بلحاظ کامیابی اور قابلیت کے غیر احمدی واعظین پر خاص فوقیت حاصل کر چکے ہوں۔ اور عوام الناس پر احمدیت کا دبدبہ اور شوکت بٹھلانے میں بفضل ایزدی ہر طرح کامیاب ثابت ہو چکے ہوں اور جہاں جہاں لیکچر ہوئے وہاں وہاں بفضل ایزدی کچھ نہ کچھ احمدیوں کا اضافہ بھی ہوا ہو۔ اور غیر احمدیوں تک اُنہیں کارآمد اور مفید واعظ جان کر اپنے پلیٹ فارم کی زینت قرار دیں۔ مگر آپ لوگوں کا طرز عمل اس کے بالکل برعکس اور منافی ہو تو کیا اس کا یہ نتیجہ نہیں کہ آپ لوگ انہیں عمداً حصول ثواب سے دور رکھنا چاہتے ہیں تو کیا یہ بخل کبھی اُن لوگوں کے لئے جنہیں آپ بخل کا شکار بنانا چاہتے ہیں باعث حصول ثواب ہوسکتا ہے۔ خدا کو حاضر ناظر جان کر اس کا جواب دیں۔

(نور۔۲ جنوری ۱۹۱۵ء)

ایک ضروری سوال: ان واقعات کو پیش کر کے لاہوری پارٹی سے ہم ایک سوال کرتے ہیں امید ہے وہ غور سے اس کا جواب دیگی۔ کچھ شک نہیں کہ اسلام ہاں الٰہی اسلام بہت بڑی وسیع الظرفی سکھاتا ہے اور معمولی معمولی کاوشوں کو خصوصا مذہبی اور دینی کاموں میں دخیل ہونے نہیں دیتا۔ مسیح موعود یا مجدد امت کو اُنہی اخلاق فاضلہ کے سکھانے کے لئے آنا تھا جو نبوت محمد علیہ الصلوٰۃ والتحیہ سے مسلمانوں کو پہنچے تھے اور وہ بوجہ اپنی غفلت کے اُن کو بھول چکے تھے۔ قاعدہ کلیہ ''درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا

ہے'' صحیح ہے اور ضرور صحیح ہے تو جناب مرزا صاحب کی صحبت کے تربیت یافتہ اصحاب کو دیکھنا چاہئے کہ اسلامی وسیع الظرفی اُن میں کہاں تک ہے۔ یہی کہ ایک معمولی سی اختلاف پر اپنے جان نثار بھائیوں کو دھتکار رہے ہیں۔ کون بھائی جو کل تک ساری جماعت کے مایۂ ناز اور باعث افتخار تھے۔ اس تنگ مزاجی یا خودغرضی سے کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جناب مرزا صاحب کا پھل اپنے درخت کی حقیقت سے اطلاع دیتا ہے اور صاف بتلاتا ہے۔

ترا دیدہ ویوسف را شنیدہ
شنیدہ کے بود مانند دیدہ

اہل دل کے غور کرنے کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ وہ موعود وہ مسعود جس کی بابت خدا اور رسول اتنی تاکیدی پیشگوئی کریں کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم وامامکم منکم اُس کی ساری زندگی کا اثر صحبت یہ ہو جو قادیان میں ہمیں نظر آرہا ہے جس کی نسبت وہ خود بھی یہ رائے دے۔ کہ میری جماعت کے اکثر لوگوں میں للّٰہیت پیدا نہیں ہوئی وہ ایسے متکبر اور خودغرض ہیں کہ ایک دوسرے کو بھیڑیوں کی طرح کاٹتے ہیں وغیرہ (اشتہار ملحقہ برسالہ شہادہ القرآن) اگر وہ موعود مصلح امت یہی ہے اور اس کی صحبت کا اثر اور آنے کا نتیجہ یہی ہے تو کہنا پڑیگا کہ ''کوہ کندن وکاہ برآوردن'' کا مصداق ہے۔ انا للّٰہ۔ فتفکروا یا اولی الالباب لعلکم تفلحون.

یہ سب بحث اُس صورت پر ہے جو مرزا صاحب قادیانی نے اپنے عہدے اور دعوے ظاہر کئے کہ میں مسیح موعود اور مہدی مسعود ہوں اس لئے اُن کی معرفت کے لئے ان دونوں عہدوں کے اثرات کو دیکھنا پڑا۔ بعض مرزائی دھوکہ دیتے ہیں یا خود دھوکہ میں ہیں جو کہہ دیا کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب بھی اور مجددوں کی طرح ایک مجدد تھے اوروں سے درباره ان سے کیوں مطالبہ کیا جاتا ہے۔ یہ ایک دھوکہ ہے۔ مرزا صاحب مجدد بصورت خاصہ یعنی بشکل مسیح موعود اور مہدی مسعود تھے اُن کا دعویٰ تھا

میرے بعد کوئی ولی نہیں ہوگا سوائے اُس کے جو میرا تابعدار ہو۔ (خطبہ الہامیہ)

اس لئے اُن کو معمولی مجدد کہنا اُن کی توہین ہے یا دفع الوقتی۔ بلکہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کے مدعی تھے جو معمولی مجدد سے برتر ہے اس لئے اُن کے اثرات میں

مسیحیت اور مہدویت کا اثر دیکھا جاویگا۔ آہ اگر وہ اثر ہوتا تو ہم پنجابیوں کو سب دنیا پر فخر نہوتا؟ برخلاف اس کے آج ہم سب ملکوں میں جوابدہ بنتے ہیں۔ گذشتہ دسمبر میں گورکھپور جلسہ تھا۔ مولوی ابراہیم دہلوی نے اثنا تقریر میں فرمایا کہ بھائیو! پنجاب ایک ملک ہے جہاں بہت سے نبی پیدا ہوتے ہیں۔ میں نے یہ سن کر دل میں کہا۔ سچ ہے۔

نمے بینی کہ گاوے در علف زار

بیا لاید ہمہ گاوانِ دہ را

(ہفت روزہ اہل حدیث جلد۱۲۔ نمبر۱۲۔ مورخہ ۵ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ مطابق ۲۲ جنوری ۱۹۱۵ء ص:۱-۳)

خواجہ کمال الدین کا چیلنج منظور

جناب ایڈیٹر صاحب تسلیم! مہربانی فرما کر مندرجہ ذیل سطور اپنے اخبار میں بہت جلد چھاپ کر ممنون فرمائیں۔ اکمل قادیان

۱۳ر جنوری کے اخبار زمیندار میں چھپا ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے صاحبزادہ (مرزا محمود احمد) کو امور متنازعہ فیہا میں قرآن وحدیث وتحریرات جناب مرزا صاحب مرحوم کی بنا پر اپنے ساتھ فیصلہ کرنے کی دعوت کی۔

جماعت احمدیہ کے موجودہ امام حضرت صاحبزادہ صاحب اس چیلنج کو منظور کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب ومولوی محمد علی صاحب اس مناظرہ کے لئے قادیان تشریف لائیں تو تمام اخراجات ہمارے ذمہ۔ اور اگر اُن کی نظر میں دارالامان دارالفساد ہے تو خلیفہ وقت کا وہی مقرر کردہ مناظر پیغام بلڈنگس لاہور میں تاریخ مقرر پر پہنچ جائے گا۔ (ایڈیٹر الفضل قادیان)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

یہ مناظرہ بڑا پُر لطف اور دونوں جماعتوں میں فیصلہ کن ہوگا۔ امید ہے جس طرح ہم غیر احمدیوں سے اشاعت کا کام لیا ہے شرکت کا موقع بھی دیا جائیگا۔ لاہور بہت موزوں ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث جلد۱۲۔ نمبر۱۲۔ مورخہ ۵ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ مطابق ۲۲ جنوری ۱۹۱۵ء ص:۴-۵)

اٹلی میں صداقت مرزا

گذشتہ ہفتے اٹلی میں سخت زلزلہ آیا جس سے ہزاروں آدمی ہلاک اور تباہ ہوئے خدا جانے کن اسباب سے آیا اور مصلحت خداوندی کیا تھی مگر ہمیں خیال ہوا کہ آج ہماری پنجابی نبی مرزا صاحب قادیانی ہوتے تو اس موقع سے اپنا فائدہ نکالتے ہم اسی خیال میں تھے کہ مرزائیوں کے دونوں پارٹیوں نے ہمارا خیال سچ کر دیا۔ دونوں نے بالاتفاق شائع کیا کہ حضرت مرزا صاحب نے پہلے ہی سے کہہ دیا تھا:

دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہونگی۔

اب جو آنکھ رکھتا ہے دیکھے اور جو دل رکھتا ہے غور کرے اور جو دماغ رکھتا ہے سوچے۔ اور معلوم کرے کہ کس طرح خدائے قدوس اپنے فرستادہ (مرزا غلام احمد قادیانی) کی صداقت کا اظہار کر رہا ہے۔ (ریویو آف ریلی جنز، جنوری ۱۹۱۵ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

کیسی صاف پیشگوئی ہے کہ زلزلے آوینگے اور قیامت کا نمونہ ہوگا۔ کوئی پوچھے۔ کہ آپ ہی ہیں جو حضرت مسیح علیہ السلام کی اس قسم کی پیشگوئیوں پر ہنسی اڑاتے تھے کہ یہ کیا پیشگوئی ہے کہ زلزلے آوینگے یہ ہوگا وہ ہوگا۔ آپ کی یہہ پیشگوئی بھی تو اُسی قسم کی ہے جس میں نہ تعیین زمان ہے نہ تعیین مکان۔ بلکہ بالکل اس شعر کی مصداق ؎

مجھ کو محروم نہ کر وصل سے او شوخ مزاج
بات وہ کہہ کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں

ہم حیران ہیں اگر مرزا صاحب کی قوت روحانی ایسی تھی کہ اٹلی کا زلزلہ بھی اُن کی قوت قدسیہ سے نہ بچ سکا تو جو امور اُنہوں نے ذات خاص کے لئے معیار صداقت قرار دیئے تھے اُن میں کیوں غلطی ہوئی۔ کیا وہ واقعات لوگوں کو یاد نہیں بھولے ہوں تو ہم بتلاتے ہیں:

آسمانی منکوحہ نکاح میں آئیگی، ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی مجھ سے پہلے مرینگے، ثناء اللہ

اور مرزا میں مقابلہ کی بردبازی ہے جو پہلے مریگا وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہوگا وغیرہ۔
اسی لئے تو کہا جاتا ہے:

کوئی بھی کام مسیحا ترا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے ترا آنا جانا

(اہل حدیث جلد ۱۲۔ نمبر ۱۴۔ مورخہ ۱۹/ربیع الاول ۱۳۳۳ھ مطابق ۵/فروری ۱۹۱۵ء ص:۳-۴)

باہمی اختلاف

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی مشن کی دونوں پارٹیوں (لاہوری اور قادیانی) میں عرصہ تک آتش جنگ مشتعل رہ کر کچھ دنوں کے لئے دب گئی تھی مگر جونہی دونوں پارٹیوں کے جلسے اخیر دسمبر میں ہوئے۔ پھر آگ بھڑکی اور زور سے بھڑکی۔ آج کل دونوں میں دو امر مختلف فیہ باعث جنگ وجدل ہیں۔

(بقول قادیانی پارٹی) لاہوری پارٹی نے مشہور کیا اور ثبوت دینے کا دعویٰ کیا کہ موجودہ خلیفہ قادیان میاں محمود احمد (خلف مرزا صاحب) نے گورنمنٹ کو خط لکھا کہ مجھے خلیفۃ المسلمین مسلمانوں سے منوایا جائے تو میں گورنمنٹ کی بہت سی خدمت کروں جس کے متعلق گورنمنٹ نے روکھا جواب دیا کہ سرکار مذہبی امور میں دخل نہیں دے سکتی۔

قادیانی خلیفہ نے اس کا جواب دیا ہے۔ اور بڑی سختی سے انکار کیا ہے کہ یہ خط میں نے نہیں لکھا بلکہ لاہوری پارٹی کا افترا ہے۔

ہم نہیں کہہ سکتے اصلیت کیا ہے۔ لیکن بعض ایسے اشخاص کے نام بھی اس روایت کے راویوں میں لئے گئے جن کو ہم باوجود اختلاف راء کے راست باز صادق القول جانتے ہیں۔ خدا معلوم کچھ غلط فہمی ہوئی ہے یا اس کی کچھ اصلیت بھی ہے۔ بہرحال اس کا ثبوت دینا لاہوری پارٹی کا کام ہے ا(ان لوگوں نے اس افترا سے انکار کر کے الٹا خلیفہ قادیانی پر الزام لگائے ہیں اور کئی ایک لطیف سوال بھی کئے ہیں جو حسب موقع شائد ذکر ہو) البتہ ہم عام طور پر اتنا کہہ سکتے ہیں کہ بغیر کئے کسی کام کے الزام لگانا جائز نہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

انّ الّذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتاناً واثما مبینا (جو لوگ بغیر بُرا کام کئے کسی کو بذریعہ بہتان اور الزام کے تکلیف دیتے ہیں وہ سخت گناہ کے مرتکب اور متحمل ہوتے ہیں)

دوسرا امر جو آج کل ایک دوسرے کے لئے موجب طعن و تشنیع ہو رہا ہے وہ کتاب عسل مصفیٰ مصنفہ مرزا خدا بخش ہے۔ یہ کتاب مرزا صاحب آنجہانی کے زمانے کی تصنیف ہے نہایت ہی معمولی اور بیکار۔ مگر مرزا صاحب اور مولوی نورالدین کی پسندیدہ اب جو دوبارہ چھپوائی گئی تو قادیان کے اخبار الفضل میں اعلان ہوا کہ عسل مصفیٰ کو کوئی شخص نہ خریدے۔ خدا معلوم مرزا خدا بخش سے کوئی رنج ہے ورنہ کتاب تو وہی ہے جو زمانہ سابق میں شائع ہو چکی ہے۔ اس پر لاہوری پارٹی کو بہت رنج ہوا۔ اُنہوں نے بڑا طعن آمیز ایک مضمون لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میاں محمود نے اس لئے ممانعت کا اعلان کیا ہے کہ اُس کی اپنی کتب فروشی میں خلل نہ آئے۔ ہم نہیں کہہ سکتے یہ گمان کہاں تک صحیح ہے۔

گذشتہ پرچوں میں جو فریقین میں مباحثہ کی دعوت اور قبول دعوت کے مضامین نکلے تھے۔ اُن کا انجام خاموشی رہا۔ ورنہ کوئی صورت شائد ملاپ کی نکل آتی۔

ہم عرصہ سے اس امر پر غور کرتے ہیں اور بعض مرزائیوں سے سوال بھی کئے ہیں کہ کوئی صورت ان دونوں پارٹیوں کے ملاپ کی بھی ہے۔ خواجہ کمال الدین صاحب کا ایک زریں اصول ہے۔ اہل حدیث جس کا بہت عرصہ سے پابند ہے کہ مشترک کاموں میں ملجانا چاہئے۔ غالباً یہ اصول ہر ایک دانا کا پسندیدہ ہے اس لئے ہم ایک صورت ان دونوں پارٹیوں کے اتفاق کی بتلاتے ہیں۔ امید ہے اُس کی ظاہری کڑواہٹ پر نظر نکر کے اُس کی باطنی خوبیوں کے اعتبار سے منظور کرینگے۔

قاعدہ کی بات ہے کہ باہمی رقابت اور مخالفت مشترک دشمن کے سامنے مٹ جاتی ہے جس کی زندہ مثال روس، فرانس اور انگلستان موجود ہے جو مشترک دشمن (جرمنی) کے سامنے یکجان دوقالب بن رہے ہیں۔ اسی طرح ہم ان دونوں پارٹیوں کے مشترک دشمن ہیں اور آج ان دونوں کو **مباحثہ کا چیلنج** دیتے ہیں کہ تم لوگ آپس میں ایک فرعی امر پر کیا مباحثہ کرتے ہو کہ مرزا صاحب مسیح موعود نے یہ کہا تھا یا وہ کہا تھا پہلے

ہم سے تو نمٹ لو۔ ہم تو کہتے ہیں وہ مسیح موعود ہی نہ تھے اُن کے اس قسم کے سارے دعوے غلط تھے۔ آؤ ہم سے اس دعویٰ کا ثبوت لینے اور اس دعویٰ کا ثبوت دینے کو ہمیں احمدیہ بلڈنگس لاہور میں بلالو اور خود دونوں پارٹیاں کلکتہ، دہلی، قادیان، لاہور، پشاور تک متفق ہو جاؤ۔ ہم خدا کی ذات پر بھروسہ کر کے کہتے ہیں ہم تم سب پر فتحیاب ہونگے اور ضرور ہونگے۔ ہمت ہے تو آؤ ولن تفعلوا فاتقوا النار۔

ناظرین! غور کیجئے کیا ہی معقول صورت ہے۔ احمدیہ کی اشاعت کا بھی معقول ذریعہ ہے اور باہمی مصالحت کا اچھا طریقہ۔ قادیانی مشن کے بھلے دن ہوں تو اس تجویز کو منظور کرلیں گے ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ ہمارے لئے تو رامپور، قادیان اور لدھیانہ کی فتوحات کافی ہیں۔

(اہلحدیث امرتسر جلد ۱۲۔ نمبر ۱۶۔ مورخہ ۴ ربیع الثانی ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹ فروری ۱۹۱۵ء ص ۵)

ایک سوال

جناب مولانا السلام علیکم۔

میں پشاور گیا تھا وہاں مولوی غلام حسن رجسٹرار مرزائی سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے ایک تقریر کی جس کا مطلب یہ تھا کہ آں حضرت ﷺ کے بعد نبوت غیر تشریعی ہوسکتی ہے (غیر تشریعی نبی سے مراد قادیانی اصطلاح میں وہ نبی ہے جو صاحب وحی والہام ہو مگر احکام مستقل اور جدید نہ بتلاوے بلکہ اپنے سے سابقہ نبی کے ماتحت ہو۔ ایڈیٹر) اس دعویٰ پر اُنہوں نے یہ آیت پڑھی فلایظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول۔

اس کے متعلق اُنہوں نے یہ کہا کہ اہل سنت اس بات کے قائل ہیں کہ اولیاء اللہ کو بھی اطلاع علی الغیب ہوتی ہے، حالانکہ آیت موصوفہ میں اطلاع علی الغیب صرف رسولوں کے لئے ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ بھی رسول ہیں مگر غیر تشریعی۔

دوسری آیت انہوں نے یہ پڑھی یا بنی آدم اما یأتینکم رسل منکم۔

یہ آیت بھی صاف دلالت کرتی ہے کہ بعد آنحضرت کے نبوت غیر تشریعی جاری ہے کیوں کہ یأتین صیغہ مضارع کا ہے۔ امید ہے اس کے جواب سے خورسند

فرماوینگے۔ (صاحبزادہ عبدالحق خریدار ۳۵۶۵)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ جواباً لکھتے ہیں:

اہل سنت اولیاء اللہ کے الہامات کے قائل ہیں مگر اس تشریح کے ساتھ کہ ثبوت احکام میں ''بجوئے نارزد'' یعنی حضرات انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم کی اطلاع علی الغیب حجت شرعی ہے اسی لئے وہ مثبت احکام شرعیہ ہے مگر اولیاء اللہ کے الہام اور اطلاع علی الغیب کو یہ درجہ حاصل نہیں اسی لئے پہلے کا منکر کافر ہے دوسری کا نہیں۔ لہٰذا اولیاء اللہ کو غیر تشریعی نبی کہنا اہل سنت کے مذہب پر صحیح نہیں نہ اہل اسلام کے کسی فرقے کے مذہب پر جائز۔ ہاں قادیانی اصطلاح جدید ہوتو لا مشاحة في الاصطلاح مگر اس پر سوال یہ پیدا ہوگا کہ قادیانی اصطلاح میں اولیاء اللہ اگر غیر تشریعی نبی ہیں تو اُن کا انکار مثل انکار انبیاء کے کفر نہیں ہونا چاہئے حالانکہ یہ لوگ (باستثناء لاہوری پارٹی) مرزا صاحب کے منکروں کو کافر کہتے ہیں اور مرزا صاحب خود بھی کہتے تھے۔ ملاحظہ ہو اشتہار ''معیار الاخیار''۔

مدعا یہ کہ حضرات انبیاء کا غیب قطعی ہے۔ اور اولیاء کا غیب غیر قطعی ہے جو نبوت کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا اس لئے وہ نبی نہیں نہ تشریعی نہ غیر تشریعی۔

دوسری آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت بنی آدم کو اطلاع دی تھی جب حضرت آدم کی توبہ قبول کر کے فرمایا تھا۔ امّا يأتينّكم منّي هدى اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آوے تو جو اُس کو مانیگا نجات پاویگا جو انکار کریگا دوزخ میں جائیگا۔ اس وقت چونکہ سلسلہ نبوت ورسالت جاری تھا اس لئے کوئی اعتراض نہ تھا لیکن جب نص قطعی مسلمہ فریقین ولكن رسول الله وخاتم النّبين آگئی تو اس آیت کا استقبال ختم ہوگیا۔

دوسرا جواب اس کا منطقی طریق پر ہے کہ قضیہ شرطیہ میں مقدم کا امکان بھی ضروری نہیں بلکہ اُس میں صدق وکذب دونوں (مقدم-ثانی) معارفت پر ہوتا ہے جیسے قرآن مجید میں بھی ارشاد ہے:

قل ان كان للرحمن ولد فأنا اول العابدين

(تو کہہ اگر خدا کی اولاد ہوتو میں سب سے پہلے اُس کی عبادت کروں)

اس قاعدہ سے آیت موصوفہ کا مطلب بالکل صاف ہے۔ آیت کے الفاظ یہ ہیں:

یابنی آدم اما یأتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیاتی فمن اتقی واصلح فلا خوف علیهم ولاهم یحزنون (پ۸، ع۱۱)

(اے آدم کی اولاد اگر تمہارے پاس رسول آویں جو تم کو میرے احکام سناویں تو جو کوئی اُن احکام کے مطابق پرہیزگاری کرے گا اور صالح بنے گا اُس پر نہ خوف ہوگا نہ وہ غمناک ہوگا)۔

اس آیت میں بھی جملہ شرطیہ ہے جس کا پہلا حصہ قل ان کان للرحمن ولد کی طرح محال ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ للرحمن ولد محال بالذات ہے۔ اور نبوت بعد رسالت محمدیہ محال بالغیر ہے کیوں کہ آیت کریمہ ولکن رسول الله وخاتم النبیین میں جملہ خبریہ ہے جس کی صداقت ضروری ہے جو نبوت بعدیہ کی نفی تام کرتی ہے۔

یہ تقریر گو علمی ہونے کی وجہ سے عام فہم نہیں لیکن غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے بہت مفید ہے امید ہے ذی علم اس سے مستفید ہونگے۔

ہمارا اپنا خیال: بقول ؎

مجھے تو ہے مرغوب مجنون کو لیلیٰ
نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

قادیانی مباحث میں میرا خیال ہی کچھ اور ہے۔ ہم کو نہ حیات مسیح کی بحث سے کچھ مطلب ہے نہ مرزا صاحب کی نبوت ورسالت سے بحث ہے۔ میرے سامنے سو دفعہ کہیں مسیح کی وفات ہے یا حیات۔ مرزا صاحب رسول تھے یا نبی۔ میں ان سب باتوں کو خاموشی سے سن کر کہا کرتا ہوں ؎

ہنر بنما اگر داری نہ جوہر
گل از خار ست ابراہیم از آذر

مرزا صاحب نبی ہیں (بہت خوب) ثبوت کیا؟ اُن کو الہام ہوتے ہیں (بہت خوب) آؤ اُن کے الہامات کی جانچ کریں۔ اگر انبیاء کے طریق پر صحیح ہیں تو علی الرأس والعین۔ اور اگر وہ مثل اضغاث احلام محض بازاری گپ ہیں تو بحث کا خاتمہ۔

ناظرین! کیا ہمارے طریق مباحثہ میں کوئی دھوکہ یا فریب ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس اگر یہ طریق صحیح ہے اور بیشک صحیح ہے تو سب سے پہلے ہم اُس پیشگوئی کو دیکھتے ہیں جو سچی

ہوتی تو آج یہ سطور نہ لکھی جاتیں۔ یعنی میری موت کے متعلق جو ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء کو شائع ہوئی تھی جس پر مرزا نے اپنا سارا دارومدار رکھا تھا جسکی تصدیق عملی طور پر لدھیانہ میں ہوئی کہ مباحثہ میں ہم کو مبلغ سہ صد مرزائیوں کی طرف سے انعام ملا تھا۔ فالحمد للہ۔

(اہل حدیث امرتسر جلد ۱۲۔ نمبر ۱۷۔ مورخہ ۱۱/ربیع الثانی ۱۳۳۳ھ مطابق ۲۶/فروری ۱۹۱۵ء ص: ۵-۶)

باہمی اختلاف

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

خدا کی شان جو گروہ دنیا کے اختلافات مٹانے کا مدعی تھا، اب خود اُس میں اس قدر اختلاف ہے کہ ملاپ مشکل بلکہ مشکل ترین ہو رہا ہے۔

قاعدۂ کلیہ ہے کہ مسائل کے اختلاف سے ذاتیات کا جھگڑا پیدا ہوجایا کرتا ہے اور ذاتیات سے افترایات اور الزامات کی ابتدا شروع ہوتی ہے۔ افسوس یہ فرقہ بھی جس نے ابھی ابھی ایک بڑے ریفارمر بڑے بڑے کاموں کے مدعی کی صحبت پائی تھی اس عام حالت سے نہ بچ سکا مسائل کا اختلاف ہوا مسائل سے ذاتیات تک پہنچے آخر یہاں تک آئے کہ ایک فریق دوسرے کو جھوٹا قرار دے کر لعنت کرتا ہے۔

آج کل ایک بڑا اہم ذاتیات کا جھگڑا اُن میں یہ پیش ہے

> ''لاہوری پارٹی نے مشہور کیا کہ موجودہ خلیفہ قادیان نے گورنمنٹ پنجاب میں درخواست دی اور ایک وفد بھیجا کہ مجھ کو خلیفۃ المسلمین منوایا جائے تو میں گورنمنٹ کا بہت سا کام کردوں گورنمنٹ نے معقول جواب دیا کہ سرکار کسی مذہبی کام میں دخیل نہیں ہوسکتی۔''

قادیانی پارٹی اس سے منکر ہے کہ ہم نے یہہ درخواست پیش نہیں کی۔ لاہوری پارٹی نے اپنے اخبار پیغام صلح ۱۱ فروری میں اس الزام کو چند جرحی سوالات کے ضمن میں ثابت کرنے کی کوشش کی جن کا جواب مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان نے ایک اشتہار کے ذریعہ دیا کہ یہ الزام مجھ پر کسی طرح نہیں لگ سکتا۔ میں نے اگر کسی حاکم کے ملنے کو اپنے خاص آدمیوں کا وفد بھیجا تو اُس کی نظیر میں مسیح موعود (مرزا صاحب قادیانی) کا

فعل بھی موجود ہے۔ انہوں نے بھی فلاں وقت ایسا کیا تھا بلکہ فنانشل کمشنر سے خود ملنے گئے تھے میں نے اگر کوئی خط لکھا تو اُس کا ثبوت بھی مرزا صاحب کے فعل سے ملتا ہے یہاں تک کہ مرزا صاحب کے خطوط لکھنے والے اور اس قسم کے سب کام کرنے والے یہی صاحب تھے جو آج میرے کاموں پر اعتراض کرتے ہیں وغیرہ۔

ہمارے خیال میں قادیانی پارٹی کی طرف سے ان الزامات کی تردید کافی ہوچکی ہے۔ بیشک مرزا صاحب کے اقوال وافعال کی پابندی میں قادیانی پارٹی حق پر ہے خاص اسی امر میں نہیں بلکہ جیسا کہ ہم بارہا لکھ چکے ہیں عموماً ہر ایک معاملہ میں بلحاظ پابندی اقوال وافعال مرزا خلف مرزا حق پر ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ بلحاظ تعلیم قرآن وحدیث حق پر نہ ہوں اور غالبا اس کی اُن کو پرواہ بھی نہیں۔

گو ہم کو بعض مرزائیوں نے بتلایا ہے کہ مصالحت مشکل بلکہ محال ہے۔ تاہم اس شدت مخاصمت میں کمی کرانے کے لیے جو تجویز ہمنے پیش کی تھی ہمیں افسوس ہے دونوں پارٹیوں میں سے کسی پارٹی نے اُس پر توجہ نہیں کی۔

ہم نے لکھا تھا کہ قانون قدرت ہے جب مشترک دشمن سامنے آجائے تو باہمی مخالفت اُٹھ جاتی یا کم ہوجاتی ہے جس کی مثال آج کل کی جنگ میں بھی ملتی ہے۔ پس ان دونوں پارٹیوں کی مخالفت کو جو مخاصمت تک پہنچ چکی ہے مٹانے یا کم سے کم کرنے کا طریقہ بجز اس کے کوئی نہیں کہ ہمارا چیلنج مناظرہ منظور کریں۔ اور دونوں مل کر ہمارے سامنے آویں۔ اُن میں تو اس بات کا جھگڑا ہے کہ مرزا صاحب نبی تھے یا نہیں تھے مگر اس بات پر دونوں کا اتفاق ہے کہ اپنے دعویٰ مسیحائی میں سچے تھے۔ ہم کہتے ہیں سرے سے وہ اپنے دعوی میں سچے نہ تھے اسلئے پہلے ہم سے نمٹیں نہ کہ آپس میں کٹ مریں۔

کیا ممکن ہے؟ کہ ہمارا چیلنج مناظرہ قبول کر کے لاہور میں میدان مباحثہ قائم کریں۔ مگر یہ شرط ضروری ہے کہ دونوں فریق جمع ہوں تا کہ ہماری غرض (دونوں میں مصالحت) بھی حاصل ہوسکے۔ کیا ایسا کرنے کا اُن کو حوصلہ ہوگا؟ رامپور اور لودہانہ سے آواز آتی ہے کہ نہیں آئندہ اللہ اعلم۔ لعل اللہ یحدث بعد ذلك امرا۔

(اہل حدیث امرتسر جلد ۱۲۔ نمبر ۱۸۔ مورخہ ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۳۳ھ مطابق ۵ مارچ ۱۹۱۵ء ص:۳-۴)

مناظرہ منظور

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار اہلحدیث امرتسر میں بارہا لکھا گیا اور آخری پرچہ ۵ مارچ میں بھی اظہار کیا گیا کہ قادیانی مشن میں جو اختلاف شدید پیدا ہو رہا ہے اُس کے دفع کرنے کی صورت یہ ہے کہ ہم سے مباحثہ ٹھیرالیں تاکہ ان دونوں پارٹیوں میں مصالحت ہو جائے۔ اس درخواست کی حکیمانہ تہہ کو نہ پہنچ کر قادیان کے اخبار الفضل نے ہم پر بدنیت معاند اور سخت ترین دشمن وغیرہ کا الزام لگایا ہے۔ جس کے جواب میں فقط اتنا کافی ہے

بدم گفتی وخرسندم عفاک اللہ نکو گفتی

مگر غنیمت ہے کہ الفضل نے اپنے مرشد، نبی اور رسول قادیانی سے بڑھ کر ہمت کی کہ ہمارے مناظرہ کی چیلنج (دعوت) کو قبول کیا۔ اخبار الفضل قادیان ۱۴ مارچ کی پرچے میں لکھتا ہے کہ یہ شرط مت لگاؤ کہ لاہوری پارٹی بھی شریک ہو۔ ہم بذات خود اپنے خیال کے ذمہ دار ہیں۔ جو تم لاہوری پارٹی کو شامل کرنے کی شرط لگاتے ہو یہ تمہارا فرار ہے، وغیرہ۔

ناظرین ۵ مارچ کا اہلحدیث اٹھا کر ملاحظہ کریں۔ ہم نے لاہوری پارٹی کی شرکت کو شرط نہیں کیا تھا بلکہ دونوں پارٹیوں میں مصالحت کی ایک صورت پیدا کی تھی کہ ہم سے مباحثہ چھیڑ دو تمہاری مصالحت ہو جائے گی۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی مشن کی نحوست کے ایام ابھی باقی ہیں۔ اسی لئے یہ لوگ اپنے اختلافات کو ختم نہیں کرنا چاہتے۔ اچھا ہم بھی بقول ''محتسب را درون خانہ چہ کار'' اس نزاع کو مٹانے سے خاموش رہ کر صرف قادیانی پارٹی سے بھی مباحثہ کرنا منظور کرتے ہیں۔ مباحثہ کی صورت کیا ہوگی ہم اپنے الفاظ میں نہیں لکھتے الفضل کے الفاظ کو نقل کر دیتے ہیں۔ الفضل لکھتا ہے:

''ہم نے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کو وہی مسیح یقین کیا ہے جس کا وعدہ آں حضرت ﷺ نے دیا تھا اور دلائل اور براہین کے ساتھ ہم نے اس دعوی کا مصداق صحیح حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کو پایا۔ پس ہم خدا کے

فضل وکرم سے اس پاک نام کے لئے ایک غیرت اور جوش رکھتے ہیں اور اس دعوی کے علیٰ منہاج نبوۃ ثبوت کے لئے بفضلہٖ ہروقت تیار ہیں اور مولوی ثناء اللہ صاحب کا چیلنج منظور کرتے ہیں۔'' (الفضل ۱۴؍مارچ ۱۹۱۵ء)

یہ ہے الفضل کا دعویٰ جس کے ثابت کرنے کا وہ ذمہ دار ہے۔ ہم بھی اسی کو قبول کرتے ہیں۔ الفضل اور اُس کی پارٹی کو اختیار ہے کہ مناظرانہ طریق سے اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں جس مقدمہ کو چاہیں ذکر کریں بحکم علم مناظرہ ہمارا حق ہوگا کہ ہم جس مقدمہ پر چاہیں اعتراض کریں۔

مدعی کا حق نہیں ہوتا کہ وہ فریق ثانی کو مجبور کرے کہ تم میرے فلاں مقدمہ دلیل پر اعتراض کرو۔ ایسا کرنے والا مدعی مناظر نہ ہوگا۔ بلکہ مجادل بلکہ فراری قرار پائیگا۔ پس ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہمارے مخاطب اپنے دعویٰ کا ثبوت اُسی طرح پیش کریں جس طرح وہ چاہتے ہیں کہ:

پہلے وفات حیات مسیح ابن مریم پر مباحثہ ہوگا پھر عدم رجوع موتی پر پھر مسیح ابن مریم کی آمد ثانی کی پیشگوئی نبوی اور اس کے مصداق حضرت مرزا غلام احمد کی صداقت پر۔'' (الفضل قادیان ۱۴؍مارچ، ۱۹۱۵ء صفحہ ۶)

بہت خوب! ہمیں منظور۔ مگر یاد رہے کہ اگر ایڈیٹر الفضل کو معلوم نہ ہو تو کسی اہل علم سے پوچھنے میں عار نہ کرے کہ یہ سب مباحث آپ کے اصل دعویٰ (مسیحیت مرزا) کے مقدمات ہیں نہ کہ اصل دعویٰ۔ پس صورت بحث آپ کی طرف سے یہ ہوگی کہ:

چونکہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکے ہیں اور فوت شدہ واپس نہیں آسکتے اس لئے مرزا صاحب اس پیشگوئی کے مصداق ہیں وغیرہ۔

اس طرز بیان میں اصل دعویٰ آپ کا مرزا کی بابت ہے اسلئے بحکم علم مناظرہ فریق مخالف کا حق ہوگا کہ آپ کی دلیل کے جس مقدمہ پر چاہے اعتراض کرے۔ امید ہے الفضل اپنے قول کی پابندی کرنے میں پورا اُتریگا اور ہمیں کہنے کا موقع نہ دیگا:

نہیں وہ قول کا پورا ہمیشہ قول دے دے کر
جو اُس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

(اہل حدیث امرتسر جلد ۱۲۔ نمبر ۲۱۔ مورخہ ۹ جمادی الاول ۱۳۳۳ھ مطابق ۲۶؍مارچ ۱۹۱۵ء۔ ص:۹)

مشترک کام میں شرکت

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر کے ناظرین اور میری تقریروں کے سامعین خوب جانتے ہیں کہ میں اس اصول کا سختی سے پابند ہوں کہ میرا کوئی کیسا ہی مخالف ہو مشترک کام میں میں نے اُس سے کسی مخالفت کا اظہار نہیں کیا۔ بلکہ ہونے بھی نہیں دیا۔ مگر چونکہ ملک کا خصوصاً مسلمانوں کا مذاق اس کے خلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ مخالف سے ہم کبھی شریک کار نہیں ہو سکتے جب تک ہمارے جملہ امور میں اتفاق نہ ہو۔ اس لئے خواجہ کمال الدین صاحب اور میرا کسی جلسہ میں دوش بدوش بیٹھ کر مشترک کام کرنا ایک عجیب قابل ذکر نظارہ سمجھا گیا۔ حالانکہ اسلام کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ قرآن شریف کھلے اور صاف صاف لفظوں میں ہدایت کرتا ہے

تعاونوا على البرّ والتّقوىٰ (نیکی اور پرہیزگاری کے کام پر متفق ہو جایا کرو)

یہی ارشاد میرے نصب العین رہتا ہے۔ کشمیری میگزین لکھتا ہے:

مولوی ثناء اللہ اور خواجہ کمال الدین ایک پلیٹ فارم پر:

ابوالوفاء مولوی ثناء اللہ صاحب اہل حدیث بلکہ اپنی جماعت کے آرگن اہل حدیث کے ایڈیٹر اور لیڈر ہیں۔ اُدھر یہی درجہ و مرتبہ احمدی جماعت خصوصاً لاہوری پارٹی میں خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر کو حاصل ہے دونوں کے مذہبی عقائد میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اور اس قدر شدت اور کثرت سے کہ کبھی ان کے مل بیٹھنے کی توقع ہی نہیں ہو سکتی۔ مگر یہ طاقت اور یہ اثر اسلام ہی میں ہے کہ باوجود ان اختلافات کے جب خالص اسلامی معاملہ پیش نظر ہوتا ہے تو فروعات کو طاق پر رکھ دیا جاتا ہے۔ چنانچہ یکم مارچ کے انجمن اسلامیہ مچھلی شہر (ضلع جونپور) کے جلسہ میں ایک ہی پلیٹ فارم پر مولوی ثناء اللہ صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب نے اسلامی حقائق اور اسلامی توحید اور اشاعت اسلام پر اپنے خیالات ظاہر کئے۔ اسی طرح یہ

دونوں حضرات کشمیری انجمنوں میں (کشمیری الاصل ہونے کی وجہ سے) بھی دوش بدوش اپنے خیالات ظاہر کرتے رہے ہیں۔ لیکن جہاں اسلامی خدمات کی ضرورت ہوگی وہاں دونوں کو بلکہ تمام سمجھدار مسلمانوں کو اپنے ذاتی عقائد وخیالات کو الگ تہہ کر کے رکھنا پڑے گا۔ جیسا کہ آج تک ہو رہا ہے اور آئندہ ہوتا رہے گا۔ پھر وہ لوگ کس قدر نادان ہیں جو کشمیری کانفرنس، یا اہلحدیث کانفرنس وغیرہ کے خلاف ہیں (کشمیری۔ لاہور ۲۱ مارچ ۱۹۱۵ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

خواجہ کمال الدین لاہوری سے تو ہمارے بہت پرانے مراسم ہیں اور وہ ایک حد تک معقول آدمی ہیں۔ عرصہ ہوا آریہ اخبار مسافر آگرہ نے قادیانی پارٹی کو لکھا تھا کہ تم اسلام کی حمایت میں بولتے ہو پہلے تم مسلمانوں سے تو چھوٹ لو پھر ہم سے مخاطب ہونا۔ اسکے بغیر تمہارا منہ نہیں کہ آریوں سے اُلجھو، تو اُس وقت میں نے یہ جواب دیا تھا کہ تمہارا (آریوں کا) یہ حق نہیں۔ سنو! اسلام کی تائید کرتے وقت اہلحدیث جیسا مخالف قادیانی جھنڈے کے نیچے کام کرنیکو تیار ہے جس الحکم نے بڑی شادمانی کا اظہار کیا تھا۔

میرے خیال میں ملک کو خصوصاً مسلمانوں کو ایک ایسی انجمن کی ضرورت ہے جس کی غرض ہی یہ ہو کہ مشترک کاموں کو مل کر کام کیسے کئے جاتا ہے۔ آہ یہ سب خرابیاں علم منطق نہ جاننے سے پیدا ہوتی ہیں۔ اہلحدیث کانفرنس نے گزشتہ جلسہ علیگڈھ میں میں نے بالتفصیل بیان کیا تھا کہ اہل منطق نوع کے درجے میں تو دوسری نوع کو الگ کہتے ہیں۔ لیکن جنسیت کے درجے میں سب کو ایک جانتے ہیں۔ جنس قریب میں بھی جو تمیز رہتی ہے وہ جنس بعید میں نہیں رہتی۔ اسی لئے ہر طبقہ اپنے اپنے خواص میں ممتاز رہے۔ مگر جونہی اسلام کی عزت کا ذکر آوے تو وہاں مولانا جامی مرحوم کا شعر سامنے رہنا چاہیئے

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

پچھلی شہر میں خواجہ صاحب سے ہماری خوب بنی۔ مگر ایک بات میں خواجہ صاحب کی شکایت بھی سُنی گئی جس کی بابت میں بطور اظہار امر واقع کے کہتا ہوں کہ

ہماری پارٹی کا غلبہ نہوتا تو مولانا پارٹی بہت کچھ آپے سے نکل جاتی۔خواجہ صاحب نے اثناءتقریر میں ماینفع الناس فیمکث فی الارض کا ذکر کرتے ہوئے یہ کہا کہ جو شخص نافع الناس ہوتا ہے اُسی کو عمر دراز ہوتی ہے۔مرزا صاحب قادیانی نے کتنی لمبی عمر پائی، مولوی نورالدین صاحب نے لمبی عمر پائی، پھر بطور وزن شعر سرسید احمد خان اور نواب محسن الملک کی عمروں کا ذکر بھی کیا اتنے ہی میں علماء کرام نے سمجھا کہ خواجہ صاحب مرزا صاحب کی شخصیت کا ذکر کرکے موضوع جلسہ سے نکل رہے ہیں جھٹ سے مولوی ابوبکر صاحب جونپوری نے آواز دی کہ مولوی ثناء اللہ نے بھی عمر پائی۔مولوی صاحب کا یہ کہنا دراصل مرزا صاحب قادیانی کے اُس الٰہی فیصلہ کی طرف اشارہ تھا۔ جو مرزا صاحب نے ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء کو شائع کیا تھا کہ مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ یہ ہوگا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مریگا۔خواجہ صاحب اس پر متنبہ ہوئے اور سنبھل کر بولے کہ ہاں مولوی صاحب بھی بہت عمر پاوینگے۔

میری غرض اس واقع کے اظہار سے یہ ہے کہ ہماری جماعت خدا کے فضل سے اس مضمون کو ایسی سمجھی ہوئی ہے کہ مشترک کام میں بھولے سے بھی مخصوصات کا ذکر نہیں کرتی۔ ورنہ پچھلی شہر میں خواجہ صاحب ایک تھے اور ہم متعدد۔مولوی ابراہیم، غازی محمود، مولوی نور محمد، مولوی ابوبکر وغیرہ، لیکن ہماری طرف سے اثناء تقریر میں کوئی لفظ ایسا نہ نکلا ہوگا جس میں قادیانی مشن پر اشارتاً بھی حملہ ہو۔

امید ہے خواجہ صاحب بھی آئندہ کو اس کا لحاظ رکھا کرینگے۔

رقابت: خدا کی شان ایک ہی فرقہ ہے اور اختلاف مزاجات کا یہ حال ہے کہ خواجہ صاحب اور اُن کے دوست تو متمنی ہیں کہ مل کر کام کریں گے مگر قادیانی پارٹی کو جلن ہے کہ یہ کیوں ملتے ہیں۔ چنانچہ الفضل ۱۴/مارچ کے پرچے میں بطور طعن ہم کو کہتا ہے کہ لاہوری پارٹی سے تو تم اب بغلگیر ہونے والے ہو خدا کرے ہم جلدی بغل گیر ہوکر قادیانی پارٹی کو مخاطب کریں۔

جدا ہو یار سے تم اور نہ ہو رقیب جدا
ہے اپنا اپنا مقدر جدا، نصیب جدا۔

(اہل حدیث امرتسر جلد ۱۲۔نمبر ۲۲۔مورخہ ۱۶ جمادی الاول ۱۳۳۳ھ مطابق ۲/اپریل ۱۹۱۵ء ص:۴-۵)

ایک عجیب قادیانی مناظرہ

حسن اتفاق سے خاکسار کو ایک خانگی کام کے لئے سرگودہا میں جانا پڑا۔ بعد فراغت اپنے کام کے سرگودہا سے جب رخصت ہوکر بطرف غریب خانہ روانہ ہوا۔ اور اسٹیشن سرگودہا پر آکر ٹکٹ لے کر ۹ بجے کی گاڑی میں سوار ہوا۔ جس گاڑی کے کمرہ میں خاکسار سوار ہوا۔ اُسی کمرہ میں ایک اور صاحب بلباس مولویانہ ادھیڑ عمر میری مقابل آبیٹھا۔ جب گاڑی وہاں سے چل پڑی تو اُس صاحب نے مجھ کو کہا۔

''میں جناب مسیح موعود مرزا صاحب قادیانی کا خادم ہوں آپ نے آج تک مرزا صاحب کے سلسلہ میں بیعت کیوں نہیں کی کون سا امر مانع بیعت رہا۔''

میں نے کہا مرزا صاحب کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا غلط تھا پھر بیعت کیسی؟

پھر وہ ذرا مسکرا کر کہنے لگا کہ مرزا صاحب کے حلقہ بگوش چھ لاکھ آدمی ہیں کیا یہ حقیقت پر صاف دلیل نہیں۔ میں نے کہا سر سید احمد کی جماعت اس سے کئی حصے زیادہ ہیں۔ دیانند سرسوتی کی جماعت بھی آپ کی جماعت سے تعداد میں زیادہ ہے۔ حافظ جماعت علی شاہ علی پوری کی جماعت بھی آپ سے زیادہ ہے۔ سر آغا خان کی جماعت بھی مرزا صاحب کی جماعت سے بہت زیادہ ہے۔ اس سے آپ کی حقیقت کہاں ثابت ہوسکتی ہے؟

پھر وہ کہنے لگا کہ جس مخالف نے مرزا صاحب کے مقابل سر اٹھا کر مخالفت کی آخر وہ ذلیل ہوکر مرا۔ کیا ایسے شخص کو آپ کاذب کہہ سکتے ہیں۔

میں نے کہا جس مخالف نے مرزا صاحب کی مخالفت میں قدم اُٹھایا وہی فتح ونصرت کے ساتھ کامیاب ہوا۔ آخیر پر سب سے زیادہ مخالف اور سخت سے سخت زک دینے والے مولانا شیر اسلام فاضل امرتسری ماشاء اللہ موجود ہیں۔ جن کے ساتھ مرزا صاحب نے آخری فیصلہ کیا تھا۔ اور کہا تھا کہ جھوٹے سچے کی زندگی میں ہلاک ہوگا پھر آپ جانتے ہیں کہ اس آخری فیصلہ کا نتیجہ کیا نکلا کہ اُس فیصلہ والی شرط کے تھوڑے عرصہ بعد آنجہانی چل بسے اور مولانا صاحب تاحال زندہ موجود ہیں۔ اور دندناتے ہوئے آج تک مرزا کی مسیحیت کی قلعی کھول رہے ہیں۔ اور اسی بحث میں آپ کی

جماعت کے ہیرو صاحب ایڈیٹر الحق دہلوی نے تین سو روپیہ نقد بھی نذر کیا۔ جو شہر لدھیانہ میں عطا فرمایا تھا۔ کیا مرزا صاحب کی بیعت کے لئے کوئی عاقل تیار ہوسکتا ہے۔ ایسے مسیح موعود کو دور سے سلام ہے۔

اس بات پر جو عوام الناس قہقہہ لگا کر ہنسے وہ بیان کرنا فضول ہے کیونکہ ہماری اس گفتگو کے وقت گاڑی کے کمرہ کے جملہ آدمی ہمارے اردگرد بشوق بیٹھے تھے۔ پھر وہ مرزائی صاحب کہنے لگا کہ

مولوی ثناء اللہ صاحب کے خود اخبار اہلحدیث میں لکھا تھا کہ حرامزادے کی رسی دراز ہوتی ہے اس تحریر کے موجب مولوی ثناء اللہ کا جو رتبہ ٹھیرتا ہے آپ خود وزن کرسکتے ہیں۔

میں نے کہا اگر یہ آپ ثابت کردیویں کہ مولانا نے اخبار اہلحدیث میں لکھا تو بیعت مرزا فی الفور کرلونگا۔ اس نے کہا آپ اخبار اہلحدیث ان سے منگا کر دریافت کرسکتے ہیں۔ میں نے کہا کہ عرصہ سے میں اخبار کا خریدار ہوں۔ پھر دوبارہ منگانے سے کیا فائدہ۔ ہمارے پاس اہلحدیث کے فائل مدت کے موجود ہیں۔

پھر وہ صاحب کہنے لگے کہ ہمارے ہاں ایک پاکٹ بک احمدیہ چھپی ہوئی اُس میں صاف لکھا ہے کہ فلاں تاریخ کے اہلحدیث میں یہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے لکھا تھا۔

میں نے مبلغ پانچ روپے کھول کر سامنے رکھدیئے اور کہا اگر آپ اس امر کے متعلق یہ لفظ اخبار اہلحدیث کے کسی پرچہ میں دکھلاویں کہ حرامزادہ کی رسی دراز ہوتی ہے تو یہ پانچ روپیہ آپ کو انعام دیتا ہوں۔ آپ ورق گردانی کی محنت میں یہ انعام حاصل کرسکتے ہیں۔ اگر آپ یہ تحریر نہ نکال کر پیش کرسکیں تو آپ اپنے عقیدۂ باطلہ سے توبہ کرکے بذریعہ اخبار اہلحدیث مشتہر کردیویں کہ میں نے رجوع بحق کرلیا ہے۔

یہ سن کر سواری کے جملہ اشخاص نے واہ واہ کا آوازہ کیا۔

مرزائی صاحب پھر ارشاد فرمانے لگے کہ ہمارے ساتھ موضع بہلوال میں اُتریں ہماری جماعت کے یہاں چند افراد ہیں اور وہاں سے پاکٹ بک احمدیہ بھی مل سکے گی۔ وہاں چل کر ملاحظہ کرلیویں۔

میں نے کہا کہ گو میں نے ٹکٹ پنڈی بہاؤالدین کا لیا ہوا ہے۔ مگر میں اُتر سکتا

ہوں بشرطیکہ آپ مجھ کو تحریر کر دیویں کہ نہ نکالنے پر خرچہ و ہرجانہ پیش کرونگا۔

مگر وہ صاحب اس سے انکاری ہوگئے کہ آپ حق کے طالب ہیں یا روپیہ کے۔ ہاں شائد آپ کو ثناء اللہ والا چسکا تمام جماعت اہل حدیث کو پڑ گیا ہے(آپ نے کیوں نہ کہدیا کہ یہ چسکا تو ہمیں قرآن مجید نے لگایا ہے جس نے حکم دیا ہے فکلو مما غنمتم حلالا طیبا۔ ایڈیٹر اہل حدیث) میں نے کہا میں نے تو خود پانچروپیہ سامنے رکھے ہوئے ہیں پھر ہم کو خواہ نخواہ بدنام کرنا عجیب انصاف ہے۔ پھر میں نے کہا کہ اچھا ہرجہ کا روپیہ تم کو معاف کرتا ہوں آپ یہ تو تحریر کر دیوں کہ اگر میں یہ عبارت نہ نکال سکا تو توبہ کر کے مسلمان خادم اہلحدیث ہو جاؤنگا۔

مگر وہ تحریر سے بھی انکار ہوگئے اور لوگوں نے تالیاں بجانی شروع کر دیں۔ میں نے ہر چند عوام الناس کو تالیاں بجانے سے منع کیا مگر عوام الناس زمیندار کب باز آسکتے تھے۔ ان صاحب کا نام غلام حسین یا غلام حسن عرف مولوی ہے، اور اس کے پاس اخبار الفضل قادیان کا پرچہ بھی جاتا ہے کیوں کہ اس نے مجھ کو پرچہ الفضل دکھایا تھا۔ اور کہا تھا اہل حدیث سے از حد عمدہ اور قابل دید پرچہ الفضل ہے آپ اسے دیکھیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے بڑے مرزا صاحب کی کتابیں دیکھی ہوئی ہیں آپ اب چھوٹے مرزا جی کے ...... اخبار کو پیش کرتے ہیں۔ میں زمیندار آدمی ہوں اتنی فرصت نہیں کہ ایسے اخبارات کا مطالعہ کرسکوں۔ خیر اسی گفتگو میں اسٹیشن بہلوال پر گاڑی آ گئی وہ صاحب تشریف لے گئے۔ اور خاکسار وہاں سے غریب خانہ پہنچ گیا۔

المرسل نور محمد عفا اللہ عنہ۔ از موضع ممیاں ضلع جہلم

(اہل حدیث امرتسر جلد ۱۲۔ نمبر ۲۲۔ مورخہ ۱۶ جمادی الاول ۱۳۳۳ھ مطابق ۲/ اپریل ۱۹۱۵ء ص:۱۱)

نبوت کے بارے میں ہمارا مذہب

(از ایڈیٹر الفضل قادیان)

جناب ایڈیٹر صاحب اہلحدیث امرتسر۔

آپ کے اخبار مورخہ ۲۶/ فروری ۱۹۱۵ء صفحہ ۵ پر جو مضمون چھپا ہے اُس

سے ہمارے مذہب کے بارے میں غلط فہمی پھیلتی ہے اس لئے مہربانی فرما کر مفصلہ ذیل چند سطور درج اخبار فرمائیں۔

یہ تو صحیح ہے کہ ہم فلا یظهر علی غیبه احدا سے اپنے مسیح موعود کی صداقت پر استدلال کرتے ہیں اور یہ بھی صحیح ہے کہ یا بنی آدم اما یأتینّکم کو ہم اس ثبوت میں پیش کرتے ہیں کہ خاتم النبین علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد ایسا نبی آ سکتا ہے جو نہ تو صاحب شریعت ہو اور نہ براہ راست نبوت پانے والا ہو۔ بلکہ جو کمالات بھی پائے۔ آں حضرت ﷺ کے فیض سے پائے۔ مگر ہم اس بات کے قائل نہیں کہ مسیح موعود سے پہلے اولیاء امت محمدیہ میں سے کوئی نبی یا رسول گزرا ہے۔ کیوں کہ نبی وہ ہے جو کثرت (کثرت کا لفظ خود تشرع طلب ہے۔ اڈیٹر اہلحدیث) مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے سرفراز کیا جائے اور سے بکثرت غیب کی باتوں سے اطلاع دی جائے اور جسے اللہ تعالیٰ نبی کے خطاب سے مخاطب فرمائے اور اگلے خلفاء، اولیاء، ابدال وغیرہم سے کوئی بھی ایسا نہیں گزرا جس میں یہ شرائط کما حقہ پائی جائیں پس وہ نبی کا نام پانے کے مستحق تھے۔ اس لئے ہم بھی آپ کے ساتھ اس بارہ میں اتفاق رکھتے ہیں۔ کہ اولیاء اللہ کو غیر تشریعی نبی کہنا اہل سنت کے مذہب پر صحیح نہیں۔ البتہ مسیح موعود سمجھتے ہیں۔ اسے ہم نبی اللہ مانتے ہیں اس لئے اُس پر نبی کی تعریف صادق آتی ہے۔ اور اس میں نبی کی تمام شرائط پائی جاتی ہیں اور اس لئے کہ خود جناب ختم الرسل نے آنیوالے مسیح کو نبی اللہ فرمایا (مسلم)

وہ جن کو آپ لاہوری پارٹی کہتے ہیں البتہ اُن کا مذہب ہے کہ اگلے اولیاء اللہ بھی نبی اور رسول ہوئے ہیں! ہمارا یہ مذہب نہیں۔ یہی ہم میں اور اُن میں مابہ النزاع ہے۔ مسیح موعود نے اپنے آپ کو امتی نبی، ظلی نبی کہا ہے اور اپنی نبوت کو علی طریق المجاز فرمایا ہے مگر ہمارے نزدیک اس سے نفس نبوت میں کوئی نقص لازم نہیں آتا۔ بلکہ حقوق نبوت کے لحاظ سے آپ کی ویسی ہی نبوت ہے جیسی اگلی انبیاء علیہم السلام کی۔ امتی اور ظلی کا لفظ یہ ظاہر کرنے کے لئے ہے کہ آپ کے تمام کمالات آنحضرت ﷺ کی اتباع کی طفیل

سے ہیں اور مجاز اس حقیقت کے مقابل ہے جس کی تشریح بارہا مسیح موعود نے ان الفاظ میں کی کہ حقیقی نبی سے مراد صاحب شریعت نبی ہے۔ اور مستقل نبی سے مراد وہ نبی ہے جس کی نبوت براہ راست ہو۔ یہ ظاہر کردینا بھی ضروری ہے کہ چونکہ آں حضرت ﷺ سے پہلے کوئی خاتم النبیین نہیں ہوا۔ اس لئے آپ سے پہلے کوئی امتی نبی بھی نہیں ہوا۔ یعنی ایسا نبی جس کی نبوت اپنے متبوع کے طفیل ہو۔ اور اسی کے فیض واتباع کی برکت سے ہو۔ بنی اسرائیل میں ایسے کئی نبی ہوئے ہیں جو احکام جدیدہ نہیں لائے۔ تورات کے متبع تھے (یحکم بھا النّبیون) مگر پھر بھی ان کی نبوت حضرت موسیٰ کے فیض اتباع سے نہیں تھی۔

ایک اور گزارش بھی کردوں۔ عسل مصفیٰ جس پر ہمیں اعتراض ہے وہ عسل مصفیٰ نہیں جو حضرت مسیح موعود یا اُن کے خلیفہ اول کے وقت میں تھی بلکہ یہ عسل مصفیٰ کا دوسرا ایڈیشن ہے جس میں بہت سی ایزادیاں ہوئی ہیں۔ اور خلیفہ ثانی مسیح موعود پر جو یہ الزام بڑے زور شور سے لگایا تھا کہ اُنہوں نے اپنی خلافت لوگوں سے منوادینے کے لئے گورنمنٹ میں درخواست دی ہے اس کی تردید جناب لاٹ صاحب بالقابہ کے پرائیوٹ سکریٹری نے کردی ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ اس مذہب کو زیرنظر رکھ کر آپ ہم پر اعتراض کرینگے اگر کرنا چاہیں۔ (اکمل۔ ایڈیٹر الفضل قادیان)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اچھا ہوا۔ آپ کا مذہب خود آپ کے قلم سے ناظرین اہلحدیث تک پہنچا کہ آپ مرزا صاحب کو مثل انبیاء سابقین کے جانتے ہیں اسلئے علماء کرام تو چاہیں اس پر اعتراض کریں۔ ہمارا اعتراض نہیں۔ سوال صرف ایک ہے۔

ہنر نما اگر داری نہ جوہر
گل از خار ست ابراہیم از آذر

مرزا صاحب نبی ہو یا رسول ہم تو خوش ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ اس نبوت کا

ثبوت کیا ہے غالبا جواب ملے گا کہ الہامی پیشگوئیاں۔ مگر افسوس ہے کہ نہ خود مرزا صاحب اس ثبوت دینے کو آمادہ ہوئے نہ اُن کے اَتباع۔ رامپور جیسے امن امان بلکہ باعز وشان مقام میں بھی بے ثبوت دیئے چلے آئے۔ اچھا اب دیکھیں گے۔

حواشی: اہلحکم ''آنچہ بخود نہ پسندی بدیگراں مپسند'' جس طرح آپ نے اپنے مذہب سے غلط فہمی دور کرنی چاہی ہے آپ کو چاہیئے تھا اپنے حریفوں (لاہوری پارٹی) کے مذہب کی نسبت بھی غلط فہمی نہ ہونے دیتے۔ آپ نے اپنے حریفوں کا مذہب ایسے طریق سے بیان کیا ہے جس سے دیکھنے والے کو یہ خیال ہوا کہ آپ تو صرف ایک شخص (مرزا) کو نبی مانتے ہیں اور وہ (لاہوری) کئی ایک۔ حالانکہ وہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبی نہیں مانتے نہ مرزا کو نہ اَور کو۔ ہاں وہ یہ کہتے ہیں کہ جس طرح پہلے بزرگوں کو مبشرات بذریعہ خواب کے ہوتے تھے اسی طرح مرزا صاحب کو ہوا کرتے تھے۔ اس قسم کی مبشرات کو وہ جزوی نبوت کہتے ہیں۔ اس کہنے میں وہ (بتقلید مرزا) اس حدیث سے دلیل لاتے ہیں۔ جس میں مذکور ہے لم یبق من النبوۃ الاالمبشرات بزعم اُن کے مستثنیٰ متصل ہے اور مستثنیٰ جزو ہے کُل سے۔ اسی لئے وہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کو اسی قسم کی نبوت تھی جس کا ثبوت اس حدیث میں ہے۔ اولیاء سابقین میں بھی اسی طرح کی نبوت تھی مگر وہ اس قسم کے مبشرات کو نبوت سے تعبیر نہ کرتے تھے ورنہ اصل چیز ایک ہی ہے۔ ہمارے خیال میں لاہوری پارٹی کا یہ کہنا کہ مرزا صاحب میں جزوی نبوت ہے جیسا کہ بحکم الا المبشرات اولیاء سابقین میں تھی باوجودیکہ اولیاء سابقین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور مرزا صاحب اور اُن کے معتقدین دعویٰ کرتے تھے اور کرتے ہیں۔ یہ ایک اصولی اختلاف پر مبنی ہے حدیث مذکور میں الاالمبشرات کا مستثنیٰ سابقین کے نزدیک منقطع ہے۔ اور مرزا اور ان کے معتقدین کے نزدیک متصل ہے۔ پس اس صول کی تنقیح پر سارا مدار ہے۔ نبوت کوئی متجزی یعنی مرکب ذواجزا چیز نہیں۔ مبشرات اُس کے اجزا نہیں بلکہ آثار اور علامات ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آں حضرت ﷺ کو قبل نبوت بھی مبشرات خواب کے ذریعہ ہوا کرتے تھے۔ ان معنی کے لحاظ سے اولیاء سلف کا خیال صحیح ہے کہ الاالمبشر ات مستثنیٰ منقطع ہے۔ پس معنی حدیث کے یہ ہیں کہ نبوت تو بالکلیہ ختم ہے ہاں اُس کے آثار جو اُس کی اتباع سے حاصل ہو سکتے ہیں

یعنی مبشرات، وہ باقی رہیں گے اسی لئے سلف صالحین سے دعویٰ نبوت کسی معنیٰ سے بھی ثابت نہیں ہوا۔

لاہوری پارٹی اگر اپنی اصطلاح میں ان مبشرات کو جزوی نبوت یا نبوت ناقصہ نام رکھتی ہے تو یہ اُس کی اپنی اصطلاح ہے ہم اُنہیں اس کے چھوڑنے پر مجبور نہیں کر سکتے۔ ہاں یہ ضرور کہتے ہیں کہ اس کا نقصان خود ظاہر ہے کہ اسی اصطلاحی لفظ نے قادیانی پارٹی کو اس بات پر آمادہ کیا ہے کہ وہ مرزا صاحب کے منکروں کو کافر کہتے ہیں۔ پس یہ لفظ بھی مثل لفظ ''اب اور ابن'' کہ ہوا جو انجیلی اصطلاح میں تو بجائے خود صحیح تھا مگر اخیر میں آ کر اس نے غلط فہمی پھیلائی تو شریعت محمدیہ نے ترک کر دیا۔ ٹھیک اسی طرح (گو آپ لوگ مرزا صاحب کے معتقد ہیں) لفظ نبی اور رسول سے چونکہ غلطی لگتی ہے اس لئے اس کا ترک اولیٰ وانسب ہے۔ اس نوٹ کے لکھنے سے ہماری غرض یہ ہے کہ قادیانی نامہ نگار کی تحریر سے اُس کے حریف کی نسبت غلط فہمی نہ پھیلے جس سے ہم مورد عتاب ہوں باقی رہا مرزا صاحب کی نسبت ہمارا اپنا خیال۔ اس کے بیان کی حاجت نہیں۔ قد تبین الرشد من الغی۔

(اہل حدیث امرتسر جلد ۱۲۔ نمبر ۲۳۔ مورخہ ۲۳ جمادی الاول ۱۳۳۳ھ مطابق ۹ اپریل ۱۹۱۵ء ص: ۸-۹)

خواجہ کمال الدین اور الحکم

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار اہلحدیث امرتسر کے ناظرین جانتے ہونگے کہ خواجہ کمال الدین صاحب لاہوری جو انگلستان میں تبلیغ اسلام کا کام شروع کر آئے ہیں باوجود مخالفت مذہبی کے اہلحدیث میں اُن کے مشن کو ہمیشہ تائید ہوتی رہی کیوں کہ ہم نے اسلام کا خلاصہ جو سمجھا ہے وہ یہ ہے:

واذا قلتم فاعدلوا (الایة) جب بولو عدل سے بولو۔

مگر قادیانی اخبار ہمیشہ خواجہ صاحب کی مخالفت کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ الحکم کی تازہ اشاعت میں ایک مضمون نکلا ہے جو یہ ہے:

خواجہ صاحب کے سفر کی برکات:

ناظرین تعجب کرینگے کہ سلسلہ احمدیہ کی خبروں کے ضمن میں یہ نوٹ کیوں درج کیا جاتا ہے(کیوں کہ قادیانی پارٹی کے نزدیک لاہوری پارٹی مع خواجہ صاحب اب مرزائی نہیں ہے (خدا ایسا ہی کرے۔ اڈیٹراہلحدیث) مگر اسے پڑھ کر اُن کا تعجب دور ہوجائے گا۔ خواجہ صاحب کبھی دینی معلومات اور علم صحیح میں ممتاز یا مشارالیہ نہیں ہوئے۔ ولایت سے آ کر ہندوستان میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے حکم صریح کے خلاف دست سوال دراز کرنے کے لئے نکلے تو اپنے خیال میں ایک باخبر رفیق کو بھی جو تنخواہ دار ہے ساتھ لیا۔ تا کہ احمدیوں کو گمراہ کرنے میں ان کا ممدومعاون ہو۔ خواجہ صاحب کی ہمیشہ سے عادت ہے کہ اپنی سفروں اور کامیابیوں کے حالات اخبارات میں شائع کرایا کرتے ہیں۔ اس مرتبہ اُن کی کارناموں کو شائع کرنے والے اخباروں کی کمی ہے۔ اور تعجب ہے کہ وہ غلغلہ جو خواجہ صاحب کی ولایت میں موجودگی کے وقت ان کے کارناموں کا بلند تھا۔ آج ہندوستان میں ان کی موجودگی میں خاموش ہے اس لئے پرائیوٹ اطلاعوں سے کام لیا جاتا ہے خواجہ صاحب کے رفیق نے دہلی کی کامیابی کا تو کوئی ذکر نہیں کیا، کانپور، لکھنؤ کی کامیابیوں کا اظہار کیا کہ کانپور کے تمام احمدی ان کے ساتھ ہوگئے۔ اس کذب صریح کی تردید بابو معراج الدین احمد یوں بھیجتے ہیں

’’مجھے اس شخص پر سخت افسوس ہے کہ اُس نے سخت غلط بیانی اور افترا سے کام لیا ہے کانپور کی جماعت میں سے کوئی شخص ان کے ساتھ نہیں ہوا۔ اور نہ لاہور والے اس بات کی توقع رکھیں کہ یہاں کی جماعت میں کوئی ان کے ساتھ ہوجاوے۔‘‘

لکھنؤ کے متعلق بھی ایسی ہی چالاکی سے کام لیا گیا ہے وہاں سے جو خطوط آئے ہیں۔ وہ اس کذب صریح کی تردید کرتے ہیں۔ اگر وہ سچے ہیں تو ان واقعات کو پبلک کریں اور مولوی عبدالشکور صاحب سے مباحثہ کرکے خواجہ صاحب جس قابلیت کے ساتھ بھاگے ہیں وہ لاہوری جماعت کو ہمیشہ یاد

رہے گی۔ لکھنؤ کے دست سوال پر ایک پرجوش احمدی نے خواجہ صاحب کی ناکامی کا نقشہ اس شعر میں کھینچا ہے۔

خواجہ!

کیا ملا عرض مدعا کرکے بات بھی کھوئی التجا کرکے

(الحکم قادیان ۲۱/مارچ ۱۹۱۵ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس قسم کے واقعات پر ہم لاہوری پارٹی سے سوال کرتے ہیں کہ ہم لوگ تو باوجود مسیح موعود کی صحبت سے بے نصیب ہونے کے اعدل طریق پر ہوں اور قادیانی پارٹی باوجود فنا فی المسیح ہونے کے یہ اخلاق رکھتی ہو کہ محض اختلاف کی وجہ سے اس قدر آگے بڑھ جاویں کہ اپنے ہی بازو کو کاٹیں۔ تو مسیح موعود سے اُن کو کیا ملا اور انہوں نے کیا سیکھا۔ کیا وہی مثل صادق ہوئی: ''تیلی بھی کیا اور روکھا کھایا''۔

(اہل حدیث امرتسر ۱۲۔ نمبر ۲۴۔ مورخہ ۳۰ جمادی الاول ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۶/اپریل ۱۹۱۵ء۔ ص: ۴-۵)

قادیانی مباحثہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

گو قادیانی مشن بلکہ اس کے بانی سے ہمیشہ ہمارا مباحثہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ بانی مشن نے اسی مباحثہ سے تنگ آکر ۱۵-اپریل ۱۹۰۷ء کو آخری فیصلہ کا اعلان بھی کیا تھا جو خدا کے فضل سے سچوں کے لئے موجب ازدیاد یقین ہوا۔ الحمد للہ۔

مگر مرزا صاحب قادیانی کے بعد جو اُن کے مریدوں میں اختلاف ہوا تو ہم نے لکھا تھا کہ تمہاری مصالحت کی صورت یہ ہے کہ تم دونوں مل کر ہم سے مباحثہ کرو تا کہ تم دونوں میں مصالحت ہو جائے۔ اس تجویز کو قادیانی پارٹی نے یوں تو نہ مانا کہ ہم دونوں مل کر مباحثہ کرینگے ہاں صرف اپنی طرف سے منظور کیا چنانچہ ۲۶ مارچ ۱۹۱۵ء کے اخبار اہلحدیث امرتسر میں ہم نے بھی منظوری دیدی۔

مگر الفضل نے ۳۰/مارچ ۱۹۱۵ء کے پرچہ میں (جو ۷/اپریل کو ہمیں ملا ہے)

بہت سے شرائط ایسی بیکار لکھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بحث کرنا نہیں چاہتے اور کہہ کر شاید پچھتاتے ہیں۔

ہم نے مدلل اور مفصل لکھا تھا (ملاحظہ ہو اخبار اہلحدیث ۲۶/مارچ صفحہ ۹) کہ آپ جو کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب قادیانی کو مسیح موعود مانتے ہیں اور دلائل سے اس کو صحیح جانتے ہیں۔ پس ہم بھی آپ سے یہی پوچھتے ہیں کہ ہم کو اپنا یہ دعویٰ سمجھا دیں۔ ہاں آپ کا اختیار ہے کہ اس دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے جس جس مقدمہ سے چاہیں کام لیں ہمارا حق ہوگا جس مقدمہ (دلیل) پر چاہیں گے بحکم علم مناظرہ ہم اعتراض کرینگے آپ کا حق نہوگا کہ ہم کو اعتراض کی تلقین کریں مگر قادیانی اور حق پسندی؟ ایڈیٹر الفضل نے آپ سے آپ لکھا کہ مباحثہ دوروز ہوگا۔ ایک روز وفات حیات مسیح پر۔ کیوں؟ آبیل مجھے مار، اے جناب علم مناظرہ کا مطالعہ کیجئے مستدل کا حق نہیں کہ جزو دلیل کو خود ہی مبحث بناوے اور سائل کو تلقین کرنے بیٹھے کہ اس پر اعتراض کرو۔ ممکن ہے سائل اس پر اعتراض کرے یا قصر مسافت کی نیت سے کسی اور آسان طریق سے مدعی کی دلیل کو توڑ دے آپ کون؟ کہ سائل کو سکھاویں اور مجبور کریں کہ میری دلیل کے اس جزو پر بحث کرو۔ واہ سبحان اللہ۔ قادیانی مشن نے دینیات میں تجدید کی تھی معقولات میں بھی ایجاد سے نہیں رکے پس سنئے آپ نے جو لکھا ہے:

> ہم اس دعویٰ (مسیحیت مرزا) کو علیٰ منہاج نبوت ثبوت دینے کے لئے بفضلہٖ ہر وقت تیار ہیں اور مولوی ثناء اللہ صاحب کا چیلنج منظور کرتے ہیں۔ (الفضل قادیان ۱۴/مارچ ۱۹۱۵ء)

پس اب اپنی تیاری کو پورا کیجئے اور ابھی سے مبحث کو نہ بدلئے۔ آپ اس دعویٰ (مسیحیت مرزا) کا ثبوت دینے کو تیار ہیں تو ہم سننے کو حاضر ہیں۔

ہاں یہ خوب کہی:

> ''رامپور میں اسی طرح بحث شروع ہوئی تھی کہ پہلے وفات حیات مسیح پر مباحثہ ہوا تھا اور بعد میں صداقت پر۔ اور وہاں مناظر خود مولوی ثناء اللہ صاحب تھے۔'' (الفضل قادیان ۲۶ مارچ ۱۹۱۵ء)

کیا خوب! اے جناب رامپور ہی کا تو تجربہ ہے کہ آپ لوگ اِدھر اُدھر کی کہہ

کر وقت ضائع کرینگے اور اصل مطلب پر نہ آوینگے۔ یہی تو آج تک افسوس رہا کہ آپ لوگ رامپور جیسے باامن مقام میں بھی صداقت مرزا کی بحث کرنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ بلکہ ہز ہائینس نواب صاحب رامپور نے تیسرے روز ہر چند زور سے فرمایا کہ وفات مسیح کا مسئلہ ایک حد تک پہنچ گیا ہے اب صداقت مرزا پر بحث ہونی چاہئے مگر آپ لوگوں نے ایک نہ سنی۔ آخر دوسرے روز بوریا بستر باندھ کر رامپور کو مخاطب کرتے ہوئے تشریف لے گئے۔

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن
بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے

پس آپ لوگوں کی عادت مستمرہ دیکھا اور تجربہ کرکے اس دفعہ اس معقول صورت پر زور دیا جاتا ہے کہ آپ نے جس دعویٰ کے ثبوت دینے پر آمادگی ظاہر کی ہے پس وہی دعویٰ ہے اُسی کے ثبوت میں آپ جو چاہیں کہیں مبحث وہی ہوگا دوسرا نہیں ہوگا۔

تعیین مبحث کے بعد باقی شرائط طے ہونگی۔ ثبت العرش ثم النقش۔ باقی رہا آپ کا یہ کہنا:

''مولوی ثناء اللہ صاحب کی تاریخ سے ہم ناواقف نہیں باوجود اس علم کے کہ ان کے مباحثات کا اسلوب اور طرز کیا ہوتا ہے اور کہاں تک ان کی غرض اظہار حق وحمایت صداقت ہوتی ہے اور کس حد تک وہ اخلاص پر مبنی ہوتے ہیں۔ ہم نے ان کے چیلنج مباحثہ کو منظور کرنے میں غلطی نہیں کھائی۔'' (الفضل قادیان ۳۰/مارچ ۱۹۱۵ء)

خوش اسلوب اور حمایت حق کے معنی میں مرزا صاحب سے بیعت کرنا اگر داخل ہے، تو میں مانتا ہوں کہ میرا اسلوب اچھا نہیں۔ اور اگر اس کے بغیر بھی خوش اسلوبی اور حمایت حق ہوسکتی ہے تو میں اُسی مباحثہ رامپور کے متعلق ہز ہائینس نواب صاحب رامپور کا سرٹیفکٹ پیش کرتا ہوں جس سے میری خوش اسلوبی کا ثبوت ہوسکے گا۔ نواب صاحب رام پور فرماتے ہیں:

''رامپور میں قادیانی صاحبوں سے مناظرہ کے وقت مولوی ابوالوفاء محمد ثناء اللہ صاحب کی گفتگو ہم نے سُنی۔ مولوی صاحب نہایت فصیح البیان ہیں۔ اور

بڑی خوبی یہ ہے کہ برجستہ کلام کرتے ہیں۔ اُنہوں نے اپنی تقریر میں جس امر کی تمہید کی اُسے بدلائل ثابت کیا ہم اُن کے بیان سے محظوظ ومسرور ہوئے۔'' محمد حامد علی خان۔

(اہل حدیث امرتسر ۱۲۔ نمبر ۲۴۔ مورخہ ۳۰ جمادی الاول ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۶/اپریل ۱۹۱۵ء۔ ص: ۵-۶)

خواجہ کمال الدین پر قادیان میں خفگی

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

۲/اپریل ۱۹۱۵ء کے اخبار اہلحدیث امرتسر میں مچھلی شہر کا ذکر ہوا ہے کہ خواجہ کمال الدین صاحب نے جلسہ میں کہا تھا کہ بحکم اما ماینفع الناس فیمکث فی الارض مرزا صاحب، مولوی نورالدین صاحب، سرسید احمد خان اور نواب محسن الملک وغیرہ نافع الناس تھے اس لئے لمبی عمریں پائیں۔ اس پر مولوی ابوبکر صاحب جونپوری نے مذاقیہ طور پر آواز دی کہ مولوی ثناء اللہ نے بھی عمر پائی، تو خواجہ صاحب نے سنبھل کر جواب دیا ہاں مولوی صاحب بھی پاوینگے۔ اس واقع پر قادیان میں بڑی خفگی ہوئی۔ چنانچہ الفضل لکھتا ہے:

> وہ جو خدا کا برگزیدہ نبی ہے اس بات کا محتاج نہیں کہ ہم اُسے بھری محفل میں مسلمان کہدیں اور یہ سمجھا جائے کہ مبلغ نے بڑا کام کیا کہ حضرت مرزا صاحب کو بھی مسلمان کہدیا۔ اگر تم میں کچھ ہمت ہے کچھ جرأت ہے تو میرے مطاع میرے آقا کو اس کی اصلی پوزیشن میں پیش کرو۔ دنیا کو اطلاع دو کہ خدا کا ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں اس کی سچائی ظاہر کردیگا۔ (۔اڈیٹر اہلحدیث کہتے ہیں کہ ابھی تک استقبال ہی کے وعدے ہیں۔ کیا یہی معنی تو نہیں التسویف من الشیطان۔) یہ نہیں کہ مچھلی شہر میں اما ماینفع الناس فیمکث فی الارض کی غلط تفسیر کرو کہ جو انسان سب سے زیادہ نفع رسان ہو وہ سب سے زیادہ عمر پاتا ہے اور پھر سرسید اور محسن الملک کے زمرے میں خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کو بھی

گن جاؤ اور جب کوئی اعتراض کرے تو سر کھجلاتے ہوئے یہ کہہ جاؤ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب بھی اسی آیت کے مصداق ہیں۔ اور کھسیانے ہوکر پیشگوئی کردو کہ مولوی ثناء اللہ صاحب بھی بہت عمر پاوینگے کیوں کہ اس آیت کے یہ معنیٰ ہوتے تو سب سے زیادہ نفع رساں مبارک وجود تو خاتم النبیین محمد مصطفیٰ رسول رب العالمین کا تھا جن کی عمر ۶۳ برس ہوئی۔ ایک شاہزادہ کو تحصیل کے چپڑاسیوں کی صف میں لاکھڑا کرنا اُس کی ہتک ہے۔ کوئی تعریف کی بات نہیں۔ حضرت اقدس کا نام وعظوں میں لینے کے یہ معنی نہیں کہ غیروں کے سامنے آپ کے درجے گھٹا گھٹا کر پیش کیا جائے اور آپ کو ایک معمولی مولوی یا پیر کی حیثیت میں دکھایا جائے یہ تو اُس ذات ستودہ صفات کی ہتک ہے۔ نام لینا تو یہ ہے کہ دنیا کو بتایا جائے کہ آپ اس زمانہ کی ضرورت کے نبی دنیا کی تمام قوموں کے نجات دہندے خدا کے برگزیدہ مسیح موعود اور وہ مہدی ہیں جن کا ذکر احادیث صحیحہ میں ہے اور وہ رسول ہیں جس کے ذریعہ آں حضرت ﷺ کی بعثت ثانی کا عہد پورا ہونا تھا۔ اور وہی رسول ہیں جس کی پیشگوئی قرآن مجید میں ہے۔اور جس کے صدق کے نشانات اتنے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان سے ان کی نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔ (دیکھیں اب ہمارے مباحثہ میں وہ نشان کھلیں گے یا چھپے چھپائے ہی رہینگے۔ اڈیٹر اہلحدیث) چہ جائیکہ اس کی اپنی نبوت ثابت نہ ہو۔ ہاں یہ وہی موعود ہے جو نہ صرف تمام اولیاء امت محمدیہ تمام خلفاء امت محمدیہ بلکہ اکثر انبیاء علیہم السلام سے بھی تمام شان میں بڑھ کر ہے اور جو یقیناً محمد ثانی ہے۔

(الفضل قادیان ۶/اپریل ۱۹۱۵ء، صفحہ ۷)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس بات کا فیصلہ کہ مرزا صاحب کا نام کس لب ولہجہ سے ہونا چاہئے اُن کے معتقدین کر سکتے ہیں۔ ہمارے ہاں تو اُن کے لئے القاب مقرر ہیں کیا مجال کہ اُن میں کمی وبیشی ہوجائے۔ البتہ یہ بات ضرور قابل ذکر ہے کہ لمبی عمر والوں میں خواجہ صاحب نے مولانا بٹالوی کو شمار نہ کیا حالانکہ مولانا کی عمر اس وقت اسی سال سے متجاوز ہے کیا وہ

باوجود لمبی عمر پانے کے نافع الناس نہیں ہیں یا خواجہ صاحب سے سہو ہوگیا۔ امید ہے آئندہ تقریر میں اس کی تلافی فرمائینگے۔

(اہل حدیث امرتسر جلد ۱۲۔ نمبر ۲۵۔ مورخہ ۷ جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ مطابق ۲۳/ اپریل ۱۹۱۵ء ص: ۲-۳)

شاہجہانپور میں قادیانی مباحثہ

حافظ عبدالکریم اطلاع دیتے ہیں کہ ایک قادیانی مسمی محمد بخش کو اپنے مذہب میں لا رہا تھا میں نے کہا مرزا صاحب نے تو نبوت کا دعویٰ کیا بلکہ بعض نبیوں سے افضل بنے ہیں۔ اُس نے انکار کیا۔ لوگوں نے حوالہ طلب کیا میں نے رسالہ الہامات مرزا اور اخبار اہلحدیث میں سے وہ حوالجات پیش کئے۔ سب حیران رہ گئے محمد بخش نامی جو قادیانی ہونے کو تھا اس خوشی میں مٹھائی بانٹ کر تائب ہوا۔ الحمد للہ یہ سب اخبار اہل حدیث کی برکت ہے۔

(اہل حدیث امرتسر جلد ۱۲۔ نمبر ۲۵۔ مورخہ ۷ جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ مطابق ۲۳/ اپریل ۱۹۱۵ء ص: ۱۳)

چوتھا دعویدار

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی مشن میں بڑا اختلاف تو قادیانی اور لاہوری پارٹیوں کا ہے جو مرزا صاحب کی نبوت میں مختلف ہیں مگر تیسرے اور چوتھے دعویدار کچھ اور ہی کہتے یں وہ سرے سے ان کو جواب دیتے ہیں کہ تم دونوں غلطی پر ہو، امام الزماں اور مصلح زمان ہم ہیں۔

مولوی عبداللہ تیماپوری (دکن) دعویدار خلافت تھے اب ایک صاحب ظہیر الدین نامی پیدا ہوئے جنہوں نے ایک دو ورقہ اشتہار ہمارے پاس بھی بھیجا ہے جو بالاختصار اُنہی کے الفاظ میں نقل ہے:

المبارک اے احمدی قوم کے معزز بزرگو آپ صاحبوں کو علم ہوگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصیت کی تھی کہ ''جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔'' سو آگاہ رہو کہ میں ہی وہ شخص ہو جس نے روح القدس سے مدد پا کر جماعت کے لئے قائم ہونا تھا۔ گوش ہوش سے سنو کہ خدا نے اپنی وحی سے مجھے مخصوص کیا ہے اور اگر چہ میں

آپ لوگوں کو ایک معمولی انسان دکھائی دیتا ہوں لیکن یہ ایک سچی بات یہ ہے کہ احمد صلعم کے مخالفین کے مقابلہ کے لئے الہاماً مامور کیا گیا ہوں دیکھو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ خود خدا نے مجھے یوسف قرار دیا ہے اور میرا نام دین کا چراغ اور بشیر بھی رکھا ہے۔ میرے اس دعویٰ پر غور کرو کہ میں ہی وہ موعود غلام حلیم ہوں جس نے صاحبزادہ مبارک احمد صاحب مرحوم کا قائم مقام ہونا تھا۔ اور جس طرح مبارک احمد چہارشنبہ کے روز پیدا ہوا۔ اُسی طرح یہ عاجز بھی عید کے دن (۱۵ جولائی ۱۸۸۵ء۔ اڈیٹر اہل حدیث) چہارشنبہ کو چوتھے پہر پیدا ہوا جب کہ چراغ بھی روشن کئے گئے۔ دلائل صحیحہ اور براہین قاطعہ سے عقلمند لوگ ہمیشہ فائدہ اٹھایا کرتے ہیں لیکن واقعات حقہ ایک ایسی چیز ہے جہاں ہر خاص وعام کو سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے اس اشتہار میں واقعات لکھتا ہوں کہ میرے خدا نے مجھے ایسی والدہ مکرمہ کے پاک بطن سے پیدا کیا جس کو سخت مایوسی اور نومیدی کی حالت میں مسیحی نفس بچے کی خوشخبری ملی اور جس کے ہاں میرے بعد صرف تین ہی بچے پیدا ہوئے اور اس طرح سے الہام الٰہی کے ماتحت تین کو چار کرنے والا مجھے قرار دیا گیا۔ عورتوں پر فریفتہ ہونے والے نفسانی لوگ جو قرآن کریم سے چار عورتوں تک نکاح کرنے کا نہ صرف جواز بلکہ حکم نکالا کرتے ہیں۔ (قادیانی خلیفہ ثانی کی طرف اشارہ ہے۔ اڈیٹر اہلحدیث) ان کو وحی الٰہی تین کو چار کرنے والا سے بدرجہ اولےٰ تسلیم کرنا پڑیگا۔

اے احمدی قوم کے بزرگو میں جو خدا کی قدرت اور رحمت کا ایک کرشمہ ہوں اُس کے فضل اور احسان کا ایک نشان ہوں۔ احمدیت کی فتح اور ظفر کے لئے جو بطور ایک کلید کے ہوں میرے ساتھ ہو جاؤ اور خدا کی پیشگوئیوں کی تکذیب نہ کرو۔ کوئی ایک اخص آدمی احمدی جماعت میں پیش کرو جس کو مسیح موعود نے اپنے ہاتھ سے ایسا سارٹیفکٹ دیا ہو جس کا یہ خلاصہ ہو کہ مسیح موعود (مرزا) نے تو اپنے بعض الہامات کو پہچاننے میں غلطی کی ہو اور اُس مصلح موعود نے اس غلطی کی اصلاح کی ہو اور خود مسیح موعود نے عالم رویا میں اُسے بتلایا

ہو کہ فلاں فلاں غلطیوں کی جو درستی کی گئی ہے تو وہ بالکل صحیح ہے۔ ایسے ہی وہ بابرکت موعود دعویٰ سے پہلے رویائے صادقہ اور سچے الہامات میں صاحب تجربہ بھی ہو۔ اور مسیح موعود کا وہ سچا غلام ہو۔ اُس کی باتیں سچی اور اُس کے دعاوی بادلائل ہوں۔ پس اے وے لوگو جو میرے دعاوی کی تصدیق کرنا چاہتے ہو تم میں سے ہر ایک کا فرض ہے جو وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی، اللہ تعالیٰ کے فرشتوں، اللہ تعالیٰ کی کتابوں، اللہ تعالیٰ کے رسولوں، یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہوئے اس بات پر بھی ایمان لاوے کہ قرآن میں جس احمد کے حق میں حضرت مسیح بن مریم کی طرف سے ایک پیشگوئی درج ہے وہ احمد رسول اللہ صلعم صرف صرف حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) جری الله فی حلل الانبیاء ہی ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود نے جس ایک ذکی غلام کے حق میں اپنے اشتہار مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی ہوئی ہے وہ موعود یہی راقم الحروف ظہیر الدین نام ہی ہے۔'' الخ

اڈیٹر اخبار اہلحدیث لکھتے ہیں:

ہم تو اس الہامی مذہب کو ابتداء ہی سے سمجھنے سے قاصر ہیں تو اب کیا سمجھیں گے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اپنی کم علمی کا اعتراف کرکے یہ سب کچھ قادیانی مشن کے سپرد کیا جائے۔ محتسب را درونِ خانہ چہ کار

(اہل حدیث امرتسر جلد ۱۲۔ نمبر ۲۶۔ مورخہ ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ مطابق ۳۰ اپریل ۱۹۱۵ء ص: ۳-۴)

کفر سستا بلکہ مُفت

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

خدا کی شان جو چیز بنی آدم کو زیادہ مضر ہے اُسی قدر اس کا رواج بھی زیادہ۔ شراب و دیگر منشیات کو دیکھئے جس قدر مُضر ہیں۔ اُسی قدر زیادہ رواج پذیر ہیں۔ اسی طرح کفر انسان کو سخت مضر ہے اس کا رواج تو شراب سے بھی زیادہ ہے۔ مسیح موعود علیہ

السلام کی بابت حدیثوں میں آتا ہے کہ اُس کے دم سے کافر مرجاوینگے کیا معنی۔ یعنی اُس کے اثر صحبت سے کافروں کا کفر جاتا رہیگا۔ مگر آج ہم دیکھتے ہیں کہ اس مرغوب خلائق (کفر) نے یہاں تک ترقی کی ہے کہ مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب قادیانی جو بزعم خود مسیح موعود تھے۔ اڈیٹر اہل حدیث) کی صحبت سے بھی اُن کو صحبتیوں کو یہی حاصل ہوا۔ آہ کس قدر مقام افسوس اور حسرت ہے کہ جس بزرگ کے اثر صحبت سے کفر مرنا تھا اُسی کو صحبت یافتوں بلکہ فدائیوں میں آج کفر موجزن ہے سچ ہے۔

تہیدستانِ قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

تفصیل اس کی یہ ہے کہ قادیانی پارٹی بپابندی اپنے اصول کے جملہ مسلمانانِ دنیا کو جو مرزا صاحب قادیانی کو نبی نہیں مانتے کافر جانتی ہے جن میں اُن کے سگے بھائی لاہوری پارٹی کے لوگ کفر کے مستحق تر ہیں۔ کیوں کہ (بقول قادیانی پارٹی) وہ نہ صرف منکر نبوت مرزا ہیں بلکہ مرتد عن المرزا۔

یہ تو ہوا ایک پارٹی کا حال۔ لاہوری پارٹی کا اصول ہے چونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص مسلمان کو کافر کہے وہ خود کافر ہے (اس لئے بقول لاہوری پارٹی) قادیانی پارٹی پر کفر عائد ہوتا ہے۔

ہم حیران ہیں کہ جس بزرگ (مسیح موعود) کی صحبت سے کفر کو بھاگنا چاہیئے تھا۔ اُسی کی صحبت کا یہ اثر ہے کہ ''ہر دو کافر'' کی آواز آرہی ہے۔ ہم کون؟ کہ اس مقدس جماعت کی اندرونی نزاع میں دخل دیں۔

محتسب را درونِ خانہ چہ کار

ہمیں سخت افسوس ہے کہ مرزائی جماعت کفر سے بھاگی تھی لیکن کفر میں ہی مبتلا رہی جس پر یہ مثل صادق آتی ہے:

''تیلی بھی کیا اور روکھا کھایا''

(اہل حدیث امرتسر جلد ۱۲: نمبر ۲۷۔ مورخہ ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ مطابق ۷ رمئی ۱۹۱۵ء ص ۱۔۲)

مسیح موعود کے وقت رنج کینے دور ہو گئے

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:
انجیل میں ایک فقرہ ہے: درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے،
جس کو عربی میں کہتے ہیں: الثمرہ تنبیء عن الشجرۃ۔
یہ قانون بہت صحیح ہے۔ خصوصاً اس صورت میں کہ درخت کے پھل کا میٹھا ہونا کسی صحیح دلیل سے ثابت ہو۔ اس لئے جو پھل ہمارے سامنے پیش کیا جاوے اگر وہ میٹھا نہیں ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس درخت کا نہیں۔

آؤ اس قاعدہ سے ہم قادیانی مسیح کی جانچ کریں۔ گو اس سے پہلے بھی ہر ایک قسم کی جانچ ہم کر چکے ہیں۔ حدیث شریف میں مسیح موعود کے حق میں وارد ہے

قال رسول اللہ ﷺ لینزن لن ابن مریم حاکما عادلاً فلیکسرن الصلیب و لیقتلن الخنزیر و لییضعن الجزیۃ و لیترکن القلاص فلا یسعی علیھا و لتذھبن الشحناء و التباغض و التحاسد و لیدعون الی المال و لا یقبلہ احد۔

مسلم۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ضرور ابن مریم منصف عادل ہو کر اترے گا پھر وہ صلیب کو توڑ دیگا اور خنزیروں کو قتل کریگا اور جزیہ موقوف کرے گا اور اونٹون پر کوئی سوار نہ ہوگا اور کینے عداوتیں اور حسد سب دور ہو جائین گے اور لوگوں کو مال کی طرف بلایا جائیگا کوئی قبول نہ کریگا۔

اس حدیث میں سے ہمارے زیر بحث صرف ایک فقرہ ہے جسکے الفاظ یہ ہیں
کینے دور ہو جائیں گے۔،

یہی فقرہ تمام حدیث میں برتر ہے۔ یہ فقرہ مسیح موعود کے زمانہ میں مسلمانوں کا تمدن بتلاتا ہے۔ یعنی مسلمانوں کی اس وقت یہ حالت ہو گی کہ مسیح موعود کے اثر صحبت سے ان کے کینے اور رنجشیں سب دور ہو جائیں گی۔ وہ اس وقت کیا ہو جاویں گے، اس شعر کے مصداق

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی

تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

مسلمان کئی قالب اور ایک جان ہو جائیں گے۔

جناب مرزا صاحب قادیانی کی زندگی میں جب کبھی یہ حدیث پیش ہو کر سوال ہوا کہ مسیح موعود کے آنے سے یہ برکت مسلمانوں مین ہونی چاہیے تھی حالانکہ نہیں ہے مسلمان بدستور ایک دوسرے سے عداوت کینہ اور رنجش رکھتے ہیں تو جواب ملتا تھا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود کے ماننے والوں کی کیفیت ہوگی منکرین اس نعمت سے محروم رہیں گے اور ہونا بھی چاہیے کہ محروم ہی ہوں کیونکہ کفر اور ایمان کے ثمرات ایک سے نہیں ہو سکتے۔،

یہ جواب مرزا صاحب کی زندگی میں بھی صحیح نہ تھا آج کل تو اس کی غلطی ایسی نمایاں ہو رہی ہے کہ مثل فلق الصبح (روز روشن کی طرح) اس کو کہا جائے تو بجا ہے۔

مرزا صاحب کی زندگی میں کیوں صحیح نہ تھا اس لئے کہ مرزا صاحب نے خود ایک مقام پر اپنے مریدوں یا بالفاظ دیگر اپنی امت کے اخلاق اور برتاؤ کا ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

> اخی مکرم حضرت مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالی بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کر چکے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں سے اب تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیز گاری اور للہی محبت باہم پیدا نہیں کی۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ایسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کر سکتے چہ جائے کہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں۔ اور انہیں سفلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنی ادنی خود غرضی کی بنا پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے

پینے کی قسموں پر نفسانی بخشیں ہوتی ہیں۔

(اشتہار التوائے جلسہ ملحقہ بشہادت القرآن، مصنفہ مرزا قادیانی)

یہ عبارت بآواز بلند پکار رہی ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی زندگی ہی میں ان کی جماعت میں حدیث مذکور کا اثر نہ تھا۔ اب بعد انتقال جو حالت ہے عیاں راچہ بیان۔ قادیانی پارٹی لاہوری سے اور لاہوری قادیانی سے اسی قدر بلکہ اس سے بھی زیادہ کشیدہ اور رنجیدہ ہیں کہ کسی جلسہ یا مجلس میں دونوں پارٹیاں یکجا ہو جاویں غیروں سے تو گفتگو اور صاحب سلامت کریں گے مگر آپس میں نہیں۔ کیونکہ خلیفہ قادیان کا فتوی ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ ہم مل کر کام کر سکتے ہیں مگر ان لوگوں کے ساتھ نہیں مل سکتے جنہوں نے قادیانی خلافت سے علیحدگی کی۔

ہمیں اس موقع پر نہ اس فتوی پر بحث کر کے غلط یا صحیح ثابت کرنا منظور ہے نہ ان دونوں پارٹیوں میں سے کون حق پر ہے اس کا ثبوت دینا منظور ہے بلکہ مطلب سعدی دیگر است۔ ہمیں یہ بتلانا مقصود ہے کہ بحکم ذکر هم با یام الله واقعات کو سامنے رکھو اور حدیث نبوی کا مطالعہ کرو کہ بموجب الفاظ حدیث مسیح موعود کا ثبوت ہوتا ہے؟

پھر اگر بغیر ایچ پیچ کے تمہارا ایمان یہ فیصلہ کرے کہ ہاں حدیث مذکور قادیانی مسیحیت پر چسپاں ہے تو تم کو اختیار ہے تسلیم کر لو۔ اور اگر یہ فیصلہ کرے کہ حدیث مذکور صریح اس کی نقیض بلکہ مناقض ہے تو اس پر غور کر کے سلطان محمود غزنوی کی طرح بت شکنی پر ہمت کرو۔ اگر تم لوگ آج ہمت نہ کرو گے تو بھی یہ بت زیادہ دیر تک رہنے کا نہیں۔ لیکن افسوس ہے تمہاری غلطی کی اصلاح پھر نہ ہو گی

خیرے کن اے فلاں و غنیمت شمار عمر
زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند

یہ ہمارا خطاب خاص کر ان لوگوں سے ہے جو ہر ایک بات کو معقولیت سے سنتے اور مانتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں سے ہمیں توقع ہے کہ وہ حدیث مذکور پر غور کر کے قادیانی واقعات کو جو قدرتی طور پر وقوع پذیر ہو رہے ہیں غور سے دیکھیں گے انّ فی ذلك ذکری لمن کا ن له قلب ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۔ ۱۴ مئی ۱۹۱۵ء ص ۱-۲)

پاک بے حیائی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

گذشتہ پرچہ اہل حدیث امرتسر میں ناظرین نے پڑھا ہوگا کہ گوجرانوالہ میں میرے دو لیکچر ہوئے۔ ان لیکچروں میں قادیانی پارٹی نے کھنڈت ڈالنے کی کوشش یوں کی کہ ایک بھولے بھالے نوجوان کو بہکایا کہ جلسہ میں وفات مسیح پر بحث ہو جائے۔ منتظمین جلسہ نے کہا یہ جلسہ مخالفین اسلام کے مقابلہ میں ہے، اس لئے اس بحث کا یہاں ذکر مناسب نہیں۔ مگر بھولا نوجوان یہی کہتا رہا۔ مجھے اس سے کیا مطلب تھا۔ آخر کار منتظمین جلسہ نے میرے ہاتھ میں ان مضامین کی ایک فہرست دے دی جن پر ان کو لیکچر کہلوانا تھا۔

خیر لیکچر ہوا مگر حاضرین، جن میں مرزائی، (لیکن روشن خیال) بھی کثرت سے شریک تھے کے شوق سے دوسرے روز کے وعظ کی منادی بھی ہوئی اور وعظ بھی ہوا۔

صدر جلسہ بابو غلام حیدر صاحب پنشنر تحصیل دار خود معتقد مرزا تھے۔ انہوں نے مولوی اکبر خان صاحب اڈیٹر پیغام صلح لاہور کو ایماء کیا کہ اس تقریر پر کچھ اظہار رائے کریں۔ مولوی صاحب نے حق انصاف سے یہ کہا کہ اس تقریر کے متعلق میں کیا عرض کروں اس شعر کی مصداق ہے

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا ایں جاست

اس کے بعد اپنے مافی الضمیر کو بہت واضح لفظوں میں ظاہر کیا۔ ساتھ ہی اس کے میں دیکھتا تھا کہ مولوی صاحب کو اپنے قادیانی بھائیوں سے کچھ خوف سا لگ رہا تھا۔ اس لئے وہ یہ بھی کہہ گئے کہ مولوی ثناء اللہ احمدیت کے سخت مخالف ہیں، مگر میں اس کو ایک کمینہ پن جانتا ہوں کہ کسی مخالف کی اچھی بات کو بھی اچھا نہ کہا جائے۔

میں حیران تھا کہ ایسی معمولی بات پر مولوی صاحب کو اتنا دفع دخل مقدر کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ لیکن اصل یہ ہے کہ اپنے سگے بھائیوں کی خوخصلت

سے جیسے وہ واقف ہیں ہم نہیں ۔ اس لئے انہی کا قیاس صحیح نکلا ۔قادیان کے اخبار الفضل میں ایک تو جلسہ میں وفات مسیح پر بحث نہ کرنے کو میرا فرار قرار دیا (اچھا بہت خوب شائد اسی طرح رام پور کے فرار کا بدلہ ہو جائے) دوم اپنے احمدی (مرزائی) شرکاء جلسہ پر خوب بوچھاڑ کی ۔الفضل میں ایک نوٹ لکھا گیا کہ

> ان (لاہوری پارٹی کے) لوگوں کی حالت اور اعتقادات کا پتہ ہمیں لگ چکا ہے کہ مولوی ثناء اللہ جیسے دشمن احمد و احمدیت کے لیکچر میں سب سے پہلے پلیٹ فارم پر جا موجود ہوئے ۔اور اگر کوئی ان کو اس وقت سر دھنتے دیکھتا تو ضرور کہتا کہ پولوس کے کسی مرید پر روح القدس اتر آیا ہے۔ان غیرت مندوں میں جو ثناء اللہ امرتسری کے لیکچر کے ممتاز حاضرین تھے اکبر شاہ خان اور مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی بھی شامل تھے دوست محمد صاحب پیغام کے مضمون نویس اور مسٹر فضل الٰہی صاحب نومسلم اور بعض دیگر غیر مبائعین تھے انا للہ و انا الیہ راجعون ۔(الفضل قادیان ۳مئی ۱۹۱۵ء)

اس کے جواب میں لاہوری پارٹی کے پیغام صلح میں ایک مضمون نکلا جس کا عنوان ہے ، پاک بے حیائی ، جو درج ذیل ہے ۔ناظرین اسے بغور پڑھیں اور داد انصاف دیں۔

پاک بے حیائی

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے مسلمانوں میں کیسی اعلیٰ درجہ کی روشن خیالی اور اولو العزمی وسیع حوصلگی اور خوش اخلاقی پیدا کی ہے کہ فرمایا کلمہ خیر جہان پاؤ اپنی ملکیت سمجھو

مرد باید کہ گیرد اندر گوش
ورنبشت ست پند بر دیوار

ہندوؤں پر جو بڑے بڑے الزام لگائے جا سکے ہیں ان میں ایک چھوت چھات کا مسئلہ اور برہمنوں کی مجلس میں شودروں کو باریاب نہ ہونے دینا وغیرہ تنگ خیالیاں ہیں ۔

اسلام نے یہاں تک وسیع الحوصلگی کی تعلیم دی کہ غیر مذہب والی عورتوں

سے شادیاں اور عیسائی ماں سے محبت اور تعظیم کا برتاؤ، اور اس کی خدمت میں اپنے آپ کو ایک چاکر کمترین کی حیثیت سے پیش کرنے کا ایماء فرمایا۔

اس روشنی کے زمانہ میں جس طرح تمام قوموں اور تمام مذہبوں میں روشن خیالی پائی جانے لگی ہے اسی طرح اسلام سے بھی بہت سی اسرائیلی روایات کی آلائشیں اور پست خیالی و تنگ نظری سے پیدا ہونے والی رسمیں دور ہوگئی ہیں۔ فالحمد لله

اسلام کی تعلیم کے خلاف کسی زمانہ میں یہ رواج پڑ گیا تھا کہ اہل کتاب کے ساتھ کھانا کھا لینے سے ایک مسلمان کو لوگ کافر سمجھنے لگتے تھے اسی طرح جو شخص حضرت مولانا مولوی محمد اسماعیل شہیدؒ کو نیکی کے ساتھ یاد کرتا تھا، اس کا گھر بار لوٹ لینا جائز سمجھا جاتا تھا۔

کسی ہندو کو گائے کا گوشت کھلا دینا بڑے ثواب کا کام اور بغیر کلمہ پڑھے اور ایمان و اسلام کے ارکان سے واقف ہوئے ہی وہ ہندو مسلمان سمجھ لیا جاتا تھا۔ پیران کلیر اور اجمیر کے سالانہ عرسوں میں شریک ہونا حج بیت اللہ سے زیادہ ضروری سمجھا جاتا تھا وغیرہ وغیرہ

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اب جہالت و اوہام پرستی تقلید اور پیر پرستی وغیرہ کے بادل پھٹ چکے ہیں اور سمجھ دار لوگوں کی مجلس میں اس قسم کی نامعقول باتوں کی حمایت نہایت ذلیل اور قابل شرم کام سمجھا جاتا ہے لیکن کہیں کہیں ابھی تک ایسے پاک بے حیا لوگوں کا وجود بھی ضرور موجود پایا جاتا ہے جو اپنی نامعقول باتوں کی نامعقولیت کو کسی طرح سمجھ ہی نہیں سکتے۔ مثلاً ایک صاحب ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے ایک اخبار میں لکھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ چونکہ مسیح موعود کے مخالف ہیں اس لئے ان کے لیکچر میں شریک ہونا اور ان کی قابل تعریف باتوں پر اظہار مسرت کرنا گناہ عظیم ہے۔ ممکن ہے کہ شائد اس کے بعد یہ فتویٰ بھی جاری ہو جائے کہ مولوی ثناء اللہ کی ہر ایک بات اور ہر ایک کام کی مخالفت کرنا بڑے ثواب کا کام ہے۔ مثلاً مولوی ثناء اللہ کسی آریہ سے مباحثہ کرے تو تم فوراً اس آریہ کے طرف دار ہو جاؤ اور

اگر ثناء اللہ خدا ورسول کی مدح وثنا بیان کرے تو تم (نعوذ باللہ) خدا ورسول کو گالیاں دینے لگو۔ اور اگر ثناء اللہ کسی مجلس میں قرآن شریف پڑھے، تو تم اس کی مخالفت میں فوراً کوئی پران کھول کر دیا کھیان دینے لگو۔ اور اگر ثناء اللہ منہ کے راستے پانی پیئے تو تم کم سے کم ناک کے راستہ پانی پینے کی کوشش کرو انا للہ و انا الیہ راجعون۔ (پیغام صلح لاہور ۶ مئی ۱۹۱۵ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

افسوس ہے قادیانی پارٹی نے وہی روش اختیار کر لی ہے جس کا نقشہ الطاف حسین حالی مرحوم نے نہایت ہی بری صورت میں دکھایا ہے

ہمیں واعظوں نے یہ تعلیم دی ہے
کہ جو کام دینی ہے یا دنیوی ہے
مخالف کی ریس اس میں کرنی بری ہے
نشان غیرت دین حق کا یہی ہے
جو نکلے جہاز ان کا بچ کر بھنور سے
تو تم ڈال دو ناؤ اندر بھنور کے

اس سے مزید لطف یہ کہ میں نے جلسہ مباحثہ میں یہ کہا کہ عیسائیوں کے مقابلہ میں ہم سب ایک ہیں مگر قادیانی اخبار میں میرے مباحثہ کی نسبت یہ رائے لکھی ہے کہ مولوی ثناء اللہ نے اپنی عادت کے موافق غزل خوانی کی جو کچھ ان کے مضمون میں اچھی بات تھی وہ ہمارے مرزا صاحب سے لی ہوئی تھی۔ انا للہ بھلا بتلاؤ ایسے انصاف پسند اور اسلام کے خیر خواہ دنیا میں کہیں ہوں گے۔ ہم تو اس کو نہایت ہی چھوٹے درجے کی بات جانتے ہیں۔ اعاذنا للہ منہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۔ ۱۴ مئی ۱۹۱۵ء ص ۷۔۸)

قادیانی ٹیکہ

حضرت مولانا محمد علی لکھویؒ لکھتے ہیں:

یورپ کی نو ایجادی نے دنیا کی آبادی میں جس قدر ترقی کی ہے، وہ تو محتاج بیان نہیں جب کہ ہر فرقہ کا لیڈر اور ہر فن کا ماہر اپنے مقصود میں اور ہر زاہد اپنے زھد میں ،اور ہر جانشین اپنی ہوس نفس میں، ایسی حیرت انگیز ایجاد کریں کہ یورپ کے ڈاکٹروں اور یونان کے حکماء افلاطون وارسطو کے بھی کان کاٹے۔

حال ہی میں ہمارے پاس ایک اشتہار بعنوان، طاعون کا حفظ ما تقدم، مجریہ انجمن احمد یہ فیروز پور پہنچا جسے دیکھ کر تعجب ...بھی ہوا پھر خوشی بھی ہوئی کہ ایسے بے خرچ ٹیکہ سے تو ہزار ہا غریب مسلمان اور ہزار ہا نا طاقت ضعیف مسلمان فائدہ مند ہوں گے۔ یہ تو کم خرچ بالانشین کی بجائے بے خرچ اعلیٰ نشین کا مصداق ہے۔

لیکن جب دیکھا تو اسے دو جزوں پر منقسم پایا۔ ایک تو وہی کہ جو سید المرسلین (فداہ ابی وامی)ﷺ سے برائے حفظ از آفات مروی ہے یعنی

بسم الله الذی لا یضر مع اسمه شیء

اور اعوذ بکلمات الله التامات من شر ما خلق۔

یہ تو جملہ اہل اسلام کے لئے باعث اطمینان ہے۔

جزء ثانی، جو جزو اعظم ہے بلکہ بالفاظ اشتہار اصل علاج ہی یہی ہے، وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر ایمان لائے۔

اس پر ہم انشاء اللہ چند سوالات خلیفۃ المسیح سے کریں گے فی الحال قادیانی ٹیکہ کی صحت اور مجرب ہونے پر ہمیں شبہ ہے۔

شبہ یہ ہے کہ ہمارے سامنے کئی ایک مرزائی طاعون سے مدفون ہوئے جن کے نام بشہادت کتاب چوکیدار پیش کر سکتے ہیں، مگر بشرط ثبوت مشتہر کو نبوت قادیانی سے توبہ کرنی ہوگی، اور بالعکس ہم نبوت قادیانی کے قائل ہوں۔

مرزا صاحب قادیانی پر ایمان لانا طاعون کا علاج ہے، تو پھر ان لوگوں کے حق میں کیوں مفید نہ ہوا۔ اس کا جواب آنے پر اور کچھ لکھا جائے گا۔

حررہ :محمد علی بن مخدومی مولانا عبدالرحمٰن مرحوم شہید مدنی از لکھو کے ضلع فیروز پور۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۔۱۴ مئی ۱۹۱۵ء ص ۱۰)

قادیانی مناظرہ سے گریز

۲۵ ۔اپریل ۱۹۱۵ءکو بمقام درویش کانہ نوتعمیر حلقة المشائخ درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قادیانی جماعت سے جناب مولوی سید محمد بی اے(علیگ) المعروف ذوقی شاہ کامناظرہ قرار پایا تھا۔مگر افسوس ہے کہ قادیانی جماعت میں سے کوئی صاحب تشریف نہیں لائے ۔اورصوفیہ طبقہ کے جس قدرلوگ جمع ہوئے تھےشام تک انتظارکرکے واپس چلے گئے۔

قادیانیوں نے ازخود بحث نکالی تھی ذوقی شاہ صاحب نئے نئے کوچہءفقر میں آئے ہیں وہ انگریزی تعلیم یافتہ ہیں دینیات خصوصاً مناظروں مباحثوں سے انہیں بہت تھوڑی واقفیت ہے تاہم قادیانی گروہ کا نعرہ حریف طلبی سن کر وہ فوراً تیار ہو گئے تھے اور جناب مولانا انواراللہ خانصاحب ناظم دینیات حیدرآباددکن کی کتابیں متواتر آٹھ روز مطالعہ کرکے وہ مرزائیوں کے ہرمسئلہ پرگفتگو کوآمادہ تھےلیکن شاہ صاحب کی ساری محنت ضائع گئی اورحلقۃ المشائخ کے درویش خانہ میں جتنا اہتمام جلسہ کے واسطے ہوا تھا سب بےکار رہوا۔نیز ان حضرات کوگرمی کے موسم میں الگ کوفت اٹھانی پڑی جو شوق مناظرہ میں جوق جوق جمع ہوئے تھے۔

جن مرزائیوں نے بحث مقرر کی تھی وقت مقرر کیا تھا انہوں نے تو ایسی وعدہ خلافی کی کہ ایک پرچہ تک نہ لکھا کہ ہم بحث کی لیاقت نہیں رکھتے البتہ بےتعلق اور گفتگوئے مناظرہ سے جداماسٹراحمد حسین صاحب فریدآبادی نے ایک خط بھیج دیا کہ ہم قادیان کے پیشوائے اعظم کے حکم کے بغیر بحث کرنے کے مجاز نہیں ہیں ۔اس کے علاوہ آپ لوگ احقاق کی صلاحیت سے مستغنی ہیں پھر بحث سے کیا حاصل۔

قصہ مختصراس مضبوط اورصف شکن جماعت کواس طرح پسپائی اٹھانی پڑاجس کادعوی فتح آسمان ہفتم تک پہنچا کرتاہے۔عرفانی دہلوی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۔۱۴مئی ۱۹۱۵ءص۱۰۔۱۱)

حکما وعادلا

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

گزشتہ پرچہ میں ہم نے ایک حدیث نقل کی تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہے پرچہ مذکورہ میں گو حدیث تو ساری نقل تھی مگر ہماری نظر بحثیت بحث کے صرف ایک ہی لفظ پر تھی یعنی مسیح موعود کے زمانہ میں کینہ وکدورتوں کا دور ہونا جو ثابت کیا تھا کہ قادیانی مسیح کے زمانہ میں نہیں ہوا۔

آج ہم حدیث کے دوسرے لفظوں پر بحث کرتے ہیں جو حکما وعادلا ہیں۔

ان دولفظوں کا مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود اختلافات اسلامیہ کو کتاب وسنت کے مطابق طے کرکے ایک شاہراہ قائم کردے گا۔

مرزا صاحب قادیانی نے تو اس لفظ کو اتنا وسیع کہا ہے کہ ساری دنیا کے جھگڑے طے ہوکر بلااختلاف ایک مذہب ہوجائیگا۔ (ملاحظہ ہو چشمۂ معرفت، ص:۸۳)

اب سوال یہ ہے کیا ایسا ہوا؟ جہاں تک واقعات شہادت دیتے ہیں اس کا جواب نفی میں ملتا ہے۔

ہم حیران ہیں ''درخت کو ہم کاہے سے پہچانیں'' پھل تو اُس کا یہ شہادت دیتا ہے۔

نہ ثمر نہ برگ سبزم نہ درخت سایہ دارم
ہمہ حیرتم کہ دہقاں بچہ کار کشت مارا

قادیانی مسیح نے آکر اور جھگڑوں کو تو کیا مٹایا ہوتا آج اُن کی امت میں خود انہی کی بابت ایک جھگڑا ایسا بپا ہے کہ دونوں پارٹیاں آپس میں ایک دوسرے سے اتنی جدا ہیں کہ شیعہ سنی بھی اتنے جدا نہونگے۔

آج ہم ایک مراسلہ لاہور کے ''پیغام صلح'' سے نقل کرتے ہیں جس سے ناظرین کو بآسانی معلوم ہوسکے گا کہ قادیانی مسیح نے تنازع مٹائے نہیں بلکہ زیادہ کردیئے۔

ہم جانتے ہیں کہ ہرفریق دوسرے پر الزام لگاتا ہے کہ وہ نفسانیت کرتا ہے۔ ہم اس امر کا فیصلہ دینے کے مجاز نہیں کہ کس فریق کی نفسانیت ہے۔ بلکہ ہمارا مدعا یہ ہے

کہ قادیانی مسیح نے سابقہ اختلافات کو مٹانے کے بجائے اپنی ذات وصفات کے متعلق ایسے الفاظ کہے جن سے مزید اختلاف خود اُن کے ماننے والوں میں پیدا ہوگیا۔ حالانکہ اُن کی اپنی حیثیت اور مرتبت کو بہت واضح لفظوں میں صاف کرنا چاہئے تھا۔

ناظرین اب وہ مضمون پڑھیں جو ایک احمدی کا لکھا ہوا ہے۔ نامہ نگار لکھتا ہے:

الفضل ۳ مئی ۱۹۱۵ء میں جو اعلان غیر مبائعین (یعنی لاہوری پارٹی) کا گریز شائع ہوا۔ اُس کو پڑھ کر سخت تعجب ہوا کہ ان محمودیوں (قادیانی پارٹی) نے کیسی بے باکی سے اس اعلان کو سراسر افترآت اور اکاذیب سے بھر دیا وہ نہایت چالاکی سے شرائط شکنی کا الزام ہمارے ذمہ لگاتے ہیں لیکن اصل حقیقت جس کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے یہ ہے کہ گوجرانوالہ میں ان محمودیوں کے سکرٹری حکیم محمد الدین نام (یہ وہی شخص ہے جس نے حضرت سید نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ کے عکسی مکتوب کو دیکھ کر حضرت مرحوم ومغفور کو نالائق کا خطاب دیا تھا۔ آہ نورالدین جو حضرت جی پر بھی ایک جزئی فضیلت رکھتا تھا اُس کا ایک خط دیکھ کر آج یہ محمودیئے نالائق پطرس، یہود، اسقریوطی کا خطاب اُسے دے رہے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون) نے خود ایک درخواست مناظرہ ہمارے ایک مخلص بھائی عبدالحق صاحب سے کی تھی۔ لیکن جب مسیحیوں کے مقابلہ کے لئے محمودیوں کے مولوی گجرانوالہ میں پہنچے تو ۲۷/اپریل کو مولوی سرور شاہ کا ایک رقعہ بھائی عبدالحق صاحب کے نام آیا کہ حکیم محمد دین سے جو تمہاری آپس میں خط وکتابت متعلق مناظرہ ہوئی تھا۔ وہ تو تم جانو اور وہ جانیں۔ اگر تم نے بحث کرانی ہے تو اب ہمارے پاس مناظرہ کی درخواست بھیجو۔ چنانچہ ہمارے اس مخلص بھائی نے ''دروغ گو را بخانہ باید رسانید'' کے مقولہ پر عمل کر کے مناظرہ کے لئے اپنی طرف سے چیلنج لکھ کر بھیج دیا۔ جس پر اُنہوں نے اپنی غیر موعودہ خلیفہ سے اس مناظرہ کی اجازت بھی منگوالی۔ جب اجازت آ گئی تو پھر مولوی سرور شاہ کا ایک رقعہ ہمارے بھائی عبدالحق صاحب کے نام آیا کہ تم میں سے کوئی نمایندہ آ کر شرائط مناظرہ طے کر لے۔ چنانچہ یہ عاجز اور بابو عبدالحق صاحب ان کے مکان پر گئے پہلے چند باتیں بطور یادداشت کے میر اسحاق صاحب نے ایک

کاغذ پر لکھیں۔ جن میں پہلی بات یہ تھی جلسہ مباحثہ عام ہے یا خاص۔ مباحثہ تحریری ہوگا یا تقریری۔ بحث کن مسائل پر ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ سب سے پہلے میر اسحاق صاحب نے ہم سے یہ پوچھا کہ مباحثہ پبلک میں ہوگا یا اپنے گروہ میں؟ ہم نے کہا پبلک میں۔ میر اسحاق صاحب نے کہا ہم پبلک میں بحث نہیں کرینگے۔ اس پر میں نے کہا میر صاحب مرد میدان بنئے۔ میدان میں نکلئے۔ اپنے دلائل مسیح موعود کی نبوت کے متعلق قرآن اور حدیث اور حضرت صاحب کی کتابوں سے پیش کریئے اور دنیا کو بتلایئے کہ آں حضرت ﷺ کے بعد بھی ایک نبی کو آنا تھا سو وہ آ گیا اور اس کے نبی ہونے کے ثبوت یہ ہیں، اور دلائل دیجئے کہ اس نئے نبی کے ماننے کے بغیر کوئی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ اس کے جواب میں میر صاحب نے کہا کہ میں نے یہاں لیکچر اس قسم کے دیئے ہیں۔ میں نے کہا اس میں حضرت جی کا نبی ہونا پیش کیا ہے۔ انہوں نے کہا حضرت جی کا راستباز ہونا بتلایا ہے۔ میں نے کہا راستباز کا لفظ تو غیر نبی پر بھی استعمال ہوسکتا ہے۔ آپ نے نبی ہونا کیوں ظاہر نہ کیا۔ کیا ڈر گئے۔ تو میر اسحاق صاحب نے گفتگو ختم اس پر کی کہ میری بات اول بھی یہی ہے کہ ہم پبلک میں بحث نہیں کرینگے اور آخر بھی یہی ہے کہ ہم پبلک میں بحث نہیں کرینگے۔ اور کہا کہ ہمیں قادیان کے خلیفہ سے صرف اس بات کی اجازت آئی ہے کہ اگر ہم چاہیں تو مباحثہ کریں۔ اور اگر ہم نہ چاہیں تو مباحثہ کریں۔ اس پر میں نے عرض کی کہ افسوس ہے۔ اگر آپ نے پبلک میں بحث نہیں کرنی تھی تو قادیان کے خلیفہ کی خدمت میں اجازت منگوانے کے لئے آدمی بھیجنے کی کیا ضرورت آ پڑی تھی۔ آپس کا مباحثہ تو ہم میں اور آپ میں ہو ہی رہا ہے۔ آخر مولوی سرور شاہ نے کہا کہ اگر پبلک مباحثہ کرانا ہے تو لاہور میں کراؤ۔ بھائی عبدالحق صاحب نے کہا کہ اچھی بات ہے آپ اپنے خلیفہ کو میدان میں لاویں۔ مولوی صاحب موصوف نے کہا کہ اس کے لانے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم جو موجود ہیں۔ بابو عبدالحق صاحب نے کہا۔ آپ تو یہاں بھی موجود ہیں۔ اگر آپ کی موجودگی میں پبلک مباحثہ لاہور میں ہوسکتا ہے۔ تو

گوجرانوالہ میں کیوں نہیں ہوسکتا۔اس پر بھی میر اسحاق صاحب درمیان میں بول اُٹھے کہ ہم پبلک میں بحث نہیں کرینگے۔ ہماری اول بات بھی یہی ہے اور آخر بات بھی یہی۔ ہمارے احباب نے تو اسی لئے اُن کو چیلنج مباحثہ دیا تھا تا کہ گریز اور التوائے بحث کے لئے اُن کو کوئی حیلہ ہاتھ نہ آجاوے۔مگر ان محمودیوں نے گریز کا یہ حیلہ نکال ہی لیا کہ ہم پبلک میں بحث نہیں کرینگے۔ غرض جب میر اسحاق صاحب اور اُن کے ساتھ کے مولوی اس طرح مباحثہ سے گریز کر گئے۔ اور ہم وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے تو میر اسحاق صاحب نے مجھ سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم ذرا بیٹھو کیوں کہ تم میاں چراغدین صاحب کے بیٹے ہو۔لیکن تم سے ہمارا کوئی دینی تعلق نہیں۔ میں نے عرض کیا میر صاحب حقیقت میں اب کوئی تعلق آپ سے نہیں رہا۔ میں جب تک آپ کے ان عقائد سے نا آشنا تھا آپ سے محبت رکھتا تھا۔ جب آپ کے ایسے عقائد سے آگاہی ہوئی۔فوراً تعلق چھوڑ دیا۔ میرا پہلے بھی جن بزرگوں سے دینی تعلق تھا وہ محض اللہ ہی کے لئے تھا۔اور اب بھی جن سے تعلق ہے وہ بھی محض اللہ ہی کے لئے ہے۔ میں نے دین کو مقدم کیا عزیز کو مقدم نہیں کیا۔ میں چونکہ دین اس کو نہیں سمجھتا جس کو آپ پیش کرتے ہیں اس لئے اب آپ لوگوں سے تعلق ایسا ہی ناممکن ہے اور محال ہے جیسا کہ تاریکی اور روشنی کا تعلق محال اور ناممکن ہے۔ باتوں باتوں میں ہی میں نے میر اسحاق صاحب سے یہ بھی پوچھ لیا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ عیسائیوں کے جلسہ میں آیت ومبشرا برسول یأتی من بعدی اسمه احمد کو بحق آں حضرت ﷺ بیان کیا ہے اس پر اُنہوں نے تسلیم کیا کہ میں نے ایسا ہی بیان کیا ہے۔ میں نے کہا تو یہ میاں صاحب (مرزا محمود خلیفہ قادیانی) کا عقیدہ نہیں۔ میر صاحب نے کہدیا کہ نہیں۔میاں صاحب کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ میں نے کہا میاں صاحب نے اپنا یہ عقیدہ کہاں ظاہر کیا ہے۔اُنہوں نے کہا الفضل میں ۔ میں نے کہا افسوس ہے کہ آپ کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ الفضل میں اس آیت کے متعلق ایک حرف بھی میاں صاحب نے نہیں لکھا ۔ بلکہ القول الفصل میں

جا کر اس کے متعلق کچھ لکھا ہے یہ تھی آپس کی گفتگو۔ اس پر کوئی جمال الدین نامی آ گئے۔ اُنہوں نے آتے ہی نہایت حماقت سے یہ فقرہ کہا کہ ان کو (یعنی ہم کو) اس مکان میں کیوں گھسنے دیا۔ اس پر ہم اُٹھ کھڑے ہوئے۔ مگر میر اسحاق نے پھر کہا کہ ذرا بیٹھ جاؤ۔ مگر چونکہ اُس حماقت شعار نے پھر یہی لفظ دہرائے کہ ان کو کیوں اس مکان میں آنے دیا تو میں نے وہاں بیٹھنا بے حیائی سمجھا۔ اس لئے ہم وہاں سے آ گئے میں یہ بیان کرنا بھول گیا کہ مولوی سرور شاہ بھی درمیان میں دو دفعہ بولے تھے۔ اُن کی ہر ایک بات میں کجی معلوم ہوتی تھی اور بداخلاقی کا کچھ انتہا نہ تھا۔ میر اسحاق نے تو دو دفعہ فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ مگر شاہ صاحب نے دونوں دفعہ ناک منہ چڑھا کر کہا کہ جاؤ جاؤ۔ میرے خیال میں اس بات کے بیان کرنے کی تو ضرور نہیں کہ شرائط مباحثہ طے کرنے کے وقت جس قدر مبائعین وہاں جمع تھے سب کو نیچے اتار دیا گیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ پہلے سے ہی مولویوں میں اس قسم کے صلاح مشورے طے ہو چکے ہوئے تھے کہ جو بات فریق مقابل کہیگا وہی ہم نہ مانیں گے۔ اسی لئے اُنہوں نے یہ سوچ کر کہ ممکن ہے اس ردوکد سے مبائعین پر کوئی بُرا اثر پڑے اور اُن کو اپنے فرقہ کے مولویوں کی کمزوری کا پتہ کہیں لگ جائے شرائط مباحثہ کے وقت سب محمودیوں کو مکان سے نیچے اتار دیا۔ الفضل نے تو پہلے ہی سے اپنی یہ عادت ٹھیرالی ہوئی ہے کہ جھوٹ کے سوا سچی بات نہ کرے۔ (کیا کلیتًا؟ شائد۔ اہلحدیث) چنانچہ اُس نے حسب عادت اپنی کے یہ فقرہ بھی اپنے ماتھے پر سے سیاہی کا کلنک اتارنے کے لئے لکھ دیا۔ کہ ''اگر ان کی (یعنی ہماری) غرض تحقیق کی ہوتی تو اس پبلک پر زور دینے کے کیا معنی تھے۔'' گویا بتلایا ہے کہ ہمنے بغرض تحقیق اُن سے یہ مباحثہ کرنا تھا۔ سبحان اللہ۔ محقق تو شائد دنیا میں یہی مانے جاتے ہونگے۔ اور تحقیق بھی کس مسئلہ میں کہ آں حضرت ﷺ کے بعد ایک نبی آ گیا جس نے آ کر خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کا جھوٹا ہونا ظاہر کر دیا۔ اور خدا ورسول کے ارشاد کے خلاف آں حضرت ﷺ کو بھی مختص الزمان پیغمبر ثابت کر دیا۔

اس کی تحقیق تو وہی اندھا کریگا جس کو آں حضرت ﷺ کے آفتاب عالمتاب ہونے میں کوئی شبہ ہوگا یا جس کو آں حضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے میں کوئی شک ہوگا یا وہ جو خاتم النبیین کی جگہ کسی مہدی یا مسیح کو خاتم النبیین قرار دیتا ہوگا۔ اس کو اس تحقیق کی کیا ضرورت ہے جو جانتا ہے کہ دنیا کے لئے ایک ہی آفتاب ہے جو قیامت تک رہیگا۔ اس کے ہوتے کسی دوسرے آفتاب کی ابداً ضرورت نہیں کیونکہ وہ آفتاب صداقت جب سے طلوع ہوا۔ اس کی روشنی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اور نہ کبھی وہ غروب ہوگا۔ غرض ہماری اس مباحثہ سے یہ تھی کہ کوئی سعید روح سعادت حاصل کرلے اور حق سے دُور نہ رہے اور غیر مامور کی بیعت کے پھندے سے رہائی پاوے اور ان محمودیوں کے طلسم کو هباء المنثورا ہوتا دیکھ لے۔''

مگر الفضل بھی کچھ ایسا عہد شکن ہے کہ اب پھر لکھتا ہے کہ

''اپنے امیر سے چیلنج دلائیں اور وہ پہلے کی طرح اظہار کمزوری نہ دکھائیں۔''

اگرچہ اس کو خوب معلوم ہے کہ حضرت امیر ایده الله بنصره (مولوی محمد علی رئیس لاہوری پارٹی) کسی طرح بھی اور کبھی بھی کوئی کمزوری دکھانے والے نہیں۔ بلکہ وہ تو ایسے مرد میدان ہیں کہ برہنہ تلواروں کے سامنے بھی اپنے عقائد کا اعلان کرنے سے نہیں رُک سکتے۔ الفضل کے خلیفہ کی طرح نہیں کہ حیدرآباد دکن کے ایک نواب کو تبلیغ کی تو خوف کے مارے حضرت جی کا نبی ہونا اس میں ظاہر نہ کرسکے۔ اب اگر قادیان کے مولویوں کو کچھ اطرا ہے تو مرد میدان بن کر خود چیلنج مناظرہ دیں اور میدان میں نکلیں۔ اور جس طرح سے چاہیں ہمارے ساتھ ایسا مباحثہ کرلیں ہم حاضر ہیں۔ (خاکسار محمد حسین)

(پیغام صلح لاہور ۹رمئی ۱۹۱۵ء)

(اہل حدیث جلد ۱۲۔ نمبر ۲۹۔ مورخہ ۶ رجب ۱۳۳۳ھ مطابق ۲۱ مئی ۱۹۱۵ء ص: ۴-۶)

مباحثہ سے کون بھاگا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین کو یاد ہوگا کہ اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۵ مارچ 1915ء میں ہم نے لکھا تھا کہ قادیانی مشن کی دونوں پارٹیاں (قادیانی اور لاہوری) اپنا جھگڑا مٹانے کو ہم سے مباحثہ شروع کر دیں۔

اس معقول تجویز پر قادیان کے اخبار الفضل نے لکھا کہ ہم اوروں کے ذمہ وار نہیں ہم (قادیانی) آپ کے چیلنج کو منظور کرتے ہیں۔ اس منظوری چیلنج کے متعلق الفضل مورخہ ۱۴ مارچ کے الفاظ اہل حدیث مورخہ ۲۶ مارچ میں نقل ہیں جن کا ملخص یہ ہے کہ:

ہم مرزا صاحب کو مسیح موعود یقین کرتے ہیں اور علی منہاج النبوۃ اس کا ثبوت دینے کو تیار ہیں اور مولوی ثناء اللہ کا چیلنج منظور کرتے ہیں

اس قبولیت کے مطابق الفضل کا کیا فرض ہونا چاہیے تھا کہنے اور بتلانے کی حاجت نہیں کہ فوراً بلکہ فوراً سے پیشتر وہ میدان مباحثہ میں آ کر مرزا صاحب کی مسیحیت کا ثبوت دیتا مگر ناظرین یہ سن کر حیران ہوں گے کہ باوجود منظوری چیلنج کے اس نے گریز کا بہانہ کیا بنایا کہ پہلے حیات و وفات مسیح پر بحث ہوگی کیوں؟ ہماری مرضی۔

ادھر سے اس کا جواب دیا گیا کہ نہ ہمارا چیلنج حیات مسیح کا تھا نہ تمہاری قبولیت اس کی۔ پھر یہ جملہ معترضہ کیسا۔ جواب ملا کہ لوگوں کو اس کے متعلق بھی حق باطل کی تمیز ہو جانی چاہیے۔ یہ سچ ہے مگر کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہم اس مسئلہ میں قادیانی مشن کے کیوں بحث نہیں کرتے؟ اس لئے کہ اس مسئلہ (وفات مسیح) کے موجد جناب مرزا صاحب نہیں ہیں بلکہ سرسید احمد خان ہیں ملاحظہ ہو: سیرت مسیح، مصنفہ مولوی عبدالکریم قادیانی۔ پھر ایک ایسے مسئلہ پر ہم آپ لوگوں سے بحث کیوں کریں جس کے موجد مرزا صاحب نہ ہوں اور نہ اس مسئلہ کو قادیانی مشن سے کوئی خاص تعلق ہو۔ اگر یہ کہا جائے کہ ہماری دلیل کا اس پر توقف ہے تو اس کا جواب دیا گیا کہ آپ لوگ اپنی دلیل کو یوں بیان کریں: چونکہ مسیح فوت ہو چکے ہیں اور واپس نہیں آویں گے

اس لئے مرزا صاحب مسیح موعود ہیں وغیرہ۔، اس دلیل کے جس مقدمہ پر ہم چاہیں گے اعتراض کریں گے۔ آپ کون؟ کہ خلاف علم مناظرہ مخاطب کو قبل از بیان دلیل مقدمہ دلیل پر بحث کرنے کے لئے مجبور کرتے ہیں اس کی تائید میں نہ عقل گواہی دے سکتی ہے نہ نقل۔

ہم نے جب سے اس میدان میں قدم رکھا ہے ہماری کوشش یہی رہی کہ قادیانی دھوکہ سے لوگوں کو متنبہ کیا جائے کہ وفات مسیح کو مرزا صاحب کے دعوی سے کوئی خاص تعلق نہیں بلکہ مرزا صاحب کا دعوی اس سے بالکل اجنبی ہے۔ مرزا صاحب کا دعوی ان کے الہامات پر موقوف ہے۔ اگر وہ ان میں سچے ہیں تو کل باتوں میں سچے ہیں، اگر ان میں جھوٹے ہیں تو سب باتوں میں جھوٹے ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب نے یہ اصول اور طریق گفتگو خود مقرر کیا ہوا ہے۔ رسالہ شہادۃ القرآن میں صاف لکھا ہے

> کہ میرے الہامات اور پیش گوئیوں کو دیکھو۔ اگر میں ان میں سچا ہوں تو کچھ شک نہیں کہ خدائے عالم الغیب نے مجھ کو وہ پیش گوئیاں بتلائی ہیں ۔اور اگر میں ان میں جھوٹا ہوں اور میں ان کو خدا کی طرف نسبت کرتا ہوں تو میں مفتری اور جھوٹا بلکہ دجال ہوں۔

پس آسان اور سہل طریق اس مسافت کے قطع کرنے کا یہی ہے کہ مرزائی صاحبان دل کھول کر اس میدان میں آویں۔

میں حیران ہوں اگر وہ اس میدان میں اپنی فتح جانتے ہیں تو پھر ان کو کیا ڈر ہے حالانکہ وہ اسی زبان سے کہتے اور اسی قلم سے لکھتے ہیں:

> مسیح موعود (مرزا) کی نبوت کے دلائل تو وہ خاصے ہیں جو انبیاء میں پائے جاتے ہیں مثلاً آیت فلایظهر علی غیبه کا مصداق ہونا و لو تقول علینا بعض الا قاویل کی محک پر پورا اترنا وغیرہ ذلک
>
> (الفضل قادیان ۹ مئی ۱۹۱۵ء ص ۴)

پس ہم بھی انہی دلائل خاصہ کو سننا چاہتے ہیں پھر آپ کیوں توقف کرتے ہیں۔ کیا یہ سچ ہے:

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

ہماری اس حکیمانہ اور معقول روش کے جواب سے تنگ آ کر مرزائی جماعت ہماری نسبت مشہور کرتی ہے کہ ہم وفات مسیح پر اسلئے بحث نہیں کرتے کہ دل سے اسکی وفات کے قائل ہیں۔ کوئی ان راست بازوں سے پوچھے کہ اگر ہم دل سے اس کی وفات کے قائل ہیں تو پھر تم ہم کو کیوں مجبور کرتے ہو کہ ہم اس پر بحث کریں۔ یہ تو تمہارا عین مدعا ہے کہ کوئی قائل ہو۔ جب ہم قائل ہیں اور وفات مسیح کے قائل ہو کر بھی بقول مرزا صاحب قادیانی مشن کے اشد ترین مخالف ہیں (اشتہار آخری فیصلہ ۱۵۔اپریل ۱۹۰۷ء) تو پھر ہمارے دعوی کی صداقت میں کیا شبہ رہا کہ وفات مسیح کو قادیانی مذہب سے کوئی خاص تعلق نہیں اس لئے اس پر بحث کرنا ہی فضول ہے قادیانی مشن پر فیصلہ کن بحث کوئی ہے تو وہی ہے جس کو خود مرزا صاحب قادیانی نے مقرر کیا کہ میرے الہامات کو دیکھو۔

رہا وفات مسیح کا مسئلہ، سو اس کے متعلق رام پور میں بحضور ہز ہائی نس نواب صاحب رام پور کئی روز تک بحث ہوتی رہی۔ جس کے خاتمہ پر حضور نواب صاحب نے اس خاکسار کو سرٹی فیکیٹ عنایت فرمایا جس میں اس مسئلہ کے متعلق صاف فیصلہ ہے۔ چنانچہ حضور کے الفاظ کا خلاصہ یہ ہے:

مولوی ثناء اللہ صاحب نے جس امر کی تمہید اٹھائی اس کو بدلائل ثابت کیا ہم ان کے بیان سے بہت محظوظ و مسرور ہوئے۔

پس حیات و وفات مسیح پر تو ایک دفعہ کافی بحث ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے تفسیر ثنائی جلد دوم میں مفصل بحث لکھی ہے۔ پس اگر آپ لوگوں میں دم خم ہے تو مرد میدان بن کر اصل مسئلہ (صداقت مرزا) پر بحث کریں۔ ہم نہیں سمجھتے ہم اس تقاضا میں کیا غلطی کر رہے ہیں۔

ناصحا اتنا تو دل میں تو سمجھ اپنے کہ ہم
لاکھ نادان ہیں کیا تجھ سے بھی ناداں ہوں گے

قادیانی پارٹی نے باوجود فرار کرنے ہماری نسبت فرار لکھا جس سے ہمیں کوئی تعجب نہیں ہوا کیونکہ یہ کام اس جماعت میں سنت مرزا ہے۔ جن دنوں حضرت مرزا

صاحب قادیانی نے پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کو لاہور پہنچ کر بالمقابل تفسیر نویسی کا چیلنج دیا تھا وہ تو لاہور پہنچ گئے مرزا غلام احمد صاحب قادیان سے بھی باہر نہ نکلے۔ تاہم انہی دنوں میں جن دنوں پیر صاحب لاہور میں تھے مرزا صاحب قادیانی کی طرف سے دیواروں پر اشتہار چسپاں کرائے گئے تھے جن کا عنوان تھا:

پیر مہر علی کا فرار۔

جن کو لوگ دیکھ کر قادیانی دعوی کی تصدیق پاتے اور کہتے تھے

زاہد نداشت تاب وصال پری رخان
کنجے گرفت و ترس خدا را بہانہ ساخت

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ مئی ۱۹۱۵ء ص ۴۔۵)

معارف کی بے خبری

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

پھلواری ضلع پٹنہ سے ماہوار رسالہ معارف نکلتا ہے جس کا موضوع تصوف ہے مگر کبھی کبھی حسب ضرورت وہ اپنے موضوع سے نکل کر میدان مناظرہ میں بھی آجاتا ہے جمادی الثانی (۱۳۳۳ھ۔ ۱۹۱۵ء) کے رسالہ میں خواجہ کمال الدین صاحب کے ورود بانکی پور کا ذکر کرتے ہوئے علمائے پٹنہ پر خفگی کا اظہار کرتا ہے کہ انہوں محض ناواقفی سے اس جلسہ میں شرکت نہیں کی۔ ان کی یہی حالت ہے کہ مخالف کی کتابوں سے واقف نہیں انہوں نے خواجہ کمال الدین کو قادیانی مذہب کا پابند سمجھا وغیرہ۔

معلوم ہوتا ہے کہ خود معارف اصل حقیقت سے بے معرفت ہے خواجہ کمال الدین گو قادیانی پارٹی کے نہیں لیکن یہ بھی نہیں کہ مرزا صاحب قادیانی سے پھرے ہوئے ہیں مرزا صاحب کو مسیح موعود مہدی مسعود مجدد ظلی نبی مصلح اعظم سالار اولیاء جانتے ہیں کیا معارف کے نزدیک مرزا صاحب کی نسبت یہ اعتقاد رکھنا ٹھیک ہے؟

ہم کو اعتدال کا حکم ہے اس لئے ہم مامور ہیں کہ سچی بات کہیں سچی بات یہی ہے کہ ہمارے نزدیک دونوں پارٹیاں مرزائی ہیں گو گمراہی اور غلطی میں دونوں ایک دوسرے

سے نسبتاً کم ہیں۔ اسلئے علماء بانکی پور کو موردالزام ناواقفیت بنانا معارف کی غلطی ہے۔
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ مئی ۱۹۱۵ء ص ٦)

قادیانی نبوت تامہ یا غیر تامہ

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہ مضمون قادیانی خلافت کے دعویدار مولوی عبداللہ تیما پوری دکنی کا ہے۔ آپ مرزا صاحب قادیانی کے مرید ہیں۔مگر خود بھی الہام کے مدعی ہیں۔ بلکہ مرزا صاحب قادیانی نے جو پیش گوئی کی تھی کہ میرے بعد قدرت ثانیہ کا ظہور ہوگا اس قدرت ثانیہ کے مدعی بھی آپ ہیں۔

آپ کو مولوی نورالدین صاحب کی موجودگی میں خلافت مرزا کا دعوی تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ حکیم مولوی نورالدین آپ کو جواب نہ دیتے تھے بلکہ مراقی کہہ کر ٹال دیا کرتے تھے۔غرض آپ مرزائی جماعت میں اچھے پائے کے بزرگ ہیں۔ لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث نمبر ۲٦ بابت ماہ اپریل میں قادیانی مشن کے

چوتھے دعویدار

کا عنوان نظر سے گذرا۔ ایسے اور دس بیس دعویدار پیدا ہوں تو بھی کچھ حرج نہیں۔ آگے چل کر ہر ایک مدعی اپنے کام اور خدائی تائید سے خود پہچانا جائے گا۔

مدعی چہارم نے اپنے تحریری اشتہار میں لکھا ہے کہ...

ہر ایک کا فرض ہے کہ اللہ تعالی کی ہستی اللہ تعالی کے فرشتوں اللہ کی کتابوں اللہ کے رسولوں یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہوئے اس بات پر بھی ایمان لاوے کہ قرآن کریم میں جس احمد کے حق میں حضرت مسیح ابن مریم کی طرف سے ایک پیش گوئی درج ہے وہ (غلام احمد) حضرت مسیح موعود قادیانی ہی ہیں۔

یہ ان کا ایمان جس کی طرف اور ایمان داروں کو رہبری کرتا ہے حضرت خاتم

الانبیاء محمد رسول اللہﷺ کی نبوت کی اعلیٰ شان کو دل سے دور کر نیوالا ہے چونکہ پیش گوئی حضرت ابن مریم یأتی من بعدی اسمہ احمد سے واضح ہے کہ آپ کے بعد جو آئیگا وہ احمد ہوگا اور درمیان میں کوئی دوسرا نبی نہ ہوگا اس عقیدہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضور سرور کائناتﷺ کی نبوت ہی مفقود ہو جاتی ہے مثلاً جیسے لا نبی بعدی کے یہ معنی ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اس سے یہ مراد نہیں ہوسکتی کہ درمیان میں کچھ نبی ہوں گے پھر بعد میں نہ ہوں گے۔ خدا بچاوے افراط وتفریط کی راہ سے اللھم اھد نا الصراط المستقیم

رہا حدیث شریف میں آنے والے مسیح موعود کو نبی کہا گیا ہے اس کے فیصلہ کے لئے وہی حدیث کافی ہے۔ ہمارے احمدی احباب حضرت غلام احمد کے دعوی کی تائید میں حدیث کے کل جلوں؟؟ کی تاویل کرتے ہیں۔

ابن مریم کی تاویل نزول کی تاویل اما مکم منکم کی تاویل دجال کی تاویل یکسر الصلیب کی تاویل یقتل الخنزیر کی تاویل پھر لفظ نبی کی کیوں تاویل نہیں کی جاتی (اڈیٹر اہل حدیث لکھتے ہیں؛ اس حدیث میں نبی کا لفظ مضاف ہوکر نبی اللہ آیا ہے اس لئے ہمارا مشورہ یہ ہے کہ سب لفظوں کی تاویل کی گئی ہے تو لفظ اللہ کی بھی ساتھ ہی کر دی جایت تا کہ کوئی اعتراض باقی نہ رہے۔

مٹا نہ رہنے دے جھگڑے کو یار تو باقی ۔ رکے ہے ہاتھ ابھی ہے رگ گلو باقی

)طرفہ یہ کہ حدیث میں خود اس کی تاویل موجود ہے کہ وہ میرا امتی ہوگا یعنی ظلی طور پر میرے انوار و برکات کو حاصل کر کے ظلی نبی ہوگا۔

جس طرح سیاسی خلیفہ وسلطان کو ظل اللہ (یہ کوئی شرعی اصطلاح نہیں بلکہ دنیا داروں کی باتیں۔اڈیٹر اہل حدیث) کہتے ہیں اسی طرح روحانی خلیفوں کو ظلی نبی کہنا ہی ایمان داری ہے۔

یہ خاکسار قادیان کے ایک بڑے مولوی صاحب سے جو حضرت میاں محمود کی طرف سے اس کے لئے دکن حیدرآباد میں تشریف لائے ہیں اثناء گفتگو میں دریافت کیا آپ حضرت غلام احمد کی نسبت حقیقی نبی ہونا یقین رکھتے

ہیں۔ جواب میں جھٹ کہہ دیا کہ ہم تو ان کو ظلی نبی مانتے ہیں۔ پھر میں نے کہا کہ آپ اپنے خلیفہ صاحب (میاں محمود) کو کیوں نہیں منواتے۔ کہنے لگے کہ ہم ان کے عقیدہ کے جوابدہ نہیں۔ میں نے کہا مرشد محمود کا ارشاد ہے نبی حقیقی مانو مریدوں کا یہ اعتقاد ہم نہیں مانتے پھر اس کے ساتھ یہ اقرار کہ اپنے خلیفہ صاحب کو سچے اور برحق خلیفہ مانتے ہیں۔ کیا خوب حیدرآباد دکن کے اکثر احمدی جو میاں ساحب کے طرف دار ہیں وہ اپنے امازم کے عقیدہ کے خلاف ہیں حضرت غلام احمد کی نسبت ظلی نبی یعنی ولی اللہ ہونے کا صحیح عقیدہ رکھتے ہیں خاکسار نے ان حالات کو ملاحظہ کر کے کہہ دیا کہ اگر خواجہ صاحب دکن حیدرآباد میں تشریف فرما ہوں تو روپیہ میں بارہ آنے ضرور مالک ہوں باقی چار آنے وہی بچ رہیں گے جو اپنی کج بحثی سے مرزا صاحب کو حقیقی نبی کہہ کر خاتم النبیین کہ مہر توڑنے کی کوشش میں لگے ہیں

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا۔

راقم: خادم اسلام محمد عبداللہ تیمانی۔ قدرت ثانی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ مئی ۱۹۱۵ء ص ۶-۷)

دکھاؤ اگر کوئی ایسا ولی ہے

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی مشن کی لاہوری پارٹی کا دعوی ہے کہ مرزا صاحب نبی نہ تھے بلکہ مثل اور اولیا اللہ کے تھے۔ اس پر قادیان کے اخبار الفضل میں مرزا صاحب قادیانی کے خسر میر ناصر صاحب نے ایک مضمون شائع کیا ہے جس کا عنوان ہے

دکھاؤ اگر کوئی ایسا ولی ہے

اس میں لاہوری جماعت سے چند سوال ہیں جن کے جوابات لاہوری پارٹی کے اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۲۵ مئی میں نکلے ہیں۔ گو اس مضمون کا روئے سخن لاہوری پارٹی کی طرف ہے مگر چند سوال ایسے بھی ہیں جو واقعی ہم میں اور قادیانی مشن

میں فیصلہ کن ہیں اس لئے ہم بھی اس میں دخیل ہونے کا حق رکھتے ہیں میر ناصر صاحب لکھتے ہیں:

ایسا ولی دکھاؤ جس کے لئے آسمان وزمین نے گواہی دی ہو اور اس کے قبول نہ کرنے کے سبب سے طاعون اور زلزلہ اور طرح طرح کی ہلاکت دنیا پر پڑی ہو جیسا کہ قحط اور لڑائیاں وغیرہ ہمارے مسیح (مرزا قادیانی) کی تبلیغ کے بعد آفتیں آسمان سے نازل ہوئیں۔

۲۔ وہ گمنامی کی حالت سے ایک دفعہ ایسا مشہور ہوا ہو کہ اس کے ساتھ اس کا گاؤں بھی مشہور ہو گیا ہو۔ اور اس کی جماعت لاکھوں تک پہنچ گئی ہو اور بڑے بڑے شریر توبہ کر کے نیکوکار و پرہیز گار بن گئے ہوں۔

۳۔ وہ ولی دکھاؤ جس نے کہا کہ میری چار دیواری میں کوئی میرے وقت کے عذاب سے نہ مرے گا اور باوجود اس دعوی کے ایسا ہی ہوا ہو۔

ہمارے مسیح نے تو یہ بھی کہا کہ طاعون ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ کوئی ایسا ولی پیدا کرو جس کے زمانے میں سوائے اس کے سلسلہ بیعت کے اور سب سلسلے مر گئے ہوں جیسا کہ ہمارے مسیح (مرزا) کے وقت میں ہوا۔ اس کے مخالف اکثر ذلیل اور تباہ ہو گئے ہوں اس کے تسلیم کرنے والے بڑے بڑے رتبوں پر پہنچ گئے ہوں۔ دیکھو اس کا الہام

انی مھین من اراد اھا نتك وانی معین من اراد اعا نتك

کس طرح پورا ہوا۔ تم خود گواہ ہو اور یہ باتیں تم پر حجت ہیں۔

(الفضل قادیان۔۱۳، ۱۶ مئی ۱۹۱۵ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم حیران ہیں یہ لوگ اپنی دھن کے کیسے پکے ہیں جن باتوں کی سینکڑوں مرتبہ تردید ہو چکی ہے ان کو بھی پیش کرتے ہوئے جھجکتے نہیں۔ آسمان وزمین نے کون سی گواہی دی، کب اور کس روز؟

ہاں یاد آیا جن دنوں پادری عبد اللہ آتھم کی موت والی پیش گوئی جو مرزا صاحب نے ۱۵ مہینوں تک کی تھی، پوری نہ ہوئی یعنی آتھم پندرہ مہینوں میں نہ مرا

،تولودہانہ کے ایک بزرگ (مولوی سعداللہ مرحوم) نے ایک نظم میں اس آسمانی اور زمینی شہادت کا ذکر کیا تھا۔کیا راقم مضمون (میر ناصر) کا اسی طرف اشارہ ہے، جو یہ ہے

مہینے پندرہ بڑھ چڑھ کے گزرے
ہے آتھم زندہ اے ظلام مرزا
تری تکذیب کی شمس و قمر نے
ہوا مدت کا خوب اتمام مرزا

قحط طاعون وغیرہ کو ہم اس وقت مرزا صاحب کی صداقت پر دلیل جانتے جب مرزا صاحب قادیانی اور ان کے مریدوں پر اس کا اثر نہ پہنچتا۔ جب تمام دنیا اس بلا میں شریک ہے، تو پھر انکا کیا منہ ہے کہ ان بلاؤں کو یہ لوگ دشمنوں کے لئے مخصوص کہیں۔

گمنامی سے نکل آیا۔

کیا خوب! سوامی دیانند لیکھ رام بلکہ دھرمپال یا کوئی اور مصنف گمنامی سے نہیں نکلا؟ اس کا جواب ہی کیا۔

چار دیواری کی خوب کہی۔ نامہ نگار کو چاہیے تھا کہ چار دیواری کا لفظ لکھنے سے پہلے وہ مرزا کی کتاب (کاغذی) کشتی نوح ملاحظہ کر لیتے جہاں چار دیواری کے معنی لکھے ہیں:

جہاں کہیں میرے مرید ہیں وہ سب میری چار دیواری میں ہیں اس لئے ان میں سے کسی کو طاعون نہ ہوگا۔

اس کے بعد وہ خود قادیانی طاعونی اموات کو گنتے اور اس گنتی میں محمد افضل اڈیٹر البدر سے شروع کر کے محمد یسین سہارن پوری مہاجر قادیانی تک پہنچاتے، تو غالباً ان کو اس مضمون کے لکھنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

افسوس ایک زمانہ تھا النار غلامنا (طاعونی آگ ہماری غلام ہے)

مگر جب اسی غلام (طاعون) نے سرکشی کر کے آقا کو دبانا شروع کیا، اور خاص دارالخلافہ قادیان پر حملہ آور ہوا تو آقا صاحب مکان کے اوپر چھت پر خیمہ زن ہو گئے۔یہی معنی ہیں

تھے دو گھڑی سے شیخ جی شیخی بگھارتے
وہ ساری ان کی شیخی جھڑی دو گھڑی کے بعد

کیا خوب کہی کہ بیعتوں کے سب سلسلے مر گئے۔

اللہ اکبر۔ اس زور اور دروغ کی بھی کوئی حد ہے۔ ہم بیرون پنجاب کا ذکر نہیں کرتے، خاص پنجاب ہی میں بیعتوں کے سلسلے اسی طرح جاری ہیں جیسے پہلے تھے۔ علی پور، گولڑہ، مکھڈ، پاکپٹن وغیرہ بے شمار گدیاں تو آج کل بھی پنجاب میں موجود ہیں جن میں ہزاروں بلکہ لاکھوں آدمی بیعت کرتے ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ ان کے ہاں اخبار نہیں جس کی وجہ سے وہ اپنے بیعت شدہ مریدوں کی فہرستیں چھاپتے رہیں۔

اکثر مخالف ذلیل اور تباہ ہو گئے۔

کیا خوب! اس اکثر کی بابت کئی مرتبہ پوچھ چکے ہیں کہ ان کی فہرست بتلاؤ کون مخالف ذلیل ہوا اور کون ہلاک ہوا ہمیں نہیں بتلایا جاتا۔

سنئے مرزا صاحب قادیانی کے اشد ترین مخالف (بقول ان) دو تھے۔ مولوی عبدالحق صوفی غزنوی مقیم امرت سے جس سے مرزا صاحب نے امرت سر میں مباہلہ کیا اور دونوں نے بالمقابل دعا مانگی ظاہر ہے کہ مباہلہ کسی بیّن فیصلے کے لئے ہوا ہوگا جو مباحثہ سے طے نہیں ہوسکتا۔

دوسرا بقول مرزا غلام احمد قادیانی (حقیقۃ الوحی) مخالف مولوی ثناء اللہ امرتسری ہے۔

بتلاؤ ان دونوں اشد مخالفوں کے سامنے مرزا کسی بات میں بھی کامیاب ہوئے۔

آہ! اس وقت مجھے وہ آخری فیصلہ یاد آتا ہے جو نہایت ہی درد دل سے لکھا ہوا تھا۔ جس کے ایک ایک لفظ سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی اندرونی کیفیت کا احساس ہوتا تھا۔

آہ! وہ آخری فیصلہ جس کے مضمون سے قطع نظر، نام ہی اس کے مدعا کو ظاہر کرنے کے لئے کافی تھا۔

آہ! وہ آخری فیصلہ جس کے انجام کا انتظار تمام افراد مرزائیہ کو لگ رہا تھا۔ گویا وہ یستعجلو نك بالعذا ب کا مصداق تھا۔

اس کا مضمون کیا تھا۔ بتلایا جائے وہ کیا تھا۔ وہ پاک منہ کی پاک دعا تھی جو بحکم

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال مے آئد

منہ سے نکلتے ہی قبول ہوئی۔

آہ! اس مقدس بزرگ کی دعا تھی یا تقدیر کا تیر کہ لگتے ہی پار ہوگیا۔

ناواقف ناظرین منتظر ہوں گے کہ دعا کیا تھی اور کس مقدس بزرگ نے کی تھی؟ ایسے ناواقف ناظرین کے لئے ہم بتلاتے ہیں وہ مقدس بزرگ تو جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تھے اور ان کی دعا تھی:

خداوندا! ہم دونوں (مرزا قادیانی اور ثناء اللہ امرتسری) میں سے جو جھوٹا ہے اس کو سچے کی زندگی میں موت سے مار کر دوسرے کو اور اس کی جماعت کو خوش کر۔ آمین۔ (۱۵۔اپریل ۱۹۰۷ء)

آخر کیا ہوا اس اشد مخالف کی (جس کی بابت مرزا صاحب نے خود لکھا تھا کہ میری عمارت کو گرانا چاہتا ہے) کہاں تک توہین ہوئی۔ کہاں تک وہ ذلیل ہوا۔

آہ! کیسا عبرت ناک سین ہے اور کیسا خوفناک منظر:

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں سچا تھا پہلے مر گیا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴ جون ۱۹۱۵ء ص ۳۔۴)

لاہوری پارٹی پر عتاب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قاعدہ کی بات ہے اور بہت دنوں سے یہ دستور ہے کہ اختلاف پیدا ہوتے ہی ہر فریق دوسرے کے حق میں الہامات اور نصوص پیدا کر لیا کرتا ہے جن کو مخالف فریق پر چسپاں کرنے کی کوشش میں ساعی رہتا ہے۔ اسلامی فرقوں میں سب سے پہلے اس ایجاد کے موجد شیعہ حضرات ہوئے ہیں جن کی کوشش صرف اس بات پر رہی کہ جہاں کہیں ظالمون یا ظلموا کا لفظ قرآن مجید میں آیا، پس انہوں نے اسکو اصحاب ثلاثہ کے دشمنوں کے حق میں لگایا۔

اسی طرح آج قادیانی مشن میں ہو رہا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

کے الہامات جو اپنی گولائی کی وجہ سے بہت ہی وسیع معنے اپنے اندر رکھتے تھے ایک فریق دوسرے کے حق میں کر رہا ہے مثال کے لئے مندرجہ ذیل حوالہ کافی ہوگا۔

مرزا صاحب قادیانی نے طاعون سے اپنے گھر کی حفاظت کا اعلان کیا تھا اس پیشگوئی کے الفاظ میں ایک استثناء بھی تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ میرے گھر میں رہنے والے طاعون سے محفوظ رہیں گے، مگر جو متکبر ہوں گے ان کے لئے وعدہ نہیں۔

قادیان سے آواز آتی ہے کہ یہ استثناء لاہوری پارٹی یا اسکے سرگروہ کے حق میں ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل حوالہ اس مدعا کو ظاہر کرتا ہے۔ الفضل لکھتا ہے:

انی احافظ کل من فی الدار۔
وہ جس کا ظہور خاص خدا کا ظہور تھا،
وہ جس کی مسکراہٹ میں صد جلوہ طور تھا،
وہ جس کی چشم نیم باز میں جنت کی سوکھڑ کی کھلی تھی،
وہ جس کی صحبت قدسیہ کی ایک ایک گھڑی زاہد شب زندہ دار صد سالہ عبادت سے قیمتی تھی،
وہ جسکے وجود میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی شان جلوہ گر تھی،
وہ جس کی قوت ملکیہ دافع ہر شور وشر تھی،
وہ جسے خدا نے اپنے ولد کے مقام پر فرمایا بلکہ بمنزلہ توحید وتفرید بتایا جس کو آیت **انت معی و انا معك** اور انت منی و انا منك سے مخاطب فرما کر اپنا مظہر اتم بنایا،

حیرت ہے حسرت ہے رونے کا مقام ہے کہ چند نا اہل بے وفا قومی غدار اس کی ہتک میں اپنی عزت اس کے درجہ کے گھٹانے میں اپنا بڑھنا دیکھتے ہیں۔ کوئی صبح طلوع نہیں کرتی جب وہ اپنے لئے سخط الٰہی کا کوئی باعث پیدا نہیں کرتے۔ اور کوئی شام نہیں اترتی جب وہ اپنے واسطے غضب و تباہی کا موجب ہوا پیدا نہیں کرتے۔ عقلیں ان کی مسخ ہوگئیں۔ دل بدل گئے۔ اور عہد جو خدا کے نبی کے ہاتھ پر کئے تھے فسخ، زبانیں تیز اور ہاتھ ہر وقت آمادہ ستیز۔

اللھم انا نجعلك فی نحو ر ھم و نعوذ بك من شرو ر ھم۔
وہ نظارہ اب تک میری آنکھوں میں پھر رہا ہے جب خدا کا برگزیدہ نبی مسجد مبارک میں زیب دہ سریر رسالت تھا، اور کسی نے عرض کیا کہ ایک شخص کہتا ہے ہمارا گھر بھی ابھی تک طاعون کے حملوں سے محفوظ ہے۔
فرمایا پھر وہ کیوں اس خدا کی حفاظت کا اعلان نہیں کر دیتا اسے چاہیے کہ یہ دعویٰ شائع کرے۔ پھر دیکھے کہ خدا کی غیرت کیا جلوہ دکھاتی ہے۔ ایسا کہنے والا خدا کے ایک نشان کو مٹانا چاہتا ہے پس ضرور ہے کہ اس کا غضب بھڑکے۔ اس وقت تمام جہان میں ایک ہی دار کو اللہ تعالیٰ نے یہ امتیاز بخشا ہے کہ وہ طاعون جو عذاب الٰہی ہے، اس سے امن میں رہے
چنانچہ آپ نے اس کے متعلق بعض مخالفان عنید کے نام لکھ کر ان کو مخاطب کیا کہ اگر انہیں کچھ بھی زعم ہے تو مقابلہ پر آئیں باقی قرآن مجید میں مھلکوا اور معذ بوا دونوں الفاظ آئے ہیں پس بعض ہلاک ہوں گے اور بعض بچائے جائینگے اس نشان کی عظمت تو مقابل پر آنے سے معلوم ہو سکتی ہے چنانچہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اس بین نشان کے ہزاروں نہیں لاکھوں گواہ موجود ہیں کہ اس مبارک دار کا ایک کتا، ایک چوہا، بھی طاعون سے نہ مرا (اللہ اکبر! کس قدر تعلّٰی کا دعویٰ ہے یہی دعویٰ خود مرزا صاحب نے بھی کیا ہوا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ان قد می علی منا رۃ ختم علیھا کل رفعة خطبہ الہامیہ۔ ص ۳۵۰۔ میرا قدم اس مینار پر ہے جہاں پر تمام بلندیاں ختم ہیں یعنی میں سب سے اعلیٰ ہوں نعو ذ با للہ۔)
اب محض ضد سے نہایت بے باکی کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ خواجہ کمال الدین کے گھر کے لئے بھی یہی الہام ہے بلکہ خواجہ صاحب کے گھر کو ایک خاص شرف حاصل ہے کہ قادیان کے لئے تو الاالذین علو باستکبار کا استثناء موجود ہے اور خواجہ صاحب کے گھر کے لئے یہ شرط بھی نہیں
نادانو! سوچو کہ یہ الہام ہے تو کس پر نازل ہوا اور کس کی خاطر ہوا وہ خدا کا رسول (مرزا قادیانی) جو تمام انبیاء کے حلوں میں نازل ہوا۔ اور اس کے اہل

بیت امان فی الا رض تھے انہی کی خاطر خدا نے یہ وعدیہ کیا جب وہ سب لاہور تشریف لے گئے اور ان دنوں میں اس مکان کے متعلق کسی نے بعض خطرناک اجرام کا خطرہ ظاہر کیا تو اللہ تعالی نے انی ا حا فظ کل من فی الدار سے تسلی دی جس سے ثابت ہوا کہ اہل بیت نبوی تو کل من فی الدار کے وعدہ میں شامل ہیں البتہ ایک ہمہ علو و استکبار ہستی جس کی قسمت میں حضرت آدم ثانی کی خلافت کا اباء اور استکبار لکھا تھا وہ اسدار میں نہ تھی جس کی وجہ سے قادیان کے دار میں ایک استثناء اللہ تعالی نے بڑھا دیا۔

واقعی اس وقت نظر بحالات ظاہر یہ امر نہیں کھل سکتا کہ یہ استثنا کیوں ہے لیکن بعد میں جب واقعات نے اپنا رنگ بدلا تو معلوم ہو گیا کہ حضرت مسیح موعود پر وحی بھیجنے والی وہ علیم بذات الصدور ذات بابرکات تھی جس کی نگاہ جذر قلب تک پہنچتی ہے اس نے ایک دل کو علو اور استکبار کا مادہ اپنے اندر لئے ہوئے دیکھا اس لئے اس نے متنبہ کیا۔ پس یہ معاملہ تو صاف ہے مگر محض ہمدردی سے پیغام صلح والوں کو انتباہ کرتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ لڑیں جھگڑیں لیکن خدا کے زبردست نشانوں کے ساتھ استخفاف اور استہزاء چھوڑ دیں ایسا نہ ہو کہ اس کی غیرت جوش میں آجائے اور کوئی عملی جواب جناب الہی سے نازل ہو جس کو روکنے والا تم میں سے کوئی نہیں اور یقیناً کوئی نہیں۔ نہ تو خواجہ کی ذات سے وعدہ ہے اور نہ خواجہ کے مکان کی کوئی خصوصیت ہے پس ہرگز طاعون یا عذاب الہی سے محفوظ رہنے کا وعدہ اس سے مخصوص نہیں البتہ اگر تم استہزاء اور ہماری ضد سے نہیں کہتے بلکہ فی الواقعہ تمہارا یہ عقیدہ ہے تو پھر جرأت سے کام لو ہمت سے کام لو۔ مرد۔ بنو بزدلی اور جبن مومن کا کام نہیں۔

خواجہ صاحب سے شائع کرادو کہ اس کی ذات یا اس کے دار کے لئے یہ خدا کا وعدہ ہے اور وہ طاعون یا کسی دیگر عذاب الہی سے محفوظ رہیں گے پھر میرے مولی کی قدرت نمائی دیکھو

تم ہمیں بے شک حقیر سمجھو مشرک کہو کافر جانو کفر کے فتوے شائع کرو لیکن

خدارا الٰہی نشانوں کا استخفاف چھوڑ دو کہ اس کا نتیجہ برا ہے (الفضل ۳۰ مئی)
شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس امر کا جواب کہ

استکبار کا استثنا خواجہ کمال الدین کے حق میں ہے، یا مولوی محمد علی کے حق میں، یا کسی اور کے لئے،

لاہوری پارٹی کے ذمہ ہے۔ امید ہے وہ بہت اچھی طرح یہ الزام رفع کریں گے۔ ہاں ہمارے ذمہ یہ ہے کہ ہم مرزا صاحب قادیانی کے اس الہام کی پوری تشریح کر کے صحیح واقعہ بتلا دیں کہ یہ پیش گوئی کہاں تک صحیح ہے اور کہاں تک غلط۔

پس واضح ہو کہ اس پیش گوئی میں جو دار کا لفظ آیا ہے جس کے معنی گھر کے ہیں اس کی بابت مرزا صاحب قادیانی نے اپنے رسالہ کشتی نوح میں یوں لکھا ہے:

جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے جس کی نسبت خدا تعالی کے کلام میں یہ وعدہ ہے انی احا فظ کل من فی الدار یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہے میں اس کو بچاؤں گا اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خاک وخشت کے گھر میں بودوباش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں (ص ۱۰)۔

مرزا صاحب کے اس اقتباس نے یہ امر صاف کر دیا کہ دار (گھر) سے مراد یہ نہیں کہ وہ چار دیواری کا گھر ہو بلکہ یہ مراد ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی مریدی اور اعتقاد کے حصن حصین میں ہو۔ بہت خوب تو معنی االہام انی احا فظ کل من فی الدار کے یہ ہوئے کہ میں (خدا) مرزا کے کل مریدوں کو طاعون سے محفوظ رکھوں گا۔ چاہے وہ قادیان میں ہوں، یا بیرون قادیان پنجاب میں ہوں، یا بمبئی میں ہوں، ہند میں ہوں، یا سندھ میں۔ غرض کہیں ہوں ہر جگہ مرزا صاحب کا اعتقاد ان کے لئے حصن حصین کا کام دے گا۔

اب ہمیں دیکھنا ہے کہ واقعہ کیا ہوا۔ مرزا صاحب قادیانی کے مرید کثرت سے طاعون کی نذر ہوئے یہاں تک کہ مرزا صاحب قادیانی کو ان کے جنازے لے

جانے اور جنازہ پڑھانے کے متعلق خاص احکام جاری کرنے پڑے (الحکم ۱۰۔اپریل ۱۹۰۵ء) بلکہ خدا نے اس پیش گوئی کو آخری حد تک پہنچانے کے لئے خاص قادیان میں مخلص مریدوں کو طاعون سے مارا تاکہ کسی ذی ہوش اور منصف مزاج کو عذر کرنے کا موقع نہ ملے۔

محمد افضل اڈیٹر البدر مع اپنے بچوں کے قادیان میں طاعون کی نذر ہوا جو مرزا صاحب کا خاص ڈائری نویس تھا۔

محمد یسین سہارن پوری مہاجر قادیان خاص قادیان ہی میں طاعون سے مرا (الحکم ۲۱۔۲۸ فروری ۱۹۱۱ء ص ۵)

ان واقعات سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب قادیانی کی اس پیش گوئی کو دوسری پیش گوئیوں پر کچھ مزیت نہیں بلکہ سب کی سب ایک ہی تھیلے کے بٹے ہیں۔

اب ہم اس پیش گوئی کے متعلق مرزا صاحب قادیانی کے اعلان کی دو سطریں نقل کرتے ہیں جو یہ ہیں

> خدا نے چاہا کہ اس زمانہ میں انسانوں کے لئے ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھاوے سو اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہو گا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقوے سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جاویں گے۔
>
> (کشتی نوح۔ص ۲۱)

واقعی اگر یہ دعویٰ سچا ہوتا تو ایک آسمانی نشان ہوتا۔
مگر آہ! افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔

جو آرزو ہے اس کا نتیجہ ہے انفعال
اب آرزو یہ ہے کہ کبھی آرزو نہ ہو

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱۔۱۸ جون ۱۹۱۵ء ص ۱۔۳)

پیغام صلح کی غلط فہمی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

۲۸ مئی ۱۹۱۵ء کے اخبار اہل حدیث امرتسر میں ایک مضمون لکھا گیا تھا جس میں مذکور تھا کہ مرزائی باوجود فرار کے دوسروں پر فرار کا الزام لگاتے ہیں۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں بلکہ مرزائی سنت ہے کیونکہ جن دنوں پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی بمقابلہ مرزا صاحب قادیانی لاہور آئے تھے تو باوجودیکہ وہ لاہور میں موجود تھے، تاہم مرزا صاحب اور مرزائیوں کی طرف سے لاہور کے بازاروں میں اشتہار چسپاں تھے:

پیر مہر علی شاہ صاحب فرار۔

لاہوری پارٹی کا اخبار پیغام صلح لکھتا ہے کہ یہ واقع غلط ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ پیر مہر علی شاہ نے مرزا صاحب کو اپنے آنے کی اطلاع نہ دی تھی اس لئے مرزا صاحب نہ آئے چنانچہ پیغام صلح کے اصلی الفاظ یہ ہیں:

> حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) پر ایک ایسا حملہ بے جا کیا گیا ہے جو مولوی ثناء اللہ جیسے منصف مزاج انسان کے ہرگز شایان شان نہ تھا حضرت مسیح موعود اور پیر مہر علی شاہ کے درمیان مقابلہ و مناظرہ کی جو صورت پیش آئی تھی اور جن واقعات کو مدنظر رکھ کر آنحضور (مرزا قادیانی)) نے کامیابی کا اعلان کیا تھا وہ ایک حق بین انسان کی نظروں سے پوشیدہ نہیں حضرت مسیح موعود کا پیر مہر علی شاہ کو مقابلہ کی دعوت دینا اور لاہور میں بالمقابل تفسیر لکھنے کی تجویز کرنا اس پر پیر مہر علی شاہ کا منظوری چیلنج و تاریخ مقابلہ کی اطلاع دیئے بغیر چپ چاپ لاہور چلے آنا اور آنخضور کو اس کا علم نہ ہونے کے باوجود ان کے میدان مقابلہ میں نہ آنے کا اعلان کرنا اور خوشیاں منانا ایک بے جا حرکت تھی جو اہل انصاف کی نظروں میں صاف طور پر مہر علی شاہ کی بے سود ٹال مٹول اور حضرت مسیح موعود کی فتح نمایاں پر دال تھی۔ پھر ان اظہر من الشّمس واقعات کی روشنی میں مولوی ثناء اللہ جیسے منصف مزاج انسان کا جو

اپنے حریف کی خوبیوں اورحق بجانب کارروائیوں کے علانیہ اعتراف کے دعویدار ہیں یہ کہنا کہ، قادیانی پارٹی نے باوجودفرارکرنے کے ہماری نسبت فرارلکھا جس سے ہمیں کوئی تعجب نہیں ہوا کیونکہ یہ اس جماعت میں سنت مرزا ہے اوراس کی تائید میں پیرمہرعلی شاہ کے واقعہ کوپیش کرنا حق وصداقت کی آنکھوں میں دن دہاڑے خاک جھونکنا ہے (۳۰ مئی)

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

میں خوداس موقع پرموجود بلکہ شریک حال تھا، اسلئے جو کچھ مجھے معلوم ہے اڈیٹر صاحب پیغام صلح کو نہ ہوگا۔ تاہم میں اپنے معلومات کوپیش نہیں کرتا بلکہ مرزا صاحب قادیانی ہی کی ایک مطبوعہ تحریرپیش کرتا ہوں جس سے معلوم ہو جائے گا کہ مرزا صاحب اپنے لاہورنہ پہنچنے کی وجہ کیا بتلاتے ہیں۔غور سے سنئے مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

میں بہر حال لاہور پہنچ جاتا مگر میں نے سنا ہے کہ اکثر پشاور کے جاہل سرحدی پیرصاحب کے ساتھ ہیں اورایسا ہی لاہور کے اکثر سفلہ اورکمینہ طبع لوگ گلی کوچوں میں مستون کی گالیاں دیتے پھرتے ہیں اور نیز مخالف مولوی بڑے جوشوں سے وعظ کررہے ہیں کہ یہ شخص (مرزا قادیانی) واجب القتل ہے تو اس سورت میں لاہور میں جانا بغیرکسی احسن انتظام کے کس طرح مناسب ہے (قادیانی اشتہار ۲۸۔اگست ۱۹۰۰ء)

اس اشتہار میں مرزا صاحب نے اپنی عدم حاضری کا جوعذر بیان کیا ہے اس میں پیغام صلح کے دعوی کا ایک لفظ بھی نہیں کہ پیرمہرعلی شاہ صاحب نے مجھے اطلاع نہیں دی بلکہ صاف صاف وجہ لکھی ہے کہ مجھے جان کا خوف تھا۔اڈیٹر صاحب پیغام صلح کے پاس اپنے دعوی کا کوئی ثبوت ہوتو پیش کریں ہم اپنے غلط بیان کو واپس لینے کیلئے ہر وقت تیار ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ جون ۱۹۱۵ء ص ۳۔۴)

نبوت کا مسئلہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی خلیفہ نے کسی رئیس کو تبلیغی خط لکھا تو اس کی طرف سے سوال آیا کہ مرزا صاحب نبی تھے؟ اس سوال کا جواب قادیان سے جو دیا گیا وہ ان کے رسالہ ریویو آف ریلی جنز میں چھپا ہے۔

جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ اکثر لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت مسیح دوبارہ دنیا میں تشریف لاویں گے اور نبی ہوں گے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود کے نبی ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ مرزا صاحب چونکہ مسیح موعود ہیں لہذا نبی ہیں۔ چنانچہ اصل الفاظ ان کے یہ ہیں:

غرض اس بات میں ہم اور دیگر فرق اسلام بالکل متفق ہیں کہ آنحضرتﷺ کے بعد ایک نبی نے ضرور آنا ہے لیکن وہ تو یہ کہتے ہیں کہ آنحضرتﷺ کے ے بعد ایک ایسا نبی آئے گا جو براہ راست انعام نبوت پانے والا ہوگا اور اس نے کل کمالات بلا آپ کی اتباع کے حاصل کئے ہوں گے لیکن ہم اس عقیدہ کو گناہ سمجھتے ہیں اور ہمارے نزدیک آنحضرتﷺ کے بعد دنیا کے پردہ پر کوئی ایسا نبی ظاہر نہیں ہوسکتا جس نے سب کچھ آپ ہی کے طفیل نہ پایا ہو بلکہ براہ راست نہ کیونکہ اس طرح علاوہ ختم نبوت کے باطل ہونے کے رسول اللہﷺ کو اس شخص کا ممنون احسان بھی قرار دینا پڑتا ہے کیونکہ آنحضرتﷺ کی امت کے خراب ہونے پر وہ اس کی اصلاح کرے گا اور اس طرح آپ پر احسان کرے گا۔ لیکن اس پر آپ کا کوئی احسان نہ ہوگا۔ لیکن اگر کوئی ایسا شخص نبوت کا درجہ پائے جس نے سب کمالات آپ ہی کی اتباع میں حاصل کئے ہوں اور اسے امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے مبعوث کیا جائے تو پھر وہ نقص پیدا نہیں ہوتا جو پہلی صورت میں ہے کیونکہ وہ جو اصلاح کرے گا آن حضرتﷺ کی ہی اصلاح ہوگی اور اس کا کام آپ

ہی کا کام ہے کیونکہ وہ آپ کا غیر نہ ہوگا بلکہ آپ ہی سے ہوگا اور غیرت تو وہیں ہوتی ہے جہاں غیریت ہو جہان غیریت نہ ہو وہاں غیرت بھی پیدا نہیں ہوتی (ریویوآف ریلی جنز۔مئی ص.)

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسری لکھتے ہیں: کس قدر دھوکہ ہے

عرصہ ہوا مرزا صاحب نے براہین احمدیہ میں حضرت عیسیٰ کی حیات کا مسئلہ لکھا تھا (جلد چہارم ص ۴۹۹) ۔مباحثہ مدضلع امرتسر میں نے وہ مقام مرزائی مناظروں کے سامنے پیش کیا تو مرزا صاحب نے اس کا جواب رسالہ اعجاز احمدی میں لکھا کہ

براہین احمدیہ میں جو میں نے حیات مسیح کا اقرار کیا تھا وہ عام رسمی عقیدہ تھا جس کو مان لینا میری سادگی تھی (بالفاظ دیگر بے عقلی) (ص ۷)۔

وہاں تو مسلمانوں کے رسمی عقیدہ کو ماننا سادگی ہوا مگر نبوت کے مسئلہ میں عام مسلمانوں کے اعتقاد پر بنا کی جاتی ہے (بہت خوب)

مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں کہ آنحضرتﷺ کے بعد کوئی شخص نبی ہوکر آئے گا ۔حضرت عیسیٰ نبی ہوکر نہیں آئیں گے بلکہ ان کی نبوت سابقہ ہوگی اور وہ باوصف نبوت کے احکام میں اسلامی احکام کی پابندی میں امتی بن کر تشریف لاویں گے ان کی نبوت جدید نہ ہوگی ۔نہ اسلامی احکام پر ان کا کوئی اثر ہوگا۔صفت ایمان میں جو یہ لفظ ہے آمنت باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ حضرت عیسیٰ اس لفظ رسلہ میں جیسے اب داخل ہیں اس ووقت بھی ایسے ہی ہوں گے۔کسی قسم کی جدت اس میں نہ آئے گی۔اس میں آنحضرتﷺ کی بہت بڑی عزت ہے کہ حضرت عیسیٰ جیسے اولو العزم رسول بھی آپ کی خدمت پر مامور کئے جاتے ہیں ۔انہی معنی کی شہادت وہ حدیث دیتی ہے جو صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عیسیٰ جب اتریں گے تو اس وقت کا امیر ان کو کہے گا کہ آپ نماز پڑھاویں ،تو حضرت عیسیٰ فرماویں گے

لا ، ان بعضکم علی بعض امراء تکر متہ اللہ ھذہ الا مۃ

میں نہیں پڑھاتا تم ہی ایک دوسرے کے امام ہو اللہ تعالی کی طرف سے اس امت کی یہ عزت افزائی ہے۔

اس روایت سے صاف پایا جاتا ہے کہ حضرت مسیح باوجود رسول ہونے کے

ایک امتی کی حیثیت سے تشریف لاویں گے اور یہ آنحضرت ﷺ کی کمال عزت ہے۔

لطیفہ: عرصہ ہوا مرزا صاحب کی زندگی میں میں نے مولوی حکیم نورالدین صاحب کو ایک خط لکھا تھا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب حضرت عیسی اتریں گے تو فیقول امیر هم تعال صل لنا (اس وقت کے مسلمانوں کا امیر ان کو کہے گا آیئے آپ ہم کو نماز پڑھایئے)۔حضرت عیسی فرماویں گے، نہیں۔

سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب جب مسیح موعود ہو کر آئے تو مسلمانوں کا امیر کون تھا۔اور اس نے مرزا صاحب کو کب کہا تھا آیئے نماز پڑھایئے۔اس کا جواب حکیم صاحب نے ویسا ہی عجیب دیا جیسا وہ قادیانی مشن کے متعلق دیا کرتے تھے فرمایا بحکم حدیث مسافری میں بھی امیر ہوتا ہے اور یہاں ہم ہر روز دیکھتے ہیں۔

خدا جانے یہ جواب کیا تعلق رکھتا ہے مسافری کا امیر کون اور نماز پڑھانے کی درخواست کرنے والا کون؟

چیلنج۔اب بھی قادیانی مشن کا ہر ایک ممبر قادیانی ہو یا لاہوری اس سوال کا معقول جواب دینے کا مکلّف ہے جواب دیں بے شک دیں مگر حدیث کے سارے الفاظ کو سامنے رکھ کر دیں (.....مطلب یہ کہ جس طرح کی نبوت قادیانی نبی نے پیش کی ہے اہل اسلام ایسی نبوت کے قائل نہیں)

اطلاع: اسی رسالہ کے دوسرے مقام پر مرزائی عقیدہ ان لفظوں میں لکھا ہے:

ہمارا پیارا خدا کا مسیح (مرزا قادیانی) حضرت مسیح ناصری سے کئی درجہ افضل تھا۔

(ریویو آف ریلی جنز قادیان۔مئی ۱۹۱۵ء ص ۲۰۷)

کیا ابھی ظلی نبی رہے یا اصلی سے بھی بڑھ گئے۔سچ ہے

رسول قادیانی کی رسالت

جہالت ہے جہالت ہے جہالت

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۔جولائی ۱۹۱۵ء ص ۳۔۴)

ایک محمدی اور احمدی کا مکالمہ

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار الفضل قادیان ۲۶ جون ۱۹۱۵ء میں ایک مکالمہ چھپا ہے جس کا عنوان ہے:

ایک احمدی اور غیر احمدی کا مکالمہ

اس میں راقم مکالمہ نے تعصب سے کام لے کر راستی کو ظاہر نہیں اس لئے ہم اس مکالمہ کی اصل تصویر دکھلاتے ہیں۔

احمدی: جناب من! آپ بڑے روشن خیال ہیں حضرت مرزا صاحب قادیانی مسیح موعود ومہدی مسعود کی نسبت آپ کیا خیال رکھتے ہیں۔

محمدی: میں ان کو ایک عالم سمجھتا ہوں۔

احمدی: میرا یہ مدعا نہیں بلکہ مدعا یہ ہے کہ آپ اعتقادی طور پر ان کو کیا جانتے ہیں۔

محمدی: اعتقادی طور پر میں ان کو کلمہ گو جانتا ہوں اور بس۔

احمدی: نہیں ان کے اپنے دعوے کی نسبت آپ کا خیال کیا ہے۔

محمدی: ۔عرصہ ہوا انہوں نے ایک دیوار کے متعلق ڈسٹرکٹ جج گورداسپور کی عدالت میں دعوی کیا تھا اس میں تو وہ کامیاب ہو گئے تھے۔

احمدی: دنیاوی دعووں سے مجھے مطلب نہیں بلکہ دینی دعوے سے ہے جو انہوں نے اپنی نسبت مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کا کیا اس میں آپ ان کو کیا جانتے ہیں۔

محمدی: (حیرت سے) کیا حضرت مسیح موعود اور امام مہدی مسعود آ گئے؟

احمدی: ہاں ہاں بے شک وہ مرزا صاحب تھے۔

محمدی: چشم ما روشن دل ما شاد کیا وہ کام جو ان دونوں بزرگوں کے زمانہ میں ہونے مقدر تھے وہ ہو گئے۔

احمدی: ہاں ہو گئے۔ دیکھو حدیث شریف میں آیا ہے مسیح موعود یکسر الصلیب، صلیب توڑ دے مرزا صاحب نے صلیب کو توڑ دیا یعنی مباحثات میں عیسائیوں کو ایسا تنگ کیا کہ اب وہ کہیں نظر نہیں آتے۔

محمدی: مانا کہ کسر صلیب کا یہی مطلب ہے تو باقی نشانات بھی ہو گئے؟
احمدی: ہاں کچھ ہو گئے اور کچھ ہو جائیں گے۔
محمدی: بھئی اگر ہو گئے تو ہم بڑے بے نصیب رہے کہ ان کی زیارت سے بھی مشرف نہ ہوئے۔
احمدی: اب کیا ہے ان کے خلیفہ سے قادیان میں ملئے گویا انہیں سے مل لیا۔
محمدی: بھئی کل مولوی صاحب نے جمعہ کے وعظ میں ایک حدیث سنائی تھی کہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ کی یہ یہ نشانیاں ہیں لیکن ان میں سے تو کوئی ابھی ظاہر نہیں۔
احمدی: وہ کیا ہیں۔
محمدی: جہاں تک مجھے یاد ہے انہوں نے مندرجہ ذیل حدیث پڑھی تھی جو میں آپ کو سناتا ہوں۔
احمدی: ایسی کون سی حدیث ہے جو حضرت مرزا صاحب کے دعوی کے مخالف ہو گی میں وعدہ کرتا ہوں اگر کسی صریح حدیث سے ہمارے حضرت کا دعوی خلاف ہو تو آج ہی احمدی سے محمدی بن جاؤں گا کیونکہ ہمارے اصل پیغمبر تو حضرت محمد ﷺ ہیں مرا صاحب کو تو ہم اسی حد تک مانتے ہیں کہ وہ آنحضرت ﷺ کے دین کے خادم ہیں اور اگر ثابت ہو جائے کہ ان کا دعویٰء ہی سرے سے حدیث کے خلاف ہے تو پھر وہ کیا اور ان کا دعوی کیا؟
محمدی: میری یاد اگر غلطی نہیں کرتی تو اس وقت مولوی صاحب کے ہاتھ میں حدث کی کتاب مشکوۃ شریف تھے جس میں ایک باب ہے نزول عیسی ابن مریم۔
احمدی: میں سمجھ گیا آپ کو نزول کے لفظ پر اعتراض ہے آپ کے خیال مبارک میں یہ سمایا ہوا ہے کہ مسیح اوپر سے آویں گے یہ خیال غلط ہے نزول کے یہ معنی نہیں۔
محمدی: مجھے نزول کے لفظ سے مطلب نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود دنیا میں تشریف لانے کے بعد جو کام کریں گے یعنی جو اللہ کے علم میں ان کے حق میں مقدر ہیں اور جو رسول اللہ ﷺ کی زبان سے ہمیں معلوم ہوئے ہیں وہ کیا کیا ہیں اور کہ مرزا صاحب نے ان کو کر دیا یا ان کے زمانہ میں وہ ظہور پذیر ہو گئے۔
احمدی: ہاں ہاں یہ تو بیشک دیکھنا چاہیے میرے خیال میں یہ ایسا عمدہ پہلو ہے کہ جہاں

تک مجھے محمد یوں سے گفتگو کا موقع ملا ہے کسی نے یہ پہلو نہیں لیا بلکہ ادھر ادھر کی سنتے اور سناتے رہے کام کی بات تو یہی ہے۔

محمدی: ہاں بھئی سنئے ایک مثال ہے درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے

احمدی: بے شک میں مانتا ہوں بھلا ایسی صاف بات کون نہیں مانے گا ایک شخص ایک ڈلا ہاتھ میں لے کر دعوی کرتا ہے کہ یہ نمک ہے ہم اسکو چکھ کر آزما لیں گے یہی معنی عرب کی مثال کے الثمرة تنبيء عن الشجرة (پھل درخت کی پہچان کرا دیتا ہے)

محمدی: ہاں تو وہ حدیث گا لگا یہ ہے حضور رسالتمآب ﷺ نے فرمایا ہے

قا ل رسو ل الله ﷺ لينزن لن ابن مر يم حكما عا دلا فليكسرن السليب و اليقتلن الخنز ير و ليضعن الجذ ية و ليتر كن القلا ص فلايسعى عليها و لتذهبن الزهنا ء و التبا غض و التحا سد و ليدعون الى الما ل فلايقبله احد رواه مسلم (عیسی ابن مریم ضرور تم میں اتریں گے حاکم منصف ہو کر صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیروں کو قتل کر دیں گے یا بحکم قتل کرا دینگے اور کفار سے جزیہ موقوف کر دینگے اور اونٹوں پر کوئی سوار نہ ہوگا، لوگوں کے کینے اور عداوتیں سب جاتی رہیں گی اور حسد سب دور ہو جاویں اور وہ لوگ اتنے غنی ہو جاویں گے کہ ان کو مال کی طرف بلایا جائے گا تو اس کو قبول نہ کریں گے)۔

اس حدیث میں جتنی نشانیاں آئی ہیں ان میں سے ایک بھی تو پوری نہیں ہوئی۔ پہلی تو کیا ہوتیں وہ تو حکومت پر موقوف ہے جب تک مسیح موعود کو سیاست نہ حاصل ہو وہ کیسے ہوسکتی ہیں آخری دونشانیاں بھی نہیں ہوئیں یعنی لوگوں کے عموماً اور مسلمانوں کے خصوصاً کینے عداوت حسد وغیرہ بھی تو بدستور ہیں۔ اعتبار نہ ہوتو لاہور ہی میں مسلمانوں کا حال عموماً اور اخبار والوں کا خصوصاً دیکھ لو مرزائیوں کی دونوں پارٹیوں میں کیا کچھ سر پھٹول ہو رہی ہے۔

احمدی: یہ بات تو آپ نے خوب نکالی۔

محمدی: بھائی جان آپ نے آج تک غور ہی نہیں کیا تم تو انہی جھگڑوں میں پڑے رہے کہ حضرت عیسی مر گئے یا زندہ ہیں آسمان پر ہیں یا زمین پر۔ اے بندہ خدا ہمیں تو دیکھنا چاہیے کہ آنے والے نے کیا کام کیا۔ بس یہی ایک بات ہے تم یہ دیکھو کہ آنے والے

سے مسلمانوں کی کسی حالت دینی یا دنیوی میں تغیر تبدل بہتری کی طرف ہوا؟ اگر ہوا تو اس قدر ہوا جس قدر حدیثوں میں مذکور ہے یا معمولی جو کسی عالم یا سوفی کی صحبت میں بھی ہو جاتا ہے میں سمجھتا ہوں جناب مرزا صاحب کے متعلق کسی بحث ومباحثہ کی ضرورت نہیں صرف یہ دیکھو کہ وہ کام جو ان کی تشریف آوری کے وقت ہونے والے تھے وہ ہو گئے یا نہیں بس ۔ ہو گئے تو چشم ما روشن شاد دل ما شاد ،۔ اور اگر نہیں ہوئے تو کون چیز ہم کو مجبور کرسکتی ہے کہ ہم ایک ایسے شخص کو وہ رتبہ دیں جس کا وہ اہل نہیں ۔

احمدی: آپ کی تقریر بہت معقول ہے واللہ میں نے تو اس طرف کبھی خیال بھی نہیں کیا کہ مسیح موعود کیوں آئے گا اور اس کے آنے کا کیا نتیجہ ہوگا میں کیا ہماری جماعت کے بڑے بڑے مقرر اور لیکچرار بھی اس سے بے خبر ہیں وہ بھی بس اتنا ہی جانتے ہیں جو کوئی ان پر سوال کرے انہوں نے ایک ہی بات کی مشق کر رکھی ہے بس وہی کہہ دیتے ہیں کہ آؤ پہلے حضرت عیسیٰ کی موت وحیات پر بحث کریں مگر آپ نے تو ایسا صاف راستہ نکالا ہے کہ اس میں کوئی اینچ پیچ ہی نہیں ۔

محمدی: بھائی صاحب قرآن مجید بھی یہی بتلاتا ہے اهد نا الصرا ط المستقيم مستقیم وہی راستہ ہے جس میں اینچ پیچ نہ ہو اگر یہ طریق آپ کو پسند ہے تو آپ کو خالص محمدی بننے میں کیا دیر ہے ۔

احمدی: اشهد ان لا اله ا لا الله و اشهد ان محمدا عبده و رسوله آج سے میں اس قادیانی اعتقاد سے باز آیا اور جو کچھ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسپر ایمان لایا۔ الحمد لله (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ جولائی ۱۹۱۵ء ص ۳۔۴)

قیصر جرمن کا اسلام

اور ہندی مسلمانوں کا خیال خام

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس عنوان سے بدخواہ اہل اسلام قادیانی اخبار الفضل نے ایک مضمون لکھا ہے جس میں اس نے مسلمانوں کو ناحق بدنام اور گورنمنٹ کی نگاہ میں متہم کرنے کی

کوشش کی ہے۔ اس لئے آج ہم نے اپنی عادت کے خلاف اس کے نام کے ساتھ بدخواہ اہل اسلام کا لقب بڑھایا ہے۔

ہم اس طریقہ کو نہایت ہی مکروہ جانتے ہیں کہ کوئی شخص یا فرقہ اپنے دینی یا ملکی بھائیوں کی بدخواہی میں یہاں تک ترقی کر جائے کہ ناجائز طریق سے حکام کے کانوں میں ان کی برائی ڈالے اور آپ خیرخواہ بنے یہ وصف خاص قادیانی گروہ میں زیادہ ہے الله یجز یهم بما کا نوا یصنعو ن

اخبار الفضل قادیان نے عنوان مذکورہ بالا کے نیچے مسلمانوں کے غلط عقائد (بقول خود) لکھتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ:

انہی غلط عقاید و خیالات کے ضمن میں اکثر مسلمان یہ بھی سمجھے ہوئے ہیں کہ سلطان ٹرکی خلیفۃ المسلمین ہیں اور ترکوں کی قوم سچی مسلمانی کا زندہ نمونہ حالانکہ فی الواقعہ ایسا نہیں خدا کے برگزیدہ مسیح موعود (مرزا) نے آج سے سترہ اٹھارہ برس پہلے اللہ تعالی سے علم پا کر مسلمانوں کے اس طلسم خیالی کو پاش پاش کیا۔ ترکوں کی افسوس ناک اندرونی حالت اور بصورت عدم اصلاح ان کے پرخطر مستقبل کی خبریں دے دی تھیں جو ایک ایک کر کے سچی نکلیں اور آج تک برابر ان کی تصدیق ہو رہی ہے مگر افسوس کہ مسلمانوں نے خدا کے اس پاک فرستادہ کی قدر نہ کی اور ہنسی ہی اڑاتے رہے (یاحسرة علی العباد .. الآیہ) قلمرو عثمانیہ میں سخت بدنظمی و بے ربطی واقع ہوئی ایک انقلاب عظیم برپا ہوا اور اس کا تاجدار ہاں وہ تاجدار جس کی حکمت عملی اور سیاست کی دول یورپ تک کے دلوں میں دھاک بیٹھی ہوئی تھی اسی ہلچل اور غداری کے طوفان بے تمیزی میں ایک دم تخت سلطنت سے اتار کر دودھ میں سے مکھی (یہ کیا محاورہ ہے۔ اڈیٹر اہلحدیث) کر دیا گیا۔ حریت کے دعویداروں اور انقلاب پسندوں نے اپنے جوش جنون میں وہ وہ حرکتیں روا رکھیں کہ آخر ان کے باب عالی کی ہوا ہی اکھڑ گئی۔ اور اکھڑی بھی ایسی کہ پھر شائد ہی بندھے۔ یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ خدا کے مامور کو جھٹلانے اس کے منہ سے نکلی ہوئی خدا کی باتوں پر از راہ شقاوت و شرارت تمسخر اڑانے اور ندائے آسمانی

کی قدر نہ کرنے سے۔ حالانکہ ترکوں اوران سے بھی زیادہ مسلمانان ہند کو عبرت وبصیرۃ حاصل کرنے کا یہ اتنا اچھا موقع تھا کہ اس سے بہتر ہونا مشکل ہے...

جرمنی نے ترکوں یا ساری اسلامی دنیا کو دھوکے سے غار ہلاکت میں دھکیلنے کے لئے جہاں اورکئی طرح کے جال پھیلائے، ازانجملہ ایک چلتا ہوا جادو یہ بھی کیا کہ خود قیصر اوراس کے بہت سے جوانان نبرد جھوٹ موٹ اسلام کا دم بھرنے لگے اب تو نام نہاد مسلمانوں کی خوشی کا کیا ٹھکانہ تھا پھولے نہ سماتے تھے جگہ جگہ بڑے مسرت کے لہجہ میں قیصر اوراس کے سپاہیوں کے اسلام لانے کا چرچا ہونے لگا۔ اچھے اچھے سنجیدہ اورمتین جرائد تک نے اس موقعہ پر کمال سادہ لوحی سے باور کرلیا کہ واقعی جرمن معہ اپنے تاجدار کے مشرف بہ اسلام ہو گئے اور رہے سہے ہوتے جاتے ہیں حالانکہ اگر ذرا معاملہ فہمی وتدبر سے کام لیتے تو بالکل صاف بات تھی کہ اگر فی الحقیقت ان مسلم نما دشمنان اسلام کے دلوں میں کچھ بھی ادب واحترام اس دین متین کا ہوتا تو ہرگز ایسا بدنام کن موقعہ اس کے اظہار کا اختیار نہ کرتے نہ ان مظالم کو روا رکھتے جو خود اصول واحکام اسلام کے سراسر خلاف ہوں اور یہ سمجھنا تو خاص نور ایمان اور بصیرت فراست باطنی والوں کا ہی حصہ ہوسکتا تھا کہ خدائے اسلام کی غیرت کب گوارا کرسکتی ہے کہ کوئی ایسی حالت میں اس کا دین قبول کرے جس سے آئندہ کسی وقت وہ اس پر اپنی نصرت کا احسان جتا سکے ۔خدا کا دین تو ہمیشہ کمزوروں سے شروع ہوتا اوراس تعالی کی غیبی تائیدوں سے تقویت پاتا ہے دنیا اسے اوراس کی وجہ سے ان کو بھی مٹانے کی سرتوڑ کوشش کرتی ہے آخر وہ نیچا دیکھتی ہے اور یہ برابر فروغ پاتا اور بڑھتا چلا جاتا ہے، تا اہل بصیرت کے لئے ایک زبردست نشان ہو کہ ضرور کوئی فوق الفوق طاقت ہے جو اس کی مددگار رہوئی اور ہمیشہ سے حمایت حق کے لئے غیرت دکھلاتی رہی ہے ہم کسی پر بدظنی نہیں کرتے اور دوسروں کی نیت پر حملہ کرنے کا کسی کوحق ہی کب پہنچتا ہے دلوں کا حال تو علام الغیوب ہی جانتا

ہے مگر اسباب ظاہری کے نظر کرتے ہم یہ ضرور کہیں گے کہ ترکوں کا کلمہ بھرنے اور جرمنوں کی مسلم نمائی کو آسمان پر چڑھانے میں ہمارے بہت سے بھولے بھائیوں نے بلا شبہ اندھی محبت سے کام لیا ہے لیکن شکر ہے کہ اب ان میں سے جو سمجھ دار اور رمز شناس ہیں رفتہ رفتہ ان غلط خیالات سے رجوع کرتے جاتے ہیں چنانچہ جب سے لندن کے نامور جرائد مثل مورننگ پوسٹ و نیرایست وغیرہ نے حقیقت حال پر سے پردہ اٹھا کر قیصر کے اسلام کی قلعی کھولی ہے تب سے مسلمانان ہند کے معمولی پرچے کیا بلند پایہ قومی آرگن بھی مانتے جاتے ہیں کہ واقع میں یہ ساری قیصر کی عیاریاں اور چالبازیاں ہیں ورنہ اسلام کو ان حرکات سے کیا تعلق جن کا ارکاب وہ اور اوس کی سپاہ قریباً سال بھر سے میدان کارزار میں کر رہی ہے۔

(الفضل قادیان ۲۶ جون ۱۹۱۵ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم اس بیہودہ گوئی کا کیا جواب دیں جو الفضل نے مسلمانوں کے ذمہ ناحق لگائی ہے۔ الفضل کا فرض ہے کہ وہ بتلاوے کہ کس سنجیدہ اسلامی اخبار نے لکھا ہے:

جرمن مع اپنے تاجدار کے مشرف باسلام ہو گئے اور رہے سہے ہوتے جاتے ہیں۔

ہاں یہ خبر ضرور آئی تھی وہ بھی انگریزی اخباروں کے ذریعہ سے کہ جتنے جرمن افسر ترکی فوج میں ملازم ہیں انہوں نے اپنی وردیوں پر کلمہ اسلام لا الہ ا لا اللہ محمد رسو ل اللہ لکھا یا ہوا ہے۔ اللہ اعلم، ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہے یا نہیں انگریزی اخبارات کا ایسا بیان ہے۔ مگر یہ تو نہ کسی اسلامی اخبار نے تصدیقاً لکھا نہ کسی مسلمان نے اس کو یاد رکھا کہ جرمن قوم مع اپنے تاجدار کے مسلمان ہو گئی ہے۔

باقی رہا آپ کا ترکوں پر خفا ہونا، سواس کی وجہ اگر یہ ہوتی کہ وہ آج کل ہماری گورنمنٹ سے برسر جنگ ہیں، تو پولیٹکل نقطہ خیال میں صحیح ہوسکتی تھی۔ مگر جو وجہ الفضل نے لکھی ہے وہ اس سے بالاتر ہے۔ ہم کیا ہر ایک نکتہ دان اوس کو لغو سمجھنے پر مجبور ہوگا۔ کیا ہی مزے کی بات ہے لکھتے ہیں:

باب عالی (ترکی حکومت) کی ہوا خدا کے مامور (مرزا قادیانی) کو جھٹلانے وغیرہ

سے بگڑ گئی ۔،

کیا ہی طفل تسلی ہے ۔نتیجہ یہ ہے کہ جو سلطنتیں آ ج معراج تر قی پر ہیں یہ سب مرزا صا حب کی امت ہیں ۔شا ئد اسی لئے مرزا صا حب نے انکو یا جوج ما جوج اور دجال لکھا تھا (دیکھو حمامۃ البشری) ۔کیا سچ ہے

میرے پہلو سے گیا پالا ستم گر سے پڑا
مل گئی اے دل تجھے کفران نعمت کی سزا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ جولائی ۱۹۱۵ء ص ۴۔۵)

بلب گڈھ میں قادیانیوں کی شکست

جناب اڈیٹر صا حب اہل حدیث مدظلہ ۔

بعد سلام آنکہ یہ چند سطور اپنے اخبار گوہر بار میں درج فرما کر مشکوری کا موقع دیں

یہاں فرقہ قادیان عرصہ دراز سے فرقہ ہا اہل سنت والجماعت کو طرح طرح کی باتیں بنا کر اپنے فرقہ میں لانا چاہتے تھے ۔

خصوصاً آ ج کل اتنا شور مچا رکھا تھا کہ الا مان والحفیظ ۔ نیز بہت جلدی جلدی مناظرہ کا چیلنج دیتے رہتے تھے اور اس پر طرہ یہ کہ ایک ہزار روپیہ شرط کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہو رہا تھا جس کو دیکھ دیکھ کر بہت سے سادہ دل مسلمانوں کا عقیدہ ان کی طرف ہو گیا تھا۔ بلکہ چند افراد ان کے فرقہ میں داخل بھی ہو گئے تھے ۔اور بعض طیار تھے ۔

جب مسلمانان بلب گڈھ نے یہ دیکھا تو انہوں نے مدرسہ حسین بخش سے جناب مولوی حافظ بشیر احمد صا حب انصاری کو بلا لیا ۔آ پ کے یہاں پر چند وعظ ہوئے جن کے اندر آپ نے اس فرقہ کی تردید کی ۔

یہ دیکھ کر فرقہ قادیانی نے اپنے مناظر مولوی حافظ روشن علی صا حب کو مناظرہ کے لئے بلایا اور بروز بدھ ۳۰ جون ۱۹۱۵ء حیات مسیح پر بڑے زور کے ساتھ مناظرہ ہوا ۔جس میں خدا کے فضل و کرم سے اہل سنت والجماعت نے فتح پائی اور اس فرقہ نے شکست فاش کھائی ۔اور وہ چہار کس جو اس فرقہ میں شامل ہو گئے تھے تائب ہو

کر رجوع الی الحق ہوئے اور تمام اشخاص کا عقیدہ درست ہو گیا الحمد للہ۔
راقم : محمد اسماعیل عارف ۔
صدر مدرس مدرسہ عظمت الاسلام بلب گڈھ ضلع گوڑ گانواں
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ جولائی ۱۹۱۵ء ص ۵۔۶)

ضلع جالندھر میں مباحثہ

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں :

ضلع جالندھر کی تحصیل نکودر میں ایک ملسیاں ہے۔ وہاں پر قادیانی مذہب کے دو تین اصحاب صاحبِ اثر ہیں جن میں سے ایک عبدالمالک صاحب نائب تحصیلدار بندوبست ہیں۔ ایک مدرس پرائمری اسکول، اور ایک دو اور۔

ان لوگوں نے بات اٹھائی کہ اسلامی اشاعت کے لئے ایک جلسہ کیا جائے۔ چنانچہ اسی بنا پر زمینداروں سے چندے وصول کئے۔ اشاعت اسلام کے علماء بلائے تو سارے قادیان کے۔

معززین پر پہلے سے اپنے خیالات کا اثر ڈالا ہوا تھا کہ اتنے میں تاڑنے والے تاڑ گئے کہ اس جلسہ کا رنگ کیا ہوگا۔

اونہوں نے کہا ہم بھی اپنے حسب منشا اپنے علماء کو اس جلسہ میں شریک کریں گے۔ چنانچہ مولوی عبدالقیوم صاحب مختار عدالت جالندہر اور یہ خاکسار نامزد ہوئے۔

جناب مولوی جلیل الرحمٰن خانصاحب پنشنر جو اس نواح کے زمیندار ہیں مجھے لے جانے کے لئے امرتسر تشریف لائے۔ مولوی صاحب موصوف میرے مخلص دوست ہیں اس لئے مجھے جانا ہی پڑا۔ مجھ سے پہلے ایک روز مولوی عبدالقیوم صاحب پہنچ کر ایک روز کے جلسہ کی کارروائی کر چکے تھے۔

جلسہ کی صورت یہ تھی۔ کہ ایک ہی مقام پر دونوں فریق تقریریں کرتے تھے۔ قادیان سے دو صاحب (مولوی عبداللہ اور حافظ جمال احمد) آئے ہوئے تھے۔

مجھ سے پہلے روز کی کارروائی صرف اتنی ہوئی تھی کہ مولوی عبداللہ قادیانی نے

وعظ کیا تھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اللہ کے رسولوں کی مخالفت اچھی نہیں ہوتی اور اس کا نتیجہ برا ہوتا ہے۔ گو اشارات مرزا صاحب کی طرف ہوں مگر لفظوں میں کچھ نہ کہا تھا۔

حافظ جمال احمد نے حضرت آدم علیہ السلام سے مرزا صاحب قادیانی تک رسولوں کا مختصر ذکر کیا تھا۔ مولوی عبدالقیوم صاحب نے نبوت مرزا پر چند اعتراض کئے تھے۔ جن کا جواب فریق ثانی نے ابھی نہ دیا تھا۔

دوسرے روز میں بھی شریک جلسہ ہوا تو قادیانی پارٹی نے جس کے سرگروہ نائب تحصیلدار تھے، یہ اصرار کیا کہ جلسہ میں جو آخری وقت ہو وہ ہم کو ملے۔

ادھر کے فریق کو یہ بات ہرگز پسند نہ تھی مگر میں چونکہ ان کے تیر وتفنگ سے بفضلہٖ تعالیٰ واقف ہوں اس لئے جانتا ہوں کہ نہ ان کا اول درست ہے، نہ انجام ٹھیک۔ اس لئے میں نے آخیر وقت نصف گھنٹہ اُنہی کو دلوا دیا۔

اس روز پہلی تقریر ایک گھنٹہ تک میری ہوئی جس میں میں نے مرزا صاحب کے دعویٰ کہ میں ایسا ہوں ایسا ہوں۔ اون کی کتاب ''خطبہ الہامیہ'' سے سنا کر اون کی دو پیشگوئیوں کا ذکر کیا۔ ایک وہ جو کسی عورت سے نکاح ہونے کے متعلق تھی جس کی بابت رسالہ ضمیمہ انجام آتھم میں لکھا ہے۔

اگر پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ہونگا۔

نیز ایک حدیث مرفوع بھی لکھی ہے جس کی تشریح میں مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ یہ اسی نکاح کے متعلق ہے۔

دوسری پیشگوئی وہ اشتہار تھا۔ جو میری بابت ۱۵-اپریل ۱۹۰۷ء کو شائع کیا تھا۔ جس کا عنوان تھا ''مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ'' اس کا مضمون صاف ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ اگر میری (مرزا کی) زندگی میں نہ مرے۔ تو میں جھوٹا اور خدا کی طرف سے نہیں ہونگا۔

اسی مضمون پر لودہیانہ میں قادیانی مذہب کے لوگوں سے بحث ہو کر تین سو روپیہ انعام لیا گیا تھا۔ فریق ثانی کی طرف سے حافظ جمال احمد نے جواب دینا چاہا مگر سارے گھنٹے میں کہا کیا؟

ہر ایک معاملہ کا ایک معیار ہوتا ہے۔

مولوی صاحب نے اس معاملہ کا معیار نہیں بتلایا کہ کس کو ہم سچا کہیں اور کس کو جھوٹا۔ یہ کہہ کر ادھر چلے گئے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں وہ تو نہیں آویں گے۔ اور مرزا صاحب اونکی جگہ مسیح موعود ہیں۔

لوگ حیرت زدہ تھے کہ سوال کیا اور جواب کیا۔ اصل مطلب کو چھوا بھی نہیں۔

اس کے بعد پندرہ منٹ کا وقت پھر مجھ کو دیا گیا تو میں نے اتنا ہی کہا کہ میری تقریر لاجواب ہے کیوں کہ فریق ثانی نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

سنا کہ اپنی آخری تقریر میں جواب دیں گے۔

ہم نے کہا اچھا، یہ بھی آریوں کی تقلید کر لیں۔

بعد دوپہر مولوی عبداللہ نے مولوی عبدالقیوم صاحب کی تقریر کا جواب دینا چاہا مگر ناتمام۔

پھر مولوی عبدالقیوم صاحب نے مختصر جواب دے کر باقی میرے لئے چھوڑ دیا۔ میں نے مشکوٰۃ شریف میں سے چند حدیثیں حضرت عیسیٰ کے نزول کے متعلق بیان کیں جن میں سے صرف ایک وہ حدیث تھی۔ جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ کہ

> حضرت عیسیٰؑ جب آویں گے تو پنتالیس سال دنیا میں رہ کر فوت ہونگے۔ اور میرے مقبرے میں دفن ہونگے۔ قیامت کے روز ہم دونوں درمیان میں ہونگے۔ اور دونوں طرف ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہم ہونگے۔

اس کے علاوہ یہ بھی کہا کہ حضرت مسیح موعود کا کام کیا ہوگا؟ میں اپنے لفظوں میں کیا کہوں۔ خود مرزا صاحب کے الفاظ میں سناتا ہوں۔ مرزا صاحب آخری کتاب ''چشمہ معرفت'' کے صفحہ (۹۲) پر لکھتے ہیں۔ کہ

> حضرت مسیح موعود جب آوینگے تو ساری دنیا میں اسلام پھیلا کر ایک قوم (مسلمان) بنا دیں گے۔

بس میرا سوال صرف یہی ہے کہ مرزا صاحب کے آنے پر ساری دنیا میں اسلام پھیل کر ایک ہی مسلمان قوم بن گئی؟

کیا مرزا صاحب آنحضرت ﷺ کے مقبرے میں دفن ہو گئے۔

اگر دونوں کام ہو چکے ہیں تو ہم بڑی خوشی سے اپنا اعتراض واپس لیتے ہیں۔

آخری وقت میں حافظ جمال احمد کھڑے ہوکر جوابات دینے چاہے۔ مگر حدیثوں اور مسیح موعود کے کاموں کے متعلق کچھ نہ کہا۔ میرے حق میں جو مرزا صاحب کا اشتہار تھا۔ اوس کے متعلق یہ کہا (اور غالبًا اسی لئے اونہوں نے اس کو آخری وقت کے محفوظ رکھا تھا) کہ مولوی ثناء اللہ کے متعلق مرزا صاحب کی پیشگوئی اسی طرح سے سچی ثابت ہوئی۔ کہ مرزا صاحب نے لکھا تھا۔ کہ اگر تم مجھ سے مباہلہ کرنا چاہتے ہو۔ تو ایک مطبوعہ تحریر میرے پاس بھیجو جس میں یہ امر مذکور ہو۔ کہ تم (مرزا) میرے ساتھ مباہلہ کرلو۔ مرزا کی کتاب اعجاز احمدی کے صفحہ ۱۴ کا حوالہ دیا۔ جس کے اصلی الفاظ یہ ہیں:

''مولوی ثناء اللہ امرتسری کی دستخطی تحریر میں نے دیکھی ہے۔ جس میں وہ یہ درخواست کرتا ہے۔ کہ میں اس طور کے فیصلہ کے لئے بدل خواہش مند ہوں۔ کہ فریقین یعنی میں اور وہ یہ دعا کریں۔ کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے۔ وہ سچے کی زندگی ہی میں مرجائے سو اگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ خواہش دل سے ظاہر کی ہے۔ تو اس سے بہتر کیا ہے۔ ایک چھپا ہوا اشتہار اس مضمون کا شائع کریں۔'' (صفحہ ۱۴-۱۵)

اس کا جواب دینے کا موقع نہ رہا تھا۔ اور یہی اون کی غرض تھی جس کو وہ لوگ اپنے منہ سے ''تحقیق حق'' نام رکھتے ہیں گو جلسہ میں وقت نہ تھا۔ لیکن خاص خاص لوگوں کو میں نے اس کی حقیقت بتلادی تھی۔ کہ کتاب جس کی یہ عبارت ہے ۱۹۰۲ء کی مطبوعہ ہے۔ اس میں مرزا صاحب مباہلہ کی درخواست مجھ سے لینا چاہتے ہیں۔ مطلب یہ کہ میں اون سے درخواست کروں۔ کہ میرے ساتھ مباہلہ کرلو۔ جس کے جواب میں میں نے درخواست نہ دی۔ گو مرزائی مناظر نے کمال عقل و دیانت سے یہ ثابت کرنا چاہا۔ کہ چونکہ مولوی صاحب نے مباہلہ کی درخواست دینا منظور نہیں کیا۔ اس لئے وہ دعا مرزا الٹی پڑ گئی یعنی مرنا تھا ثناء اللہ نے اور مرگیا مرزا۔

مگر اس بھلے آدمی کو کوئی نہیں سمجھاتا۔ کہ یہ کتاب تو ۱۹۰۲ء کی مطبوعہ ہے۔ اور مرزا صاحب کا اشتہار اپریل ۱۹۰۷ء یعنی پانچ سال بعد کا پھر اوس کا پہلی تحریر کا اثر اس پچھلی تحریر پر کیسے ہوا۔

علاوہ اس کے مرزا کا دعا کرنا میری درخواست پر موقوف تھا۔ تو پھر

۱۵-اپریل ۱۹۰۷ء کو اونھوں نے دعا کیوں کی؟ معلوم ہوا۔ کہ اس دعا کے لئے میری درخواست ضروری نہ تھی۔ اگر تھی اور میں نے درخواست نہ دی تھی تو مرزا صاحب نے کیوں اشتہار میرے متعلق شائع کیا۔

اور سنئے ''اعجاز احمدی'' میں مرزا صاحب جس درخواست کی خواہش مجھ سے کرتے ہیں وہ ''مباہلہ'' کے متعلق ہے مباہلہ فریقین کے دعا کرنے کو کہتے ہیں اور اپریل ۷ء کو جو اشتہار دیا وہ مباہلہ نہیں ہے۔ وہ صرف یکطرفہ دعا مرزا ہے۔ اس لئے اس کا توقف اس پر نہیں۔ جس پر مباہلہ کا توقف تھا۔ یعنی میری درخواست پر نہیں۔ اسی لئے مرزا صاحب نے بغیر میری درخواست اور منظوری کے دُعا کردی تھی۔ جس کا اثر اُنہی پر پڑا۔ یعنی معنی ہیں الغریق یتشبت بالحشیش۔ کا مطلب ہے ''ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔''

ہاں حافظ جمال احمد نے ایک بات اپنی بساط سے بڑھ کر کہی۔ کہ ہم اب بھی مباہلہ کرنے کو تیار ہیں۔ مولوی صاحب آئیں اور میرے ساتھ مباہلہ کرلیں۔ پھر دیکھیں ایک سال تک کیا ہوتا ہے، ساتھ ہی حسب اتباع سنتِ مرزا یہ بھی دعویٰ کردیا۔ کہ مولوی صاحب کبھی ایسا نہیں کرینگے اس کے جواب کے لئے میرے رفیق مولوی قطب الدین واعظ ضلع امرتسر کھڑے ہوکر بولے۔ تم مرزا صاحب کے مرید ہو میں مولوی ثناء اللہ صاحب کا ادنیٰ شاگرد ہوں۔ میں اس کام کو تمہارے سامنے کھڑا ہوتا ہوں۔ آؤ مجھ سے مباہلہ کرو۔ مولوی قطب الدین کا اتنا کہنا تھا۔ کہ قادیانی کمپ میں بے چینی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ نائب تحصیلدار نے کہا۔ بس اب جلسہ ختم ہے۔ غرض مولوی قطب الدین کا جواب کیا تھا۔ قادیانی پارٹی کے لئے سکتہ کا عالم تھا۔

مگر میں اس میں بھی حیران ہوں کہ حافظ جمال الدین کو کیا سوجھی اور وہ کیا کہہ گیا۔ خدا جانے اعتراضوں کے بوجھ سے اس کو ہوش نہیں رہا۔ کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ اسی پر کیا بس ہے۔ ان لوگوں کو عموماً ان دو باتوں میں تمیز نہیں رہتی یا دانستہ تمیز کرتے نہیں۔ ایک ''مباہلہ'' اور دوسرا ''دعا''۔ مباہلہ میں فریق ثانی کو طلب کیا جاتا ہے۔ اگر وہ نہ آئے تو مباہلہ نہیں بنا۔ مگر یکطرفہ دعا کے لئے یہ ضروری نہیں کہ فریق ثانی کو مقابلہ کرنے طلب کیا جائے۔ اگر وہ نہ آئے تو دعا ہی نہ ہو۔ مرزا صاحب نے میرے حق میں دعا کی تھی۔ مباہلہ نہیں تھا۔ پس تم بھی اگر سنت مرزا پر عمل کرنا چاہتے ہو

تو تو اپنی جگہ پر میرے یا کسی اور اپنے مخالف میں کے حق میں بددعا کیا کرو کون منع کرتا ہے۔ مگر اتنا سوچ لینا کہ قرآن مجید میں قانون الٰہی یہ بتلایا گیا ہے لایحیق المکر السیٔ الا باھله.

الحمد للہ اس جلسہ کا اثر بہت اچھا رہا۔ بڑے بڑے آدمی راہ ہدایت پر مضبوط ہو گئے۔ خدا سب کو راہ راست پر قائم رکھے۔ آمین۔

(اہل حدیث جلد ۱۲۔ نمبر ۳۸۔ مورخہ ۹ رمضان المبارک ۱۳۳۳ھ مطابق ۲۳ر جولائی ۱۹۱۵ء ص:۳-۵)

قادیانی خلیفہ کا مباحثہ سے گریز

جناب مہتمم صاحب اخبار اہلحدیث امرتسر

سلام علیکم۔ چند ذیل کی سطور برائے اطلاع اہل اسلام اپنے اخبار میں درج فرما کر مشکور فرماویں۔

جناب صاحبزادہ صاحب سجادہ نشین قادیان لاہور میں تشریف لائے تھے۔ تو انجمن تائید الاسلام لاہور کی طرف سے اونکی خدمت میں ۱۰ر تاریخ ماہ جولائی ۱۵ء کو لکھا گیا تھا۔ کہ علمائے اسلام کے ساتھ جس سے آپ چاہیں مرزا صاحب کی نبوت میں بحث کریں۔ جس پر انہوں نے منظور فرما کر قواعد وشرایط مناظرہ پیش کیں۔ جن کا کچھ حصہ منظور کیا گیا۔ اور چند شرائط میں مناسب ترمیم کی تجویز ۱۱ تاریخ کی صبح کو اونکی خدمت میں ارسال کی تو معلوم ہوا کہ صاحبزادہ قادیان واپس تشریف لے گئے ہیں۔

انجمن احمدیہ لاہور کے سکریٹری میاں محمد حسین صاحب قریشی نے بذریعہ تحریر اطلاع دی کہ صاحبزادہ صاحب چلے گئے اور فرما گئے ہیں کہ قادیان سے کوئی عالم بحث کے لئے بھیج دیں گے۔

افسوس بحث کی درخواست اون سے کی گئی تھی کہ وہ بحیثیت خلیفہ ہونے کے اس تفرقہ باہمی کا فیصلہ علماء سے کر کے باہمی سلوک کا باعث ہونگی مگر اونہوں نے بذات خود مناظرہ سے فرار کر کے شرائط مناظرہ بھی طے نہ کیں۔ اور چلے گئے۔

خط وکتابت جو فریقین میں ہوئی ہے وہ الگ رسالہ انجمن تائید اسلام لاہور

میں شائع ہوگی کیوں کہ بہت طول ہے۔ یہ صرف آپ مسلمانوں کی اطلاع کے واسطے شائع کردیں۔ تاکہ عوام اہل اسلام کو معلوم ہو کہ مرزائی جماعت کے عوام تو کجا۔خاص بھی کس طرح مناظرہ سے بھاگتے ہیں۔صرف ناواقف مسلمانوں کو مغالطے دے کر بہکاتے ہیں۔اور عالموں کے سامنے نہیں آتے۔مسلمانوں کو ہوشیار رہنا چاہئے۔

خاکسار : پیر بخش پنشنر پوسٹ ماسٹر

سکریٹری انجمن تائید الاسلام لاہور۔

(اہل حدیث جلد ۱۲۔ نمبر ۳۸۔ مورخہ ۹ رمضان المبارک ۱۳۳۳ھ مطابق ۲۳ رجولائی ۱۹۱۵ء ص:۵)

موجودہ جنگ کی پیش گوئی

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا صاحب قادیانی کی عادت تھی جب کوئی نیا واقع ایسا ہوتا جس کی طرف لوگوں کی نگاہیں لگتیں اس کے متعلق ضرور کوئی نہ کوئی الہام گذشتہ الہاموں میں نکال لیتے خواہ وہ بعد تحقیق اس پر چسپاں ہو یا نہ ہو لیکن ان کی کوشش رہتی کہ اس واقع کو الہامی پیش گوئی میں لایا جائے کیونکہ ان کے خیال میں کسی اہم واقع کا الہامی ذیل میں مذکور نہ ہونا الہام کی ہتک تھی اس لئے وہ ضرور یہ کوشش کرتے کہ جس طرح بھی بن پڑے الہامی ذیل میں مندرج ہو۔

مثلاً ایک الہام ان کا تھا:

تخرج الصدور لی القبور بڑے بڑے لوگ سب قبروں میں چلے جاویں گے۔

یہ ایک ایسا الہام ہے کہ مخالف سے مخالف بھی اس کو مانے گا یہاں تک کہ اڈیٹر اہل حدیث جو بقول قادیانی مرزا صاحب اشد ترین دشمن ہے (حقیقۃ الوحی) بھی اس پر ایمان رکھتا ہوا کہتا ہے آمنا و صدقنا فاکتبنا مع الشاھدین۔اس لئے جب کبھی کوئی عالم کوئی معزز آدمی مرتا اس قانون کلی میں آجاتا جس کے صدق میں کسی کو کلام نہیں ہوسکتا۔

آج موجودہ جنگ میں مرزا صاحب قادیانی زندہ ہوتے تو خدا معلوم کیا کیا

الہام اس جنگ کے متعلق نکالتے مرزا جی کی جگہ خالی پا کر ان کی امت نے اس خدمت کو پورا کرنا چاہا مگر بات بنانے کا وہ لطف کہاں جو ان میں تھا تاہم بقول

گندم اگر بہم نہ رسد بھس غنیمت ست

اس لئے گئے گذرے زمانہ میں یہ بھی غنیمت ہے

قادیانی امت کی طرف سے آج کل ایک اشتہار نکلا ہے جس میں مرزا صاحب کی عبارات نقل کر کے دکھایا ہے کہ آپ نے اس جنگ کے متعلق صاف صاف پیشین گوئی کی ہوئی ہے اس اشتہار کا مشتہر برائے نام مینیجر کارخانہ طلسمی ادویہ لاہور ہے ۔غور کیا جائے تو اس اشتہار میں بھی راقم نے طلسم ہی سے کام لیا ہے۔ پرانا مشہور قصہ ہے کہ کسی مولوی صاحب نے ایک بے نماز کو نماز پڑھنے کے لئے کہا، تو اس نے جواب دیا، خدا تو قرآن مجید میں نماز پڑھنے سے منع کرتا ہے، اور آپ حکم دیتے ہیں۔ مولوی صاحب نے حیران ہو کر پوچھا کہاں؟ اس نے جھٹ سے آیت قرآنی پڑھ دی لا تقربوا الصلوۃ (نماز مت پڑھو) مولوی صاحب نے کہا ظالم! اس کے ساتھ کا لفظ بھی تو پڑھ جو یہ ہے و انتم سکا ری (نشہ کی حالت میں نماز نہ پڑھا کرو) بے نماز نے کیا معقول جواب دیا کہ سارے قرآن پر آپ نے یا آپ کے باپ نے عمل کیا ہے؟

یہ قصہ صحیح ہو یا غلط مگر آج قادیانی امت نے اس کی ایک تازہ مثال قائم کر دی۔ کچھ شک نہیں کہ اشتہار دیکھنے سے ایک ناواقف کے دل پر کشش ہوتی ہے، اور دل مانتا ہے کہ ضرور یہ پیش گوئی پوری ہوئی۔ جس دوست نے ہمیں یہ اشتہار دیا اس کا بیان ہے کہ میر ناصر (خسر مرزا قادیانی) گاڑی میں بیٹھے سناتے ہوئے بڑے وجد میں آ رہے تھے خصوصاً جب یہ شعر پڑھتے

مضمحل ہو جائیں گے خوف سے سب جن و انس

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی با حال زار

کہتے تھے دیکھو زار جو لقب ہے بادشاہ روس کا، آج اس کی کیا حالت زار ہے۔ اس سے زیادہ کیا صاف پیش گوئی ہوگی۔

واقعی بات یہ ہے کہ اشتہار دیکھنے والا محو حیرت رہ جاتا ہے۔ ہم اس اشتہار کو طلسمی یا وہبی تحریر ثابت کرنے کیلئے پہلے سارا نقل کرتے ہیں تاکہ ناظرین اپنے دلوں

سے پوچھیں کہ ان پر کیا اثر ہوا۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہمارے ناظرین اس اشتہار سے مرزا صاحب کی تصدیق کرنے پر آمادہ ہو جاویں گے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ان کے دل پر ایک ایسا اثر ضرور ہوگا جس کے دفعیہ کے لئے وہ کوشش کریں گے۔ وہ اشتہار یہ ہے

ایک ہیبت ناک پیشین گوئی

اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی اس موت سے چرند پرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر تباہی ہوگی کہ جس روز سے انسان پیدا ہوا ہے ایسی تباہی کبھی نہیں آئی (تاریخ گواہ ہے آج تک ایسی جنگ نہیں ہوئی۔ ۱) اور اکثر مقامات زیروزبر ہو جائیں گے گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی اور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی یہاں تک کہ ہر ایک عقل مند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملے گا تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں کہتا ہوں کہ دروازہ پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی (پھر اس ۱۔ کے بعد ارشاد فرمایا ۲ ہے) کہ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام ہمت اور تمام خیالات دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر میں (امام مہدی ہوکر ۳) نہ آیا ہوتا تو بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے تھے ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے قرآن میں فرمایا ہے و ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا (۲۔ پیش گوئی کرنے والے بزرگ کا دعوی امام مہدی کا ہے جن کے دل میں ذرا بھی خوف ہے ان کے لئے حور کے جھنڈے کے نیچے آجانے کا ابھی وقت ہے) اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جاوے گا (۳ ، اے ہندوستانیو! تم تو اس بلا سے ابھی تک محفوظ ہو بلجئم اور فرانس انگلینڈ جرمنی تک پہنچی ہے اور تمہارے لئے ابھی توبہ کا وقت ہے۔ پھر

آگے ارشاد ہے) میں دیکھتا ہوں کہ شاید تم ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے ۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیاء تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا ۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پھر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتہ پورے ہوتے میں سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے مگر خدا غضب میں دھیما ہے تو بہ کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں درتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ ۔ از حقیقۃ الوحی ص ۲۵۷ و ۲۵۶ ۔ از براہین احمدیہ جلد پنجم ص ۱۲۰

(خطوط وحدانی والے فقرات اصل کتاب مرزا میں نہیں بلکہ مشتہر کی ایزاد ہیں بلکہ نمبر ۳ کی جگہ مرزا صاحب کی کتاب میں یوں ذکر ہے: کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں......)

اک نشان ہے آنے والا آج سے کچھ دن کے بعد
جس سے گردش کھائیں گے دیہات وشہر اور مرغ زار
آئے گا قہر خدا سے خلق پر اک انقلاب
اک برہنہ سے نہ یہ ہو گا کہ تا باندھے ازار
اک جھپک میں یہ زمین ہو جائے گی زیر و زبر
نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آب رود بار
رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگ یاسمن
صبح کردے گی انہیں مثل درختان چنار
ہوش اڑ جائیں گے انسان کے پرندوں کے حواس
بھولیں گے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار

ہر مسافر پر وہ ساعت سخت ہے اور وہ گھڑی
راہ کو بھولیں گے ہو کر مست و بے خود راہوار
خون سے مردوں کے کوہستان کے آب رواں
سرخ ہو جائیں گے جیسے ہو شراب انجبار
مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جن وانس
زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی با حال زار
اک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربانی نشان
آسمان حملے کرے گا کھینچ کر اپنی کٹار
ہاں نہ کر جلدی سے انکار اے سفیہ نا شناس
اس پہ ہے میری سچائی کا سبھی دار و مدار

ناظرین! اس میں ہم نے اپنے پاس سے خدا کی قسم ایک لفظ بھی زائد نہیں کیا بلکہ لفظ بلفظ عبارت نقل کر دی ہے اس کتاب کو جن صاحب کا جی چاہے ہمارے پاس آ کر دیکھ سکتا ہے۔ انتہی

شیخ الاسلام فرماتے ہیں: ناظرین! دیکھنا کیسی صاف پیش گوئی ہے۔ اب سنئے اس کی حقیقت۔ نثر عبارت جو منقول ہے اس کا شروع یوں ہے:

یاد رہے کہ خدا نے مجھے (مرزا کو) عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقین سمجھو کہ جیسا کہ پیش گوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے۔ ایسا ہی یورپ میں بھی آئے۔ اور نیز ایشیاء کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں۔

آگے اشتہار کی عبارت ملا لیں

نظم کے ابیات جو نقل کئے ہیں ان کا شروع یوں ہے

آئے گا قہر خدا سے خلق پر اک انقلاب
اک برہنہ سے نہ یہ ہو گا کہ تا باندھے ازار

یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
اک جھپک میں یہ زمیں ہو جائے گی زیر و زبر
نالیاں خون کی چلیں گی جیسے آب رود بار

نثر کے شروع میں اور درمیان میں زلزلہ کا ذکر ہے اور نظم کے تیسرے شعر میں اور حاشیہ پر زلزلہ مذکور ہے۔ غرض نثر و نظم دونوں میں صاف زلزلہ کا ذکر ہے جس کو راقم اشتہار نے اپنا طلسم دکھانے کو حذف کر کے بشکل دیگر اس کو جنگ کی پیش گوئی بنا کر مرزا صاحب کی نیابت کا حق ادا کیا ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ کس دلیری سے لکھا ہے:

خدا کی قسم ایک لفظ بھی زائد نہیں کیا بلکہ لفظ بلفظ عبارت نقل کر دی۔،

ہم مشتہر کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر اس کی عبارت لفظ بلفظ صحیح نکلے تو ہم مبلغ یک صد اس کو انعام دیں گے۔ اس کا فیصلہ اخبار پیغام صلح لاہور کے دفتر میں ہوگا۔ اگر وہ اس قسم میں سچا ہے تو منظوری سے اطلاع دے ورنہ وعید قرآنی (جو جھوٹوں کے حق میں ہے) سے خوف کرے۔

ہاں اس پیش گوئی کے الفاظ کو دیکھ کر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ابھی تک اس کا ظہور نہیں ہوا کیونکہ ایسا زلزلہ خدا کے فضل سے نہیں آیا جس کا نقشہ مرزا صاحب قادیانی نے بتلایا ہے اور خدا سے امید ہے کہ نہ آئے گا۔

اخبار اہل حدیث کے لاہوری ناظرین سے امید ہے کہ راقم اشتہار کو تلاش کر کے اس کے اعلان کے مطابق اس سے حوالہ طلب کر کے بدرا بدر باید برسانید پر عمل کریں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰ جولائی ۱۹۱۵ء ص:۱۔۳)

یک نہ شد دو شد بلکہ شش شد

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

دنیا جانتی ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے آنحضرت ﷺ کی پیش گوئیوں کی جو تاویلات تحریفات کے درجے تک پہنچائی تھیں اس کا بدلہ ان کو دنیا میں بھی ملنا تھا جو

علاوہ ان بے عزتیوں کے جو مخالفوں کے مقابلہ الہامی تحدیوں میں ناکام رہنے پر آپ کو نصیب ہوئیں یہ ایک بڑی سزا ہے کہ انہوں نے خود جو پیش گوئی کی تھی کہ میرے بعد ایک مصلح پیدا ہوگا اس پیش گوئی کی ایسی مٹی پلید ہوئی کہ آج چھ کس دعویدار اس کے موجود ہیں۔

لاہور سے ایک طویل اشتہار ہم کو پہنچا ہے جس کے شائع کرنے والے ڈاکٹر نور محمد، سید محمد شاہ، محمود شاہ (انارکلی) ہیں یہ سب مرزائی (قادیانی) ہیں انہوں نے اس پیش گوئی کے الفاظ کو نقل کر کے لکھا ہے۔

مندرجہ بالا الفاظ اس پیش گوئی کے ہیں جو ایک اخص آدمی کے ظہور کے بارے میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے شائع کی ہوئی ہے۔

احمدی جماعت میں اس وقت مندرجہ ذیل اشخاص مدعی سمجھے جاتے ہیں۔

۱۔ محمد ظہیر الدین بدرالدین ظہیر الدین۔

۲۔ مولوی محمد عبداللہ صاحب تیماپوری۔

۳۔ قاضی یار محمد صاحب نور پوری۔

۴۔ ماسٹر محمد سعید صاحب انسپکٹر سکولز امرتسر۔

۵۔ چودھری عبدالعزیز صاحب عامل بالقرآن بٹالہ۔

۶۔ میاں محمود احمد صاحب قادیانی

اس شمار کے بعد اپنا فیصلہ یوں لکھا ہے:

مندرجہ بالا اشخاص میں سے ہم نے محمد ظہیر الدین بدرالدین ظہیر الدین صاحب کو حسب ذیل قسم دی ہے اور انہوں نے ان الفاظ میں ہمارے سامنے قسم اٹھائی ہے:

میں ظہیر الدین اللہ تعالیٰ قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی پیش گوئی کا مصداق صرف میں ہی ہوں۔ اور خدا تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ صرف تو ہی اس پیش گوئی کا مصداق ہے۔

اس فیصلہ کے بعد دوسرے دعویداروں کو بھی نوٹس دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس لئے ہم دیگر دعویداروں کی خدمت میں بھی خصوصیت سے التماس

کرتے ہیں کہ اگر وہ مندرجہ بالا پیش گوئی کا اپنے آپ کو صحیح مصداق سمجھتے ہیں تو وہ مندرجہ بالا الفاظ میں خدا تعالی قسم اٹھاویں۔ اور اگر وہ کسی طرح سے گریز کریں گے تو عنداللہ وعندالناس کاذب متصور ہوں گے۔

اصل غرض ہم مشتہران کی صرف یہ ہے کہ حق و باطل مین فرق ہو سچے کا بول بالا ہواور جھوٹوں کا منہ کالا ہواور پبلک دھوکا دینے والوں سے بچ جائے۔

قادیانی طریق پر یہ فیصلہ حق ہے کیونکہ ان کے ہاں یہ طریق مروج ہے کہ مدعی قسم کھائے اس لئے وہ جانیں اوران کا کام،۔

ہمارے نزدیک مرزا صاحب کی اس پیش گوئی پر بحث کرنا دراصل مرزا صاحب کی صداقت کی فرع ہے جن لوگوں کے نزدیک مرزا صاحب کی صداقت ہی ثابت نہیں وہ اس پیش گوئی سے کیا دلچسپی رکھ سکتے ہیں بجز اس کے کہ یہ کہنے کا ان کو موقع ملے جیسے کرنی ویسی بھرنی۔

مرزا صاحب قادیانی نے جیسی آنحضرت ﷺ کی پیش گوئی کو خراب کیا تھا خدا نے اس کی امت کے ہاتھوں اس کی پیش گوئی کو خراب کردیا کیا سچ ہے

کبھی معشوق تھے ہم بھی جو اب عاشق کہاتے ہیں
کسی کا دل دکھایا تھا اسی کی داد پاتے ہیں

ہم اس بحث کو انجام تک دیکھنے کے مشتاق ہیں۔قادیانی مشن میں آج کل اختلاف اس کثرت سے ہورہا ہے کہ ایک اجنبی کو یہ کہنے کا موقع ہے کہ

تین تیرہ ہونے والی ہے جماعت آج کل

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶۔اگست ۱۹۱۵ء ص ۵۔۶)

حلف پر فیصلہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

چونکہ اب دونوں پارٹیوں نے جن کو ہم اپنی اصطلاح میں قادیانی اور لاہوری لکھا کرتے تھے ایک دوسرے کے نام خود بخود مقرر کرلئے ہیں یعنی قادیانیوں کا

نام محمودی اور لاہوریوں کا نام پیغامی پارٹی کیونکہ قادیانی پارٹی کا خلیفہ مرزا محمود ہے اور لاہوری پارٹی کا اخبار پیغام صلح اس لئے ہم ان کی خاطر اپنی اصطلاح آئندہ کو ترک کر کے انہی کے مقرر کردہ ناموں سے ان کو ممتاز کیا کریں گے۔

محمودی اور پیغامی پارٹی کا جن جن امور میں اختلاف ہے ان میں سب سے بڑا امر مرزا صاحب قادیانی کی نبوت ہے۔ اس کی فرع یہ ہے کہ ان کو نہ ماننے والے کافر ہیں یا مومن وغیرہ۔ پیغامی پارٹی نفی پر ہے اور محمودی پارٹی اثبات پر۔ پیغامی پارٹی کے معزز رکن خواجہ کمال الدین صاحب نے ایک اشتہار مورخہ ۴ جولائی دیا ہے کہ فریقین اس مسئلہ میں تحریریں کر چکے ہیں مگر میں ایک آسان تجویز بتلاتا ہوں کہ فریقین کے سو معزز آدمی جو مرزا صاحب کے صحبت یافتہ ہیں اور خود ان سے اعتقادات سیکھے ہوئے ہیں وہ حلف اٹھائیں کہ ہم نے حضرت صاحب سے یہ سیکھا تھا۔ یہ بھی لکھا ہے کہ میں یہ نہیں پوچھتا کہ اب ان کا اعتقاد کیا ہے، یا ان کا وہ اعتقاد صحیح تھا یا غلط۔ بلکہ صرف یہ پوچھتا ہوں کہ مرزا قادیانی کی وفات تک ان کا خیال کیا تھا۔ وغیرہ

ہمارے نزدیک بھی یہ صورت فیصلہ معقول ہے۔ جو اعتقاد ثابت ہو جائے کہ مرزا صاحب قادیانی کے انتقال کے وقت تھا، وہی اعتقاد بحیثیت مرزائی ہونے کے صحیح سمجھا جائے گا۔

محدثین بھی کسی حکم کو غیر منسوخ بتلانا چاہتے ہیں تو یہ لکھا کرتے ہیں حتی لقی الله یعنی آنحضرت ﷺ یہی کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہوا۔

اسی لئے قرآن شریف میں حکم ہے:

لا تموتن الا و انتم مسلمون (مرنے تک مسلمان رہو)

کسی امت کا نبی یا ہادی امت کے لئے ہر ایک کام میں نمونہ ہوتا ہے۔ جب وہ کسی خیال اور اعتقاد پر مرنے تک جما رہے، اور اپنے معتقدین کو بھی اس خیال سے نہ ہٹائے، تو ثابت ہوتا ہے کہ وہی اعتقاد اس مذہب میں صحیح سمجھا جائے گا۔ اس کی تاویل کرنا امت کا کام نہیں۔

مگر محمودی کی طرف سے اس تجویز کی منظوری آج ٦۔ اگست تک نہیں آئی۔ خیر اس کا انجام جو ہوگا ہم اپنے ناظرین تک پہنچا دیں گے۔

قاعدہ ہے معقول بات سے معقول بات حاصل ہوتی ہے۔ہم بھی اپنا تنازع اس اصول سے فیصلہ کرانا چاہتے ہیں جس کی صورت یہ ہے:

پیغامی پارٹی چونکہ اس تجویز کی مجوز ہے اس لئے ہماری مخاطب بھی وہی ہے دوسری نہیں۔

کچھ شک نہیں کہ نبی تام یا ناقص ماننے والوں کا جھگڑا ان لوگوں کے جھگڑے سے کم ہے جو یہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب سرے سے اپنے کسی دعوے میں سچے نہ تھے۔ان میں سے ایک خاکسار ایڈیٹر اہل حدیث بھی ہے۔اس بڑے جھگڑے سے جناب مرزا صاحب قادیانی بھی غافل نہ تھے۔اس لئے انہوں نے ۱۵۔اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار دیا تھا جس کے ضروری الفاظ یہ تھے:

اے خدا! اگر یہ دعوی مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور رات دن افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھ کو ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جاعت کو خوش کر دے آمین۔

مگر اے میرے کامل اور صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں، تو میں عاجزی سے تیری جناب میں عرض کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔

اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو سادق کی زندگی میں ہی اٹھا لے۔

مرزا غلام احمد مسیح موعود ۱۵۔اپریل ۱۹۰۷ء

کچھ شک نہیں کہ یہ ایک دعا ہے دعا بھی معمولی نہیں بلکہ ایک فیصلہ کن جو تمام مریدین اور معتقدین تک پہنچائی گئی تھی۔معتقدین کو اس پر اعتقاد ہونا لازمی ہے۔اب میرا سوال جو میں حلف سے فیصلہ کرانا چاہتا ہوں، یہ ہے کہ

مرزا غلام احمد صاحب جس شب یعنی ۲۵۔۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کی درمیانی شب کو

بیمار ہوئے ہیں اس سے پہلے روز یعنی ۲۵ مئی کی شام تک معتقدین کا اس دعا کی بابت کیا اعتقاد تھا؟

بالفاظ خواجہ صاحب میں یہ نہیں کہوں گا کہ وہ خیال ان کا غلط تھا جو بعد میں صحیح کرلیا گیا، یا ان کی خطا اجتہادی تھی یا انہوں نے مرزا صاحب کی اردو تحریر کو سمجھا نہیں تھا۔ یہ سب چھوڑیں بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ مرزا صاحب قادیانی کی وفات سے پہلے آپ لوگوں کا خیال اس دعا کی نسبت کیا تھا؟ یعنی یہ کہ بحال ہے یا بدل گئی ہے۔ درصورت بحال کے حسب منشاء مرزا صاحب قبول ہوگی یا نہیں۔ کیا آسان فیصلہ ہے۔

میں کہہ چکا ہوں کہ اس تجویز کے مخاطب محمودی پارٹی نہیں کیونکہ ایک تو ان سے لودہانہ میں فیصلہ ہو چکا ہے جس کا صلہ بھی مبلغ تین سو نقد ہم کو انعام ملا تھا،

دوم وہ اس تجویز کے مجوز نہیں۔ جب وہ اس تجویز کو مان لیں گے تو وہ بھی مخاطب ہو جائیں گے۔

سر دست اس خطاب میں پیغامی (لاہوری) پارٹی ہے۔

خواجہ صاحب نے دونوں پارٹیوں کے سو آدمی منتخب کئے ہیں۔ ہماری تجویز کی منظوری آنے پر انہی سو میں سے پیغامی پارٹی کے اصحاب کو ہم منتخب کرلیں گے اور ان سے حلف دلا لیں گے مضمون حلف یہ ہوگا:

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے انتقال تک اس دعا کی بابت جو انہوں نے ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء والے اشتہار میں مولوی ثناءاللہ اور اپنے فیصلہ کی بابت کی تھی یہ اعتقاد تھا۔

ہم اس صورت کو بھی منظور کریں گے کہ سب اصحاب یا چند لوگ بذات خود اور دیگر بذریعہ وکالت لاہور احمدیہ بلڈنگس میں جمع ہو کر ہمارے روبرو حلف اٹھائیں۔ پیغامی پارٹی سے عموماً اور خواجہ کمال الدین صاحب کی معقول پسندی سے خصوصاً امید ہے کہ اس تجویز کی منظوری سے جلدی اطلاع دیں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳۔ اگست ۱۹۱۵ء ص ۱۔۲)

محمدی اور احمدی کا مکالمہ اور جواب الجواب

۹ جولائی ۱۹۱۵ء کے اہل حدیث میں محمدی اور احمدی کا مکالمہ شائع ہوا تھا جس کا مختصر مطلب یہ تھا کہ حدیث شریف میں جو مسیح موعود کی علامات آئی ہیں وہ یہ ہیں کہ وہ حکم عادل ہوگا اس کے زمانہ میں بغض حسد سب دور ہو جائیں مسیح موعود مال تقسیم کرے گا لوگ بوجہ اپنی غناء کے نہیں لیں گے۔ وغیرہ

یہ علامات مرزا صاحب میں نہیں پائی گئیں اس کے جواب میں پیغام صلح ۲۷ جولائی میں ایک مضمون نکلا ہے جس سے ہمارے مکالمہ کی تردید کی بجائے تائید ہوتی ہے مضمون نگار لکھتا ہے:

حکم کے معنی ہیں اندرونی اختلافات کو دور کرنے والا چنانچہ مرزا صاحب نے اندرونی اختلافات دور کر دیئے۔

سب کو معلوم ہے کہ مسلمانوں کے سابقہ فرقوں کے علاوہ ایک اور فرقہ پیدا کر دیا۔

بغض وحسد مرزا کے مریدوں میں نہ تھا۔ اب جو ہے وہ ایک معمولی اختیاری غلطی ہے

مرزا صاحب تو اپنی زندگی میں لکھتے رہے کہ میری امت کے لوگوں میں محبت نہیں ایک دوسرے کو بھیڑیوں کی طرح کاٹتے ہیں مغرور ہیں وغیرہ۔ (اشتہار ملحقہ رسالہ شہادۃ القرآن)

. مال بانٹے گا یعنی معارف وحقائق لوگوں کو سکھائے گا

حالانکہ حدیث میں لفظ یفیض المال ہے جسکے صاف معنی یہی ہیں کہ وہ مال دے گا مگر جن کے پاس مال نہ ہو بلکہ خود غیروں کے دست نگر ہوں اور چندوں کی تاکید یہاں تک ہو کہ تین ماہ تک جو مرید چندہ نہ دے وہ جماعت سے خارج کیا جائے وہ کیا دیں گے اور کیا دلائیں گے

حکماً صیغہ مبالغۃ کا ہے حاکم سے۔ جس کے معنی ہیں بہت حکومت کرنے والا اس کی صفت عادل اس کے معنی کی خصوصیت ظاہر کرتی ہے۔

دونوں کے ملانے سے یہ مطلب برآمد ہوتا ہے کہ مسیح موعود بڑا عادل حاکم

ہوگا۔مرزا صاحب کو چونکہ اپنے گاؤں پر بھی حکومت حاصل نہ تھی اور شوق مسیحیت کا تھا اس لئے انہوں نے اس لفظ کے معنی یہ کئے کہ وہ مسلمانوں میں اندرونی مسائل کے اختلافات مٹائے گا۔

اے کاش ٹھیک ہوتا مرزا صاحب نیا ختلاف مٹائے یا بڑھائے اس کا فیصلہ ناظرین پر چھوڑتے ہیں

لے دے کے شائد یہ خیال ہو کہ وفات مسیح کا مسئلہ ظاہر کیا سو اس کے اظہار کا اگر کچھ فخر ہے تو سرسید احمد خان کو ہے۔

دوم اختلاف مٹانے کے اگر یہ معنی ہیں کہ بطور ایک مصنف کے کتاب میں ایک مسئلہ لکھ دے تو اس قسم کے مصنف سینکڑوں گزرے ہیں اور اب بھی موجود ہیں۔

ہندوستان کے مصنفین میں سب سے زیادہ اس وصف کے مستحق مولانا اسماعیل شہید ہیں جنہوں نے ایسے وقت میں آوازا ٹھائی کہ اس آواز کی تائید کہیں سے نہ ہوتی تھی بلکہ چاروں طرف سے مخالفت اٹھتی تھی مگر اللہ کے بندے نے اس مخالفت کی زرا بھی تو پرواہ نہ کی۔آخر کیا ہوا۔آج لاکھا نہیں کروڑوں آدمی شہید مرحوم کی تعلیم سے متاثر ہو کر شرک وتوحید اور بدعت وسنت میں تمیز کرنے لگ گئے

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
زمین ہند کی جس نے ساری ہلادی
نئی اک لگن سب کے دل میں لگا دی
اک آواز سے ساری بستی جگا دی
پڑا غل یہ ہر سمت پیغام حق سے
کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے

خنزیروں کو قتل کرنے کے معنی یہ ہیں کہ صلیبی (عیسائی) مذہب کو بیخ و بن سے اکھاڑ دے گا چنانچہ اب کوئی عیسائی مشنری احمدیوں سے بحث نہیں کرتا۔

عیسائی مذہب کو (کہ ہندوستان میں دن دونی ترقی کر رہا ہے) مرزا صاحب نے جیسا کچھ اکھاڑا ہے ظاہر ہے۔

رہا بحث نہ کرنا،سو اس کی بابت بھی ہم نہیں کہہ سکتے کہاں تک صحیح ہے بحالیکہ

ہم دہلی کے واقعات سنتے ہیں کہ پادری احمد مسیح عیسائی اور منشی قاسم علی مرزائی وغیرہ کے مباحث برابر ہوتے رہتے ہیں۔

باقی عام طور پر عیسائی کسی سے بحث کرتے ہی نہیں ہاں مرزائیوں سے نہ کرنے کی ایک خصوصیت بھی ہے وہ یہ کہ پادری آتھم اور مرزا صاحب کا جو مباحثہ پندرہ روز امرتسر میں ہوتا رہا اس کے اخیر میں مرزا صاحب نے جو فیصلہ کی صورت بیان کی تھی کہ میرا مخاطب (آتھم) بحساب فی یوم ایک مہینہ پندرہ مہینوں میں بسزائے موت ہاویہ جہنم میں گرایا جائے گا۔

بس یہ تھا فتح کا نشان اور یہ تھی صداقت کی پہچان۔ وہ چونکہ نہ ہوئی اسلئے اس امر میں عیسائیوں کو مرزائیوں پر ہمیشہ کے لئے فتح حاصل ہوئی۔ اب وہ بحث کر کے اس میں فتح کو رد کیوں کریں۔ یہ ہے راز ان عیسائیوں کے بحث نہ کرنیکا جو مرزائیوں سے بحث نہیں کرتے اور جو اس بات کا خیال نہیں کرتے ان کا خیال ہے کہ مذہب میں ہار جیت نہیں ہوا کرتی بلکہ جب کبھی کوئی چاہے بغرض اظہار حق گفتگو کر سکتا ہے وہ برابر کرتے ہیں چنانچہ دہلی میں احمد مسیح کرتا ہے اور حال ہی میں گوجرانوالہ میں عیسائیوں اور مرزائیوں کا مباحثہ ہوا۔آئندہ بھی ہوگا۔

مختصر یہ کہ حدیث کے الفاظ اپنے اصل معنی سے صاف بتلا رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود باسیاست حاکم ہوں گے ان کے زمانہ کے لوگ دولت مند ہوں گے ان میں باہمی بغض وعداوت حسد اور کینہ سب دور ہو جاویں گے اور مرزا صاحب میں ان میں سے کوئی بات نہیں پائی جاتی۔ رہی الفاظ کی تاویل سو جس کا جی چاہے آسمان کو زمین کہہ لے اہل علم و دانش ایسی تاویلات کو سن کر یہی کہیں گے

لطف پر لطف ہے املاء میں مرے یار کے یار
حاء حطی سے گدح لکھتا ہے ہوز سے ھمار

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰۔ اگست ۱۹۱۵ء ص ۹)

گل دیگر شگفت

سنتے ہیں ترکی سلطنت کا علاقہ ایشا کو چک ملک شام بہت زرخیز ہے مگر قادیانی مشن کی سرزمین اس سے بھی زیادہ مردم خیز ہے۔ ذرا دیر کے لئے دانہ اس میں رہے اتنا پھلتا پھولتا ہے کہ بڑے بڑے درخت سے بڑھ جاتا ہے آج ہم اس سرزمین کے ایک درخت کو بطور مثال کے پیش کرتے ہیں جو قادیانی مشن کا پھلا پھولا درخت ہے گو چند دنوں سے اس سرزمین کو چھوڑے ہوئے ہے مگر اس کا تاثر تا حال اس میں پایا جاتا ہے

اس شخص سے مراد ہمارے منشی عبدالعزیز زمین دار بٹالہ ہیں جو مرزا قادیانی سے اب تک بھی اخلاص رکھتے ہیں چنانچہ ان کے اخلاص کے مظہر الفاظ یہ ہیں:

> مرزا صاحب کا اصل مصدق میں ہوں جو ان کے مذہب کو زندہ کرتا ہوں (اشتہار فاروق۔ ص۳)

مگر قادیانی گدی نشین سے آپ کو اختلاف ہے اس لئے ایک اشتہار موسومہ فاروق شائع کیا ہے جس میں بہت کچھ لکھا ہے مطلب کی بات جو ہم نقل کرنا چاہتے ہیں وہ تحدی (چیلنج) ہے جس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ آپ میں مرزا صاحب کا پورا رنگ ہے آپ قادیانی سجادہ کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:

> مجھ کو وحی الٰہی ہے کہ میرے کلام کا کوئی رد نہیں کر سکے گا اگر کوئی ارادہ کرے گا تو اس کا ہاتھ قلم برداشت نہیں کرے گا اور یہ وہ نشان ہے جو مرزا صاحب کو بھی نصیب نہیں ہوا۔ میں نے سنا ہے کہ آپ بڑے لکھنے والے اور معقول لکھنے والے اور کبھی ...والے نہیں اگر میرے مسلمات کی تردید کر دیں تو میں سب سے پہلے آپ کی بیعت کو فخر سمجھوں گا اور اپنی تحریرات کو کالعدم کر دونگا اور اگر میری تحریرات کے مقابل آپ کا ہاتھ قلم کو برداشت نہ کر سکا تو آپ کو مناسب ہے کہ مجھ کو خدا کی طرف سے سمجھیں اور میرے ہم خیال ہو کر عامل بالقرآن کہلائیں اور عام مسلمانوں کو بھی عامل بالقرآن ہی بنائیں۔ مرزا صاحب بھی عامل بالقرآن تھے ان کے ذاتی دعووں کو چھوڑ کر دیکھو قرآ

نکی کیا عزت ان کے دل میں تھی

باران فضل رحمان آمد بقدم او
بد قسمت آنکہ از وے سوئے د گر دویدہ

مولانا امرتسری فرماتے ہیں کہ اس اقتباس سے ناظرین ہمارے دعوی کی صحت سمجھ گئے ہوں گے کہ مرزا صاحب کا پورا رنگ آپ پر چڑھ رہا ہے جس طرح وہ اپنے مخالفوں کو للکارا کرتے تھے کوئی قدم میرے سامنے جم نہیں سکتا اور جو میرے جیسا من چلا خاص قادیان میں بھی جا پہنچے تو حرم سرائے سے باہر تشریف نہ لاتے۔ اسی طرح منشی صاحب نے دعوی کیا مگر لطف یہ کہ جس پیر سے یہ فن (تیراندازی) سیکھا اسی کے گھر کی طرف رخ کیا ممکن ہے اس کا جواب وہ یہ دیں کہ جس گھر سے فیض پایا ہو اسی گھر کو فیض پہنچانا چاہیے۔ ہم منتظر ہیں کہ قادیانی سجادہ نشین کی طرف سے اسکا جواب کیا نکلتا ہے ہمارے خیال میں ایسے بڑے مدعی کو نظر انداز کرنا قرین مصلحت نہیں۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۔ستمبر ۱۹۱۵ء ص ۲۲)

ضلع فیروز پور میں مباحثہ

ضلع فیروز پور کی تحصیل فاضلکا میں ایک قوم بودلہ بستی ہے جو بڑی شریف اور معزز قوم ہے ان کے بہت سے گاؤں میں ایک بڑا گاؤں سرانواں ہے۔

اس قوم کا ایک نوجوان اکبر علی بعد تعلیم وکیل بن کر فیروز پور میں کام کرتا ہے یہ شخص مرزائی (قادیانی) مذہب کا پیرو ہو گیا۔

اس کے علاوہ اسی گاؤں میں ایک مدرس ہے جس کا نام الہ بخش ہے وہ بھی مرزائی ہے ایک دو آدمی اور بھی ہوں گے۔

دیہاتی آبادی عموماً بے علم ہے۔ اکبر علی جب کبھی اپنے گاؤں میں جاتا تو لوگوں کو مرزائی مذہب کی دعوت دیتا۔

اس موضع میں اور اس کے اردگرد بھی بعض علماء ہیں جو مذہبی علوم سے اچھے واقف ہیں۔ چونکہ مباحثہ لدھیانہ کے بعد خاکسار کا لقب فاتح قادیان مشہور ہو گیا،

اس لئے سب کی نگاہ اس عاجز پر پڑی۔ میں نے پہنچ کر میدان کا رنگ دیکھا تو کہد یا کہ یہ لوگ مباحثہ نہ کریں گے کیونکہ ان میں روح نہیں۔ گو یہ تعداد میں بہت سے نظر آتے ہیں مگر دراصل یہ بے روح جسم ہیں، اس لئے یہ لوگ مجھ سے مباحثہ نہ کریں گے۔ دو روز تک آئیں بائیں کرتے رہے۔ کبھی کہیں حضرت مسیح مر گئے۔ کبھی کچھ، کبھی کچھ۔ آخر میں نے مذاق سے کہا دونوں مر گئے۔

انہوں نے سمجھا کہ حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے قائل ہوئے۔

میر یعقوب علی اڈیٹر الحکم دوڑتا ہوا میری طرف آیا کہ لکھ دیجئے مسیح مر گئے۔ میں نے مذاق میں لکھ دیا۔ مسیح موعود آیا ہوا مر گیا۔،

اس پر بغلیں بجانے لگے۔ مفتی صادق سے تو رہا نہ گیا۔ اٹھ کر بڑے زور سے تقریر کی کہ مولوی صاحب مرزا صاحب قادیانی کو مسیح موعود مان گئے۔

حالانکہ اس میں ایک اشارہ تھا۔ اس مرنے والے نے جو اشتہار دیا تھا کہ ہم دونوں (مرزا اور ثناء اللہ) میں سے جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جائے گا، تم دیکھ لو جو مر گیا وہ کیا ہوا۔

باقی رہا اس کو مسیح موعود لکھنا، سو اس کی وجہ یہ ہے کہ مسیح موعود دو ہیں۔ ایک حضرت عیسی، دوسرا دجال۔

بقاعدہ علم بیان دیکھنا یہ چاہیے کہ متکلم کا منشاء معلوم ہو کہ اس نے اس لفظ سے کیا مراد رکھی ہے۔

سو اس کی پہچان کا آسان طریق یہ ہے کہ اس کا مذہب اور عندیہ معلوم کر لیا جائے کہ وہ مرزا صاحب کا معتقد ہے یا مخالف۔ جیسا ہوگا وہی معنی اس لفظ، مسیح موعود، کے لئے جائیں گے۔ یہ مسئلہ علم بلاغت کی چھوٹی چھوٹی کتابوں میں بھی ملتا ہے۔

اس بحث میں ایک بات عجیب تھی کہ مرزائی کیمپ میں ایسی بے چینی نظر آتی تھی کہ کبھی نہ دیکھی ہو گی۔ کبھی کوئی اٹھتا کبھی کوئی۔ غرض ہر ایک اپنی ڈفلی بجاتا اور اپنا گیت گاتا۔ کبھی منشی قاسم علی کو امیر بناتے، کبھی مفتی صادق کا نام لیتے۔ غرض عجب پریشانی کا نظارہ تھا جسکا نقشہ قرآن شریف میں ہے تحسبھم جمیعاً و قلوبھم شتی مباحثہ میں کیا ہوا اس کا ثبوت مندرجہ ذیل مضمون میں ملتا ہے۔

سچی شہادت:

ہمارے علاقہ میں چند دنوں سے مرزائی مذہب کا چرچہ ہوا جس سے مسلمانوں میں آئے دن جھگڑا فساد ہونے لگا، تو ہم لوگوں نے چاہا کہ اس جھگڑے کا فیصلہ کرایا جاوے۔ گو اس نواح میں بفضلہٖ تعالیٰ علماء بہت ہیں مگر بحکم

ہر کارے وہر مردے

ہماری نگاہ مولانا ثناء اللہ صاحب شیر پنجاب فاتح قادیان پر پڑی۔ خط خطوط سے فیصلہ نہ ہوا، تو ایک عالم صاحب کو امرتسر بھیجا گیا۔ خدا کا شکر ہے کہ مولانا موصوف ۲۸۔ اگست کو تشریف لائے۔ فریق مرزائی کی طرف سے بھی بہت سے علماء آئے تھے۔ منجملہ جن کے نام یاد ہیں یہ ہیں:

مولوی سرور شاہ، مولوی محمد اسحاق، مولوی اسماعیل، منشی قاسم علی، پیر ؟ یعقوب علی، مفتی محمد صادق، اکبر علی وکیل فیروز پور، محمد صادق تھانہ دار ملوٹ تحصیل فاضلکا وغیرہ۔

دور ونزدیک کے لوگ سن کر جمع ہو گئے جن میں دیہاتی زیادہ تھے۔ ہم حیران تھے کہ اتنے بڑے مولوی صاحب، مگر مولانا کے سامنے بات کرنے سے ڈرتے ہیں۔ اس وقت ہم نے سمجھا یا تو مرزائی مذہب ہی کمزور ہے، یا مولانا واقعی شیر پنجاب اور فاتح قادیان ہیں۔

دو روز تک مقابلہ ہوتا رہا مگر ادھر ادھر کی فضول باتوں میں مرزائیوں نے وقت کھویا۔ پہلے اسی پر اڑے رہے کہ حیات وفات حضرت عیسیٰ پر بحث ہوگی۔

یہ بھی کہا کہ یہ زہر کا پیالہ ہے جو مولوی ثناء اللہ کو پینا ہوگا۔

حافظ عبید اللہ صاحب نے جو صدر جلسہ تجویز ہوئے تھے کہا یہ کام مولوی ثناء اللہ کے بائیں ہاتھ کی چٹکی ہے۔

جب مرزائیوں نے اس پر بہت ہی زور دیا تو مولانا صاحب نے ایک موزوں تمہید بیان کر کے مرزا صاحب کی کتاب براہین احمدیہ سے دکھا دیا کہ مرزا صاحب خود مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں۔

اس پر فریق مرزائی بہت شرمندہ ہوا۔

کبھی کہتے جو لوگ صدر جلسہ بنائے جاویں وہ ہم کو فساد نہ ہونے کی ذمہ داری لکھ دیں۔ مولانا صاحب نے اس کا جواب دیا کہ فساد تو ہمارے بولنے سے ہوگا، اس لئے ہم

مناظرہ کنندے اقرار نامہ لکھ دیں کہ ہم کوئی لفظ دل آزار نہیں بولیں گے۔ اگر بولیں گےتو سو روپئے جرمانہ دیں گے اور جھوٹے سمجھے جاویں گے۔

مگر مرزائیوں نے اس کو نہ مانا۔ آخر صدر جلسہ نے ذمہ داری بھی دے دی۔ پھر اور شرطوں پر کچھ وقت پر جھگڑتے رہے۔ آخر مولوی ثناء اللہ نے کہا جتنا وقت تم چاہو لے لو جتنا چاہو ہم کو دے دو۔ مگر بات چیت شروع کرو۔

ہم حیران تھے کہ مولانا شیر پنجاب کے نام کا اثر ہے، فرمایا چاہے ان کی ساری باتیں مان لو تب بھی یہ لوگ مجھ سے مباحثہ نہ کریں گے۔

جب ساری باتیں مان لیں تو ہم اور سب لوگ مباحثہ سننے گئے۔ مرزائیوں نے ایک شرط یوں لکھ کر بھیجی تھی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب سوال یوں کریں گے کہ مرزا صاحب مہدی تھے یا مسیح یا دونوں یا دونوں سے غیر۔

مولانا صاحب نے فرمایا سوال ہمارا ہوگا، اسلئے الفاظ بھی ہمارے ہوں گے تمہیں اس میں کوئی حق نہیں کہ ہمارے سوال کے لئے الفاظ تجویز کرو۔

اس شرط کو یوں بدلا کے مولوی ثناء اللہ، مرزا صاحب کی مسیحیت پر سوال کریں گے، پس مرزائی جو بہانہ ڈھونڈتے تھے انہوں نے وہ کاغذ رکھ لیا اور اسی پر بضد ہو گئے کہ ہم تو یہ نہیں مانیں گے۔

تمام لوگ سمجھ گئے کہ گیدڑ شیر سے ڈرتے ہیں۔

ہم قسمیہ کہتے ہیں کہ بات یہاں پر آ کر رک گئی۔ جب مرزائیوں نے کسی طرح نہ مانا تو مولانا صاحب نے وعظ فرمایا۔ وعظ میں مرزا صاحب کے دعوے اور ثبوت ایسے دکھائے کہ سبحان اللہ سب لوگوں کو تسکین ہوگئی۔ جو لوگ کسی قسم کے شک شکوک رکھتے تھے سب صاف ہو گئے۔ سب لوگ خدا کا شکر کرتے اور مولانا شیر پنجاب فاتح قادیان کو دعائیں دیتے ہوئے گھروں کو خوشی خوشی واپس ہوئے الحمد للہ۔

مولوی ابوالحسن محمد محرم الدین عفی عنہ صدر جلسہ۔ مولوی خیر الدین احمد سرسوی۔ خاکسار محمد عبد الفتاح قبرالوی۔ مولوی محمد عبد العزیز سرانوی۔ پیر نظام الدین نمبر دار کٹانواں بقلم عطاء اللہ پسر موصوف۔ سردار علی شاہ ذیلدار سرانواں۔ حاجی شہاب الدین نمبر دار نوپ شہر تحصیل سرسہ۔ غوث محمد ساکن چندر کلاں مقیم حال جنید۔ صادق

محمد ولد غوث محمد بودلی۔ عاجز بارک اللہ بودلہ ساکن سرانواں (زمین دار)

قابل توجہ سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع فیروز پور

مباحثہ سرانواں میں محمد صادق تھانہ دار تھانہ ملوٹ ضلع فیروز پور شریک تھا۔ چونکہ وہ مرزا صاحب قادیانی کا پیرو ہے، اس لئے وہ بجائے سرکاری خدمت کے فریق ثانی کی خدمت کرتا رہا۔ خدمت سے مراد کھانے پینے کی نہیں بلکہ ان کی طرف سے ہمارے ساتھ جھگڑتا، ہمارے لوگوں پر دباؤ ڈالتا، یہاں تک ان کا جز و بنا ہوا تھا کہ صاف لفظوں میں کہتا تھا کہ ہم احقاق حق کے لئے آئے ہیں۔

ایک دفعہ بھرے جلسہ میں ان کی طرف سے شرطیں طے کرنے تقریر کرنے لگا۔ ان کے مولویوں پر چھتری لگا کر نوکروں کی طرح کھڑا رہتا۔ اس کے ایسا کرنے سے ہمارے حقوق پر بہت برا اثر پڑتا، بلکہ بعض دفعہ لوگ سخت جوش میں آجاتے۔ حالانکہ اس کا فرض منصبی یہ تھا کہ مجلس میں دونوں طرف سے الگ ہو کر امن عامہ کا انتظام رکھتا۔ بجائے انتظام کے وہ فریق ثانی کی تیزی میں مد ہوتا۔ ہم نے اس کو بارہا متنبہ کیا مگر وہ اپنی مذہبی حمایت کے جوش میں تھا اس لئے وہ ہماری نہ سنتا تھا۔ اس کے ایسا کرنے سے ہمارے اور ہمارے لوگوں کے فیلنگ پر ایک خاص برا اثر پہنچتا جس کو ہم نے بڑے صبر اور تحمل سے برداشت کیا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ستمبر ۱۹۱۵ء ۱۔۳)

محمودی اور پیغامی پارٹی میں چپقلش

ہمارے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ مرزائیوں کی دونوں پارٹیوں محمودی (قادیانی) اور پیغامی (لاہوری) میں ابتداء سے کئی ایک امور پر تنازع چلا آتا ہے ان میں سے ایک کا فیصلہ بھی آج تک نہین ہوا بلکہ ایک قسم کا اضافہ ہو گیا کہ پہلے پہل آپس میں دل آزار اور ناشائستہ الفاظ نہیں لکھا کرتے تھے اب یہاں تک نوبت آگئی ہے۔ خیر ہم اس میں کیا رائے دے سکتے ہیں۔

ہر کسے مصلحتِ خویش نکو مے داند

ہماری غرض اس نوٹ سے ایک خاص ہے

اخبار زمین دار مورخہ ۲۶۔ اگست کے ساتھ ایک ضمیمہ نکلا ہے جو ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی طرف سے ہے اس میں اصل روئے سخن تو محمودی پارٹی کی طرف ہے مگر اس کے ضمن میں ایک فقرہ ہمارے لئے بلکہ کل دنیا کے مسلمانوں کے لئے بھی ہے ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

حضرت اقدس جناب مرزا صاحب کو مجدد قبول کرنا کل اہل اسلام کا فرض ہے مجدد وقت کی تکذیب تو خود آنحضرت ﷺ کی حدیث کی تکذیب ہے۔

ہم ڈاکٹر صاحب موصوف کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ہم کو مرزا صاحب کی مجددیت کی تبلیغ کی اس لئے ہم بھی بصدق دل آپ کی تبلیغ کو مانتے اور شکر گذاری کے ساتھ قبول کرتے مگر چند وجوہ ہم کو اس کے ماننے سے مانع ہیں کیا آپ (ڈاکٹر صاحب) ان کے رفع کرنے کے لئے کوشش کریں گے؟ آپ کی دل سوزی اور ہمدردی سے ہم کو مایوس نہ ہونا چاہیے کہ آپ نے جس درد دل سے ہم کو تبلیغ کی ہے اسی درد دل سے اعلان فرماویں گے کہ جس کہ جس کسی مسلمان کو مرزا صاحب کی مجددیت کے متعلق کسی قسم کا شک ہو وہ رفع کرا لے تو ہم اپنے شکوک یا بالفاظ دیگر اعتراض بالمواجہ پیش کرنے بھی آپ کے سامنے حاضر ہو سکتے ہیں لیکن یاد رہے کہ شک یا اعتراض کرنے کا اختیار سائل کو ہوگا مجیب کو جواب دینے کے سوا تعیین سوال کا حق نہیں ہوگا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ ستمبر ۱۹۱۵ء ص ۳)

ایک قادیانی سوال کا جواب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

امرت سر کے ایک مولوی صاحب کا ایک لڑکا اپنے کسی رشتہ دار کے بہکانے سے قادیان جا پہنچا۔ جب وہ آیا تو مولوی صاحب موصوف نے اس کو دفتر اہل حدیث میں بھیجا کہ اس کو سمجھاؤ۔ سمجھایا گیا، قائل ہوا۔ یہاں تک کہ اس نے اقرار کیا کہ میں قادیان سے اسباب لاکر اب یہاں ہی پڑھوں گا۔

قادیان اسباب لانے گیا تو وہاں اس کے ذکر کرنے پر ایڈیٹر الفضل نے بذریعہ اخبار ایک چٹھی اس کی طرف سے لکھ ماری۔ چونکہ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ وہ چٹھی اس لڑکے کی لکھی ہوئی نہیں، اس لئے ہم اس کو مخاطب نہیں کرتے بلکہ اس چٹھی کے اصلی راقم کو مخاطب کرتے ہیں۔ پس وہ سنے۔

اب ہمارا تمہارا معاملہ اس حد سے بڑھ گیا ہے کہ کوئی جانب مستور بن سکے یا بننے کی اس کو حاجت ہو۔

مذکورہ چٹھی میں ایک سوال ہمارے متعلق چھپا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

آپ (مولوی ثناءاللہ) نے فرمایا کہ مامور کی صداقت کا یہ نشان ہے کہ وہ جھوٹ نہ بولے، نہ لکھے، اور میں مرزا صاحب کی کتابوں سے ان کے جھوٹ دکھا سکتا ہوں۔

اور غالباً کچھ انعام بھی مقرر کیا۔

سو بہت مہربانی ہوگی اگر آپ ایسے مقامات کے حوالے رقم فرماویں۔

آپ نے ایک اور بات پر بھی پانچ سو انعام دینے کا دعوی کیا تھا جو مجھے یاد نہیں رہی۔ مولوی صاحب اگر دعوی میں سچے ہیں، تو بذریعہ اخبار اس کا اعلان کریں۔ (الفضل قادیان ۲۹؟ اگست ۱۹۱۵ء ص ۷)

اہل حدیث: ہمارا دعوی ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی زبان کذب سے محفوظ نہ تھی۔ آپ اس کی مثال سننا چاہتے ہیں تو سنیں۔

مرزا صاحب قادیانی نے رسالہ اعجاز احمدی میں لکھا ہے:

تیرا (ثناءاللہ کا) مردوں کے کفن یا وعظ کے پیسوں پر گزارہ ہے۔ (ص ۲۳)

میرا دعوی ہے کہ اس میں مرزا صاحب نے دو جھوٹ بولے ہیں۔ اگر سچے ہو تو امرتسر آ کر کسی دوست دشمن کی شہادت سے ثابت کر دو کہ یہ میرے گزارہ کی نسبت جو مرزا صاحب نے دعوی کیا ہے صحیح ہے۔

دیکھو ایسا نہ ہو کہ ایک جھوٹ کو ثابت کرنے کے لئے (بقول مرزا صاحب) کئی ایک جھوٹوں کے مرتکب ہو (حقیقۃ الوحی)

دوسری مثال سنو جس کے لئے پانچ سو روپیہ کا اشتہار میں نے دیا تھا۔ سنو۔

اگر کچھ ہمت رکھتے ہو تو مرد میدان بن کر سامنے آؤ اور مبلغ پانچ سواب بھی پاؤ تاکہ لودہانہ کے تین سے زیادہ لے کر ہمیشہ کے لئے سرخ رو ہو جاؤ۔ مرزا صاحب کے کذب کی دوسری مثال سنو۔

مولوی غلام دستگیر کی کتاب تو دور نہیں مدت سے چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ دیکھو وہ کس دلیری سے لکھتا ہے کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا (قادیانی اشتہار انعامی پانچ سو روپیہ ص ۷)

سردست یہ دو مثالیں تو محفوظ رکھ کر جواب دو اور انعام پانچ سو حاصل کرو پھر اور بھی بتلا دیں گے۔ زیادہ بحث کی بات نہیں صرف اتنا کام ہے کہ مرزا صاحب کی تحریر اور مولوی غلام دستگیر مرحوم کی کتاب دونوں ہاتھ میں رکھ کر مقابلہ کی جاویں۔ اگر ان کی مطابقت ہو جائے تو ہم انعام دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ منصف کی ضرورت ہو تو ہم ماننے کو تیار ہیں۔ غرض ساری باتیں لدھیانہ کی طرح ہوں گی۔

دیکھئے اب الفضل کا مستور راقم پردہ اخفا سے نکلتا ہے یا نہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ ستمبر ۱۹۱۵ء ص ۳۔۴)

دونوں پارٹیوں میں فیصلہ کی معقول تجویز

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار اہلحدیث امرتسر مورخہ ۱۲-اگست میں لکھا گیا ہے کہ خواجہ کمال الدین صاحب جو پیغامی (لاہوری) پارٹی کے رکن ہیں اپنے حریفوں محمودیوں (قادیانی پارٹی) کو فیصلہ کے لئے بُلاتے ہیں فیصلہ کی صورت یہ لکھی ہے کہ جن جن عقائد میں فریقین کا اختلاف ہے اُن کی بابت فریقین کے سو آدمی قسم کھا جائیں کہ ہم نے مرزا صاحب قادیانی سے یہ سُنا تھا۔ اور اُن کے انتقال تک ہمارا یہ خیال تھا۔ ہم نے ۱۴-اگست کے اہلحدیث میں لکھا تھا کہ یہ تجویز معقول ہے ہم اس کی تحسین کرتے ہیں۔ اسلئے پیغامی پارٹی کو جو خود اس تجویز کی مجوّز ہے اپنے فیصلہ کے لئے بھی یہی صورت پیش کرتے ہیں کہ جناب مرزا صاحب نے جو ۱۵-اپریل ۱۹۰۷ء کو اشتہار دیا تھا جس کا عنوان تھا۔

''مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ'' جس میں لکھا گیا تھا کہ مولوی ثناء اللہ نے چونکہ مجھ کو بہت ستایا ہے میں دعا کرتا ہوں خدا وندا! جو ہم میں سے جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی ہی میں مرے۔ مرزا صاحب کی زندگی میں یعنی ۲۵-مئی کی شام تک آپ لوگوں کا اس دعاء کی بابت کیا خیال تھا۔ بحال ہے یا منسوخ۔ بحال ہے تو کون پہلے مرے گا وغیرہ۔ پیغامی پارٹی کے پچاس معتبر اشخاص جو خواجہ صاحب نے اپنے فیصلہ کے لئے چُنے ہیں ہمارے فیصلہ کے لئے بھی وہی منتخب ہو سکتے ہیں۔

خواجہ صاحب کو محمودیوں کی طرف سے جواب نفی میں ملا تو خواجہ صاحب نے اُن کے جواب میں ایک لمبا مضمون اپنے اخبار ''پیغام صلح'' مورخہ ۲۶-اگست میں لکھا ہے۔ جس میں ایک فقرہ ہمارے مطلب کا یہ ہے۔ محمودیوں نے جو قسم کھانے سے انکار کیا ہے خواجہ صاحب اُن کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:

تم میں سے ہر ایک پر یہ شہادت قرآناً فرض ہے۔ تم میں سے ہر ایک نے خدا کے آگے جانا ہے تم میں سے ہر ایک کو خدا کی کتاب کہتی ہے ولا تکتموا الشھادۃ تم اپنے ایمان کو بچاؤ۔'' الخ

واقعی معقول بات ہے مگر کیا میں بھی خواجہ صاحب اور ان کی پارٹی کو ان الفاظ سے مخاطب کر سکتا ہوں؟ امید ہے اس کا جواب اثبات میں ملے گا۔ پھر اگر محمودیوں نے انکار حلف سے کمزوری دکھائی ہے پیغامی حلف اُٹھا کر کیوں زور نہیں دکھاتے اور اگر محمودیوں کے حلف نہ اُٹھانے سے پیغامیوں کی اُن پر ڈگری ہے تو اُسی قاعدہ سے پیغامیوں پر ہماری ڈگری ماننے میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ خواجہ صاحب قانونی آدمی ہیں شائد اُس کی کوئی وجہ بتا سکیں ورنہ ہم یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ اس اشتہار کی بابت محمودیوں سے تو ہمارا فیصلہ لودہانہ میں ہوا جہاں ہم نے اس فیصلہ پر مبلغ سہ صد انعام بھی لیا اور پیغامیوں سے درصورت انکار فیصلہ ہو گیا۔ غرض قادیانی مشن کی دو بڑی پارٹیوں سے ہمارا فیصلہ ہمارے حق میں ہوا۔ الحمد للہ۔ مگر ہم نہیں چاہتے کہ فریق ثانی کی خاموشی سے فائدہ اٹھائیں بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ باہمی دوستانہ مبادلہ خیالات ہو کر احد الفریقین کی غلطی کانٹے کی طرح نکل کر آرام اور ٹھنڈک پیدا ہو جائے۔ خدا کرے ہماری آرزو پوری ہو۔ واللہ قدیر وھو بالاجابۃ جدیر۔

(ہفت روزہ اہل حدیث جلد۱۲۔نمبر۴۶۔مورخہ۷ ذیقعدہ ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۷ر ستمبر ۱۹۱۵ء ص:۴)

عربی ام الالسنہ ہے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

علما زبان کا اس پر اتفاق ہو چکا ہے کہ دنیا کی سب زبانوں کا مخرج ایک ہے۔آریہ اور ہندو سنسکرت کو کہتے ہیں۔مرزا صاحب قادیانی کا دعویٰ تھا کہ عربی زبان سب زبانوں کی ماں ہے یعنی سب اسی سے نکلی ہیں۔اس دعویٰ کے متعلق وہ ایک کتاب شائع کرنے والے تھے مگر نہ کرسکے۔مریدوں کو مختلف کام بانٹ دیئے تھے۔اب اس کام کے کرنے کا ارادہ خواجہ کمال الدین صاحب نے ظاہر کیا ہے اُن کا ایک مضمون پیغام صلح میں مفصل نکلا ہے جس کے متعلق خواجہ صاحب نے ہم سے خواہش کی ہے کہ اہلحدیث کے ناظرین تک اُن کی درخواست کو پہنچادیں چونکہ عربی زبان کی خدمت ہم سب کا مشترک کام ہے اور مشترک کام میں الگ رہنا ہم پسند نہیں کیا کرتے اس لئے اُن کے مضمون کا اقتباس درج ذیل کرتے ہیں۔خواجہ صاحب لکھتے ہیں:

یہ ایک بھاری کام ہے جو برسوں کی محنت شاقہ کا محتاج ہے اور اس سے بہت سے مستعد ہاتھوں کی ضرورت ہے۔اس لئے میں نے اپنی ارادہ کردہ کتاب کا خلاصہ اس وقت اردو میں لکھ دیا ہے کہ ہندوستان میں جو کثرت سے ایسے بزرگ موجود ہیں جو عربی زبان سے تو واقف ہیں۔لیکن انگریزی سے ناآشنا ہیں وہ اصحاب بھی میرے اُن طریقوں سے واقف ہوجاویں جن پر میں اس تحقیق کی بنیاد ڈالنا چاہتا ہوں اور جس کو خدا تعالیٰ کی توفیق دے وہ مجھے امداد دے ایسے اصحاب بھی پنجابی، ہندی، بنگالی، کشمیری، پشتو، مرہٹی، تلوگو، تامل، کناری اور دیگر ہندوستانی زبانوں کے متعلق اپنے اپنے ہاں تحقیق شروع کردیں اور اس طرح اس عظیم الشان کام میں محض عند اللہ میرے معین ومددگار بن جاویں۔اس سے نہ صرف یہ کام جو میرے ہاتھ میں ہے جلد تکمیل کی صورت دیکھے گا۔ بلکہ اگر یہ ہماری تحقیق مکمل ہوجاوے تو عربی

زبان حاصل کرنے کا ایک آسان سے آسان طریق دنیا میں پیدا ہوجاویگا۔ زبان کا سیکھنا بہت حد تک لغت سے واقفیت پیدا کرنا ہوتا ہے۔قواعد زبان سے واقف ہونا تو بہت ہی تھوڑا وقت چاہتا ہے۔ واقفیت لغت ہی ایک مشکل کام ہے اب ان شاء اللہ لغت کا سیکھنا بھی اُس شخص پر نہایت آسان ہوجائے گا جس کے سامنے اُس کی اپنی زبان کے صدہا الفاظ عربی زبان سے ملے جلے رکھ دیئے جاویں۔'' (پیغام صلح لاہور۔۵ستمبر)۔

(اہل حدیث امرتسر **جلد۱۲۔نمبر۴۷۔مورخہ۱۴ذیقعدہ۱۳۳۳ھ مطابق ۲۴ستمبر۱۹۱۵ء** ص:۵)

اہانت کا الہام

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین کو یاد ہوگا کہ جناب مرزا صاحب قادیانی کو بعض الہام بصورت امور عامہ ہوا کرتے تھے۔مثلا تخرج الصدور الی القبور بڑے بڑے لوگ قبروں میں چلے جاوینگے۔کون ہے جو اس کی تکذیب کر سکے بحالیکہ جناب مرزا صاحب اور مولوی نورالدین صاحب نے اسی الہام کی تصدیق کرانے کو اپنی عزیز جانیں قربان کر دیں کیا پھر بھی کوئی مخالف ایسی سخت دل ہٹ دھرم ہوگا جو اس الہام کی تصدیق نہ کرے۔ ہرگز نہیں اگر ہوگا تو قابل خطاب نہوگا۔ دوسرا الہام آپ کا یہ ہے جس کے الفاظ ہیں:

انی مهين من اراد اهانتك

(خدا فرماتا ہے) میں (خدا) ذلیل کرونگا اُس کو جو تجھ (مرزا) کو ذلیل کرنے کا ارادہ کریگا۔

جبل پور کے مباحثہ پر جو مخالفوں کی طرف سے آواز اٹھائی گئی کہ ثناء اللہ اس مباحثہ میں ناکام رہا تو قادیان میں گویا عید ہوگئی۔ اخبار الفضل قادیان نے جھٹ سے ایک مضمون لکھا کہ مولوی ثناء اللہ کی ذلت اس الہام کے ماتحت ہے چونکہ یہ شخص ہمارے حضرت اقدس کی توہین کرتا ہے۔اس لئے خدا نے اُس کی توہین کرائی۔

اس کا جواب اہل حدیث امرتسر ۲۷-اگست میں دیا گیا۔ میں اگر توہین کرنے والا تھا تو آریہ کیا مرزا غلام احمد کی تعریف کرنے والے تھے جو بقول تمہارے

کامیاب ہوئے۔ نیز یہ الہام تو اُس کام اور مقام کے لئے ہے۔ جس میں فاعل کی نیت...... مرزا کی توہین کرنا ہو جیسے رامپور یا لُدھیانہ کے مباحثہ میں میری نیت تھی۔ جبل پور میں مرزا کی توہین کا کسی کو ارادہ بھی نہ تھا نہ اس کا ذکر مذکور تھا۔ حالانکہ رامپور اور لدھیانہ میں اہانت کرنے والوں کی عزت ہوئی۔ مگر جبل پور میں اس الہام نے اپنے جلوا دکھایا چہ خوش!

اس کا جواب الفضل نے ۱۲-ستمبر کے پرچہ میں دیا ہے۔ مگر تعصب اور ندامت سے آنکھیں بند کرکے اصل مطلب سے بہت دور ہٹ کر۔ چاہئے تو یہ تھا کہ پہلے اس الہام کا محل نزول مقرر کرتے یعنی یہ بتلاتے کہ من اراد اھانتك کیا بتلا رہا ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اس عبارت کے معنی بشرطیکہ کسی بلیغ کے منہ یا قلم سے نکلی ہو یہ ہیں کہ تیرا دشمن جو تیری اہانت کا کام کرنے کا ارادہ کرے گا میں (خدا) اُس کو اُسی کام میں ذلیل کرونگا۔ چنانچہ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حق میں اسی کے ہم معنی یوں آیا ہے:

فارادوا به کیدا فعلناهم الاخسرین (کفار نے حضرت ابراہیم کے حق میں فریب کرنے کا ارادہ کیا ہم (خدا) نے اُنہی کو ذلیل کیا)

پس اس طریق سے جو منہاج نبوت ہے عبارت مذکورہ کے یہ معنی ہونگے کہ جو کوئی مرزا کی توہین کا کام کریگا خدا اُس کو اُسی کام میں ذلیل کریگا۔

اس اصول بلاغت کے بموجب چاہئے تھا۔ کہ رامپور اور لدھیانہ بلکہ ملسیان اور سرانواں وغیرہ مقامات میں اس کا اثر ظاہر ہوتا جہاں افسوس کہ برعکس ہوا۔ ہوا تو (بقول اُن کے) جبل پور میں ہوا جہاں خالص اسلام اور کفر کا مقابلہ تھا۔

اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

ہاں رامپور اور لدھیانہ کی فتوحات کی بابت الفضل نے یہ جواب بھی دیا ہے کہ رامپور اور لدھیانہ میں بھی اہل بصیرت کے نزدیک ہماری ہی فتح ہوئی تھی۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم قادیانی مشن کو ہمارے مقابل میں ایسی فتوحات ہمیشہ دیا کرے جیسی رامپور اور لدھیانہ میں دی۔ ناظرین کہیں (آمین)

ایڈیٹر الفضل کے حال پر ہم کو بہت عرصہ سے رحم آیا کرتا ہے کہ اس کے دماغ میں سمجھ نہیں یا دانستہ تجاہل کرتا ہے۔ نمونہ کے لئے اس کی ایک عبارت اُس کے اصلی الفاظ میں نقل کرتے ہیں۔ جو اس سوال کے جواب میں ہے کہ میں اگر مرزا کی اہانت کرنے والا تھا تو آریہ کیا اعانت اور تعریف کرنے والے تھے پھر بقول تمہارے وہ کامیاب اور میں ناکامیاب کیوں ہوئے۔ اس کے جواب میں ایڈیٹر الفضل لکھتا ہے:

ہم مولوی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کسریٰ کا جو آں حضرت ﷺ کا دشمن تھا اپنے بیٹے کے ہاتھ مارا جانا آں حضرت ﷺ کی صداقت کی دلیل ہے یا نہیں۔ اور اس طرح کسریٰ کے قتل کی پیشگوئی پوری ہوئی یا نہیں۔ اگر اس سے آنحضرت کی صداقت ظاہر ہوتی ہے اور واقعہ میں آپ کی پیشگوئی پوری ہوئی تو کیا کسریٰ کا بیٹا آں حضرت صلعم کا اپنے فعل سے معاون ہوا یا نہیں۔ پس اگر کسریٰ کے بیٹے کا اپنے باپ کو کافر ہونے کی حالت میں قتل کرنا آں حضرت صلعم کی صداقت اور پیشگوئی پورا ہونے کا ذریعہ ہے تو آپ کا آریوں سے زک اُٹھا کر ذلیل ہونا کیوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور آپ کی پیشگوئی انی مهين من اراد اهانتك کی صداقت کا ثبوت نہیں۔ ذرا سوچ کر جواب دیجئے پھر کیا بغداد کے مسلمانوں کا صفایا ہلاکو خان نے نہیں کیا تھا جو ایک کافر قوم کا سردار تھا کیا اس کے ذریعہ مسلمانوں کو ہزیمت نہیں ہوئی تھی۔ غور کیجئے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم الفضل کے لائق ایڈیٹر سے اتنا پوچھتے ہیں کہ کیا آپ نے قسم کھا رکھی ہے کہ مخالف کی بات چاہے سمجھیں یا نہ سمجھیں جواب دے دیا جائے۔

سنئے محمدی پیشگوئی کسریٰ کے صرف قتل سے متعلق تھی اُس کے قاتل کی نوعیت یا تعیین سے کوئی واسطہ نہ تھا نہ ذکر تھا۔ یہاں محض میری یا کسی مخالف کی عام ذلت کا الہام نہ تھا بلکہ من اراد اهانتك (جو مرزا کی توہین کرنے کا ارادہ کرے۔ اُس فعل اور مقام میں اُس کی ذلت ہوگی۔) اس لئے وہاں کسریٰ کے قتل سے محمدی پیشگوئی پوری ہوگئی اور جبل پور میں مرزا کا الہام بے تعلق ہے کیوں کہ وہاں پر جو کام تھا وہ مرزا کی توہین کا نہ تھا۔ اگر مخالف کی محض مخالفت کا لحاظ کیا جائے تو دونوں (مسلمان اور آریہ) قادیانی مشن کے مخالف تھے۔ پھر کیا وجہ کہ ایک تو الہام کا مورد ہو کر ذلت اُٹھائے دوسرا جو اُس سے سخت ترین مخالف

ہے اُسی میدان میں عزت پاوے۔ کیا یہ کسی دانا کا کام ہوسکتا ہے۔ بغداد میں ہلاکو خان مغل کے قتل عام کا ذکر میں نہیں سمجھتا کس غرض کے لئے کیا گیا۔ بجز اس کے کہ مرزا صاحب قادیانی بھی چونکہ مغل تھے اُن کے بزرگوں کا نام ظاہر کیا ہوگا۔ اور تو کوئی مطلب نہیں۔ واللہ اعلم۔

(اہل حدیث جلد ۱۲۔ نمبر ۴۸۔ مورخہ ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۳۳ھ مطابق یکم اکتوبر ۱۹۱۵ء ص: ۸-۹)

ہمارے سوالات کے جواب الجواب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیان کے اخبار الفضل نے ہم سے مطالبہ کیا تھا کہ مرزا صاحب کی کذب بیانیاں ہم کو بتلاؤ کیوں کہ ہمارا دعویٰ ہے کہ جناب مرزا صاحب علاوہ ان دعووں کے جو اُن کے الہامی تھے معمولی واقعات کے بیان میں بھی آپ کی زبان مبارک محفوظ نہ تھی۔ اس دعویٰ کے ثبوت میں ہم بہت سی مثالیں پیش کرسکتے ہیں۔

(ا) مثال۔ میری بابت لکھا تھا کہ تیرا گزارہ کفن فروشی اور وعظ کے پیسوں پر ہے۔ (جھوٹ)

(ب) مولوی غلام دستگیر مرحوم قصوری کی بات دعویٰ تھا کہ اُنہوں نے یہ دعا کی تھی کہ جھوٹا سچے سے پہلے مریگا۔ (جھوٹ)

الفضل کے تقاضا پر یہ دو مثالیں ہم نے پیش کی تھیں جن کا جواب الفضل نے یہ دیا ہے کہ کفن اور وعظ پر گزارہ کہنے سے تو حضرت مرزا صاحب نے ۲۰ دسمبر ۱۹۰۲ء کے اشتہار میں اپنی غلطی کو مان لیا تھا۔ (الفضل ۱۹ستمبر ۱۹۱۵ء)

بہت خوب! اگر مان لیا تو ہمیں بھی اس پر اصرار کرنے کی ضرورت نہیں گو ہم تصدیق اُس وقت کرینگے جب اشتہار مذکور خود دیکھ لینگے۔ بہرحال قبل از تسلیم تو کذب ہے۔

دوسرے الزام کی بابت اُس نے بہت لمبی چوڑی تقریر کی ہے جو اُسی کے الفاظ میں نقل کرکے جواب دینگے۔ ہم نے لکھا تھا مولوی غلام دستگیر کی بابت جو مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ اُس نے دعا کی تھی کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرے۔ چنانچہ وہ

مر گیا۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ مرزا صاحب کی یہ نقل مطابق اصل نہیں۔ الفضل لکھتا ہے:

(۱) مطابقت سے آپ کی کیا مراد ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہی الفاظ جو حضرت صاحب نے لکھے غلام دستگیر کی کتاب سے دکھائے جائیں تو دوسرے الفاظ میں آپ کا یہ مطلب ہے کہ آپ کے نزدیک (نعوذ باللہ) بہت سے صحابہ کرام کذب سے ملوث تھے کیوں کہ روایت بالمعنی بھی وہ کرتے تھے۔

(۲) اگر روایت بالمعنی کا اصل درست ہے تو سنئے اُس نے لکھا ہے:

''جیسا کہ تو نے ایک عالم ربانی حضرت محمد طاہر مؤلف مجمع بحار الانوار کی دعا اور سعی سے اس مہدی کاذب اور جعلی مسیح کا بیڑا غارت کیا تھا ویسا ہی دعا والتجا اس فقیر قصوری کے مرزا قادیانی اور اُس کے حواریوں کو مورد اس آیت قرآن کی بنا فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین۔''

آپ کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ جب دو شخص فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین کے مطابق مباہلہ کرتے ہیں تو اس میں ہر ایک کا یہی یقین ہوتا ہے کہ کاذب دوسرا فریق ہے یعنی مطلب یہی ہوتا ہے کہ میرا مدمقابل کاذب ہے میری زندگی میں اس پر لعنت پڑے اور وہ ہلاک ہو جائے باوجود اس مورد خاص کے علت عام ہی رہتی ہے یعنی جس میں کذب ہوگا وہی ہلاک ہوگا۔ کیوں کہ فیصلہ خدا تعالیٰ پر چھوڑا گیا ہے جو خوب جانتا ہے کہ حق پر کون ہے اور باطل پر کون ہے۔ اب اسی معیار کے مطابق غلام دستگیر کی دعا پر نظر کیجئے۔ اس نے پہلے مباہلہ کا ذکر کیا ہے کہ میں مرزا (حضرت صاحب) کے ساتھ مباہلہ پر تیار تھا۔ چنانچہ لاہور تک گیا بھی۔ وہاں یہ معلوم کرنے پر کہ مباہلہ سے پہلے اشتہار دینا چاہئے واپس آ گیا۔ پھر یہ کتاب لکھی اور اس میں دعا کی کہ جیسے ملا محمد طاہر کی دعا سے ایک مہدی کاذب کا بیڑا غارت ہوا تھا اسی طرح (خاکش بدہن) مرزا صاحب کا بیڑا غارت ہو اور اخیر میں لکھا کہ اس آیت فرقانی فقطع دابر القوم الذین ظلموا کا مورد بنا اب جیسے ایک شخص لعنت اللہ علی الکاذبین کہتا ہے اور اُس کا یقین یہی ہوتا ہے کہ الکاذبین کا مصداق میں نہیں ہو بلکہ میرا مدمقابل ہے اس لئے وہ یہی کہہ

رہا ہوتا ہے کہ میں بچ جاؤنگا اور میرا مقابل موردلعنت ہوگا یا بالفاظ دیگر یہ کہ ہم میں سے جو کاذب ہے وہ پہلے مریگا یا کسی اور طرح پر موردلعنت ہوگا۔''
(الفضل قادیان ۱۹ستمبر)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مطابقت سے ہماری مراد یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی اور مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کی عبارتیں اصل مدعا میں متفق ہوں، الفاظ چاہے کچھ ہوں۔ مگر جو مطلب مرزا صاحب قادیانی عبارت سے سمجھا جاتا ہے وہی مولوی صاحب قصوری کی عبارت سے سمجھا جائے تو ہم مان لینگے کہ دونوں میں مطابقت ہے۔ مولوی صاحب کی عبارت الفضل نے جو نقل کی ہے وہ ناقص ہے پوری عبارت یوں ہے:

ویسا ہی دعا والتجا اس فقیر قصوری سے مرزا قادیانی اور اُس کے حواریوں کو توبہ نصوح (خالص توبہ) کی توفیق رفیق فرما۔ اور اگر یہ مقدر نہیں تو ان کو مورد اس آیت فرقانی کا بنا۔(رسالہ فتح رحمانی صفحہ ۲۷)

اس عبارت سے صاف پایا جاتا ہے کہ مولوی صاحب قصوری کا مدعا اور مقصود صرف ہلاکت مرزا نہیں تھا بلکہ دعا خیر بھی تھی۔ اُس میں بھی پہلے پیچھے کی کوئی قید نہیں بلکہ مولوی صاحب مرحوم کے مرنے بعد بھی مرزا صاحب اگر توبہ کر جاتے تو بھی کہا جاتا کہ مولوی صاحب کی دعا قبول ہوگئی۔ اس لئے کہ اس دعا میں ان معنی کا کوئی لفظ نہیں کہ مرزا کے حق میں جو میں نے نیک یا بد دعا کی ہے یہ میری زندگی میں پوری ہو بلکہ یہ مراد ہے کہ جب بھی خدا چاہے کردے۔ مولوی صاحب اس دعا کے کرتے ہی دوسرے روز فوت ہوجاتے اور تیسرے روز مرزا صاحب تائب یا مع مریدوں کے ہلاک ہوجاتے تو بھی یہ دعا سچی ہوتی۔ اس مضمون کو ذہن میں رکھئے اور مرزا صاحب کی نقل دیکھئے اور سنئے۔

مرزا صاحب نے مولوی صاحب کے انتقال کے بعد اس عبارت کو بگاڑ کر کئی ایک مقامات پر لکھا ہے جو قابل غور ہے۔ فرماتے ہیں:

مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب اور مولوی اسماعیل (یہ تیسرا جھوٹ ہے مولوی اسماعیل صاحب نے ایسا ایک لفظ بھی نہیں لکھا) علی گڈھ والے نے میری نسبت

قطعی حکم لگایا کہ

وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا۔ اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا کیوں کہ کاذب ہے۔

اور سنئے:

ان نادان ظالموں سے مولوی غلام دستگیر اچھا رہا کہ اُس نے اپنے رسالہ میں کوئی میعاد نہیں لگائی (یہ لفظ یاد رہے) یہی دعا کی کہ

یا الٰہی اگر میں مرزا غلام احمد کی تکذیب میں حق پر نہیں تو مجھے پہلے موت دے اور اگر مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعوی میں حق پر نہیں تو اسے مجھ سے پہلے موت دے۔ (قادیانی اربعین نمبر ۳، صفحہ ۹-۱۱)

اور سنئے:

مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری نے اپنی کتاب فتح رحمانی میں اپنے طور پر میرے ساتھ مباہلہ کیا اور یہ دعا کی کہ

دونوں میں سے جو جھوٹا ہے خدا اس کو ہلاک کرے

(لیکچر اسلام اور اس ملک کی دوسرے مذاہب۔ لاہور ۳ رستمبر ۱۹۰۴ء، صفحہ ۴۸)

اور سنئے:

مولوی غلام دستگیر نے ایک کتاب تالیف کر کے اپنے مرنے سے میرا پہلے مرنا بڑے زور شور سے شائع کر دیا۔

اور سنئے:

مولوی غلام دستگیر کی کتاب تو دور نہیں مدت سے چھپ کر شائع ہو چکی ہے دیکھو وہ کس دلیری سے لکھتا ہے کہ

ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مریگا

اور سنئے:

مولوی غلام دستگیر اچھا رہا کہ اس نے اپنے رسالہ میں کوئی میعاد نہیں لگائی یہی دعا کی کہ الٰہی اگر میں مرزا غلام احمد قادیانی کی تکذیب میں حق پر نہیں تو مجھے پہلے موت دے۔

اور سنئے:

مولوی غلام دستگیر نے کتاب تالیف کر کے تمام پنجاب میں مشہور کر دیا تھا کہ میں نے یہ طریق فیصلہ قرار دیا ہے کہ

ہم دونوں میں جو جھوٹا ہے وہ پہلے مریگا۔

(اشتہار انعامی پانسو روپیہ صفحہ ۶-۷-۱۰)

سردست اتنے حوالے ہی کافی ہیں۔ ناظرین غور فرماویں کہ ان حوالجات سے وہی مطلب نکلتا ہے جو مولوی صاحب کی عبارت کا مطلب ہے؟ ان حوالجات منقولہ میں جس جس عبارت پر ہم نے خط کھینچا ہے وہ (بقول مرزا) مولوی غلام دستگیر کی دعا یا دعوی کا بیان ہے یعنی مرزا کہتے ہیں کہ مولوی صاحب نے یوں کہا تھا یا یوں دعا کی تھی کہ ایسا ہو۔ یہ کاف بیانیہ صاف دلالت کرتا ہے کہ اسکے بعد کی عبارت پہلی عبارت کا مقولہ ہے حالانکہ اصل کتاب میں اس کا ذکر بھی نہیں ملتا پھر یہ جھوٹ اور افترا نہ ہوا تو کیا ہوا۔

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

(ہفت روزہ اہل حدیث جلد ۱۲۔ نمبر ۴۹۔ مورخہ ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۳۳ھ مطابق ۸-اکتوبر ۱۹۱۵ء ص: ۳-۴)

ریاست پٹیالہ میں قادیانی تردید

قصبہ سنور میں عرصہ سے مرزا صاحب قادیانی کے مشن کی اشاعت ہو رہی ہے بعض ناواقف لوگ ان کے مرید ہوتے جاتے تھے اور اس تحریک کو زیادہ موثر بنانے کے لئے امسال مرزا صاحب کے معتقدین نے خاص اہتمام سے ۲۴، ۲۵۔۲۶ ستمبر کو جلسے کرنے کا اہتمام کیا تھا جس میں قادیان سے علماء کو مدعو کر کے اپنے مذہب کی اشاعت کرنی چاہی تھی۔ ادھر ہم لوگوں کو بھی خدا تعالی نے یہ بات سمجھائی کہ اگر اس موقع پر ہم چوک گئے تو آئندہ اس کا تدارک مشکل ہو جائے گا چنانچہ ہم لوگوں نے (اگر چہ وقت بہت تھوڑا تھا) جناب مولانا مولوی محمد ثناء اللہ صاحب امرتسری اور جناب مولوی حشمت اللہ صاحب مفتی ریاست پٹیالہ کو تکلیف دی کہ ہر دو صاحبان تشریف لا

کر اس مرض کے انسداد کی تدابیر فرمائیں ۔ چنانچہ جناب مفتی صاحب ۲۳، ۲۴ ستمبر ۱۹۱۵ء کو تشریف لے آئے اور مسلمانوں کو مرزائی مشن کی غلطیوں... سے بچانے کی ہر ممکن تدابیر سے کام لیا اہل قصبہ اس کی بابت بہت مشکور ہوئے

بعد ازاں ۲۵ ستمبر کو علی الصباح جناب مولانا مولوی محمد ثناء اللہ صاحب فاتح قادیان بھی تشریف فرما ہوئے اور انہوں نے دو روز تک متعدد وعظ فرمائے عام نصائح کے علاوہ مرزائی الہامی غلط بیانیوں اور پیش گوئیوں وغیرہ کے خوب بخیے ادھیڑے جس سے لوگ عام طور پر محظوظ ہوئے اور ان کا ہر طرح سے اطمینان ہو گیا بہت سے لوگ متذبذب ہو رہے تھے سب مطمئن بالا یمان ہو گئے مخالفین نے ہر طرح سے خفیہ طور پر بہت سی کوششیں کیں کہ ہم مسلمان قصبہ جناب مولانا مولوی محمد ثناء اللہ صاحب کے وعظ سے استفادہ حاصل نہ کر سکیں لیکن ہم افسران پولیس مقامی کے مشکور ہیں کہ انہوں نے ہمارے مخالفین کی غلط رپورٹوں کی کچھ بھی پرواہ نہ کر کے ہم کو بلا کسی روک ٹوک کے وعظ کی اجازت بخشی ۔

اگر جناب مولوی صاحبان تشریف نہ لاتے تو بہت سے لوگوں کے خیالات میں خلل آنے کا اندیشہ تھا مولانا صاحب ممدوح امرت سری کے وعظوں سے اس مدعا کے حصول میں خاص امداد پہنچی ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالی ہر دو صاحبان کو خوش وخرم رکھے اور بہت دیر تک ایسے ایسے علماء کا مسلمانوں کے سروں پر سایہ رہے

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اصلاح مسلمانان کے ضمن میں ہم لوگوں سے کلمہ شریف پڑھوا کر تین قسم کے وعدے لئے جو سب خوبیوں کی بنیاد ہیں

اول : یہ کہ آمدنی سے کم خرچ کریں گے ۔ دوم جھوٹ نہ بولیں گے ۔ سوم، ترجمہ قرآن شریف کا رواج دیں گے ۔ ما شاء اللہ کیا جامع کمالات وعدے ہیں خدا تعالی ان وعدوں پر ہم کو ثابت قدم رکھے ۔ ہماری دعا ہے کہ ہم بہت جلدی جلدی مولانا صاحب کی زیارت سے مشرف ہوا کریں

ظہور الحسن بقلم خود، عابد حسین ۔ امام الدین مستری ۔ علی حسین ۔ عطاء رسول اہل مد، جان محمد، محمد صدیق ۔ محمد مختار، سراج الدین خان وغیرہ (ساکنان سنور)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ ۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء ص ۵)

مرزائیوں کا مباحثہ سے فرار

گذشتہ ہفتہ سیالکوٹ میں بھی قادیانی وفد مولوی سرور شاہ اور منشی قاسم علی وغیرہ آئے تقریریں شروع کیں۔ ادھر سے مولوی محمد ابراہیم صاحب اور حافظ جماعت علی صاحب علی پوری کے صاحبزادہ نے متفقہ جلسہ کرنے شروع کئے (واقعی مشترک کام میں متفق ہو جانا دانشمندی ہے خدا مسلمانوں کو اس کی سمجھ دے) تقریروں کے علاوہ مباحثہ کی سلسلہ جنبانی ہوئی تو مرزائیوں کی طرف سے وہی وفات مسیح کا مسئلہ پیش ہوا ادھر سے جناب مولوی ابراہیم صاحب نے جواب دیا کہ مباحثہ کی تین صورتیں ہیں، وفات مسیح اور دعوی مرزا۔ یا تو ان دونوں دعووں کو تم لوگ ایک ساتھ بیان کرو ہم دونوں کا ایک ساتھ جواب دیں گے۔ یا وفات مسیح کو پہلے کر کے پھر دعوی مرزا پر بحث ہو، مگر چونکہ رام پور کا تجربہ ہے تم لوگ دعوی مرزا پر نہیں آ ؤ گے اس لئے مبلغ پانچ سو روپیہ ضمانت جمع کرا دو۔ اگر یہ منظور نہیں تو پہلے دعوی مرزا پر بحث کر لو اس کے بعد وفات مسیح پر بحث ہوگی۔ اس بات کی ہم ضمانت دیتے ہیں کہ ہم بعد بحث دعوی مرزا کے حیات مسیح کا ثبوت دیں گے۔ تینوں سورتوں میں سے جو چاہو قبول کر لو۔ ادھر سے جواب آیا ففروا (بھاگ گئے) نامہ نگار از سیالکوٹ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہر ایک کی رائے الگ ہے ہماری رائے میں مرزائیوں (قادیانیوں) سے مباحثات تو بہت ہوئے اور ہوتے رہیں گے مگر سیالکوٹ کی حیثیت سے ایک مباحثہ خاص دلچسپ تھا آئندہ اس کا موقع بھی خدا جانے پھر کبھی آئے یا نہ آئے۔ اس کا فیصلہ ہو جاتا تو بہت اچھا ہوتا اس کا فیصلہ بجز سیالکوٹ کے ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ یہ ہے کہ میرے سہ صدی دوست منشی قاسم علی کو بہت سے لوگ میر قاسم علی لکھتے ہیں یعنی سید کہتے ہیں۔ بہت سے لوگ نہیں کہتے کیونکہ ان کے نزدیک ان کو میر لکھنا جھوٹ اور صریح کذب ہے منشی صاحب سیالکوٹ کی پیدائش ہیں اس لئے اس کا فیصلہ سیالکوٹ ہی میں آسان تھا کہ آپ کے والد محترم کون تھے شیخ تھے مغل تھے یا پٹھان تھے۔ غرض جو

ثابت ہوتا آئندہ کولکھا جاتا۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء ص ۱۲)

واقعہ صلیب و وفات مسیح از اناجیل

(مولانا محمد ابراہیم میر صاحب سیالکوٹی)

اس عنوان سے ایک دو ورقہ احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن لاہور (یعنی لاہور کے مرزائیوں) کی طرف سے شائع ہوا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اناجیل کے رو سے حضرت مسیح کا صلیب پر چڑھایا جانا تو ثابت ہے لیکن صلیب پر مرنا ثابت نہیں۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ آپ واقعہ صلیب کے بعد براہ ملک تبت و لایت کشمیر میں چلے آئے جہاں پر بہت مدت کے بعد فوت ہوگئے چنانچہ شہر سری نگر محلّہ خان یار میں آپ کی قبر شہزادہ یوز آسف کی قبر کے نام سے مشہور ہے۔

اس کے ضمن میں مرزائیوں نے حسب عادت مسلمانوں پر بھی لے دے کی ہے کیونکہ وہ واقعہ صلیبی کو حضرت مسیح کی نسبت تسلیم نہیں کرتے چنانچہ فرماتے ہیں:

دونوں قومیں یعنی یہود (مخالفان مسیح) اور نصاری (موافقان مسیح) اس امر پر متفق ہیں کہ فی الحقیقت مسیح کو ہی نہ کہ کسی دوسرے شخص کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا۔ پھر نہ معلوم کہ فیج اعوج کے زمانہ کے مسلمانوں نے مسیح کا چھت پھاڑ کر آسمان پر چلا جانا اور کسی اور آدمی کا مسیح کی تشبیہ بن جانا اور صلیب پر چڑھایا جانا کہاں سے لیا ہے (ص ۱)

اس کے بعد اناجیل مروجہ سے چند اقتباسات نقل کر کے اپنے مدعا کو ثابت کرتے ہیں اور خاتمے پر فرماتے ہیں: ان واقعات کی موجودگی میں مسیح کے آسمان پر چلے جانے کا قصہ محض نصاری اور مسلمانوں کی ڈھکوسلہ بازی ہے جس پر کوئی دلیل عقلی اور نقلی موجود نہیں۔ (ص ۴)

اگر اس ٹریکٹ میں مرزائی جماعت کا روئے سخن صرف عیسائیوں کی طرف ہوتا اور ان کی کتب مسلمہ کے رو سے صرف انہی کو الزام دیا ہوتا تو ہمیں اس کے جواب کی چنداں ضرورت نہ ہوتی لیکن چونکہ بحکم:

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

ان کے لپیٹ میں حسب عادت مسلمانوں پر بھی زبان درازی کی گئی ہے اس لئے ہم اس تحریر میں مرزائی جماعت کی غلط روی گستاخی کم علمی اور بے سمجھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں و ان ارید الاصلاح ما استطعت و ماتوفیقی الا باللہ ۔

امر اول: یہود کے قول سے واقعہ صلیب کا اثبات یہودیت ہے نہ کہ اسلام، قرآن شریف کی نص قطعی وما قتلوہ و ما صلبوہ (اور نہیں مارا اس کو اور نہ سولی دی اس کو) صریح الفاظ میں یہود کے اسی ادعائے باطل کی تردید میں

اسی طرح قرآن کے مقابلے میں نصاری کے اعتقاد وکتب کا اعتبار نصرانیت ہے نہ کہ اسلام۔ جب قرآن سے ثابت ہو چکا کہ حضرت مسیح صلیب نہیں دیئے گئے اور نیز یہ کہ کتب یہود و نصاری محرف وموضوع ہیں تو دعوی ایمان کے بعد قرآن کو چھوڑ کر کتب محرفہ موضوعہ کا اعتبار چہ معنے ۔

دیگر یہ کہ نصاری سب فرقے بالاتفاق واقعہ صلیبی کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ ان میں اس بارے میں سخت اختلاف ہے اور شروع عیسویت میں کئی فرقے ایسے ہوئے ہیں جو واقعہ صلیبی کو حضرت مسیح کی نسبت تسلیم نہیں کرتے تھے چنانچہ جارج سیل صاحب نے قرآن شریف کے ترجمہ انگریزی میں بذیل آیت و مکروا و مکر اللہ اس اختلاف کو بیان کیا ہے اور ہم نے اپنی کتاب شہادۃ القرآن میں اسے مفصل ذکر کر دیا ہے۔

اسی طرح حافظ ابن کثیر نے بھی اپنی مشہور تفسیر میں بذیل آیت و لکن شبہ لھم نصاری کے اس اختلاف کا ذکر کیا ہے

امر دوم، فیج اعوج کے زمانے کے مسلمان ..الخ۔ اگر مرزائیوں کے خیال میں فیج اعوج کے زمانے سے مراد ہم متاخرین کا زمانہ مراد ہے تو معلوم ہو کہ ہم نے رفع آسمانی کا مسئلہ قرآن شریف کی آیت بل رفعہ اللہ الیہ اور کتاب الاسماء و الصفات کی اس حدیث سے لیا ہے اذا نزل فیکم ابن مریم من السماء (ص ۳۰۱) یعنی جس وقت نازل ہوگا تم میں ابن مریم آسمان سے۔، نیز حضرت ابن عباس کی اس روایت سے لیا ہے جو حافظ ابن کثیر نے آیت بل رفعہ اللہ الیہ کی تفسیر میں

بیان کی ہے کہ

رفع عیسی من روزنة فی البیت الی السماء قال و جاء الطلب من الیھود فاخذوا شبھة فقتلوه ثم صلبوه یعنی حضرت عیسیٰ گھر کی کھڑکی میں سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور جب آپ کو تلاش کرنے والے یہودی آئے تو انہوں نے اس شبیہ کو پکڑا اور اسے قتل کر کے صلیب پر لٹکا دیا۔

اس کے بعد اس روایت کی اسناد کی نسبت فرماتے ہیں:

وھذا اسناد صحیح الی ابن عباس و رواہ النسائی عن ابی کریب عن ابی معاویہ نحوہ و کذا ذکر غیر واحد من السلف ۔یعنی اس روایت کی اسناد حضرت ابن عباس کی طرف صحیح ہے اور اسے امام نسائی نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور اسی طرح کئی ایک دیگر بزرگان سلف نے بھی ذکر کیا ہے۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ رفع عیسوی اور القائے شباہت کا عقیدہ مسلمانوں میں زمان صحابہ سے برابر متوارث چلا آیا ہے۔

اور اگر انجمن مرزائیہ کی مراد فیج اعوج کے زمانے سے حضرت عبداللہ ابن عباس کا زمانہ ہے جن سے روایت مذکور مروی ہے تو وہ اپنی گستاخی کی داد خود دیں کہ جس زمانہ کی خیریت کی شہادت خود آں حضرت ﷺ نے دی ہے اسے فیج اعوج (گمراہی کا زمانہ) کا زمانہ کہنا کہاں تک ایمان کو درست رکھتا ہے اور جو امر قرآن و حدیث سے ثابت ہو اور خیار امت صحابہ و تابعین سے برابر متوارث چلا آیا ہو اسے ڈھکوسلہ بازی کہنا کس درجے کی ایمانداری ہے بئسما یأمرکم بہ ایمانکم ان کنتم مومنین

مرزائیوں کے استدلال میں ایک خاص لطف ہے کہ اناجیل مروجہ کو یقیناً اور مطلقاً ناقابل اعتبار بھی جانتے ہیں (ملاحظہ ہو ص ۱ سطر ۱۸) اور اپنے عقیدے کے ثبوت میں دلائل بھی انہی میں سے پیش کرتے ہیں ۔اس اعتراض کا جو جواب خود مضمون نگار نے دیا ہے اس نے ان کی صلیب کو اور بھی توڑ دیا۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

جو لوگ اس (اناجیل بصیغہ جمع) کو معتبر مانتے ہیں ان کے لئے اس کی شہادت پیش کی جاتی (ص ۱، ص ۱۸۔۱۹)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان کا یہ استدلال مسلمانوں کے برخلاف ہرگز

موثر نہیں ہوسکتا کیونکہ مسلمان ان اناجیل مروجہ کو معتبر نہیں مانتے۔ اور مسلمانوں کے مقابلے میں خود مرزائیوں کو بھی مفید نہیں کیونکہ وہ خود بھی ان کتابوں کو یقیناً اور مطلقاً ناقابل اعتبار جانتے ہیں۔ لہذا واقعہ صلیبی کو حضرت مسیح کی نسبت ثابت کرنے کے لئے کسی اور یقینی دلیل کی طرف جانا واجب ہوگا۔ اور وہ ہے نہیں۔

نیز یہ کہ جب انجیلی اقتباسات کو، شہادت، کا مرتبہ دیا گیا تو معلوم ہوا کہ مضمون نگار کے نزدیک اصل بنائے ثبوت جو مقام حجت میں پیش ہوسکے کوئی اور چیز ہے۔ اور وہ اسلام کا مدعی ہوکر سوائے قرآن وحدیث کے اور کیا ہے۔ لیکن کس قدر مقام افسوس ہے کہ مرزائی جماعت نے حضرت مسیح کی نسبت واقعہ صلیبی کے اثبات میں قرآن وحدیث میں سے آج تک کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ نہ خود مرزا صاحب نے نہ ان کے کسی خلیفہ نے نہ کسی اور مخدوم ملت نے۔ اس لئے ہمارا حق ہے کہ ہم ان سے اس نص قرآنی یا حدیثی کا مطالبہ کریں جس پر وہ اپنے عقیدہ صلیبی کی بنا رکھتے ہیں۔ کیا مرزائی بزرگوں میں سے کوئی ہے جو ہمارے اس مطالبہ کو پورا کرے؟

مرزائی جماعت نے انجیل کی بنا پر واقعہ صلیبی کو مان کر عیسائیوں سے اس قدر اختلاف کیا ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر مرے نہیں۔ لیکن وہ اس اختلاف میں بالکل ناحق پر ہیں کیونکہ جب ان کتابوں میں موجود نصوص بالتصریح مسیح کے مرجانے اور پھر جی اٹھنے کی خبر دے رہی ہیں، تو اب مرزائی جماعت کو کیا حق ہے کہ ان کے خلاف اجتہاد میں دماغ سوزی کرے کیونکہ اجتہاد کی ضرورت تو اس وقت پڑتی ہے جب اس امر میں کوئی نص موجود نہ ہو۔

حقیقت الامر یہ ہے کہ ہر دو فرقے راہ راست سے ہٹ گئے کیونکہ قطع نظر اس سے کہ یہ اناجیل معتبر ہیں یا نہیں، خود ان کا بیان بھی واقعہ صلیبی کی عینی شہادت سے نہیں ہے، بلکہ صرف سماع وگمان ہے اور وہ بھی بے سند۔ اسی کی نسبت قرآن نے کہا

و ان الذین اختلفوا فیه لفی شك منه ما لهم به علم الا اتباع الظن ۔ نساء۔ (جن لوگوں نے اس میں اختلاف کیا ہے وہ اس کی نسبت شک میں ہیں ان کے پاس سوائے ظن کی پیروی کرنے کے کوئی یقینی بات نہیں ہے)۔

اس بات کو ہم دو طریق سے ثابت کرتے ہیں:۔

اول یہ کہ مصنفین اناجیل میں سے دو شخص متی اور یوحنا تو حواریوں میں سے ہیں اور دو شخص لوقا اور مرقس حواریوں میں سے نہیں بلکہ حواریوں کے تابعین و تبع تابعین میں سے ہیں۔

پس ظاہر ہے کہ لوقا اور مرقس کی شہادت عینی نہیں ہوسکتی۔ انہوں نے جو کچھ بیان کیا وہ ضرور روایت سے ہے چنانچہ خود لوقا اپنے انجیل کے شروع میں لکھتا ہے:

لوقا: ۱۔ چونکہ بہتوں نے کمر باندھی کہ ان کاموں کا جو فی الواقع ہمارے درمیان انجام ہوئے بیان کریں۔

۲۔ جس طرح سے انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کی خدمت کرنے والے تھے ہم سے روایت کی۔

۳۔ میں نے بھی مناسب جانا کہ سب کو سرے سے صحیح طور پر دریافت کر کے تیرے لئے اے بزرگ تھیوفلس بہ ترتیب لکھوں (باب اول)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ لوقا نہ تو الہام کا دعوی کرتا ہے، نہ اپنی تحریر کو اپنی چشم دید کیفیت قرار دیتا ہے۔ بلکہ صاف لفظوں میں روایت کہتا ہے۔

لیکن کس قدر مقام حیرت ہے کہ ساری کتاب پڑھ جاؤ کہیں بھی مروی عنہ، یعنی اس شخص کا پتہ نہیں بتایا جس سے لوقا نے امور مندرجہ کتاب کو روایت کیا ہے، تا کہ ہم علی وجہ البصیرت پرکھ سکیں کہ اس کا ماخذ درست ہے یا غلط۔ اور اس کے راوی جن سے اس نے روایت کیا شرائط روایت کے مطابق قوی ہیں یا ضعیف۔

مرقس: اور مرقس کی نسبت مصنف یوسف آگس اپنی کتاب موسوم، دی بائیبل ہینڈ بک میں لکھتا ہے:

مرقس نے نہ تو حضرت مسیح کے کلام کو سنا اور نہ وہ آپ کے حواریوں میں سے تھا۔،

باوجود اس کے اس مصنف نے بھی اپنے راویوں کا پتہ نہیں بتایا کہ کس کس سے روایت کی۔ خیر ان کا قصہ تو ختم ہوا اب دوسرے دو کا حال سنیئے۔

متی بے شک حضرت مسیح کے حواریوں میں سے ہے لیکن جو انجیل اس کی طرف منسوب کی جاتی ہے اس کے متعلق ہنوز شک رفع نہیں ہوا کہ اس نے خود متی لکھا یا

کسی اور نے۔

اول اس وجہ سے کہ کہ خود اسی انجیل میں متی کے ایمان لانے کا ذکر غائبانہ طور پر کیا گیا ہے چنانچہ باب ۹ آیت ۹ میں لکھا ہے:

پھر جب یسوع وہاں سے آگے بڑھا تو متی نامی ایک شخص کو محصول کی چوکی پر بیٹھے دیکھا اور اسے کہا میرے پیچھے آ۔ وہ اٹھ کے اس کے پیچھے ہو چلا۔

اس اقتباس سے صاف ظاہر ہے کہ متی کا ایسے غیر معرودف طور پر غائبانہ طریق میں ذکر کرنے والا متی کے سوا اور کوئی شخص ہے۔ چنانچہ یہ امر مرقس کے بیان سے اور واضح ہو جاتا ہے جو اسی واقعہ کو یوں بیان کرتا ہے:

اور جاتے ہوئے حلفہ کے بیٹے لیوی (متی کا دوسرا نام) کو محصول کی چوکی پر بیٹھے دیکھا اور اس سے کہا میرے پیچھے ہولے وہ اٹھ کر اس کے پیچھے ہولیا

(مرقس باب۲)

اور لوقا اس واقعہ کو یوں بیان کرتا ہے:

۲۷۔ اور ان باتوں کے بعد وہ باہر گیا اور لیوی نام ایک محصول لینے والے کو چوکی پر بیٹھے دیکھا اور اسے کہا میرے پیچھے آ۔

۲۸۔ وہ سب کچھ چھوڑ کر اٹھا اور اس کے پیچھے چل۔ (لوقا باب ۵)

مرقس اور لوقا کے بیان میں جس طرح متی کا ذکر غائبانہ ہے اور یہ مصنف متی کے سوائے کوئی اور صاحب ہیں۔ اسی طرح جب متی کی انجیل میں متی کا ذکر اسی طریق سے غائبانہ اور غیر معروف آدمی کی صورت میں ہے تو اس کا مصنف متی کے سوائے کوئی اور کیوں نہیں۔

پس جب یہ حال ہے تو معلوم ہوا کہ واقعات مندرجہ انجیل متی کسی آنکھ سے دیکھنے والے اور اپنے کان سے سننے والے کے لکھے ہوئے نہیں ہیں۔

دیگر یہ کہ آگس صاحب اسی مذکورالفوق کتاب میں فرماتے ہیں:

متی کی انجیل مرقس کی انجیل کی طرح اپنے مصنف کے نام سے ساکت ہے،

یوحنا۔ باقی رہی انجیل یوحنا، سو اس کے متعلق بھی آگس صاحب کی یہی رائے ہے کہ یہ بھی دوسری اناجیل کی طرح مصنف کے نام سے ساکت ہے اور جسے مصنف

کہا جاتا ہے اس کا ذکر غائبانہ ہے ساری انجیل میں (مصنفانہ حیثیت میں) نہ تو یوحنا کا نام ہے اور نہ اس کے بھائی جیمس کا۔

باوجود اسکے اس مصنف نے بھی واقعات مندرجہ کی روایت کے راوی کا پتہ نہیں بتایا۔

دوسرا طریق یہ ہے کہ بموجب بیان مرقس اور متی کے واقعہ صلیب سے پیشتر ہی سب شاگرد آپ سے جدا ہو گئے تھے۔ پھر دیکھنے والا اور بیان کرنے والا کون تھا جس کا اعتبار کیا جائے۔ چنانچہ مرقس باب ۱۴ آیت ۵۰ میں لکھا ہے:

۵۰۔ تب وے سب اسے چھوڑ کے بھاگ گئے۔

۵۱۔ مگر ایک جوان جو سوتی چادر اپنے بدن پر اوڑھے تھا اس کے پیچھے ہو لیا اور جوانوں سے اسے پکڑا۔

۵۲۔ پر وہ سوتی چادر ان کے ہاتھوں میں چھوڑ کر ننگا بھاگا، غرض کوئی بھی ساتھ نہ رہا

اسی طرح متی باب ۲۶ آیت ۵۶ میں لکھا ہے:

تب سب شاگرد اسے چھوڑ کر بھاگ گئے

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مصنفین اناجیل کے پاس حضرت مسیح کے صلیب پر لٹکائے جانے کے متعلق عینی شہادت کوئی نہیں۔ اور نہ ہمارے پاس کوئی ایسی سند ہے جس سے ان کی روایات کو تحقیق کر سکیں جیسا کہ ہم اپنے ہاں کتب احادیث میں دیکھتے ہیں۔ کیونکہ مصنفین اناجیل نے اسنادات کو ذکر ہی نہیں کیا۔ صرف یوحنا کی انجیل میں اتنا مذکور ہے اور وہ بھی بلا سند کہ مریم مگدلینی اور ایک اور شخص پالے تھے لیکن وہ شخص معلوم نہیں کون تھا۔ یوحنا باب ۲۱ آیت ۲۴ سے معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا مصنف کے سوا کوئی اور تھا جس سے اس نے روایت کیا چنانچہ لکھا ہے:

۱۴۔ یہ وہ شاگرد ہے جس نے ان کاموں کی گواہی دی اور ان باتوں کو لکھا اور ہم کو یقین ہے کہ اس کی گواہی سچ ہے۔

مصنف اپنے آپ کو متکلم کے صیغے میں ذکر کر کے صاف ظاہر کرتا ہے کہ وہ کسی شاگرد سے روایت کر رہا ہے۔ خود شاگرد اور واقعہ کا دیکھنے والا نہیں ہے۔

اب عیسائیوں کے لئے یہ مشکل ہے کہ اگر وہ یوحنا حواری کو اصل راوی کہیں

تو اس کتاب کا مصنف کوئی اور ماننا پڑے گا۔ اور اگر یوحنا کو مصنف قرار دیں تو وہ موقع کا شاہد نہیں۔ لہذا نتیجہ صاف ہے کہ بیان اناجیل میں حضرت مسیح کے صلیب دیئے جانے کی نسبت کوئی عینی شہادت موجود نہیں ہے جسے ہم علم روایت کے اصول سے جان کر اس کا اعتبار کرلیں۔

اسکے بعد ہم ایک اور تحقیقی بات لکھتے ہیں کہ واقعہ صلیبی کے بعض جزئیات کے متعلق اناجیل کے بیان میں باہمی اختلاف بھی ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ یوحنا باب ۱۹ آیت ۱۷ میں لکھا ہے کہ:

اور وہ (حضرت مسیح) اپنی صلیب آپ اٹھائے ہوئے اس جگہ تک باہر گیا جو کھوپری کی جگہ کہلاتی ہے (جس کا ترجمہ عبرانی میں گلگتا ہے)۔

اور متی باب ۲۷ آیت ۳۲ اور مرقس باب ۱۵ آیت ۲۱ اور لوقا باب ۲۳ آیت ۲۶ میں لکھا ہے:

شمعون نامی ایک کرینی آدمی کو بگار میں پکڑا کہ حضرت مسیح کی صلیب اٹھائے اور پھر اسے مقام گلگتا پر لائے۔

دوسرا اختلاف یہ ہے کہ یہودا اسکر یوطی جس کی نسبت لکھا ہے کہ اس نے آپ کو پکڑ وایا اس کی بابت متی باب ۲۷ آیت ۳ میں تو یہ لکھا ہے کہ اس نے آپ کو آپ پھانسی دی۔ اور اعمال باب ۱۔ آیت ۱۸ میں (یہ کتاب بھی لوقا مصنف کی تصنیف ہے) لکھا ہے کہ اس نے بدکاری کی کمائی سے ایک کھیت حاصل کیا اور سر کے بل گرا۔ اور اس کا پیٹ پھٹ گیا اور اس کی ساری انتڑیاں نکل پڑیں۔

یہ اختلاف بیانیاں اسی لئے ہیں کہ چشم دید شہادت کوئی نہیں صرف سماعی روائتیں ہیں جن کا سر، نہ پیر، نہ راوی کا ذکر، نہ سلسلہ اسناد کا پتہ۔ اسی لئے قرآن شریف نے سب کا رد کر کے کہا کہ ان کو کچھ بھی علم نہیں صرف ظن کی پیروی کرتے ہیں۔

اس مقام پر ہم احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کے نوجوان ممبروں کو جن کی نگرانی و اہتمام میں یہ ٹریکٹ شائع ہوتے ہیں، ایک مخلصانہ نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اپنے مضامین شائع کرنے سے پیشتر کسی اہل علم کی نظر سے گزار لیا کریں کیونکہ وہ بوجہ بے علم یا کم علم ہونے کے مصطلحات علمیہ سے ناواقف ہوتے ہیں اور بہت سے الفاظ

بے موقع لکھ جاتے ہیں جن سے ان کو الٹے لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں۔ چنانچہ انجیلی بیان کو شہادت کہنا اور پھر یہ کہ اناجیل کو غیر معتبر قرار دینا حالانکہ واقعہ صلیبی کے متعلق ان کی بنائے اعتقاد ہی اناجیل کے بیان پر ہے نیز یہ کہ خاتمے پر کہا:

مسیح کے آسمان پر چلے جانے پر کوئی دلیل عقلی موجود نہیں،

حالانکہ واقعہ کا ثبوت عقل سے نہیں ہوا کرتا یہ امور انکی بے علمی یا کم علمی کی مثالیں ہیں۔

آخر میں ہم کشمیری قبر کی نسبت بھی تحقیقی بات ذکر کرتے ہیں کہ اول تو مرزا صاحب قادیانی کی پہلی اور پچھلی تصانیف میں اس امر میں اختلاف ہے کہ مسیح کی قبر کہاں ہے۔ کیونکہ وہ ازالہ اوہام میں تو فرماتے ہیں:

سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہوگیا

(تقطیع خورد طبع اول ص۴۷۳ اور طبع ثانی تقطیع کلاں، ص ۲۳۷)

اور الہدی صفحہ ۱۰۹ میں فرمایا: شہر سری نگر ولایت کشمیر میں فوت ہوئے۔

دوم یہ کہ اسی کتاب الہدی میں حوالہ میں کتاب اکمال الدین کو پیش کرتے ہیں۔ سو وہ کتاب ہمارے پاس موجود ہے ہم اس کا کچھ ترجمہ بطور خلاصہ لکھتے ہیں تا کہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ اصل کتاب میں کسی اور شخص کا ذکر ہے اور مرزا صاحب قادیانی نے حسب عادت لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے اسے حضرت عیسیٰ قرار دے لیا ہے کیونکہ یوز آسف اور یسوع کے تلفظ میں جاہلوں کو دھوکا لگ سکتا ہے

شیخ ابن بابویہ کتاب اکمال الدین و اتمام النعمۃ میں بسند خود محمد بن زکریا سے نقل کرتے ہیں کہ:

ممالک ہندوستان میں ایک بادشاہ تھا اس کی مملکت میں دین اسلام شائع ہو چکا تھا جب وہ تخت نشین ہوا تو اہل دین کو ستانے اور قتل کرنے لگا۔ اس کے خوف سے بعض بھاگ گئے اور بعض گوشہ نشین ہو گئے۔ ان میں سے ایک اس کا وزیر بھی تھا۔ ایک دن بادشاہ نے درباریوں سے دریافت کیا کہ وہ وزیر حاضر نہیں ہوتا؟ اہل دربار نے اس کی کیفیت سے خبر دی۔ بادشاہ نے اسے بلوایا اور زہاد کے لباس میں دیکھ کر خفگی ظاہر کی۔ وزیر نے بہت سمجھایا لیکن اسے کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ آخر اس کو مملکت سے نکلوا دیا۔ بعد اس

کے بادشاہ کے ہاں لڑکا تولد ہوا اور اس کا نام یوز آسف رکھا۔ شہزادہ کی ولادت پر منجموں نے اس کے طالع کی نسبت باتفاق کہا کہ یہ شہزادہ فرخندہ طلعت نیک اختر نہایت اقبال مند ہوگا۔ لیکن ایک بوڑھے منجم نے کہا کہ اس کا طالع واقبال دنیوی جاہ وحشم کے متعلق نہیں بلکہ یہ سعادت مندی عاقبت کی ہے اور گمان غالب ہے کہ یہ شاہزادہ پیشوایان زہاد وعبّاد ہوگا۔

اس کے بعد کئی سوصفحات تک شاہزادے کی تربیت اور دین حق کی طرف اس کی رغبت اور علم دین کی تحصیل اور ترک سلطنت اور اختیار فقر کا ذکر ہے۔

اس بیان سے صاف روشن ہے کہ شاہزادہ یوز آسف ممالک ہندوستان کے شاہزادوں میں سے ایک باہدایت و باایمان شاہزادہ ہوا ہے جسے خدا نے دین حق کی راہ دکھائی۔ نہ یہ کہ حضرت عیسی بنی اسرائیلی پیغمبر ملک کشمیر میں آئے اور یہاں فوت ہوئے۔

ہم قادیانی مقلدوں کو پکار کر کہتے ہیں کہ وہ کتاب اکمال الدین و اتمام النعمة کو نکال کر ہمارے سامنے کسی مجلس میں اس میں سے حضرت عیسی بنی اسرائیلی پیغمبر کا ذکر نکال کر دکھا دیں ورنہ اس فریب دہی سے باز آویں۔

اور مرزا صاحب قادیانی نے جو آیت و آوینا هما الی ربوة ذات قرار و معین کو دستاویز بنایا ہے، اس سے مراد ارض مقدس ہے۔ جیسا کہ تفسیر ابن کثیر میں مذکور ہے اور قرآن شریف کی دیگر آیات بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔ دنیا پر ٹھنڈے پانی والی اونچی زمین صرف کشمیر ہی نہیں کہ ہم خواہ نخواہ اسے ہی قرار دیں۔ ارض مقدس بھی اونچا قطعہ ہے اس کے پانی ٹھنڈے اور زمین ہریاول سے بھری اور باغات سے سجی ہوئی ہے اور ہم کو خدا تعالی نے اس کی سیر بھی نصیب کرائی ہے اور مرزا صاحب قادیانی چونکہ اس ارض مقدس کی زیارت سے محروم تھے اس لئے ان کو کشمیر کے سوا سرسبز مقام کوئی زمین میں نظر نہ آیا۔

حضرت مسیح کی قبر کی نسبت ہم نے ایک مستقل کتاب الخبر الصحیح عن قبر المسیح لکھی ہے جس میں ثابت کیا ہے کہ حدیثوں میں حضرت عیسیٰؑ کا مدفن مدینہ طیبہ اندرون روضہء پاک آنحضرت ﷺ ہے و الله الهادی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵۔اکتوبر ۱۹۱۵ء ص ۸-۱۲)

قادیانی سوال و جواب

جناب مولانا صاحب السلام علیکم۔

ہم قادیان میں گئے اور مرزا بشیر الدین محمود ولد مرزا صاحب آنجہانی سے اثنائے گفتگو میں آپ کے متعلق ان کے اشتہار آخری فیصلہ کا ذکر آ گیا۔ ہم نے کہا کہ مرزا صاحب نے جو مولوی صاحب کے حق میں بد دعا کی تھی اس کا الٹا اثر کیوں پڑا۔ کیونکہ مولوی صاحب کی زندگی ہی میں مرزا صاحب مر گئے۔

اس کے جواب میں مرزا بشیر الدین محمود صاحب نے کہا کہ چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس اشتہار کے جواب میں لکھا تھا کہ حرامزادہ کی رسی دراز ہوتی ہے اس لئے مرزا صاحب فوت ہو گئے اور مولوی ثناء اللہ صاحب کی رسی دراز ہو گئی۔ اور وہ زندہ رہے۔

پس آپ براہ مہربانی بذریعہ اخبار اطلاع دیں کہ کیا آپ نے اپنے اخبار میں مرزا صاحب کی دعا کے جواب میں یہ لکھا تھا کہ حرامزادہ کی رسی دراز ہوتی ہے۔

طیب علی عبدالرسول جبل پوری

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

محض جھوٹ کذب اور افترا ہے۔ میں نے کئی دفعہ انعامی اشتہار شائع کیا ہے مگر کسی نے آج تک میری کوئی تحریر نہیں دکھائی۔ جھوٹ بولنا یوں بھی برا ہے مگر مذہبی آدمیوں خصوصاً مذہب علی الخصوص الہامی لوگوں کے حق میں تو اتنا برا ہے کہ جھوٹ کو ہی شرم آنے لگتی ہے۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء ص ۱۲)

خلیفہ قادیانی ناقابل خلافت ہے

قادیانی اخبار اپنے خلیفہ کی قابلیت کی دھوم مچاتے ہیں اور لاہوری پارٹی اُس کی ناقابلیت مشہور کرتی ہے۔ لاہور کے لیکچر کی نسبت قادیانیوں نے تعریفات کے پُل باندھے۔ لاہوری اخبار پیغام صلح نے اُس کے جواب میں ایک ہی فقرہ جڑ دیا کہ حاضرین بوجہ بدمزگی لیکچر کے بیٹھتے بھی نہ تھے۔

ہم ان باتوں کو باہمی رقابت پر مبنی جانتے تھے کیوں کہ ہمیں موجودہ خلیفہ کی قابلیت جانچنے کا موقع نہ ملا تھا۔ اب ہم کو ایک موقع ملا ہے جس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ خلیفہ قادیانی خلافت کے قابل نہیں۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ دنیا بھر کی مذہبی اور دنیاوی مجالس کا یہی طریقہ ہے کہ صدر انجمن اپنی رائے سب سے پیچھے ظاہر کیا کرتا ہے، کیوں کہ پہلے ہی ظاہر کرنے میں خطرہ ہے کہ بعض ممبر اُس کے لحاظ میں اپنی مخالف رائے کا اظہار نہ کر سکیں۔ مذہبی طور پر اس کی دلیل وہ واقعہ ہے جس میں جنگ احد کے موقع پر پیغمبر خدا ﷺ نے صحابہ کرام سے مشورہ لیا کہ باہر نکل کر جنگ کریں یا اندر رہ کر۔ صحابہ نے اپنی اپنی رائے دی۔ مگر آں حضرت نے اپنی رائے ظاہر نہ فرمائی بلکہ سب سے آخر جس رائے کو چاہا ترجیح دے کر اختیار فرمایا۔ یہ ہے دینی ثبوت۔

دنیاوی طریقہ تو ہر ایک مجلس انجمن اور جلسے میں ملتا ہے جسے سب لوگ جانتے ہیں کہ صدر انجمن اپنی رائے کا اظہار سب سے بعد کیا کرتا ہے۔ پہلے ممبران سے پوچھتا ہے۔

قادیان کی انجمن میں ایک تجویز آج کل درپیش ہے کہ مولوی محمد علی لاہوری پارٹی کے سردار پر مقدمہ کیا جائے۔ بیان دعویٰ یہ ہے کہ اس نے قادیانی انجمن کی ملازمت میں انگریزی ترجمۂ قرآن کر کے انجمن کو نہیں دیا بلکہ خود دبا رکھا ہے۔ یہ ایک تجویز ہے جس کی معقولیت یا نامعقولیت پر بحث کرنا ہمارا کام نہیں۔ بلکہ یہ بتلانا ہے کہ خلیفۂ قادیان صدارت اور خلافت کے لائق نہیں کیوں کہ وہ اس تجویز کو پیش کر کے یوں گویا ہوتا ہے:

> جماعت کو چاہئے کہ غور کرے اور مجھے مشورہ دے کہ آیا خاموشی اختیار کی جائے یا عدالت میں یہ معاملہ لے جایا جائے۔ میری اپنی رائے زیادہ مناسب اور مفید یہ بات کہ اُن کو چھوڑ ہی دیا جائے۔ (الفضل ۳۰ ستمبر)

ناظرین غور کریں کہ خلیفہ اپنی رائے کا اظہار پہلے کر کے ثابت کرتا ہے کہ میں صدارت اور خلافت کے قابل نہیں۔ یہ واقعہ لاہوری پارٹی کی تائید کرتا ہے جو موجودہ خلیفہ کو ایک نا قابل لڑکا جان کر اُس کی بیعت سے علیحدہ ہیں جو محل افسوس ہے۔

سرحدی جنگ کا علاج قادیان سے:

آج کل جنگ یورپ ہی پریشان کرنے کو کافی تھی۔ اس پر مستزاد یہ ہوا کہ علاقہ سرحد پشاور پر بھی سرحدی پٹھانوں کی طرف سے گاہے گاہے چھیڑ چھاڑ کی خبر آجاتی ہے۔ اس سرحدی چھیڑ چھاڑ کو دائمی بند کرنے کی ایک تجویز قادیانی اخبار الفضل نے لکھا ہے جو نہایت معقول ہے۔

الفضل لکھتا ہے کہ ان لوگوں کو چونکہ یقین ہے کہ اس صدی میں ایک خونی مہدی آئے گا جو کافروں کو قتل کرے گا اس لئے یہ شور وشر اٹھاتے ہیں (خونی مہدی کا اعتقاد ہو تو اُس کے ظہور تک خاموش رہیں نہ کہ اُس کے ظہور سے قبل خود ہی کھڑے ہو جاویں سچ ہے دروغ بافی بھی مشکل کام ہے۔ ہر ایک کو نہیں آتا۔ اڈیٹر اہلحدیث) اس کا علاج یہ ہے کہ اُن کو سمجھایا جائے کہ امام مہدی قادیان میں آچکا ہے جس نے جنگ جہاد سب بند کر دیئے ہیں۔ اس لئے تمہارا لڑنا سب غلط اور دین کی تعلیم کے برخلاف ہے چنانچہ الفضل کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

> ''ہماری رائے میں خواہ ہمعصر پاؤنیر ہو۔ یا دیگر امن دوست ملکی وقومی اخبارات یا خود عمال سلطنت ہوں جس کسی کی بھی آج یہ خواہش ہو کہ ابنائے ملک وملت میں صلح کاری ونیک کرداری پھیلے اور وہ مفسدہ پردازی کے خطرناک خیالات سے پاک رہیں۔ اُس کا فرض اولین یہ ہے کہ مہدی موعود کے متعلق جو غلط عقیدہ لوگوں کے دلوں میں جما ہوا ہے اس کی اصلاح میں سلسلۂ احمدیہ کا ہاتھ بٹائے جن کے بنیادی اصولوں میں سے کہ اسلام ایسے مہدی کی کہیں توقع نہیں دلاتا جس کا مشن امن شکن ہو۔'' (الفضل ۱۴/۱۰ اکتوبر)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم اس قادیانی تجویز کی نہ صرف تائید بلکہ تحسین کرتے ہوئے قادیانی مشن اور گورنمنٹ کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اس کام کو جلدی انجام دیں جس کی صورت یہ ہے کہ قادیانی مشن اپنے چند برگزیدہ افراد کا ایک وفد تیار کرے جس میں کم از کم چالیس عالم اور دوسرے قابل اصحاب شریک ہوں۔ جہاں تک ہو سکے سادات اور میر صاحبان کا جزء اس میں بہت زیادہ ہو۔ کیوں کہ سرحدی لوگ سادات کی عزت زیادہ کرتے

ہیں۔ یہ گروہ بحفاظت وحمایت گورنمنٹ عالیہ سرحدی علاقوں میں دورہ کرے اور وعظ فرماوے کہ حضرت امام مہدی قادیان میں آچکے ہیں۔ اُن کی تعلیم یہ یہ ہے۔امید ہے اس طریقہ تعلیم سے بہت جلد وحشی سرحدی رام اور مطیع ہوجائیں گے۔ امید ہے گورنمنٹ اس قادیانی تجویز پر بہت جلد توجہ فرماویگی۔

قادیانی کذب بیانی:

قصبہ سنور ریاست پٹیالہ میں قادیانی مشن کا جلسہ تھا وہاں کے غیور مسلمانوں نے بھی مقابلہ پر جلسہ کیا۔ خاکسار کو بھی بُلایا۔ جلسہ میں کیا ہوا؟ اس کے ذکر کی حاجت نہیں سب جانتے ہیں جہاں حضرت صالح کی اونٹنی پہنچتی سب اونٹنیاں بھاگیں۔ اس کا مفصل ذکر اہل حدیث مورخہ ۸/اکتوبر میں صفحہ ۵ پر مرقوم ہے۔ مقام جلسہ پر جو ذلت فریق ثانی کو ہوئی اُس کی تلافی اُس نے یوں کی کہ مولوی حشمت اللہ صاحب مفتی پٹیالہ جو خود شریک جلسہ اور واعظ تھے اُن کی طرف سے یہ الفاظ شائع کئے:

> مفتی حشمت اللہ مخالف نے بھی کہدیا کہ ثناء اللہ کو علم نہیں محض نامعقول بیان کرنے والا آدمی ہے (خلیفہ قادیان کو خطاب کر کے کہتا ہے) یہ حضور کی دعاؤں کا اثر ہے۔ (قاسم علی۔ از الفضل قادیان، ۵/اکتوبر)

اس کے جواب میں ہم اپنی کیوں کہیں خود مروی عنہ مولوی حشمت اللہ صاحب کی تحریر نقل کردینا کافی ہے جو یہ ہے:

> الفضل کی روایت سراسر افترا ہے خاکسار تو اُس تقریر سے نہایت ہی محظوظ ہوا۔ پھر کیوں اور کس طرح نامعقول کہہ سکتا۔ اور جناب کا علم تو اظہر من الشّمس ہے کوئی خفاش طبع ایسی جرأت کرسکتا ہے کہ آپ کو بے علم کہے بخدائے لایزال میرے تو خیال میں بھی یہ دونوں امر نہیں زبان پر لانے کا تو کیا ذکر ہے کسی مفتری نے اگر بکدیا ہو تو اس کا کوئی علاج نہیں۔
>
> راقم حشمت اللہ عفی عنہ۔

مولانا! آپ بھی میری طرح اس افترا پر خفا نہوں جو شخص غیر باپ کو اپنا باپ بنانے میں تامل نہ کرے وہ کسی پر جھوٹا افترا کرے تو کیا تعجب فافہم۔

لکھنؤ وغیرہ کی تباہی: قادیانی اثر:

گزشتہ دنوں کثرت بارش کی وجہ سے صوبہ اودھ خصوصاً لکھنؤ میں جو تباہی آئی ہر انسان کو خواہ ہندو ہو یا مسلمان صدمہ ہوتا ہے مگر قادیانی اخبار اس سے بھی خوش ہیں اُن کو یہی سوجھتی ہے کہ ہمارا کام بنے۔ الفضل لکھتا ہے کہ اس تباہی کی وجہ بھی یہی ہے کہ ان لوگوں نے جناب مرزا صاحب مسیح موعود کو نہیں مانا تھا۔ اس لئے عذاب آیا۔ چنانچہ اُس کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

> ہر شخص کی زبان پر یہی چرچا ہے کہ لکھنؤ کی یہ تباہی ضرور عذاب الٰہی ہے۔ مگر کاش یہ لوگ اس پر بھی غور کریں کہ عذاب الٰہی کیوں آیا کرتا ہے؟ اسلام کی کتاب تو پاک تو یہی بتلاتی ہے کہ مخلوق کی سیاہ کاری، گمراہی اور غفلت کے سبب آتا ہے اور اس کے نزول سے پہلے ضروری ہوتا ہے کہ اس آنے والے عذاب سے ڈرانے کو خدا کی طرف سے کوئی مامور ومرسل مبعوث ہو چکا ہو مگر اُس وقت سوائے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے اور کون سا نذیر آیا؟
>
> (الفضل ۲۶ ستمبر ۱۹۱۵ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

بہت دنوں کا ذکر ہے کسی سکول کے ماسٹر صاحب بازار میں جا رہے تھے کسی لیڈی پر طبیعت آ گئی۔ اُسے کیا خبر کون مرتا ہے کون جیتا ہے وہ تو چلتی بنی۔ ماسٹر صاحب کو تو نہیں اُن کے دل کو ساتھ لے گئی۔ اب تو ماسٹر صاحب کا یہ حال ہوا کہ جو لڑکا آپ سے کچھ پوچھے جھنجھلا کر کہدیں یہ بھی اُسی کا بہکایا ہوا ہے۔ یہی حال ہمارے قادیانی مشن کا ہے جو کام دنیا میں ہو بس یہ ہمارے حضرت کا اثر ہے لکھنؤ تو بھلا قادیان سے اتنا دور نہیں۔ امریکہ میں کہیں زلزلہ آوے تو وہ بھی انہی کی برکت سے ہوتا ہے۔ کاش یہ کہیں کہ لوگوں نے دیانت امانت کو بالکل چھوڑ رکھا ہے اس لئے عذاب الٰہی نازل ہوتے ہیں۔ مگر اتنا کہنے سے اُن کا کام نہیں بنتا۔ اُن کو تو اپنے کام سے غرض ہے۔

ہاں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر مرزا صاحب کی تکذیب سے عذاب آتا تو سب سے پہلے قادیان میں آتا جہاں کے لوگوں کو مرزا صاحب موصوف رسالہ ''ازالہ اوہام''

میں سخت دل یزیدی الطبع مخالفِ اسلام بلکہ دہریئے فرماتے ہیں۔ اور غور کیا جائے تو حق بھی یہی ہے۔ کیوں کہ اس مرسَل کا اوّل نزول تو قادیان ہی میں ہوا اور اہل قادیان ہی سے اُن کو خطاب تھا پھر اُن کی تباہی میں کیا شک۔ شائد یہ کہا جائے کہ قادیان کی تباہی مرزا صاحب کی موت سے کافی ہو چکی ہے۔

قادیانی افترا:

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

پنجاب کے مشہور واعظ مولوی محمد علی صاحب کا چھوٹا لڑکا عزیز الرحمٰن اپنے ماموں کے اثر صحبت سے قادیان چلا گیا۔ کسی روز آیا تو مولوی صاحب موصوف نے اُس کو سمجھانے کے لئے میرے پاس بھیجا۔ چنانچہ اُس کے دونوں بھائی اُس کو لائے۔ سمجھایا۔ مانا۔ یہاں تک کہ اُس نے خود کہا کہ میں اب یہاں ہی آپ کے پاس پڑھا کرونگا۔ مگر میں اپنا سامان لے آؤں۔

خیر۔ یہ کہہ کر چلا گیا۔ قادیان کے اخبار الفضل نے اُس کے نام سے چند سوال مجھ پر کئے جن کا جواب اہل حدیث مورخہ ۱۰ ستمبر میں دیا گیا۔ اب اُسی لڑکے کے نام پر پھر ایک مضمون قادیان کے اخبار فاروق میں نکلا ہے کہ مولوی ثناء اللہ نے مجھ پر تین افترا کئے ہیں:

(ا) میرے والد نے مجھے بھیجا تھا۔

(ب) میں سمجھ کر قائل ہو گیا

(ج) میں بستر ہ لینے کو قادیان میں آیا حالانکہ یہ سب جھوٹ ہے نہ مجھے والد نے بھیجا نہ میں قائل ہوا۔ نہ میں بستر ہ لینے آیا وغیرہ۔

ان سب باتوں کا بہترین جواب تمہارے والد یا بھائی دے سکتے ہیں مجھ سے سننا چاہو تو سُنو۔ مُلّا دین محمد واعظ ساکن قلعہ بھنگیاں میرے پاس آیا اُس نے تمہارے والد کا پیغام دیا کہ عزیز آپ کے پاس آئے گا تو آپ اُس کو سمجھائیے گا۔ چنانچہ تمہارے دونوں بھائی عبدالرحمٰن اور فضل الرحمٰن کسی حکمت سے تم کو لائے جس کے تم بھی قائل ہو۔ باقی دو سوالوں کا جواب بھی کافی ہے کہ ایک دفعہ کی گفتگو کے بعد بھی تم متعدد دفعہ

آئے مگر کسی قسم کی گفتگو نہ کی بلکہ اس طرح بیٹھتے رہے جیسے اپنے ہم خیال بیٹھتے ہیں اور تم نے از خود کہا کہ میں اب یہاں آپ ہی کے پاس پڑھا کرونگا۔ مگر اب میں اپنا بسترہ لے آؤں۔ اس کے جواب میں میں نے کہا تھا بسترہ کی کیا بات ہے کسی سے منگا دیا جائیگا تو تم نے کہا صرف بسترہ ہی نہیں اور بھی بہت سارا سامان ہے۔

یہ ہے اصل قصہ جس کو باثر صحبت قادیان تم نے یا تمہاری طرف سے کسی اور نے جھوٹے مضمون کی صورت میں شائع کر دیا۔ غور کرو تو جھوٹے مذاہب کی یہی پہچان ہے کہ اُس کی صحبت میں آدمی جھوٹ بولنے سے پرہیز نہ کرے۔

اہانت کا الہام:

میں نے اہل حدیث مورخہ یکم اکتوبر صفحہ ۸ ''قادیانی مشن'' کے عنوان سے ایک مضمون دیکھا جس میں ایڈیٹر الفضل قادیان نے مرزا غلام احمد قادیانی آں جہانی کے الہام انی مهين من اراد اهانتك کے تحت میں مباحثہ جبل پور میں اسلام کی فتح بین کو مولانا شیر پنجاب کی ذلت کے پیرایہ میں داخل کر کے سفید جھوٹ بول کر بغلیں بجا کر آفتابِ روشن پر خاک اُڑائی ہے۔

اس مضمون پر مولانا شیر پنجاب نے محققانہ تنقید کرتے ہوئے صفحہ ۹ میں لکھا ہے کہ مباحثہ جبل پور میں مرزا غلام احمد کا الہام بے تعلق ہے کیوں کہ وہاں پر جو کام تھا وہ مرزا کی توہین کا نہ تھا۔ اگر مخالف کی محض مخالفت کا لحاظ کیا جاوے تو دونوں (مسلمان اور آریہ) قادیانی مشن کے مخالف تھے پھر کیا وجہ کہ ایک تو الہام کا مورد ہو کر ذلت اٹھائے اور دوسرا جو اس سے سخت ترین مخالف ہے اسی میدان میں عزت پاوے۔

میرے خیال میں قادیانی مشن نے اس میں ایک پردہ رکھا ہے جس کی انکشاف حقیقت کے لئے میں بھی چند سطر لکھنے پر مجبور ہوا۔ وہو ہذا۔

> دراصل مرزا کا الہام یہاں پر بے تعلق نہیں ہے کیوں کہ باباجی ابورحمت اپنی تحریر کے موافق پورا مرزائی ہے۔ جب مولانا شیر پنجاب نے جبل پور میں فتح پائی تو بابا ابورحمت کو اس کا صدمہ ہوا جس سے اس کی توہین بھی ہوئی اور جب ابورحمت کی توہین ہوئی تو گویا مرزا غلام احمد اور قادیانی مشن کی بھی

توہین ہوئی کیوں کہ وہ بھی اُن کے مشن کا ایک فرد ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کا الہام مباحثہ جبلپور سے ایسا بے تعلق نہیں جیسا کہ مولانا شیر پنجاب نے فرمایا۔

راقم عاجز امیر احمد سہسوانی ثم البدایونی مقیم سیوتی چھپارہ ملک متوسط۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مولانا! آپ کا استدلال بہت معقول۔ مگر میں نے جو اس الہام کو بے تعلق کہا تھا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ الہامی عبارت میں اراد کا لفظ ہے جس کے معنی صاف ہیں کہ جو کوئی کسی کام میں مرزا کی توہین کا ارادہ کرے گا خدا اُس کو ذلیل کرے گا جبل پور میں ابورحمت کی اگر توہین ہے تو میرے ارادہ سے نہیں ہوئی بلکہ اُس کے اپنے افعال واطوار سے ہوئی اس لئے الہام بے تعلق ہے۔ ہاں رامپور اور لدھیانہ میں مرزا کی توہین کا ارادہ تھا جہاں کے حالات سب کو معلوم ہیں مگر قادیانی اخبار کہتے ہیں وہاں بھی ہماری فتح اور تمہاری ذلت ہوئی اس لئے ہماری دعا ہے کہ ہمارے اور تمہارے مباحثہ کا انجام خدا ہمیشہ رامپور اور لدھیانہ کی طرح کیا کرے۔ (آمین)

قیصر جرمنی اور مرزا قادیانی:

سراج الاخبار (کابل) جریدہ ''عام یہود'' سے ناقل ہے کہ قیصر جرمنی جب شہر لوڈز میں داخل ہوا تو گرجہ میں جا کر تورات کے دس احکام کی تعظیم کرکے بولا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ (سراج الاخبار ۱۱-اکتوبر)

قیصر کے اس دعویٰ سے ہم کو کیا بوجہ مسلمان ہونے کے اور کیا بوجہ پنجابی ہونے کے سخت اختلاف بلکہ نفرت ہے۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے تو ظاہر ہے۔ پنجابی ہونے کی حیثیت سے اس لئے کہ یہ عزت مسیح موعود ہونے کی خدا نے مرزا صاحب قادیانی کی وساطت سے خاص کر پنجاب کو بخشی تھی پھر ہم کیوں کر گوارا کرینگے کہ ہماری اس عزت پر قیصر جرمنی ہاتھ ڈالے۔ اس کو یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ ہم مرزا صاحب کی مسیحیت کے منکر ہیں لہذا وہ اس دعویٰ سے فائدہ حاصل کرسکتا ہے۔ گو ہم منکر ہیں لیکن اس ملکی عزت میں تو شریک ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ ہم مرزا صاحب اور ان

کے مریدوں کو اس شعر کی طرف توجہ دلا دیں۔

آج دعویٰ اُن کی یکتائی کا باطل ہوگیا
روبرو اُن کے جو آئینہ مقابل ہوگیا

(ہفت روزہ اہل حدیث جلد ۱۲۔ نمبر ۵۱۔ مورخہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ مطابق ۲۹ ر اکتوبر ۱۹۱۵ء ص: ۱-۴) ۸

قادیانیوں کی باہمی چپقلش

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی مشن کی دونوں پارٹیوں محمودی اور پیغامی (یا قادیانی اور لاہوری) میں جو اختلاف ہے اُس کا نتیجہ یہاں تک پہنچا ہے کہ خلیفہ قادیان میاں محمود نے اپنے مریدوں کو حکم دیا ہے۔ کہ پیغامی پارٹی جو اشاعت اسلام کا کام کرتی ہے خواہ ولایت میں یا ہندوستان میں اُس کی مدد نہ کرنی چاہیے۔ اس فتویٰ پر پیغامی پارٹی کے سردار مولوی محمد علی صاحب ایم اے مندرجہ ذیل الفاظ میں اظہار رنج کرتے ہیں:

''مجھے آپ (میاں محمود) کی ان باتوں کے کہنے پر تعجب نہیں بلکہ تعجب اُن پر ہے جنھوں نے عقل خداداد سے کام لینا چھوڑ دیا اور آپ کی ان باتوں پر سہمے ہوئے جانور کی طرح آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ میاں صاحب! جس تباہی سے آپ ڈراتے ہیں اُس سے ہم ڈرتے نہیں۔ اگر حق کی تائید میں کام کرتے ہوئے ہماری جانیں چلی جائیں۔ اگر ہمارے مالوں کو کچھ نقصان پہنچ جائے تو یہ تو خوش قسمتی ہے حقیقی تباہی انسان کی وہ ہے جسے اُس کی یہ آنکھیں دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتیں گندے عقیدوں میں مبتلا ہو جانا توحید سے قدم ہٹا کر شرک کی طرف چلے جانا یہی حقیقی تباہی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور تباہی کیا ہے۔ جس سے انسان ڈرے۔ ہاں ڈرنے وہ مقام ہے جس پر خدا نے فرمایا کہ ان الله لايغفر ان يشرك به ويغفر مادون ذٰلك لمن يشاء دو مصیبتوں میں سے آسان کو انسان قبول کرتا ہے غیر اللہ کی اس قدر عظمت کہ انسان اللہ تعالیٰ کے احکام کی طرف توجہ نہ کرے جو آپ کے بہت سے

مریدین کی ہورہی ہے۔ یہی وہ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون الله والا شرک ہے۔ پس اگر آپ کی بیعت نہ کرنا آپ کو مرشد نہ ماننا بھی کوئی گناہ ہے تو اس سے بہت بڑھ کر گناہ مشرکانہ عظمت ہے جس پر ان الله لایغفر ان یشرك به کا وعید خدا کی کتاب میں ہے۔ پس آپ ہم کو کسی تباہی سے نہ ڈرائیں ہم سب سے بڑھ کر شرک میں گرفتار ہو جانے کی تباہی سے ڈرتے ہیں اس کے سامنے سب تباہیاں ہیچ ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ آپ کے مرید آپ کے احکام کو خدا کے احکام پر مقدم کررہے ہیں خدا فرماتا ہے تعاونوا علی البر والتقوی آپ کا حکم ہوتا ہے اشاعت اسلام کے فلاں کام میں مدد نہ دو۔ کیوں۔ اس لئے کہ جو شخص اُس کام کو کر رہا ہے وہ آپ کا مرید نہیں ہے۔'' (پیغام صلح لاہور ۱۵ اکتوبر)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

واقعی اس فتویٰ پر جس قدر بھی رنج اور نفرت کا اظہار کیا جائے کم ہے۔ اس قدر تنگ دلی؟ کہ ایک شخص خواہ ہمارا کیسا ہی دشمن ہے مگر وہ ایک نیک کام کرتا ہے اُس میں وہ امداد کا ویسا ہی مستحق ہے جیسا ہمارا دوست اُس کام کو کرنے سے مستحق امداد ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جب باغیوں نے محاصرہ کیا تو حضرت موصوف کے خاص احباب نے آ کر عرض کی کہ باغی لوگ جماعت کراتے ہیں ہم اُن کے پیچھے نماز پڑھنے میں حرج سمجھتے ہیں تو حضرت ممدوح نے کیا ہی انصاف کا حکم فرمایا:

الصلوٰۃ احسن مایعمل الناس اذا احسن الناس فاحسن معھم۔ واذا اساؤ فاجتنب اساء تھم (بخاری) (جب کوئی اچھا کام کرے اُس سے مل جاؤ جب بُرا کرے اُس کی برائی سے بچ جاؤ)۔''

یہ تھی سچی اور حقانی تعلیم اُس معلم حقیقی کی جو دنیا کو ظلمات سے نور کی طرف نکالنے کو آیا تھا۔ الحمد للہ اہلحدیث ہمیشہ اس پاکیزہ اصول کو ملحوظ رکھتا رہا ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ رکھے گا۔

مگر جس طرح ہمیں کسی کے نیک کام میں شرکت کرنے کا حکم ہے۔ راست گوئی اور راست روی کا بھی حکم ہے۔ اس لئے ہم خدالگتی کہتے ہیں کہ اس فتویٰ میں

میاں محمود قادیانی خلیفہ صاحب کا قصور نہیں بلکہ دونوں پارٹیوں کے مسلم خلیفہ اور مرشد کامل اور ہادی برحق جناب مولوی حکیم نورالدین صاحب خلیفہ اوّل کا بھی یہی فتویٰ تھا جو اصلی الفاظ میں درج ذیل ہے:

ایک خادم امرتسر سے عیادت کے لئے آیا اُس نے عرض کیا کہ اشاعت اسلام کے نام سے لوگ ہم سے چندہ مانگتے ہیں کیا کیا جاوے۔

فرمایا اشاعت اسلام تو ایک مبارک اور مفید کام ہے اور اس کے لئے ہمیں بہت تڑپ ہے اور ہم یہی چاہتے ہیں کہ اسلام دنیا میں پھیلے مگر جو لوگ ہمارے سلسلہ کے دشمن ہیں اور اشاعت اسلام کرنا چاہتے ہیں اُن کے متعلق قابل غور امر یہ ہے کہ کیا وہ موید من اللہ اور منصور ہیں یا نہیں۔ اس لئے تم اپنے ہی شہر میں دیکھو جہاں ہمارے پانچ دشمن ہیں اور وہ اشاعت اسلام کے مدعی ہیں۔ اول غزنوی گروہ۔ دوم ثناء اللہ۔ سوم احمدیہ (یعنی مولوی احمد اللہ امرتسری کے پیرو)۔ چہارم اہل فقہ۔ پنجم مولوی محمد حسین کے ساتھ والے لوگ۔

اب غور کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی تائید اور نصرت کہاں تک کی حضرت اقدس علیہ السلام کی مخالفت ہیں اُنہوں نے فرداً فرداً ناخنوں تک زور لگایا مگر نتیجہ کیا ہوا؟ کیا کوئی جماعت مستقل طور پر اُن کو ملی۔ اول تو باہم ان پانچوں میں بغض وعداوت ہے اور ایک کے دوسرے کو مٹادینے اور ذلیل ورسوا کرنے کی کوشش اُٹھا نہیں رکھی ان واقعات نے جو تجارب صیحہ ہیں بتادیا ہے ہ یہ لوگ کامیاب نہیں ہوسکتے پھر جب خدا تعالیٰ کی نصرت ان کے ساتھ نہیں تو ہم اپنے مال ان کے سپرد کیوں کریں جناب الٰہی کا منشاء یہ نہیں کہ ان کو مویّد کرے برخلاف اس کے اس سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے اشاعت اسلام کا ذریعہ بنایا ہے۔ تم جانتے ہو۔ کہ شروع سے لے کر اب تک کس قدر مخالفت اس کی کی گئی۔ شہر والوں سے دشمنی کی۔ برادری نے مخالفت کی۔ ہندوؤں نے، آریوں نے، عیسائیوں نے، سکھوں نے اور بالآخر خود مسلمانوں نے ایسی دشمنی کی کہ وہ چاہتے تھے کہ اس سلسلہ کا نام ونشان مٹادیں مگر اللہ تعالیٰ نے کیسی نصرت فرمائی اور کس طرح پر اس کو نشو ونما دیا ہر مخالفت اور ہر حملہ اس

کی ترقی کا موجب ہوا اور ایک جماعت کثیر کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دیا اور ہر قسم کے لوگ اس کی خدمت کے لئے جمع ہو گئے یہ تائید الٰہی کا ایک ایسا ثبوت ہے کہ اس کا انکار نہیں ہوسکتا۔ اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو پیدا کیا ہے۔ اور اسی کے ذریعہ یہ کام ہوگا۔" (الحکم قادیان ۷ جنوری ۱۹۱۱ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس فتویٰ کی بنا یہ ہوئی تھی کہ امرتسر میں ایک انجمن اشاعت اسلام کے نام سے قائم ہوئی اُس میں ایک آدھ مرزائی بھی شریک تھا جس نے قادیان میں جا کر چندہ دینے کی اجازت پوچھی تو خلیفہ صاحب نے یہ جواب دیا۔ اگر یہ فتویٰ اُس وقت کسی صحت اور حکمت پر مبنی تھا تو اب بھی ہونا چاہئے اور اگر اُس وقت یہ مخالف شرع اور تنگ ظرفی کا نتیجہ تھا تو اُس وقت بھی قابل رد اور لائق نفرت تھا جیسا اب ہے۔ اس کی بابت ہم کچھ نہیں کہتے پیغامی پارٹی سوچ لے۔ ہم نے تو جہاں تک ان پارٹیوں کے جھگڑے پر غور کیا اس نتیجہ پر پہنچے ہیں جس کا ثبوت دینے کو بھی ہم تیار ہیں کہ لاہوری پارٹی قرآن وحدیث کے قریب ہے اور قادیانی پارٹی مرزائی مشن کے قریب تر ہے۔"

(ہفت روزہ اہل حدیث۔ جلد ۱۳۔ نمبر ۱۔ مورخہ ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ مطابق ۵۔ نومبر ۱۹۱۵ء ص: ۸-۹)

وحدت قومی علامت مسیح موعود

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

پیغامی پارٹی کے اخبار پیغام صلح (لاہور) میں ایک مضمون نکلا ہے جو اپنی روانی اور صفائی بیان کی وجہ سے اس قابل ہے کہ قادیانی مشن کے لیے اُس کو فیصلہ کن قرار دیا جائے۔ نہ صرف اس لئے کہ وہ اپنی حیثیت میں معقول ہے بلکہ اس لئے کہ جناب مرزا صاحب قادیانی نے بھی اُس کی تائید فرمائی ہوئی ہے۔

عرب میں ایک مثال مشہور ہے الثمرة تنبئ عن الشجرة

(اردو میں جس کا مطلب ہے درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے) آج کا مضمون اس مثال کے

مطابق مسیح موعود کی پہچان کا ایک معقول ذریعہ ہے۔ پیغام صلح لکھتا ہے:

مسلمانان ہند وحدت کی تلاش میں

مسلمانوں نے شعائر اسلامی اور احکام دینی کو تو بالکل بھلا دیا جس سے کہ وہ تعامل اسلام کو ملحوظ رکھ کر اپنے زمانہ کا ربانی لیڈر تلاش کرتے اور حقیقی قومی وحدت سے جو قوم اسلام ہی کا خاص حصہ ہے بہرہ مند ہوتے اس لئے اُنہوں نے یورپ کی تقلید میں اپنی اصلاح اور کامیابی کو انجمنوں (مرزا صاحب نے بھی تو انجمن ہی کو رہبر اور مطاع بنایا تھا اسی پر تو آپ لوگ بگڑے بیٹھے ہیں) ہی پر منحصر رکھا مگر جب کچھ عرصہ تک انجمنوں سے معتدبہ فائدہ قوم کو نہ پہنچا تو شاہ سلیمان پھلواروی نے تجویز کھڑی کی کہ اس طرح بغیر وحدت کے انفرادی طور پر انجمنوں کے کام میں کوئی برکت پیدا نہیں ہوسکتی۔ اس لئے ہندوستان کی تمام انجمنیں ایک ہی نظم وحدت میں آ کر ایک مرکزی انجمن کے ماتحت ہوجائیں۔ شاہ صاحب نے بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے کہ ایک مرکزی انجمن بن جائے مگر کچھ بھی نہ بن سکا۔ اب قومی وحدت کے لئے مرکز بنائے تو خدا ہی بنائے لوگوں کے بنائے ہوئے مرکز میں خاک برکت ہوسکتی ہے۔ اسلام میں جیسا کہ میں پہلے بحث کر چکا ہوں خلفائے قوم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے مامور ہوتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ درحالیکہ اسلام میں ہمیشہ اماموں کا سلسلہ جاری رہا ہے تو موجودہ صدی جس کو اب تیس برس سے زائد عرصہ گزر چکا ہے امام سے کیونکر خالی رہ سکتی ہے حالانکہ چودھویں صدی کے غیر معمولی فتنوں کی خبر حدیث شریف (یہ حدیث ہم بھی سننا چاہتے ہیں۔ اڈیٹر اہلحدیث) اور بہت سے اولیاؤں کی پیشگوئیوں سے ثابت ہے بلکہ اس صدی کے حالت تو ایک عظیم الشان مصلح کی آمد کے مقتضی ہیں اور وہ قوم جس کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحدت قومی کی اتنی تاکید ہوتی تھی کہ اگر کم از کم دو تین صحابہ کو کہیں سفر کو روانہ فرماتے تھے تو آں حضرت صلعم اُن میں سے ایک کو اُن کا امیر بنا کر دوسروں کو اس کے ماتحت ٹھیراتے تھے اور آں حضرت کی سنت سے اس کے خلاف

کبھی ثابت نہ ہو سکے گا تو کیا وہ قوم کی قوم ایسے پرفتن اور انقلاب انگیز زمانہ میں اب بن سِری رہ گئی ہے؟ اور زندہ نبی اور زندہ کتاب کی تعریف کی رو سے ہر صدی کے سرے پر جو امام آتا رہا وہ اس پرفتنہ زمانہ میں جس میں کہ غیر اقوام کے ہر کمینہ اور رذیل تک زندہ کتاب اور زندہ نبی پر سفا کانہ حملوں کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں نہیں آیا۔ کیا انا له لحافظون کا وعدہ خداوندی اس زمانہ میں آ کر فسخ ہو گیا ہے ہرگز نہیں۔ وہ مرد خدا جو آنے کو تھا عین وقت پر آ چکا ہے جو میرزا غلام احمد قادیانی ہے ہم کسی کو بغیر دلیل کے اور نامعقولیت سے اس امام کے مان لینے پر مجبور نہیں کرتے۔ تم سوچو کہ اس صدی کے سرے پر صرف دو ہی شخصوں نے جیسا کہ پہلے ایک جگہ تفصیل ہو چکی ہے ماموراِلٰہی ہونے کا دعویٰ کیا ہے ایک ڈاکٹر ڈوئی نے امریکہ میں جو دشمن احمد تھا جو خائب وخاسر ہو کر ناکامی کی موت مرا اور ایک نے قادیانی میں جو غلام احمد ہے جو مظفر ومنصور ہو کر اور ایک جانباز اور سرگرم عاشق دین محمدی مشن چھوڑ گیا ہے۔ (پیغام صلح ۱۶ نومبر ص:۸)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

راقم مضمون ہذا نے تو وحدت قومی کے لئے صرف آرزو ہی ظاہر کی ہے اور اس کی صورت بتلائی ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کو بطور مسیح موعود یا مدد کے مان لیں تو وحدت ہو سکتی ہے۔ مگر مرزا صاحب اس سے بھی واضح تر لفظوں میں فرماتے ہیں ہیں اور بطور جملہ انشائیہ کے نہیں بلکہ بطور خبر یہ کے لکھتے ہیں کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ایسا ضرور ہو جائیگا۔ مرزا صاحب کا کلام صداقت التیام یہ ہے:

چونکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتاز ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آں حضرت ﷺ کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی یعنی شبہ گزرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا۔ کیوں کہ جو آخری کام آپ کا تھا وہ اُسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بنجائیں اور

ایک ہی مذہب پر ہو جائیں زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لئے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا۔ جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اُسی کا نام خاتم الخلفاء ہے پس زمانہ محمدی کے سر پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اُس کے آخر میں مسیح موعود ہے اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ ہو لے کیوں کہ وحدت اقوامی کی خدمت میں اُسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اسی کی طرف آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله (چشمۂ معرفت، ص:۸۲)

اہلحدیث۔ پیغام صلح کے ایڈیٹر کے ہم مشکور ہیں جنہوں نے ازراہ مہربانی ہم کو مقلدانہ تسلیم کرنے کی تکلیف نہیں دی بلکہ فرمایا:

''ہم کسی کو نامعقولیت سے اس امام کے ماننے پر مجبور نہیں کرتے۔''

اس احسان کے شکریہ میں ہم بھی عرض کرتے ہیں کہ ہم بھی کسی کو محض دیکھا داکھی ایک دوسرے کے پیچھے چلنے کی تکلیف نہیں دیتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ سوچ لو پہلی غلطی ہوئی تو اُس پر جم نہ جاؤ۔ غلطی کرنا ایک گناہ ہے تو غلطی پر جم جانا کئی درجہ بڑھ کر گناہ ہے۔ سوچو کہ جس وحدت کی بابت مرزا صاحب نے مندرجہ بالا الفاظ میں اعلان کیا ہے جس پر ہم نے خط دیدیا ہے جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

مسیح موعود کے زمانہ میں تمام قومیں متحد اور تمام مذاہب ایک مذہب بن جائیں گے۔

کیا یہ درجہ حاصل ہوگیا؟ ہوگیا ہوتا تو ہم بھی خوش ہوتے۔ مگر واقعات بتلا رہے ہیں کہ اس کے برعکس ایسی وحدت ہوئی کہ خاص اُسی فرقے میں جس نے اس مسیح کو مانا تھا وحدت سے تثلیث نکل آیا جس پر ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔

دوست ہی دشمن جاں ہوگیا اپنا حافظ
نوش دارو نے کیا کیا اثر سم پیدا

کیا ایڈیٹر صاحب پیغام صلح اور اُن کی پارٹی اس معقول نکتہ چینی پر غور کرینگے؟

ایڈیٹر صاحب کا یہ کہنا کہ دو ہی شخصوں نے دعویٰ کیا۔ ایک امریکہ کے ڈاکٹر ڈوئی دشمن احمد نے۔ دوسرے غلام احمد نے۔ ایک ناکام مرا۔ دوسرے مظفر ومنصور مرا۔ یعنی امریکن مدعی تو ناکام مرا۔ مگر قادیانی مدعی کامیاب ہوگیا۔ اس کے جواب میں صرف اس قدر کہتے ہیں کہ ڈوئی کے حالات ہم کو جو پہنچے ہیں ان کا ذریعہ معلومات قادیانی اخبارات کے سوا اور کوئی نہیں اس لئے اُس کی بابت تو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کون تھا اور کیسا مرا۔ ہاں قادیانی مدعی کی بابت ہم کو شک ہے کہ وہ کامیاب نہیں مرا۔ کیونکہ کامیابی ہر شخص کی اُس کے مقصد اور مدعا کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ مرزا صاحب بحیثیت مسیح موعود اور مہدی مسعود یہ مقصد اور مدعا لائے تھے کہ میں دنیا میں وحدت قومی اور ایک ہی مذہب اسلام پیدا کرونگا۔ یہی اور خاص یہی اُن کا مقصد تھا جس کی بابت دوست دشمن سب متفق ہیں کہ حاصل نہیں ہوا پھر کس منہ سے کوئی کہہ سکتا ہے کہ مرزا صاحب کامیاب گئے بلکہ یہ کہنا موزون ہے۔

کوئی بھی کام مسیحا ترا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے ترا آنا جانا

(اہلحدیث امرتسر جلد ۱۳۔ نمبر ۱۰۔ مورخہ ۲۴ محرم الحرام ۱۳۳۴ھ مطابق ۳ دسمبر ۱۹۱۵ء ص: ۱-۳)

بے جا شیخی

قادیان کے اخبار فاروق نے ایک مضمون لکھا ہے جس کا عنوان ہے، ایک مقلد کے سوالات غیر مقلد سے، اس کے نیچے لکھتا ہے:

سراج الاخبار میں ایک مقلد نے غیر مقلد سے کچھ سوالات کئے ہیں جو انہیں پرانے جھگڑوں کی نسبت ہیں جن پر آج تک ہر دو فریق میں سر پھٹول ہوتی چلی آئی ہیں۔ مثلاً رفع یدین، ناف کے اوپر یا نیچے ہاتھ، فاتحہ خلف الامام کی حدیث کا بعد از نزول آیت و اذا قرىء القرآن مروی ہونا، ائمہ اربعہ سے کسی کی تقلید کا منع ہونا، تین طلاق دے کر بدون حلالہ شوہر اول سے نکاح کا جواز، جمع بین الصلوتین کا ثبوت۔ ہر دو فریق کو نصیحتاً للہ کہتا ہوں کہ

اب آ گیا مسیح جو دیں کا امام ہے۔ وہ الحکم العادل ہے اس پر ایمان لا کر اس کے فیصلہ کو منظور کرو تا ان خرخشوں سے نجات پاؤ۔ اگر تمہاری روائتیں اور لفظی بحثیں اس بارے میں کافی ہوتیں تو کبھی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا۔ کیونکہ وہ امام آسمان سے نازل ہو چکا جس نے خدا سے علم پا کر ان مسائل کا فیصلہ کر دیا ہے پس وہی حق ہے جو وہ فرماتا ہے۔،

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اچھا صاحب یہ بھی تو بتلا یئے آپکے امام حکم نبی رسول مسیح موعود مرزا بالقابہ نے ان مسائل میں کیا فیصلہ کیا؟ اے کاش وہ فیصلہ نقل کیا ہوتا۔ ہاں جب تک آپ فیصلہ ہم کو سناویں ہم ہی آپ کو اس حکم عادل کے آنے کا نتیجہ سنا دیتے ہیں۔

سنئے! یہ عادل حکم آپ کا پرانے مسائل خلافیہ میں تو کیا ہی فیصلہ کرتا اس نے تو اور ہی اختلاف ڈالا ہے۔ آج ہمارے سامنے وہ اختلاف کفر و اسلام کی خلیج دن بدن بڑھ رہا ہے۔ قادیان سے رسائل نکلتے ہیں جن میں بڑی لمبی چوڑی دلیلوں سے ثابت کیا جاتا ہے کہ جناب مرزا صاحب نبی تھے، رسول تھے۔ نتیجہ اس کا یہ بتلایا جاتا ہے کہ جو جناب مرزا صاحب کو ان القاب کے ساتھ نہ مانے وہ کافر ہے۔ اس دعوی پر مرزا صاحب ہی کے اقوال نقل ہوتے ہیں۔ لاہور سے اس کا جواب بصورت ایک بڑی بسیط کتاب النبوۃ فی الاسلام کے نکلتا ہے (یہ کتاب ہمارے پاس بغرض ریویو آئی ہے جسے دیکھ کر ہمیں سخت رنج ہوا۔ اصل کتاب ۳۲۲ صفحات پر ہے اور ضمیمہ ۱۸۹ صفحوں کا ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ سب بہت اچھے۔ مقصود اتنی بڑی ضخیم کتاب سے صرف نبوت مرزا کے مسئلہ کا حل ہے۔ یعنی قادیانی پارٹی کے خیال متعلقہ نبوت مرزا کا جواب دیا گیا ہے ملنے کا پتہ دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور، ہمیں اس کتاب کے دیکھنے سے رنج اس لئے ہوا کہ یہ لوگ کس بے کار شغل میں قوم کا روپیہ ضائع کر رہے ہیں۔ اتنی بڑی کتاب کی اشاعت سے اسلام کی کیا اشاعت ہے۔ یہ تو صرف مرزا صاحب کے خیالات کی اشاعت ہے۔ اس لئے ایسی کتاب پر اوس انجمن کا روپیہ لگنا جس کا نام اشاعت اسلام ہو ہمارے خیال میں سخت غلطی اور چندے کا بے جا صرف ہے۔ اڈیٹر) جس میں ان حوالہ جات کے مقابلہ میں اور حوالجات ہوتے ہیں جو وہ بھی مرزا صاحب ہی کے اقوال سے پیش کئے جاتے ہیں کہ مرزا صاحب کو نبوت کا دعوی تو تھا مگر اصلی نہیں بلکہ ظلی تھا۔ اور مرزا صاحب کا منکر محض انکار

سے کافرنہیں ہوتا وغیرہ وغیرہ اس اختلاف کا نتیجہ ہم بچشم خود دیکھتے ہیں کہ جماعت مرزائیہ ایک سے دو ہو چکی ہے اور دونوں میں باوجود صدکوشش کے ملاپ مشکل بلکہ مشکل سے محال ہو جاتا ہے۔ بتلایئے آپ کے حکم عادل نے دنیا میں آکر اختلاف کو ترقی دی یا اتفاق کو پھر وہ مسائل خلافیہ میں کیا فیصلہ کریں گے جنہوں نے خاص اپنی ذات کے لئے اور ایک سخت اختلاف پیدا کر دیا۔

دونوں پارٹیوں سے سوال:

آپ دونوں حضرات مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں گو ایک فریق مستقل اور ایک غیر مستقل کہتا ہے۔ ان الفاظ (مستقل غیر مستقل) کی تفسیر کرنے میں بھی آپ دونوں کا اختلاف ہے اس لئے محض آگاہی حاصل کرنے کے خیال سے ہم دونوں فریقوں سے سوال کرنے کی اجازت چاہتے ہیں جو منطقی اصطلاح میں ہوگا تاکہ سوال مذکور علمی طریق سے اچھی طرح حل ہو جائے۔ آپ دونوں فریق اس پر تو متفق ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی کی نبوت آنحضرتﷺ کے طفیل ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ آنحضرتﷺ جو نبوت مرزا کے لئے واسطہ ہیں تو یہ واسطہ فی العروض ہے یا واسطہ فی الثبوت۔

واسطہ فی الثبوت کی دو قسمیں ہیں جو اہل علم سے مخفی نہیں۔

پس آپ صاحبان اس واسطہ کی تعیین فرمادیں تاکہ نبوت مرزا کا مسئلہ کم سے کم ہماری سمجھ میں تو آجائے۔ آج تک تو ہم نے اس مسئلہ (نبوت مرزا) کو اس شعر کا مصداق سمجھا ہوا ہے

حلف عدو سے قسم مجھ سے کھائی جاتی ہے
الگ ہر ایک سے چاہت بتائی جاتی ہے

امید ہے دونوں فریق ہمارے سوال پر علمی رنگ میں توجہ فرماویں گے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ جنوری ۱۹۱۶ء مطابق ۷ ربیع الاول ۱۳۳۴ھ نمبر ۱۱ جلد ۱۳۔ ص ۲۔۳)

مباحثہ لدھیانہ پر اعتراض

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین بھولے نہ ہوں گے مرزا صاحب قادیانی نے ۱۵۔اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار بدیں مضمون دیا تھا کہ ہم دونوں (مرزا قادیانی اور ثناءاللہ) میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائے گا۔

اس اشتہار کے متعلق اپریل ۱۹۱۲ء میں لودہیانہ میں مباحثہ ہوا۔جس میں مرزائی جماعت کی طرف سے مبلغ تین سو روپیہ انعام مقرر تھا۔جو حسب فیصلہ منصف خاکسار کو ملا۔یہ ایک مشہور قصہ ہے۔یہ مباحثہ اور فیصلہ مرزائی کیمپ میں جس قدر بے چینی کرتا بجا تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اس کے جواب میں مرزائیوں نے مختلف طریقے اختیار کئے۔سب سے اخیر طریق جو اسوقت ہمارے زیر نظر ہے رسالہ تشحیذ الاذہان بابت نومبر ۱۹۱۵ء کا ایک مضمون ہے جو اس نامہ نگار کی طرف سے ہے جس کے مبلغ ۵۰ روپئے انعامی رقم سہ صد میں داخل تھے۔

نامہ نگار مذکور مباحثہ کے متعلق جو اعتراض کرتا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

الف: ہمارا شرط ہارنا ایسا ہے جیسا حضرت ابوبکر صدیق کا جنہوں نے غلبہ روم کی پیش گوئی کے متعلق کفار عرب کے سامنے اپنی شرط ہاری تھی۔

ب: منصف کا فیصلہ غلط ہے۔ہمارے دلائل ایسے مضبوط تھے کہ مولوی ثناء اللہ بھی ان کو پڑھ کر گھبرا گئے وغیرہ (تشحیذ الاذہان مذکور۔ص ۴۵)

یہ مضمون اکتوبر نومبر کے تشحیذ الاذہان میں نکلا تھا۔مگر نہ نامہ نگار نے بھیجا ،نہ اڈیٹر یا مینجر نے بھیجنے کا حوصلہ کیا۔کسی غیر سے ہم کو یہ پرچہ دست یاب ہوا،تو آج جواب دیا جاتا ہے۔

ہم حیران ہیں کہ منصف مزاجوں کو کیا جواب دیں ان لوگوں سے تو ہمیں کچھ توقع نہیں ہاں ناظرین کی خاطر مختصر سا جواب دیتے ہیں

الف : حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جو شرط ہاری تھی وہ سند میں پیش نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کی تصدیق دربار رسالت سے نہ ہوئی تھی حضورﷺ کو جب خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اے ابوبکر قرآن میں بضع سنین کا لفظ آیا ہے تیری زبان میں بضع نو تک بولا جاتا ہے۔

چنانچہ مرزائی نامہ نگار خود نقل کرتا ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ابوبکرؓ سے فرمایا جا کر ان سے میعاد زیادہ کرو۔ دو سال مدت میں اور بڑھاؤ۔

راوی نے کہا کہ ابھی دو سال نہیں گزرنے پائے تھے، فارس پر روم کی فتح یابی کی خبر لے کر سوار آن پہنچے تو مسلمانوں کو اس بات کی کمال خوشی ہوئی۔

(تشحیذ الاذہان مذکور ص ۴۸)

دیکھئے دربار رسالت کے حکم سے جو مقرر ہوا وہ صحیح ہوا۔

اب ادھر دیکھئے لدھیانہ کے مباحثہ میں جو مرزائیوں نے شرط ہاری تھی وہ اپنے نبی کی تصدیق سے ہاری تھی کیونکہ منصف کے سامنے مرزا صاحب کا قول نمایاں کر کے رکھا گیا تھا جو ۲۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے اخبار بدر میں مرقوم ہے کہ:

ثناء اللہ کی بابت جو لکھا گیا یہ خدا کی طرف سے ہے میں نے اس کے متعلق دعا کی تھی تو الہام ہوا تھا اجیب دعوۃ الداع اذا دعان

یہ ہے دربار مرزا قادیانی کی تصدیق۔ پھر اس کو حضرت ابوبکرؓ کی ذاتی شرط سے تشبیہ دینا دھوکا نہیں تو اور کیا ہے۔

ب : منصف اور غیر منصف دونوں سے غلطی ممکن ہے۔ پھر منصف اور غیر منصف میں کیا فرق ہے۔ فرق یہ ہے کہ جس شخص کو منصف مانا جاتا ہے اس کی منصفی کے متعلق یہ اقرار ہوتا ہے کہ اس کی رائے کے سامنے چون و چرا نہ کریں گو اس میں غلطی کا امکان ہوتا ہے، لیکن بوجہ وعدہ کے شریف آدمی نزاع کو قطع کر دیتے ہیں۔ گو دل میں اس کے خلاف گلہ رہے مگر زبان پر خلاف نہیں آ سکتا۔ کیونکہ ایسا کرنا ان کے اس وعدہ کے صریح خلاف ہے جو منصف ماننے کے وقت کیا تھا۔

پس مرزائیوں نے جس شخص کو معتمد اور معتبر مانا تھا اس کے فیصلہ پر بھی ان کا نزاع کرنا کم سے کم اپنے وعدہ شرعی کو توڑنا ہے جو کسی طرح جائز نہیں۔

یہی جواب ہے اخبار پیغام صلح لاہور کے لاہوری نامہ نگار فتح محمد کا جس نے اخبار مذکور مورخہ ۴ جنوری ۱۹۱۶ء میں یہ اعتراض کیا ہے کہ ممکن ہے فیصلہ میں حاکم غلطی کر جائے۔

میں کہتا ہوں فیصلہ اگر میرے برخلاف ہوتا تو میں بھی یہ الفاظ کہہ سکتا تھا، یا نہیں؟ اگر کہہ سکتا تو تقرر منصف کا فائدہ ہی کیا ہو۔ اور اگر میں نہ کہہ سکتا تو اس کی بھی کوئی وجہ ہے کہ میں تو نہ کہہ سکتا اور آپ جو چاہیں کہیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ انصاف پسند کوئی بھی نہیں کہہ سکتا۔

سنئے حدیث شریف میں المسلمون علی شروطھم مسلمانوں کو اپنی شرطوں پر قائم رہنا چاہیے ایک عام اسلامی اصول ہے جس کی پابندی ہر ایک مدعی اسلام پر واجب ہے کہ جو کچھ وہ باہمی عہد و پیمان کریں اس پر قائم رہیں ایسا نہ ہو کسی کو یہ کہنے کا موقع ملے

کیونکر مجھے باور ہو کہ ایفاء ہی کرو گے
کیا وعدہ تمہیں کرکے مکرنا نہیں آتا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ جنوری ۱۹۱۶ء مطابق ۱۴ ربیع الاول ۱۳۳۴ھ نمبر ۱۲ جلد ۱۳ ص ۲۔۳)

<u>فیصلہ آسمانی:</u>

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعاوی اور ان کے صدق و کذب کی شناخت کرانے کے متعلق یہ کتاب بہت اچھی ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ سب اچھا ہے۔

دوسری شہادت آسمانی: مرزا صاحب قادیانی کا دعوی تھا کہ رمضان میں چاند اور سورج کو جو گہن ہوا تھا وہ میری صداقت کی دلیل ہے۔ اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب سے پہلے فلاں فلاں سنہ میں ایسا ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ اور مضامین بھی قابل دید ہیں۔ منگیر خانقاہ رحمانی۔ دونوں کا پتہ یہی ہے (اہل حدیث امرتسر ۴ فروری ۱۹۱۶ء مطابق ۲۸ ربیع الاول ۱۳۳۴ھ ص ۱۲)

مکرر کذب بیانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں :

ناظرین کو یاد ہوگا ہمارے سہ صدی دوست منشی قاسم نے اخبار فاروق قادیان میں لکھا تھا کہ تفسیر ثنائی کی جلد سوم میں مولوی ثناء اللہ وفات مسیح کے قائل ہیں۔

جسکے جواب میں ایک مفصل مضمون ۲۶ نومبر ۱۹۱۵ء کے اہلحدیث میں درج ہو چکا ہے

فاروق کے مضمون کی بنا پر چھاؤنی میرٹھ کے ایک مرزائی نے ایک اشتہار لکھا جو ۲۷ نومبر کو انجمن اہل حدیث میرٹھ کے جلسہ پر بٹا۔ جس میں لکھا کہ مولوی ثناء اللہ تفسیر ثنائی میں وفات مسیح کے قائل ہیں۔

میں نے اس کا جواب جلسہ کی تقریر میں یہ دیا کہ میری تفسیر سے اگر یہ عبارت دکھا دیں تو میں مرزا صاحب کو مان جاؤنگا۔

یقین تھا کہ بغرض تحقیق حق تفسیر ثنائی کو دیکھ کر مشتہر اپنی غلطی سے رجوع کرے گا مگر مرزائی اور رجوع؟ اس نے الٹا اور ایک مضمون فاروق میں شائع کرایا جس میں پھر وہی دعوی لکھا ہے جسکا جواب اہلحدیث ۲۶ نومبر ۱۹۱۵ء میں مفصل دیا گیا تھا ہم اس کی مزید تسلی کے لئے مختصر الفاظ میں پھر کہتے ہیں۔

تفسیر ثنائی جلد سوم میں یوں مذکور ہے

مسیح کو قیامت کے دن جب خدا کہے گا اے عیسی، مریم صدیقہ کے بیٹے، تو نے لوگوں سے کہا تھا مجھے اور میری ماں کو بھی معبود سمجھو۔ وہ کہے گا جب تک میں ان میں رہا ان کی خبر گیری کرتا رہا جب تو نے مجھے فوت کرلیا تو تو ہی ان کا نگہبان تھا۔ (مفصل اہل حدیث ۲۶ نومبر ۱۹۱۵ء میں)

اس عبارت میں صاف مذکور ہے کہ

جب تو نے مجھے فوت کرلیا،

مگر یہ کب کا واقع ہے۔ صاف لکھا ہے کہ قیامت کے روز یہ گفتگو ہوگی۔ لیکن جن لوگونکی عادت ہے کہ لاتقربوا الصّلوة کے ساتھ و انتم سکاری نہ ملائیں ان کو

کیا ضرورت ہے کہ وہ ساری عبارت کو دیکھیں۔

غالباً نامہ نگار نے تفسیر ثنائی نہ دیکھی ہوگی اس لئے اس پر تو چنداں افسوس نہیں۔افسوس تو اڈیٹر صاحب فاروق پر ہے جنہوں نے اپنے ناظرین کو اس غلطی میں ڈالا اور باوجود مطلع ہونے کے ان کو غلطی ہی میں رکھا۔

ہاں یہ اعتراض کرتے تو بجا تھا کہ درمیانی وقفہ کا علم حضرت مسیح کو ہوگا پھر انہوں نے ایسا کیوں کہا،تو اس کا جواب ہم اس کو تفسیر ثنائی جلد دوم کا حوالہ دیتے ہیں جہاں مرزا صاحب کی پیش کردہ آیات کا جواب دے کر مسئلہ وفات مسیح کو صاف کر دیا ہوا ہے۔مگر انہوں نے تو یہ غضب کیا کہ مجھے وفات کا قائل کر دیا اور میری عبارت کو توڑ مروڑ کر اپنے ناظرین کو دھوکا دیا۔افسوس

باریک نکتہ: جہاں کہیں مرزائیوں سے بحث کا موقع ہوتا ہے یہ لوگ مرزا صاحب قادیانی کو زد سے محفوظ کرنے کے لئے مسئلہ وفات مسیح پیش کر دیا کرتے ہیں۔ میں اس کو بے تعلق جان کر مرزا صاحب کے دعوے کی بحث کرنے کی دعوت دیا کرتا ہوں جو اصل مقصود ہوتا ہے۔اب چونکہ مرزائی اخبار فاروق نے لکھ دیا ہے کہ مولوی ثناء اللہ وفات مسیح کا قائل ہے،تو آئندہ اس مسئلہ کو بحث کے لئے پیش کرنے کا اون کو حق نہ ہوگا کیونکہ جو بات میں مانتا ہوں اس پر بحث کیا۔

نتیجہ: میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ وفات مسیح کا مسئلہ دعاوی مرزا سے بے تعلق ہے کیونکہ وفات مسیح کا قائل ہو کر بھی آدمی مرزا صاحب قادیانی کا مخالف رہ سکتا ہے ۔پس ثابت ہوا کہ یہ بے تعلق ہے۔ پہلے تو اس دعوی کی مثال میں اوروں کا نام لیا کرتا تھا ،اب میں خود بھی پیش ہوسکتا ہوں جو (بقول اڈیٹر فاروق) وفات مسیح کا قائل ہوں مگر مرزا صاحب کا اشتہاری مخالف۔ یہاں تک کہ میری موت وحیات کی شرط بدی (لگائی) جاتی تھی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ:

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں سچا تھا پہلے مر گیا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱ فروری ۱۹۱۶ء مطابق ۶ ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ۔۳۔۴)

النبوۃ فی الاسلام کے متعلق غلط فہمی کا ازالہ

(ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ لاہوری)

اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۱۶ء میری نظر سے گذرا جس میں کتاب النبوۃ فی الاسلام مولفہ حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے امیر جماعت احمد یہ وپریذیڈنٹ احمد یہ انجمن اشاعت اسلام کے متعلق بجائے کسی منصفانہ ریویو کے بعض ایسے فقرات لکھے ہیں جو واقعات کے خلاف ہیں۔ اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ ان سے جو غلط فہمی اخبار اہل حدیث کے پڑھنے والوں کو اس کتاب کے متعلق ہوسکتی ہے اوس کا ازالہ کیا جاوے۔

ا۔ اس اخبار میں اس بات پر رنج ظاہر کیا گیا ہے کہ احمد یہ انجمن اشاعت اسلام نے اشاعت اسلام کا روپئہ اس پر کیوں صرف کیا۔

اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ اس کتاب پر ہرگز وہ روپئہ صرف نہیں ہوا جو اشاعت اسلام کی غرض سے آتا ہے۔ بلکہ جیسے سالانہ رپورٹ میں مفصل بیان کر دیا گیا تھا ہماری انجمن میں تبلیغ سلسلہ کی مد بالکل علیحدہ ہے جس میں صرف احمد یہ جماعت کا چندہ جو عامہ تبلیغ کے علاوہ صرف اس غرض کیلئے دیا جاتا ہے صرف ہوتا ہے۔ اور اس کتاب کے کل اخراجات اسی مد سے دیئے گئے ہیں، نہ کہ تبلیغ عام یا عامہ اشاعت اسلام کی مد سے۔ اور ہم نے خدا کے فضل سے ابتداء ہی سے ان ہر دو مصارف کی آمد خرچ کو علیحدہ رکھا ہے اور کبھی انہیں خلط نہیں ہونے دیا۔ یہاں تک کہ نہ صرف رسائل و کتب کا خرچ ہر ایک مد کا علیحدہ ہے بلکہ واعظین بھی جدا جدا ہیں (بہت خوب۔ درصورت صحت بیان ہذا، الزام مرفوع، اڈیٹر اہل حدیث)

۲۔ دوسری غلطی نبوت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے مسئلہ کے حوالوں کے متعلق اڈیٹر صاحب کو لگی ہے کہ وہ لکھتے ہیں کہ قادیانی پارٹی کے حوالجات کے مقابل میں اور حوالجات النبوۃ فی الاسلام میں دیئے گئے ہیں حالانکہ یہ بات درست نہیں بلکہ النبوۃ فی الاسلام میں حضرت مرزا صاحب کی تمام کتب میں سے جتنے حوالے

نبوت کے مسئلہ پر ہیں وہ سب کے سب یکجائی طور پر کتاب کے اخیر میں درج کر دیئے گئے ہیں اور ان کی تطبیق کر کے دکھائی ہے اور بتایا گیا ہے کہ ان میں فی نفسہ اختلاف کوئی نہیں۔

۳۔ اڈیٹر صاحب یہ لکھتے ہیں کہ اتنی بڑی کتاب کی اشاعت سے اسلام کی کیا اشاعت ہے۔ یہ تو صرف مرزا صاحب کے خیالات کی اشاعت ہے۔ حالانکہ یہ بھی درست نہیں۔ اگر اڈیٹر صاحب اس کتاب کو پڑھ کر نوٹ لکھتے تو یہ غلطی ان سے سرزد نہ ہوتی۔

خاتم النبیین کے بعد کسی مستقل نبی کی بعثت کو تسلیم کرنا ایک نہایت ہی خطرناک غلطی ہے اور اس عقیدہ کے رکھنے سے اسلام کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا (پھر تو قادیانی پارٹی کے پاس کیا رہا۔ اڈیٹر اہل حدیث)۔ اور اس باطل عقیدہ کی جو کتاب اس شرح وبسط سے رد کرے کیا وہ خدمت اسلام نہیں ہے (درحقیقت یہ خدمت مرزا صاحب قادیانی کے دامن کو پاک کرنے کی ہے جن کے کلام سے دعوی نبوت ثابت ہے یا ثابت کیا جاتا ہے ورنہ آج تک اس کی کوئی ضرورت کیوں نہ ہوئی۔ اڈیٹر اہل حدیث)۔ اس عقیدہ میں اڈیٹر صاحب اہل حدیث اور قادیانی پارٹی ہمارے خیال میں قریباً یکساں ہیں۔ اس لئے کہ اول الذکر کے نزدیک حضرت عیسی جو مستقل نبی تھے دوبارہ دنیا میں خاتم النبیین کے بعد آئیں گے۔ اور مؤخر الذکر نے حضرت مرزا صاحب کے وجود میں اس مستقل نبوت کو تسلیم کر لیا ہے۔ فرق صرف اتنا ہی ہے کہ اڈیٹر صاحب اہل حدیث اور ان کے ہم خیال علماء ایک پرانے نبی کا خاتم النبیین کے بعد آنا جائز سمجھتے ہیں اور ہمارے میاں صاحب (قادیانی خلیفہ) ایک نیا نبی آنحضرت ﷺ کے بعد تجویز کرتے ہیں (پرانے نبی حضرت عیسی کا آنحضرت ﷺ کے بعد بوصف رسالت تشریف لانا مسئلہ ختم نبوت کے مخالف ہوتا تو مرزا صاحب قادیانی براہین احمدیہ میں اس کے قائل نہ ہوتے حالانکہ آپ کو اس وقت بھی دعوی مجددیت تھا۔ ملاحظہ ہو براہین احمدیہ ص ۴۹۹)

اس کتاب میں بفضلہٖ تعالی قرآن وحدیث کی رو سے ان ہر دو عقائد کا ابطال کیا گیا ہے اور اس کتاب کے لکھنے کی اصل غرض صرف نبوت حضرت مرزا صاحب کی تشریح نہیں ہے بلکہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین ثابت کرنا ہے اور اس کے ضمن میں موجودہ فتنہ (اس فتنہ سے مراد آپ کی قادیانی عقیدہ ہے خدا کرے آپ کی محنت سے یہ قادیانی فتنہ فرو ہو جائے۔ اڈیٹر اہل حدیث) کا ذکر بھی کر دیا ہے جس میں حضرت مرزا صاحب کی

شان میں غلو بھی شامل ہے۔

میں نہیں سمجھتا کہ اسلام میں اس موضوع پر آج تک تیرہ سو سال میں ایسی مبسوط کتاب کسی اور بزرگ نے سلف صالحین سے لکھی ہو۔ اسلئے یہ اعلی درجہ کی خدمت اسلام ہے جو کہ حضرت مولوی صاحب نے کی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالی اس کتاب کو قبولیت کا شرف بخشے اور اس کو جمیع مسلمین کے لئے ہدایت کا موجب بناوے۔ آمین

(اہل حدیث امرتسر ۱۱ فروری ۱۹۱۶ء مطابق ۶ ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ ص ۴)

مرزا قادیانی بحیثیت مناظر

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

پنجاب میں جب سے قادیانی نبی کا چرچہ ہوا ہے ہم غور سے دیکھتے ہیں کہ ان بزرگ نے امت مرحومہ کو کسی حیثیت سے کچھ فائدہ پہنچایا ہے؟ مانا کہ الہامی حیثیت سے نہ سہی پولیٹکل حیثیت سے بھی نہ سہی دنیاوی امور میں راہ نمائی بھی نہ سہی عالمانہ اور مناظرانہ رنگ میں کوئی خاص بات یا قانون ایجاد کیا ہو جس سے مسلمانوں کو بحیثیت علمی مذاق کے فائدہ پہنچا ہو۔ میں سچ کہتا ہوں میں مدت تک اس تلاش میں رہا کہ مرزا صاحب کی تصنیفات سے بحیثیت ایک عالم ہونے کے کوئی فائدہ ملے۔ زیادہ نہیں تو امام غزالی، امام رازی، حضرت شاہ ولی اللہ کے برابر ہی ہو۔ افسوس سے کہتا ہوں کہ میں اس تلاش میں کامیاب نہیں ہوا میں نے قادیانی علم کلام کو ایک فقرہ میں منحصر پایا کہ

اسلام ایسا سچا مذہب ہے جس کی پیروی سے میرے (مرزا قادیانی) جیسے پیدا ہوتے ہیں۔،

بس یہ ہے قادیانی علم کلام دگر ہیچ۔ اب رہی یہ بات کہ آپ کیسے ہیں اس کی حقیقت پڑے کیجئے

خدا بھلا کرے ایڈیٹر الفضل کا کہ اوس نے ہماری تلاش میں ہمارے مقصود کا پتہ دیا۔ اڈیٹر صاحب نے مرزا صاحب کو بحیثیت مناظر پیش کرتے ہوئے ان کی

خصوصیت کا ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا جو قابل دید و لائق شنید ہے آپ لکھتے ہیں:

> فقہاء اور معتزلہ دونوں گروہ علم مناظرہ سے ناواقف تھے گروہ اول یعنی فقہاء کے گروہ میں تو یہ نقص تھا کہ وہ قرآن شریف کی آیات اور الفاظ کو ہی دلیل کے طور پر پیش کرتے تھے۔ اور گروہ دوم یعنی علمائے معتزلہ میں یہ خرابی تھی کہ وہ ان دلائل اور براہین کو چھوڑ کر جو قرآن کریم کی آیات میں کسی بات کے متعلق تھیں اپنی ذہنی اور دماغی دلائل پیش کرتے تھے۔ اس طرح اگر گروہ اول فریق مخالف کے سامنے اس لئے ناکام رہتا تھا کہ محض قرآن شریف کی آیت غیر مذاہب والوں کے لئے حجت نہیں ہوسکتی تو دوسرا گروہ اس لئے ناکام رہتا تھا کہ وہ اپنے مذہب سے ہٹ کر خود دلائل گھڑتا تھا جو دوسروں کے سامنے مذہب اسلام کو دلائل سے خالی قرار دے دیتا تھا۔ اور یہ طریق مناظرہ علمائے اسلام میں اس وقت تک جاری رہا لیکن حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب قادیانی) نے آکر یہ اصلاح فرمائی کہ کسی مسئلہ کے متعلق قرآن کریم کی آیات اس لئے پیش نہیں کی جاتیں کہ چونکہ یہ خدا کا کلام ہے اس لئے یوں ہی مان لو بلکہ یہ اپنے اندر دلائل اور براہین رکھتی ہیں اور ہر ایک مسئلہ کے متعلق وہ دلائل دینے چاہییں جو ان میں بیان کئے گئے ہیں کیونکہ وہ دلائل ایسے پختہ اور مضبوط ہیں کہ جن کو رد کرنے کی کسی کو طاقت نہیں ہے۔ پس اس طرح آپ نے ان دونوں گروہوں کے نقص کو دور کر کے اسلام کی صداقت کو آشکارا فرمایا (الفضل قادیان ۵ فروری ۱۹۱۶ء)

اس مضمون کو پڑھ کر کون سا مسلمان ہے جو خوش نہ ہو، اور یہ نہ کہے کہ خیر قادیانی نبی بحیثیت نبی فیل ہی سہی مگر بحیثیت مناظر تو کچھ ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ واقعات پر نظر ڈالنے سے ہماری یہ مسرت قائم نہیں رہتی۔

یہ طریقہ کہ قرآن کی آیات کو بطور عقلی دلیل کے مخالف کے سامنے پیش کیا جائے بہت عمدہ اور زبردست ہے۔ اس سے قرآن شریف معقول پسندوں کی نگاہ میں معقول کتاب نظر آتی ہے مگر یہ دعوی کہ مرزا قادیانی کی یہ ایجاد ہے بے ثبوت دعوی ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ آپ سے پہلے امام غزالی، رازی وغیرہ علمائے کرام نے

صاف لفظوں میں یہ دعوی کیا ہے۔ہم اپنے ناظرین اور قادیانی گروہ کو دور دراز راستے پر لے جانا نہیں چاہتے نہ کسی مبسوط کتاب دیکھنے کی تکلیف دیتے ہیں۔صرف ایک چھوٹی سی کتاب فلسفہ ابن رشد اندلسی کے دیکھنے کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔یہ شخص بڑا زبردست آزاد فلسفی گذرا ہے۔۵۹۰ھ میں انتقال کیا۔اس نے علم کلام میں ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام ہےَ فلسفہ ابن رشد۔اور علم کلام میں اس نے بڑے زبردست دلائل اختراع کئے ہیں آپ اپنی اسی کتاب میں اشاعرہ اور معتزلہ کا جو اپنی طرف سے دلائل بنا کر پیش کرتے تھے رد کر کے لکھتے ہیں:

الطر یق التی نبه الکتاب العزیز علیها وعدا الکل من با بها اذا استقرء الکتا ب العزیز و جدت تنحصر فی جنسین احدهما طر یق الوقوف علی العنائة بالانسا ن و خلق جمیع المو جودات من اجلها ولنسم هذا دلیل العنا ئة والطر یقة الثانیة مایظهر من اختراع جوا هر الا شیاء۔(ص۳۶)

قرآن شریف کے پڑھنے سے دلائل کی دوقسمیں معلوم ہوتی ہیں۔ایک انسان اور اس کے ساتھ باقی مخلوقات جواسکے لئے پیدا ہوئی ہے اس پر توجہ تام کی گئی ہے اس دلیل کا نام ہم دلیل العنائت مقرر کرتے ہیں دوسری قسم دلائل کی وہ ہے جو خود ان اشیاء کے پیدا کرنے سے پیدا ہوتی ہے

(یہ قرآنی دلائل کی قسمیں ہیں)

اس کے بعد قابل مصنف نے ہر ایک دلیل کو آیات قرآنیہ سے ذکر اور ثابت کیا ہے کہ جو طریق قرآن مجید نے اختیار کیا ہے یہی معقول ہے اس کتاب کو اوس اس کے علاوہ امام غزالی رازی اور حضرت شاہ ولی کی تصنیفات دیکھ کر ہم اس حیثیت میں بھی مرزا صاحب کو فیل پاتے ہیں اور اس حیثیت میں مسلمانوں کے حق میں عموماً اور پنجابیوں کے حق میں خصوصاً یہ شعر پڑھتے ہیں

تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیواں تشنہ مے آرد سکندر را

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۱۷ جلد ۱۳ مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۱۶ء مطابق ۲۰ ربیع الاخر ۱۳۳۴ھ ص ۱۔۲)

ایک مرزائی سے گفتگو

مولوی ہدایت اللہ سوہدروی، ضلع گجرانوالہ سے لکھتے ہیں:

اس ہفتہ مجھے والد مکرم کے ساتھ موضع بھنڈ گواں ضلع گجرات میں جانے کا اتفاق ہوا۔ اور وہاں ہمارے اقرباء میں سے ایک صاحب احمدی تھے، مگر ناخواندہ۔ والد صاحب کے نہایت ہی سمجھانے اور کہنے کہلانے پر وہ کہنے لگے کہ میں ایک ناخواندہ آدمی ہوں، آپ کو کل قصبہ ککرالی میں مولوی صاحب سکول ہیڈ ماسٹر کے پاس لیجاؤں گا تو ان سے مناظرہ کرنا کہ کچھ جواب بھی دے سکیں۔

ہم خود اس امر کے مشتاق تھے۔ چنانچہ دوسرے روز صبح ہی دو ایک آدمیوں کے ساتھ قصبہ ککرالی میں گئے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب آگے سکول کے کسی کام میں مشغول تھے۔ کچھ دیر بیٹھ کر ہم قصبہ میں چلے گئے۔ پھر دوبارہ آئے تو ہیڈ ماسٹر صاحب سبق پڑھا رہے تھے۔ ہم بہت عرصہ تک فرصت کے منتظر بیٹھے رہے۔ بالآخر ہیڈ ماسٹر صاحب نے نہایت ہی حسن اخلاق سے لڑکوں کا سبق نائب کے سپرد کیا اور آپ ہمارے مخاطب ہوئے:

ہیڈ ماسٹر صاحب: آپ لوگ احمدی ہیں۔

والد صاحب: نہیں ہم اہل حدیث ہیں۔ یہ ہمارے بھائی آپ کے دوست چونکہ احمدی ہیں اس لئے یہ راہ مستقیم دکھانے کے لئے ہمیں یہاں لائے ہیں۔

ہیڈ ماسٹر صاحب: کچھ ہرج نہیں۔ خیالات کا رد و بدل اچھا ہوتا ہے۔ ممکن ہے آپ غلطی پر ہیں یا میں ہی غلطی پر ہوں۔ اور اس رد و بدل سے کسی کو راہ مستقیم مل جائے۔ آپ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

کچھ دیر خاموشی رہی پھر

میں: کسی ہی امر کا کوئی عالم دعوی کرے اس کی تحقیق و چھان بین کا حق ہمیں مساوی ہے کہ آیت مقابل آیت اور حدیث کے مقابل حدیث پیش کریں بجز کسی ملہم کے الہام کے کہ وہ دعوی نبوت کرتا ہو کیونکہ یہ امر غیب سے تعلق رکھتا ہے اور غیب اللہ تعالی کے

سوا کوئی نہیں جانتا کہ اس کا الہامی دعوی صادق ہے یا کاذب ماسوا اس کے کہ اس الہام کی جانچ اور پڑتال کی جاوے میں اگر مرزا صاحب کے اس دعوی کو اپنے معیار پر جانچوں اپنی کسوٹی پر پرکھوں اپنے ترازو پر تولوں تو ممکن ہے جو آپ یہ کہیں کہ معیار غلط ہے پتھر خراب ہے ترازو میں پاسنگ ہے یا باٹوں میں کمی بیشی ہے اس لئے ہمیں مرزا صاحب کے اس دعوی کو آپ کے ہی معیار و میزان پر جانچنا اور تولنا چاہیے تاکہ مخالف مذکورہ حجتوں میں سے کوئی حجت پیش نہ کر سکے۔

ہیڈ ماسٹر صاحب: ہاں فرمایئے۔

میں: مشہور ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے ساتھ مباہلہ کیا تھا اور بارگاہ خداوندی میں یہ دعا کی تھی کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مر جاؤں۔اور اگر مولوی صاحب جھوٹے ہیں تو میری زندگی میں وہ فوت ہو جائیں۔اس پر آپ کو الہام ہوا کہ اجیب دعوۃ الداع

(مباحثہ لودھیانہ میں منشی قاسم علی نے اس امر پر بڑا زور دیا تھا کہ یہ الہام ۱۵۔ اپریل کی دعا کی نسبت نہیں ہے۔افسوس ہے کہ آپ نے تشحیذ الاذہان بابت جون وجولائی ۱۹۰۸ء میں اپنے خلیفہ کا فیصلہ اس کی نسبت نہ دیکھا آپ فرماتے ہیں: ایک اعتراض اور کیا جاتا ہے جسکا جواب دینا بھی میں ضروری سمجھتا ہوں کہ جب حضرت اقدس کو الہام ہوا تھا کہ تیری دعا سنی گئی تو پھر آپ پہلے کیوں فوت ہوئے۔سو یاد رہے کہ اس کا جواب میں اوپر دے آیا ہوں کہ کسی نبی کی بعثت کی اصل غرض بعض اشخاص کی وفات یا بعض جگہ کی تباہی نہیں ہوتی بلکہ اصلاح ملک اصلی غرض ہوتی ہے۔پس وعید کی پیش گوئیاں اگر ٹل جاتی ہیں تو صرف اس وجہ سے کہ اصلاح کی کچھ اور صورت پیدا ہو جاتی ہے۔باب دوئم مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ص۲۸۳۔ ہدایت اللہ سوہدروی)

ہم نے تیری دعا قبول کی۔پھر اسکا جو نتیجہ ہوا وہ اظہر من الشمس ہے۔

ہیڈ ماسٹر صاحب: پھر مولوی ثناء اللہ صاحب نے تو منظور نہیں کیا تھا انہوں نے اخبار اہل حدیث میں صاف لکھ دیا تھا کہ مجھے یہ منظور نہیں۔

میں: جب خدا کے برگزیدہ نبی نے دعا کی اور اللہ تعالی نے اقرار بھی کر لیا کہ میں نے دعا قبول کر لی ہے۔پھر خواہ مولوی صاحب ایک نہیں اپنی جگہ لاکھ انکار پڑے کریں، اللہ تعالی کو ایسے انکار کی کیا پرواہ ہے۔کوئی مرزا صاحب قادیانی کے مرید تو نہیں ہو

گئے تھے کہ توبہ قبول ہوگئی ہو۔

ماسٹر: پھر مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار اہل حدیث میں یہ بھی تحریر کیا کہ ملحد کی رسی دراز ہوتی ہے۔تو اللہ تعالی کس طرح اپنے برگذیدہ پر یہ الفاظ عائد کراسکتا تھا۔

میں؛ بس اب بحث کا خاتمہ ہے ۔لیجئے میں آپ کو پچاس روپیہ انعام دیتا ہوں، آپ مجھے اس دعا کے مقابلہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی یہ تحریر دکھا دیں کہ ملحد کی رسی دراز ہوتی ہے۔

ماسٹر: مجھے خیال نہیں رہا میں نے کسی پرچہ اہل حدیث میں دیکھا تھا اور ایک کتاب میں اس اخبار کا حوالہ بھی ہے۔

میں : آپ حوالہ بھی دکھا ویں ۔ہم خود اخبار منگوا کر آپ کو دکھلا دیں گے۔ مفت میں پچاس روپیہ انعام ملتا ہے۔

ماسٹر: مجھے کتاب کا نام بھی یاد نہیں۔شائد اخبار بدر میں دیکھا تھا کہ یا کتاب میں۔

میں: آپ اڈیٹر بدر سے حوالہ منگوا سکتے ہیں ہم پھر کبھی حاضر ہو جاویں گے۔

ماسٹر: کسی ایک پیش گوئی کے غلط ہونے سے تمام باتیں جھوٹی نہیں ہوسکتیں ،۔رسول اللہ ﷺ کے وقت بہت سے ایسے واقعات گذر رے ہیں ۔حضرت عیسی ،موسی، ابراہیم ،نوح کے وقت بھی بہت سی پیش گوئیاں پوری نہیں ہوئیں۔

میں : مثلاً:

ماسٹر: بہت سی جی ۔کوئی ایک واقعہ غلط ہونے سے تمام باتیں تھوڑی غلط ہوسکتی ہیں آپ اسے چھوڑ یئے کوئی اور واقعہ بتلایئے۔

میں: بہت اچھا۔میں آپ کے فرمانے پر اسکو چھوڑ تا ہوں (جس فعل پر قادیانی بحث کا خدانے خاتمہ کر دیا اسے چھوڑ کر اور کیا کیا جائے ۔تعجب ہے تم بھی مخالف کے بھرے میں آ گئے۔، اڈیٹر اہل حدیث) اور ایک دوسرا واقعہ بتاتا ہوں۔

ماسٹر: ہاں کہیے۔

میں: آپ کو معلوم ہوگا کہ جب امرتسر میں مرزا صاحب قادیانی اور ڈپٹی عبداللہ آتھم کا مباحثہ ہوا،تو اخیر میں مرزا صاحب قادیانی نے یہ الہام سنایا تھا کہ آتھم پندرہ ماہ میں مر جاوے گا اور ہاویہ میں گرایا جاوے گا۔ اور اگر نہ مرے تو مجھ کو روسیاہ کیا جاوے

پھانسی دیا جاوے۔ وغیرہ۔ پھر اس کے بعد جو ہوا اظہر من الشّمس ہے۔
ماسٹر؛ چونکہ اس کو نہایت خطرہ اور اضطراب و بیقراری پیدا ہو گئی تھی، اور وہ اپنے کئے پر بہت پشیمان ہوا تھا جو کہ رجوع الی الحق ہونے کی ایک نشانی ہے، اس لئے وہ عبد اللہ آتھم موت اور ہاویہ سے بچایا گیا۔
میں: اول تو نہ اسے کوئی اضطراب اور بے قراری پیدا ہوئی، اور نہ وہ پشیمان ہوا کیونکہ اس کے بعد اس نے مباحثہ امرتسر شائع کیا۔ اور نہ ہی مضطرب اور پشیمان ہونا رجوع الی الحق ہوتا ہے کیونکہ وہ مرزا صاحب قادیانی کا مرید تو نہیں ہو گیا تھا۔ مگر بقول آپ کے وہ رجوع الی الحق ہوا اور موت اور ہاویہ سے بچایا گیا اور اگر وہ ہاویہ میں گرایا گیا تو پھر رجوع الی الحق ہونا کیسا؟
ماسٹر: مدت مقررہ پندرہ ماہ کے بعد جب اس نے پھر مرزا صاحب کو برا بھلا کہنا شروع کیا تو پھر گرایا گیا۔
میں؛ اور اگر مدت مقررہ کے بیچ ہی گرایا گیا ہوتو
ماسٹر: نہیں نہیں ایسا نہیں ہوسکتا۔
میں: اور اگر ایسا بھی ہوتو؟

(ناظرین دیکھیں انوار الاسلام ص ۵ و ۷) (اور جس طرز سے مسلسل گھبراہٹوں کا سلسلہ ان کے دامن گیر ہوا اور ہول اور خوف نے اسکے دل کو پکڑ لیا یہی اصل ہاویہ تھا (ص ۵)(وہ ان تمام دنوں پندرہ ماہ میں درحقیقت ہاویہ میں رہا (ص ۷)

ماسٹر: دراصل ایسی مبہم پیش گوئیوں پر مجھے بھی بعض اوقات بہت خیال آتا ہے۔ لیکن چونکہ ہم نے مرزا صاحب کے بہت سے اوصاف دیکھے ہیں اس لئے ایک یا دو غلطیوں پر مرزا صاحب کو چھوڑ نہیں سکتے۔
میں: یہ مہمل پیش گوئی؟
ماسٹر: میں نے مہمل نہیں کہا مبہم کہا ہے۔ مبہم م ب ہ م۔ مبہم
میں: ہاں تو یہ مشکوک اور مشتبہ پیش گوئیاں نہیں ہیں بلکہ ان میں مرزا صاحب قادیانی کی یقینی تکذیب ہے جیسا کہ آپ کو ثابت ہو چکا ہے۔
ماسٹر: نہیں نہیں ہم ایک یا دو غلطیوں پر مرزا صاحب قادیانی کو نہیں چھوڑ سکتے آپ کوئی

اور فرمایئے۔
میں: لیجئے میں آپ کے فرمانے کے بموجب اسے بھی چھوڑتا ہوں۔
ماسٹر: ہاں کہیے۔
میں: مرزا صاحب کو الہام ہوا تھا کہ مرزا احمد بیگ اپنی لڑکی کا نکاح میرے ساتھ ضرور بالضرور کرے گا۔ اور اگر یہ پیش گوئی پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ پھر جو ہوا اظہر من الشّمس ہے۔
ماسٹر: پھر یہ الہام بھی تو ہوا تھا کہ نکاح فسخ ہوگیا، یا تاخیر میں پڑ گیا۔
میں: تاخیر میں پڑا تو کب ہوگا۔
ماسٹر: فسخ ہوگیا۔
میں: تو پھر مرزا صاحب کیا ٹھہرے۔
ماسٹر: میں اب کے خود قادیان گیا تھا تو اس لڑکی کے چچا زاد بھائی کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ مرزا صاحب کی بیعت میں داخل ہے۔ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی ہوتی تو وہ کیوں احمدی ہوتا۔
میں: یہ کوئی دلیل نہیں اس طرح تو مرزا صاحب قادیانی کا لڑکا ہی خود آپ سے متنفر تھا آپ یہ ثابت کریں کہ پیش گوئی اس طرح پوری ہوئی۔
ماسٹر: ایسے مناظرے تب ہو سکتے ہیں جب مسالہ کتب موجود ہو۔ میری کتابیں گھر ہیں (حالانکہ گھر بھی ککرالی میں تھا) اور مجھے اس وقت فرصت بھی نہیں ہے۔
میں: ہم کل حاضر ہو جاویں گے۔
ماسٹر: نہیں ایسی کوئی ضرورت نہیں۔ میں ایسے مناظروں کو پسند نہیں کرتا۔ خواہ مخواہ ضد بڑھتی جاتی ہے۔ میں ضد کرنی اچھا نہیں سمجھتا۔ آپ بھی سمجھ لیں کہ میں ان تین باتوں کا جواب نہیں دے سکا۔ میں کل آپ کو ایک کتاب بھیجونگا جس میں ان تمام الہاموں کے عمدہ طور پر جواب دئے گئے ہوں گے۔

چنانچہ دوسرے روز رسالہ تشحیذ الاذہان بابت ماہ جون جولائی ۱۹۰۸ء جس میں خلیفہ محمود کا مضمون (محمود اور محمدی مسیح کے دشمنوں کا مقابلہ) ہے، روانہ کیا۔ اگر کوئی صاحب ہیڈ ماسٹر صاحب سے کچھ دریافت کرنا چاہیں تو آپ کا پتہ یہ ہے: بخدمت

سکول ہیڈ ماسٹر قصبہ ککرالی ضلع گجرات پنجاب

ناظرین کو خیال ہوگا تشحیذ الا ذہان میں کیا دیکھا لہذا اب اس کی حقیقت آئندہ پرچہ میں ملاحظہ کیجئے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۱۷ جلد ۱۳۔ ۲۵ فروری ۱۹۱۶ء۔ص ۶۔۸)

امرتسر میں مرزائی تحریک

آج کل امرتسر میں مرزائیوں کے دونوں گروہ کام کر رہے ہیں۔خواجہ کمال الدین کے لیکچر ہوئے جس میں انہوں نے بڑی صفائی سے مرزا صاحب کی نبوت کا انکار کیا۔علماء امرتسر نے ان کی مخالفت میں وعظ کی مجلسیں کیں۔خاکسار اڈیٹر اہل حدیث سفر میں تھا۔

خواجہ کمال الدین صاحب نے نبوت مرزا سے انکار کیا،تو قادیانی پارٹی نے نبوت مرزا پر زور دیا۔اتنے میں انجمن اہل حدیث نے اشتہار دے کر جلسہ کا انتظام کیا۔جلسہ بڑی رونق سے ہوا۔مرزا صاحب قادیانی کی کتابوں سے اصل حوالے کھول کھول کر سنائے گئے۔مرزائیوں کو یقین ہوگیا کہ مرزا صاحب کے اصل حالات یہ ہیں جس قدر غلط فہمی مرزائیوں نے پھیلائی تھی سب دور ہوگئی،الحمد للہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۲۰ جلد ۱۳۔مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۱۶ء مطابق ۲ جمادی الاول ۱۳۳۴ھ ص ۱۱)

ضروری اطلاع

(از خواجہ کمال الدین لاہوری)

میں نے بعض احباب امرتسر کے کہنے پر اپنے عقاید کا اظہار اپنے لیکچر منعقدہ ۲ مارچ ۱۹۱۶ء، امرتسر میں کیا تھا۔لیکن لیکچر کے خاتمہ پر جو امور مجھے معلوم ہوئے ان کا ازالہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔

جماعت احمدیہ کے اس ووقت دو گروہ ہیں۔ان میں اس وقت جن امور پر اختلاف ہے ان سے شائد بعض احباب امرتسر ابھی تک نا واقف ہیں،سو ان کی اطلاع کے لئے ذیل کا اشتہار پڑھ لینا ضروری ہے۔

میرا لیکچر جو ۲ مارچ کو ہوا وہ بہت حد تک ان عقاید فاسدہ کی بیخ کنی میں تھا جو میاں محمود صاحب بر خلاف تعلیم حضرت مرشد نا مرزا صاحب قادیان میں

آج کل تعلیم دے رہے ہیں۔
میاں محمود صاحب کے عقاید وہ ہیں جن سے آنحضرت ﷺ کی آج تیرہ صد برس کے بعد اہانت ہوئی ہے۔ خاتم النبیین کے بعد کسی کی نبوت کو تسلیم کرنا بقول حضرت اقدس مرشدی مرزا صاحب ہتک ختم نبوت ہے۔
اور یہ بڑا بھاری بہتان ہے جو میاں صاحب نے اپنے مقدس باپ پر افتراء کیا ہے۔ سو ہمارے احباب یہ ہمیشہ خیال رکھیں کہ ہم اعلی حضرت جناب مرزا صاحب کو چودھویں صدی کا مجدد برحق تسلیم کرتے ہیں اور میاں محمود احمد اور ان کے مرید جن میں بعض غالی (مولوی غلام رسول راجیکی والوں کی اشارہ ہے۔ اڈیٹر اہل حدیث) امرتسر میں بھی آج کل وعظ کر رہے ہیں حضرت مرزا صاحب کو نبی قرار دیتے ہیں اور کل مسلمانوں کو جنہوں نے حضرت صاحب کی بیعت اختیار نہیں کی کافر قرار دیتے ہیں حالانکہ حضرت مرزا صاحب نے کھلے طور سے فرمایا کہ:
اپنے دعوی کا انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالی کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر محدث ہیں گو وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں اعلی شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ ومخاطبہ الہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔ (تریاق القلوب۔ص ۱۳۰)
سو خلاصہ عقیدہ جو میرا اور میاں محمود صاحب کی جماعت کا ہے وہ یہ ہے کہ میں کسی کلمہ گو کو صرف انکار احمدیت سے کافر نہیں کہتا نہ ہی مرزا صاحب کو نبی تسلیم کرتا ہوں اور یہ لوگ اسکے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔
اہل حدیث: مگر مرزا صاحب قادیانی کتاب حقیقۃ الوحی میں لکھتے ہیں کہ:
اسلام کا منکر اور مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا منکر دراصل دونوں برابر کے کافر ہیں۔ (ملاحظہ ہو ص ۱۷۹)۔
اب ہم مرزا صاحب قادیانی کی سنیں یا خواجہ کمال الدین صاحب کی۔
دل بکہ کند اقتدا قبلہ یکے امام دو

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۲۰ جلد ۱۳۔ ۱۷ مارچ ۱۹۱۶ء ص ۱۳)

امرتسر میں مرزائی جلسہ

۱۸۔ ۱۹ مارچ کو امرتسر میں مرزائیوں نے جلسہ کیا تھا۔ علماء شہر نے مخالفت میں تقریریں کیں، جلسے کئے، انجمن اہل حدیث امرتسر نے بھی کافی حصہ لیا۔ مرزائیوں کا اثر کچھ نہیں ہوا اور نہ ہوگا انشاء اللہ۔ مگر ان کی ہمت پر آفرین کہنے سے ہم نہیں رک سکتے کہ باوجود علم اس بات کے کہ خود مرزا صاحب قادیانی کی ایسی تقریروں کا کوئی اثر نہ تھا ہمارا کیا ہوگا، یہ لوگ ہمت نہیں ہارتے بلکہ ان کا اصول یہی ہے
کئے جاؤ کوشش مرے دوستو۔ (اہل حدیث امرتسر ۲۴ مارچ ۱۹۱۶ء ص ۱۳)

احمدی اور غیر احمدی

اسکی کیا وجہ ہے کہ مرزائی لوگ اپنے آپ کو تو احمدی کہتے ہیں اور دیگر مسلمانوں کا نام غیر احمدی رکھتے ہیں۔ مہربانی کرکے اسکا جواب دیں۔ خریدار نمبر ۱۲۳۳۔ از قادیان

جواب: یہ ہے کہ وہ چاہے کچھ کہیں ہم کو چاہیے جہاں دو فرقوں کا مقابلہ آوے اپنا نام گروہ محمدی لکھا کریں۔ غیر احمدی تو کوئی مذہب نہیں اس میں تو مومن کافر بلکہ جن وانس بلکہ ملائکہ اور خدا بھی شامل ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۲۱ جلد ۱۳۔ ۲۴ مارچ ۱۹۱۶ء مطابق ۱۹ جمادی الاول ۱۳۳۴ھ ص ۱۳)

میں نے مرزا کو کیوں چھوڑا؟

(مولوی محمد علی صاحب میر واعظ پنجاب کے صاحبزادے
عزیز الرحمٰن کی تقریر انجمن اہل حدیث جہلم کے جلسہ میں)

حضرات! بزرگواران! برادران!

میں قادیانی مشن کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ میں جانتا ہوں اور آپ بھی آگاہ ہوں گے کہ قادیانی مشن کے متعلق بہت کچھ کہا اور لکھا گیا ہے، مگر میری تقریر وقت کے لحاظ سے مختصر اور صاف ہوگی۔ جس کے سمجھنے میں کسی ادنی سمجھ کے آدمی کو بھی دقت نہ ہوگی۔

عربی میں ایک مثال ہے: الثمرة تنبئی عن الشجرة

جس کا مطلب اردو میں یہ ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔
مرزا صاحب قادیانی جن دنوں مسیح موعود کے مدعی نہ تھے بلکہ محض الہام اور مجددیت کے دعویدار تھے مسیح موعود کے کاموں کے متعلق یوں رقم طراز ہیں۔ براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸ ملاحظہ ہو لکھتے ہیں

هو الذی ارسل رسو له بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله

یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کا ملہ دین اسلام کا وعدہ کیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔

اس کے بعد جب آپ مسیح موعود کے دعویدار ہوئے تو بھی یہ رائے آپ کی مخبوط رہی۔ چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں دیکھو چشمہ معرفت صفحہ ۸۲:

اور چونکہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی یعنی شبہ گذرتا تھا کہ آپ کا زمانہ یہیں تک ہو گا کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لئے اس امت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اس کا نام خاتم الخلفاء ہے پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت ﷺ ہیں اور اس کے آخر میں مسیح موعود ہے اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا.. منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ ہو لے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اس نائب کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اس کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے هو الذی ارسل رسو له بالهدی و دین الحق

ليظهره على الدين كله ۔

ان دونوں عبارتوں کا مطلب صاف ہے کہ مسیح موعود کے آنے کا اثر یہ ہوگا کہ دنیا میں اسلام ہی اسلام ہو جائے گا۔اسلام کے سوا کوئی دین نہ ہوگا اور مسلمانوں کے سوا کوئی قوم نہ ہوگی اوایک ہی قوم اور ایک ہی دین ہوگا۔

اب میں پوچھتا ہوں کہ مسیح موعود دنیا میں آیا تو قادیان سے آواز آتی ہے کہ ہاں آیا۔

سوال کرتا ہوں کہ اس نے کیا کام کیا؟ جواب ملتا ہے کہ بہت اچھا کیا۔

پوچھتا ہوں کہ کیا کام کیا؟ جواب ملتا ہے کہ کسر صلیب اور قتل خنازیر کیا۔

ان جوابوں کو مدنظر رکھ کر میں پوچھتا ہوں کہ:

اس نے وہ کام بھی کیا جو اس نے خود مسیح موعود کا فرضی بتایا ہے۔اور اس کا وہ اثر بھی ہوا جو اس نے خود دو کتابوں میں لکھا تھا۔

بھولے ہوں تو پھر عرض کرتا ہوں کہ مسیح موعود کے آنے کے بعد تمام دنیا کا مذہب اسلام ہو گیا؟ اور دنیا میں کوئی قوم سوائے مسلمانوں کے نہیں ہے؟ ہندوستان سب اسلامستان ہو گیا؟ یورپ سب اسلام آباد ہو گیا؟ امریکہ اور افریقہ میں سب مسلمان بستے ہیں؟

اگر یہ نشانات وعلامات پائے گئے ہیں، تو چشم ما روشن دل ما شاد اور اگر یہ نشانات مسیح موعود کے جو خود مرزا صاحب قادیانی کے بتلائے ہوئے ہیں، نہیں پائے جاتے تو پھر مرزا صاحب کو مسیح موعود سمجھا جائے تو کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔

اس کی مثال وہی ہوگی جو مٹی کے ایک چکر کو سورج سمجھ لیں جس میں کسی طرح کی روشنی نہ ہو

میں اپنی پیش کردہ مثال پر پھر آتا ہوں الثمرة تنبئى عن الشجرة۔یعنی درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔پس مرزا صاحب قادیانی کی پہچان ان کے کاموں سے ہوسکتی ہے جو انہوں نے خود بتائے،اور احادیث سے بھی وہی ملتے ہیں۔

اب میں عرض کرتا ہوں کہ میں نے یہ مضمون جلسہ میں کیوں لیا۔اس کی وجہ یہ ہوئی کہ چند روز پہلے میں کسی وجہ سے قادیان جا پہنچا جس سے میرے والد ماجد جناب مولوی محمد علی صاحب کو بہت روحانی صدمہ ہوا۔انہوں نے بہت دعائیں کیں

اور جناب مولوی ثناء اللہ صاحب کو میرے حال پر توجہ دلائی۔
ایک دفعہ والد صاحب نے میرے بھائیوں کے ساتھ بھی مولانا موصوف کی خدمت میں بھیجا۔ مولوی صاحب موصوف نے مجھے اپنے عزیز کی طرح سمجھا یا۔ گو اس وقت میں مقابلہ کرتا رہا لیکن والد صاحب کی دعائیں اور مولوی صاحب کی کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج میں یہ مضمون آپ حضرات کو سنانے کے لئے کھڑا ہوں۔
آپ صاحبان میرے لئے دعا کریں کہ خداوند کریم مجھے والد صاحب کی طرح خادم دین بناوے اور جن صاحبوں نے میرے لئے کوشش کی ہے خدا اون کو اجر عظیم دے۔
اڈیٹر: کیا الفضل اس پر کچھ لکھے گا یا پیغام صلح کوئی صلح کا پیغام دے گا۔
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۲۲ جلد ۱۳۔ ۳۱ مارچ ۱۹۱۶ء مطابق ۲۶ جمادی الاول ۱۳۳۴ھ ص ۲۔۳)

خواجہ کمال الدین کا لیکچر لاہور میں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری ؒ لکھتے ہیں:
میں ان لوگوں میں کا نہیں جو کسی مخالف رائے کے جملہ کاموں کو مخالف نگاہ سے دیکھنے کے عادی ہیں۔ بلکہ بتعلیم اسلام میں اس بات کی تمیز رکھتا ہوں کہ کس کام کو اچھا کہوں یا کس کو برا۔ خواجہ کمال الدین صاحب لاہوری کی بابت میں بارہا ظاہر کر چکا ہوں کہ ولایت میں جو تبلیغ اسلام کا کام انہوں نے شروع کیا ہے بہت اچھا کام ہے خدا ان کے نیک ارادوں میں برکت دے مگر مرزا صاحب قادیانی سے جو ان کو حسن عقیدت ہے اس میں ہمارا فرض ہے کہ جس طرح یہ آپ دور دراز ملکوں میں جا کر گمراہوں کو غلطی سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں اسی طرح ہم بھی ان کی غلطی دور کرنے کی کوشش کریں۔
خواجہ کمال الدین صاحب نے ۲۳ مارچ کو لاہور میں ایک لیکچر دیا جس کا مضمون تھا اتحاد مذاہب ہمارے رپورٹر مخبر نے جو بیان کیا افسوس پیغام صلح کے مطبوعہ مضمون میں ہم نے نہیں پایا۔ ہمیں خبر ملی تھی کہ خواجہ صاحب نے مذہب اہل حدیث کی نسبت یہ فرمایا تھا کہ مولوی اسماعیل شہید سے یہ مذہب جاری ہوا ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو

ہمیں خواجہ صاحب کی بے خبری پر افسوس ہے۔ بہر حال چونکہ مطبوعہ مضمون میں اس حصہ کا ذکر نہیں اس لئے ہم بھی اسپر کچھ زیادہ توجہ نہیں کرتے۔ ہاں آپ نے سونے سے لکھنے کے قابل ایک فقرہ کہا جو اہل حدیث ہمیشہ کہا کرتا ہے کہ:

جب قرآن کریم دوسروں کو مشترک امور میں مل کر کام کرنے کی دعوت دیتا ہے تو اپنے کیوں نہیں مل سکتے۔

آہ! یہی تو رونا ہے کہ مسلمانوں خصوصاً مسلمانوں کے پیشواؤں کو بھی اس کی سمجھ بوجھ نہیں۔ چار بھائی جدا جدا ہیں سب کی جائداد الگ الگ، کاروبار الگ، مگر ایک جدی مکان ان میں مشترک ہے جس کی ایک دیوار خراب ہوگئی ہے۔ جس کی خرابی کا اثر سب پر برابر ہوگا۔ کیا ان کا فرض نہیں کہ باوجود علیحدگی کے اس مکان کی مرمت میں شریک ہوں۔ بیشک ہے۔ کیا وہ اپنے اختلافات پر بنا کر کے اس دیوار کو اور دیوار کے ساتھ ہی مکان کو گرنے دیں گے تو اہل دانش کے نزدیک عقل مند کہلائیں گے۔ ہرگز نہیں۔ یہی حال مسلمانوں کا ہے۔ اگر باہمی جھگڑا کی وجہ سے نفس اسلام کی حفاظت کفر کے مقابلہ میں نہ کریں گے تو واللہ وہ چار بھائی تو عقل مند کہلائیں نہ کہلائیں یہ مسلمان کہلانے کا حق نہ رکھیں گے۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اس اصول کو کون فریق نباہتا ہے۔ میں اور میرے مخلص احباب کی نسبت خواجہ کمال الدین صاحب بھی شہادت دے سکتے ہیں کہ ہم اس سنہرے اصول کے کہاں تک پابند ہیں وفقنا اللہ

مگر آپ کے مدمقابل قادیانی پارٹی کا برتاؤ جو ہے وہ کسی سے مخفی نہیں کہ ولایت میں آپ کے اشاعت اسلام کے کام میں بھی وہ مدد دینے کو جائز نہیں جانتے، صرف اس اختلاف پر کہ آپ ان کے خلیفہ کی بیعت میں نہیں، حالانکہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود کے تربیت یافتہ ہیں۔ ان کی نسبت تو خواجہ صاحب اور ان کی جماعت کوئی تلخ ریویو کر دیں تو ممکن ہے مگر اس سے اوپر کے طبقے کی نسبت کوئی ریویو کرنا خواجہ صاحب کو بھی ناگوار ہوگا۔

ایک دفعہ امرتسر میں انجمن اسلام قائم ہوئی۔ مرزا صاحب کے مرید بھی ایک دو شریک تھے جنہوں نے خلیفہ اول حکیم نور الدین صاحب سے سوال کیا کہ اشاعت

اسلام کے کام میں غیر احمدیوں کو چندہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ حکیم صاحب موصوف نے جواب دیا کہ:

غیر احمدیوں کو اسلام کی اشاعت میں بھی مدد نہ دی جائے۔

(الحکم۔ ۷ جنوری ۱۹۱۱ء ص ۸)

قادیانی پارٹی کی یہ روش اگر غلط ہے اور یقیناً غلط ہے، تو سوال یہ ہے کہ غلط روش ان کو کس نے سکھائی؟ اور اس کا ذمہ دار کون ہے؟ ہم خدالگتی کہنے سے نہیں رک سکتے کہ اس غلط روش کے بانی سب سے پہلے مرزا صاحب قادیانی اور ان کے خلیفہ راشد حکیم نورالدین ہیں جن کا فتوی ہم نے نقل کیا ہے۔ کیا خواجہ صاحب اس پر غور کریں گے۔

اس لیکچر کے خاتمہ پر چند سائلین نے کچھ سوال کئے جن میں سے اہم ترین سوال یہ تھا کہ

آپ لوگوں کے نزدیک جو شخص مسلمان کو کافر کہے وہ خود کافر ہے۔ مرزا محمود خلیفہ قادیانی جو مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں وہ کیا ہیں۔

اس کا جواب مولوی محمد علی صاحب سرگروہ لاہوری پارٹی نے دیا کہ

ہم مرزا صاحب کے مسلک پر کہ انہوں نے ایک مدت اپنے کافر کہنے والو ں کو کافر نہ کہا کچھ عرصہ تک انہیں (قادیانی پارٹی کو) سمجھائیں گے اور ان پر اتمام حجت کریں گے پھر جب ہوگا دیکھا جائے گا۔

(پیغام صلح لاہور ۲۶ مارچ ص ۲)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس جواب پر ہمیں کئی طرح سے نظر کرنا ہے۔ مرزا قادیانی نے عرصہ تک اپنے مکفرین کو کافر نہیں کہا۔ کیوں نہیں کہا۔ اگر حدیث کا مضمون یہی ہے جو مرزا صاحب اور ان کے معتقد بتاتے ہیں کہ مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے تو پھر اس امر کو زبان پر لانے سے کون امر مرزا کو مانع رہا؟ کیا اظہار حق سے ڈرتے رہے؟

دوم: جب یہ مسئلہ کھل گیا تو اب آپ کو کیا جھجک ہے کہ آپ اس کو منہ پر نہیں لاتے۔ مرزا صاحب قادیانی کی سنت تو یہ ہونی چاہیے کہ جو مسئلہ انہوں نے صاف لفظوں میں کھول کر سنا دیا آپ بھی کھول کر سنا دیں۔

سوم: اتمام حجت کی حد کیا ہے۔ آج کئی سال کا عرصہ ہوتا ہے، فریقین کی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ خصوصاً لاہوری پارٹی کے سردار مولوی محمد علی صاحب سے آخری کتاب جس کی نسبت ان کو لاجواب کتاب ہونے کا دعوی ہے النبوت فی الاسلام بھی شائع ہو چکی ہے کیا ابھی اتمام حجت کا درجہ باقی ہے؟ پھر کیوں مسئلہ کا اظہار نہیں کیا جاتا مولوی صاحب! فرمان خداوندی ہے

و اذاقلتم فاعدلوا ولو كان ذا قربى۔

جب بولو انصاف سے بولو چاہے تمہارا کوئی قریبی ہو۔

صاف معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو اتمام حجت میں کمی ہے، نہ کسی اور امر میں نقصان۔ بلکہ مرزا محمود احمد کے بعض ذی اثر مریدوں کی جھجک ہے جو فتوی کفر لگانے سے مانع ہے۔ الله اعلم بحقيقت الحال۔ ورنہ حق تو یہ تھا کہ یہ اصول آپ لوگوں کے نزدیک چونکہ صحیح ہے کہ جو مسلمان کو کافر کہے، وہ خود کافر ہے، لہذا اس اصول کو مرزا محمود احمد پر جاری کرنے میں تامل نہ کرنا چاہیے۔

ہماری رائے تو پہلے ظاہر ہو چکی ہے کہ اس حدیث کے معنی ہم یہ نہیں سمجھتے۔

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر جلد ۱۳ نمبر ۲۴ مورخہ ۱۴۔ اپریل ۱۹۱۶ء مطابق ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۳۴ھ ص ۲۔۳)

اسلام پھیل جائے گا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین کو یاد ہوگا کہ اہل حدیث ۳۱ مارچ ۱۹۱۶ء کے صفحہ ۳ پر ایک مضمون عزیز عزیز الرحمٰن خلف مولوی محمد علی صاحب میر واعظ پنجاب مقیم امرتسر کا نکلا تھا جس میں عزیز موصوف نے بتلایا تھا کہ میں نے مرزا قادیانی کو کیوں چھوڑا۔ اس مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ مرزا صاحب قادیانی نے اپنی مشہور کتاب براہین احمدیہ اور کتاب چشمہ معرفت میں صاف لکھا ہوا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں تمام دنیا کا مذہب اسلام ہو جائے گا۔ حالانکہ بقول مرزا صاحب قادیانی، مسیح موعود آ گیا۔ اور دنیا میں ہنوز کفر باقی بلکہ رو بترقی ہے۔

یہ سوال ایسا کمر شکن ہے کہ ممکن نہیں کوئی مرزائی اس کا جواب دے سکے۔لیکن بقول:

ملا آں باشد کہ چپ نشود گر چہ دروغ گوئد

قادیان کے واحد ٹھیکہ دار اڈیٹر الفضل نے اس کا جواب لکھا جو بجائے سوال کو اٹھانے کے اور مضبوط کرتا ہے۔ چنانچہ اس کے اصلی الفاظ یہ ہیں

یہی ٹھوکر یہود کو لگی تھی وہ پہلے مسیح کی نسبت اور پھر محمد رسول اللہ ﷺ کی نسبت یہی اعتراض کرتے تھے۔آخران کو یہی جواب دیا گیا کہ یہ کام آخری زمانہ میں ہوگا۔آپ جلد باز ہیں اور سنت اللہ کو نہیں جانتے کہ نبی بیج ڈالتا ہے اور خلفاء اسے پایہ تکمیل تک پہنچاتے ہیں۔

تکمیل اشاعت ہدایت کا کام شروع ہے اور انشاء اللہ مسیح موعود کے دور میں جو ہزار برس تک ممتد ہے،ضرور پورا ہو جائے گا۔

یعنی ایک ہی مذہب رہ جائے گا جس کا نام عزت سے لیا جائے گا۔

(الفضل قادیان ۴۔۸۔اپریل ۱۹۱۶ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آپ کا قول، نبی بیج ڈالتا ہے خلفاء اسے پایہ تکمیل تک پہنچاتے ہیں، بہت صحیح ہے۔اب ہم دکھاتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی کی اس میں کیا حیثیت ہے۔ یعنی آپ خلیفہ ہیں یا مستقل نبی۔ چنانچہ آپ کے اصلی الفاظ یہ ہیں:

اور چونکہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اسلیئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی یعنی شبہ گذرتا تھا کہ آپ کا زمانہ یہیں تک ہوگا کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لئے اس امت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اس کا نام خاتم الخلفاء ہے پس زمانہ محمدی کے سر پر

آنحضرت ﷺ ہیں اور اس کے آخر میں مسیح موعود ہے اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا.. منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ ہو لے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اس نائب کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اس کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے هو الذى ارسل رسو له بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله ۔ (چشمہ معرفت ۔ص ۸۲)

اس عبارت میں جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی حیثیت ایک نائب نبی کی ظاہر کی ہے جس کا ترجمہ بالکل خلیفہ کا ہے۔ بلکہ صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ میں خاتم الخلفاء ہوں۔ پس اب ہم کو مرزا صاحب قادیانی کی خلافت کو اسی حیثیت سے دیکھنا چاہیے جو ادیٹر الفضل نے خلیفہ کی بیان کی ہے کہ خلفاء کے زمانہ میں تکمیل ہوتی ہے۔

اڈیٹر صاحب! کہیے خاتم الخلفاء کے بعد کس خلیفہ کا انتظار ہے آہ!

گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر

اگر خیال ہو کہ مرزا صاحب قادیانی کے خلیفوں سے تکمیل ہوگی تو مرزا صاحب کی عبارت ان معنی کی متحمل نہیں۔ اس میں تو صاف لکھا ہے کہ اس تکمیل کے لئے مسیح موعود کو نائب (خلیفہ) مقرر کیا گیا۔ اسی لئے ہم نے کہا ہے کہ الفضل کے جواب سے عزیز عزیز الرحمٰن (سابق مرزائی) کا سوال رفع نہیں ہوا بلکہ مضبوط ہو گیا۔

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر جلد ۱۳ نمبر ۲۵ مورخہ ۲۱۔ اپریل ۱۹۱۶ء مطابق ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۳۴ھ۔ص ۲)

کیا مرزا صاحب بالواسطہ نبی ہیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا صاحب قادیانی اور مرزائیوں کا دعویٰ ہے کہ مرزا صاحب بالواسطہ نبی ہیں یعنی بواسطہ رسالت محمدی (ﷺ) آپ کو نبوت ملی ہے۔

اس لئے ہم نے منطقیانہ اصطلاح میں پوچھا تھا کہ اس واسطہ سے کون سا واسطہ مراد ہے۔ یعنی واسطہ فی الثبوت یا واسطہ فی العروض یا کوئی اور۔ اس کے جواب میں قادیان

کے اخبار الفاروق (سابق) میں ایک مضمون نکلا تھا جس کا وہ پرچہ دفتر ہذا سے کھویا گیا۔ ہم نے ہر چند اس کی تلاش کی وہ نہ ملا۔ اور اخباروں کے دفتروں میں بھی تلاش کرنے پر نہ ملا۔ یہاں تک کہ مینجر الفاروق قادیان کو اس پرچہ کی قیمت کے ٹکٹ معہ محصول بھیجے وہاں سے بھی نہ پرچہ آیا نہ ٹکٹ پھرے (شائد لدھیانہ کے تین سو والی رقم کے عوض میں رکھ لئے ہوں گے) اس لئے ہم اس سوال کو مکرر پیش کر کے نبوت مرزا کے قائلین سے جواب مانگتے ہیں منطقی اصطلاح میں ہم کو بتلا دیں کہ مرزا صاحب کی نبوت کس واسطہ سے ہے۔ امید ہے احمدی جماعت کے علماء وفضلاء اس سوال پر توجہ فرماویں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۱۳ نمبر ۲۵ مورخہ ۲۱۔ اپریل ۱۹۱۶ء ص ۲)

مرزائی افتراء

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی مشن کی لاہوری پارٹی کے اخبار پیغام صلح میں امرتسری مقدمات کی نسبت ایک مضمون نکلا جس میں اڈیٹر پیغام صلح نے لکھا ہے کہ مولوی ثناء اللہ اپنے مقدمات میں شاہدوں کی شہادت پر اعتراض کرتا ہے حالانکہ،

مولوی ثناء اللہ عدالت میں کہہ چکا ہے کہ جھوٹ بولنے سے اتقاء و پرہیز گاری میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا (پیغام صلح۔ ۹۔ اپریل ۱۹۱۶ء)

اس کے جواب میں، میں نے اڈیٹر صاحب کو مندرجہ ذیل خط لکھا:

میرا گمان ہے کہ آپ نے قادیانی اخباروں کی روایت سے سنے سنائے یہ فقرہ لکھ دیا ہے خود مسل میں نہیں دیکھا ہوگا میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے یہ کبھی نہیں کہا۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرے یہ چند حروف درج اخبار کر کے میرے اصلی الفاظ نقل کر دیں گے۔ اور اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو میں یہ سمجھنے کا حق رکھتا ہوں کہ آپ نے دانستہ مجھ پر افتراء کیا۔

افسوس ہے مسیح کے حواری مہدی کے مرید اور مجدد کے صحبتی بھی ایسی دروغ بافی اور افتراء پردازی سے کام لیں۔ سچ ہے: الثمرة تنبیء عن الشجرة

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۱۳ نمبر ۲۵۔ ۲۱۔ اپریل ۱۹۱۶ء ص ۲۔۳)

حرام زادہ کی رسی دراز

کہاں ہے؟

جناب والا شان مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ صاحب دام الطافکم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

گذشتہ جلسہ احمدیاں منعقدہ بتاریخ ۱۷ تا ۱۹ بندہ بمعہ دوستاں شامل تھا۔ اور اسی وقت ایک ہندو صاحب مسمی راما نند جگیا سوتا جر کتب شہر ڈیرہ غازی خان نے اپنے چند سوالات جناب مفتی صدیق محمد صاحب کے پیشخدمت کئے تا کہ ان کے جواب باصواب سے مستفیض ہووے۔ کسی ایسے سوال کے جواب پر مفتی صاحب نے سائل مذکور کو یہ جواب دیا کہ جناب مولوی ثناء اللہ صاحب کے لئے مرزا صاحب نے بددعا کی تھی مگر چونکہ مولوی صاحب نے اس دعا کو قبول نہ فرمایا تھا لہذا اس کا اثر نہ ہوا۔ نیز ایک اور جگہ فرمایا کہ خود مولوی صاحب نے مرزا صاحب کی بابت لکھا ہے: سچ ہے حرامزادہ کی رسی دراز ہے۔،

ادھر خاکسار کو جناب کے پرچہ اہل حدیث کے کئی ایک مضمون یاد آئے جس میں آپ نے احمدیوں سے تقاضا کیا تھا کہ وہ وہ جگہ کتاب یا پرچہ میں دکھا دیں کہ جس میں جناب نے وہ جملہ مذکورہ بالا لکھا ہو۔ نیز ایک اور جگہ بھی یاد آئی جس میں یہ مضمون تھا: ممکن نہیں کہ نبی دعا کرے اور قبول نہ ہو۔،

سو بندہ نے بعد جلسہ برخاست ہونے کے تین سوال لکھ کر مولوی صاحبان احمدیہ کی خدمت اقدس میں پیش کئے جن کی نقل حسب ذیل ہے:

۱۔ کیا مرزا آنجہانی نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے لئے بددعا کی جس کا جواب الہام میں اجیب دعوۃ الداعی الخ ملا، یا بددعا نہ کی۔ جواب ہست یا نیست میں ہو۔

۲۔ اور اگر بددعا کی تو اثر کیوں نہ ہوا۔ باوجودیکہ نبی کی دعا اثر قبولیت رکھتی ہے۔

۳۔ آپ کو پچاس روپیہ انعام دیا جائے گا اگر آپ اس دعا کے مقابلہ میں مولوی صاحب

کی یہ تحریر دکھا دیویں کہ: ملحد کی رسی دراز ہوتی ہے۔، پتہ صفحہ اور حوالہ کتاب یا اخبار تحریر فرماویں۔الا غلط سمجھا جاوے گا۔

مفتی صاحب نے فرمایا کہ ان کا جواب جلسہ میں سب حاضرین کے سامنے دیا جائے گا۔سو بندہ نے جلسہ کے آخری دم تک انتظار کی۔کئی ایک دفعہ جواب کیلئے تحریک بھی دلائی مگر مفتی صاحب میں روح ہوتی تو جواب دیتے۔ان کا بت مبارک کیا جواب دیتا۔

آخر کار مفتی صاحب نے جلسہ کے اختتام پر بھی جواب باصواب سے محظوظ نہ فرمایا۔ آخر کار ہندوؤں کے بعد ایک شخص احمدی مسمی محمد علی ساکن شہر ڈیرہ غازی خان سوالات کے جوابات مطلوبہ لایا جو اس جگہ نقل کئے جاتے ہیں:

حضرت مسیح موعود نے دعا کے ذریعہ سے جو فیصلہ کیا تھا اس فیصلہ کے طریق کو مولوی ثناء اللہ صاحب نے قبول نہ کیا۔ بلکہ ایسے مضمون لکھے کہ جھوٹے زندہ رہتے ہیں۔

اس واسطے اللہ تعالی نے اس کے مطابق نشان دکھایا اور مسیلمہ کذاب کا سا معاملہ کیا جو آنحضرت کی وفات کے بعد زندہ رہا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کو اخبار بدر میں چیلنج دیا گیا تھا کہ اگر انہوں نے ایسا اشتہار شائع نہیں کیا، تو قسم اٹھاویں۔

اس چیلنج کا جواب قسم سے نہیں دیا گیا۔

اگر اب بھی الفاظ مندرجہ اخبار بدر کے مطابق مولوی ثناء اللہ صاحب سے قسم شائع کرا دیں تو آپ کو پچاس روپیہ انعام دیا جائے گا

محمد اکبر سکرٹری انجمن احمدیہ ڈیرہ غازی خان

خوب! سوال کچھ اور جواب کچھ۔سو اب آپ سے ملتجی ہوں کہ مہربانی فرما کر اس بارے میں جواب شائع کر دیویں تاکہ میں پچاس روپیہ لینے کا حق دار بنوں اور ان کو لکھ دیا ہے کہ تم روپیہ کسی منصف کے ہاں جمع رکھ دو میں جواب منگواتا ہوں۔

العارض: بندہ عبدالرزاق ولد حکیم خیر محمد صاحب شہر ڈیرہ غازی خان

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

حرام زادہ کی رسی دراز والا مضمون محض غلط اور افتراء ہے۔ تبا لمن اختر عه و و یل لمن اشاعه، محض اس لئے بنایا گیا ہے تا کہ جہلاء میں ایک بات مل جائے، گو مناظرانہ رنگ میں تو یہ فقرہ بالکل بے معنی ہے لیکن جہلاء میں خاص اثر رکھتا ہے اسی لئے ہم نے اس کی تحقیق کرانے کے لئے عدالت میں چارہ جوئی کی ہے جس کی پہلی پیشی ۳۔ اپریل کو ہو کر ملزم پر فرد جرم لگ گئی ہے اور ۱۵۔ اپریل کو دوسری پیشی ہو کر آئندہ پیشی ۱۹۔ اپریل کو مقرر ہوئی ناظرین دعاء خیر کریں۔

یہ بھی خوب مباحثہ ہے کہ دعوی تو قادیانی کرتے ہیں اور قسم فریق مخالف پر ڈالتے ہیں ان کو چاہیے کہ اپنے دعوی کا ثبوت دیں فریق مخالف پر قسم دینے کا مناظرہ میں کوئی قانون نہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۱۳ نمبر ۲۵۔ ۲۱۔ اپریل ۱۹۱۶ء ص ۳۔۴)

ملک معظم اور مرزا صاحب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

پیسہ اخبار لاہور.....میں ایک مضمون چھپا تھا جس میں سابق وائسرے کے زمانہ کے کاموں پر سرسری نظر کی گئی تھی۔ اونہی کاموں میں ایک کام دربار دہلی میں تقسیم بنگال کی منسوخی بھی جس کی حقیقت یہ تھی کہ لارڈ کرزن کی تحریک سے صوبہ بنگال دو صوبوں میں منقسم کیا گیا تھا۔ ایک کا نام مغربی بنگال دوسرے کا نام مشرقی بنگال تھا۔ اس پر بنگالیوں نے ناراضگی کی آواز بلند کی۔ بہت چیخ و پکار کی۔ ادھر مرزا صاحب قادیانی کو الہام ہوا:

پہلے بنگالہ کی نسبت جو الہام ہوا اب ان کی دل جوئی ہوگی۔

خدا کی شان! کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ خدا تعالی ہمارے بادشاہ کو مرزا قادیانی کی تکذیب کا سبب بنائے گا۔ چنانچہ دربار دہلی ۱۹۱۲ء میں حضور ملک معظم خلاف دستور خود تشریف لائے اور اعلان کیا کہ بنگالہ کی تقسیم منسوخ کی گئی۔ بس پھر تو کیا تھا، مرزائی قوم خوشی میں اچھلی، کودی، ایسی کودی کہ کنویں میں گر پڑی۔ جہان سے

انکا نکلنا نہ ہو سکا۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ ہوشیار وکیل جب سمجھتا ہے کہ فلاں قانون میرے برخلاف ہے، تو پہلے اسی پر قبضہ کر کے اپنی تائید میں پیش کرتا ہے۔ اسی طرح مرزائی جماعت میں جو لوگ خواجہ کمال الدین صاحب جیسے ہوشیار تھے، انہوں نے اس شاہی اعلان سے فائدہ حاصل کرنے کو رسالے اور تحریریں شائع کیں کہ دیکھو ہمارے حضرت صاحب کی پیش گوئی کیسی خلاف توقع سچی ہوئی کہ حضور ملک معظم نے تقسیم بنگالہ منسوخ کر کے خود بخود بنگالیوں کی دلجوئی کر دی۔ یہ فخر آج تک بھی ان میں باقی ہے۔ چنانچہ قادیان کا اخبار الفضل، پیسہ اخبار کے جواب میں لکھتا ہے:

> حق حق ہی ہے۔ اس پر کتنے پردے ڈالے جائیں، سو طرح سے چھپایا جائے، آخر ظاہر ہو جاتا ہے۔ انسان ایک بات بعض دفعہ قبول نہیں کرتا بلکہ کوشش شروع کرتا ہے کہ اسے کسی طرح چھپا دیا جائے لیکن اس کا ضمیر اسے ہر وقت ملزم گردانتا رہتا ہے۔ گو انسان ایک وقت تک باوجود علم رکھنے کے حق چھپاتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آتا ہے
>
> و ان فریقاً منهم یکتمون الحق و هم یعلمون
>
> لیکن ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ ہے اللہ تعالیٰ اس حق کو اس سے ظاہر کروا دیتا ہے جیسے فرمایا
>
> و الله مخرج ما کنتم تکتمون
>
> انسان تو چھپاتا ہے لیکن اللہ ایک وقت لا کر اسے ظاہر کر دیتا ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود نے ۱۱ فروری ۱۹۰۶ء کو جب کہ صورت حال یہ تھی جو اخبار مذکور کے ان الفاظ سے:
>
> تقسیم بنگال کی منسوخی بحالیکہ اسے متواتر فیصل شدہ امر ظاہر کیا چکا تھا۔،
>
> ظاہر ہے خدا کی وحی سے یہ اعلان فرمایا:
>
> پہلے بنگالہ کی نسبت جو حکم دیا گیا تھا اب ان کی دل جوئی ہو گی۔،
>
> ایسے وقت میں جب کہ سب طرف سے ناامیدی ہو چکی تھی حضرت مسیح موعود کا یہ فرمانا اور ۶ سال بعد ۱۹۱۲ء میں بالفاظ اخبار مذکور تقسیم بنگال کی منسوخی،

کا حکم حضور ملک معظم قیصر ہند جارج پنجم کی طرف سے ہونا، آپ کی صداقت کا ایک بین ثبوت ہے، جسکی گواہی پیسہ اخبار کے مذکورہ بالا حوالہ سے ثابت ہے۔ لوگ مسیح موعود کو مانیں یا نہ مانیں لیکن ان کے اپنے منہ یا زبان قلم کے نکلے ہوئے الفاظ حضرت مسیح موعود کی پیش گوئی مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۰۶ء کی صداقت پر گواہی دے رہی ہیں۔ اور بعبارت دیگر یہ اقرار ہے کہ یہ کسی انسان کی ازخود بیان کردہ بات نہیں بلکہ کسی علیم ہستی کا قول ہے جو اس نے اپنے پیارے بندے کی زبان پر جاری کیا۔ مبارک وہ جو اسپر ایمان لائے۔ (الفضل قادیان ۱۱۔ اپریل ۱۹۱۶ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم نے جو دعوی کیا ہے کہ خدائے ذوالجلال نے ملک معظم کے دل میں ڈالا کہ خود بنفس نفیس تشریف لا کر مرزا صاحب قادیانی کی پیش گوئی کی تکذیب کریں یا تکذیب کا باعث ہوں، اس کا ثبوت مندرجہ ذیل حوالہ سے ملتا ہے۔ ناظرین عموماً اور اڈیٹر صاحب پیسہ اخبار خصوصاً غور سے پڑھیں۔

مرزا صاحب قادیانی کے آرگن رسالہ ریویو قادیان میں ان کی زندگی ہی میں ایک مضمون نکلا تھا جس کا اقتباس درج ذیل ہے۔ اڈیٹر صاحب رسالہ ریویو لکھتے ہیں:

اب بنگالہ کی نسبت جو پیش گوئی آج سے ۶۔۷ ماہ پہلے شائع کی گئی تھی اس پر غور کرو کہ کس صفائی سے پوری ہوئی۔

پیش گوئی کے شائع ہونے کے وقت بنگالیوں کی شورش اور فساد حد درجہ تک پہنچی ہوئی تھی اور ادھر سر فلر کی گورنمنٹ اس بات پر تلی ہوئی تھی کہ اس تمام فساد کو زور سے دبا دیا جائے۔ ایسے وقت میں دو قسم کی امیدیں تو لوگوں کے دلوں میں ضرور تھیں۔ یعنی بعض لوگوں کا یہ خیال تھا کہ شائد بنگالیوں کی شورش وغیرہ سے دبکر تقسیم بنگال کو منسوخ کر دے گی۔ چنانچہ بعض نجومیوں نے ایسی پیش گوئیاں اپنی جنتریوں میں شائع بھی کر دی تھیں۔ دوسری طرف جو لوگ اس امر سے واقف تھے کہ سر فلر کیسا مستعد اور کسی سے نہ دبنے والا حاکم ہے ان کا خیال یہ تھا کہ گورنمنٹ اس تمام شورش کی کوئی پرواہ نہ

کرے گی۔ اور قانون کے منشاء کے مطابق اس شورش کو (مناسب ذرائع عمل میں لاکر) فرو کرے گی۔ لیکن ان دونوں خیالوں کے سوا اور کوئی خیال اس وقت کسی نے ظاہر نہیں کیا۔

انہیں حالات کے نیچے ۱۱ فروری ۱۹۰۶ء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر پاکر حضرت مسیح موعود نے اس امر کا اعلان کیا کہ اس حکم کے متعلق جو ہو چکا ہے، اب گورنمنٹ صرف ایسا طریق اختیار کرے گی جس سے بنگالیوں کی دل جوئی ہو جس کا یہ صاف صاف مفہوم ہے کہ جو خیال لوگوں کے دلوں میں ہیں وہ دونوں پورے نہیں ہوں گے بلکہ ایک ایسا طریق اختیار کیا جاوے گا جس سے تقسیم بھی منسوخ نہ ہو اور اہل بنگال کی دل جوئی بھی ہو جائے۔ اب جس وقت تک نئے صوبہ کی حکومت سر فلر کے ہاتھ میں تھی اس وقت تک کسی بات سے بنگالیوں کی دل جوئی کا مقصد حاصل نہیں ہوسکتا تھا کیونکہ ایک طرف تو سر فلر بھی ایک زبردست حاکم تھا اور دوسری طرف بنگالیوں کو اس سے اس کی بعض کارروائیوں کے سبب سے خاص عناد تھا۔ اور بظاہر پانچ سال تک جب تک سر فلر کا زمانہ حکومت کو د بخود ختم ہو جاتا گورنمنٹ کی پالیسی بنگالیوں کی نسبت بدل نہیں سکتی تھی مگر وہ علیم خدا جس نے اپنے بندہ پر پیش از وقت یہ ظاہر کیا تھا کہ اب بنگالیوں کی دل جوئی ہوگی وہ خوب جانتا تھا کہ کس طرح پر واقعات پیدا ہونے والے ہیں جن سے دل جوئی کی جاوے گی چنانچہ یک بیک جب کسی کو خیال بھی نہ تھا سر فلر نے استعفاء پیش کیا اور گورنمنٹ نے اسے منظور کیا۔ یہ بات کہ اس استعفا سے بنگالیوں کی دل جوئی ہوئی ایسی صاف ہے کہ ایک سخت سے سخت دشمن بھی اس سے انکار نہیں کرسکتا۔ جو خوشیاں بنگالہ میں سر فلر کے استعفاء پر ہوئی ہیں اور جس طرح پر بنگالی اخباروں نے خوشی کے نعرے بلند کئے ہیں اور کالموں کے کالم اسی خوشی میں سیاہ کئے ہیں اس سے بہت کم لوگ ناواقف ہوں گے۔ اور یہ سب باتیں صاف ظاہر کرتی ہیں کہ بنگالیوں نے گورنمنٹ کی اس دلجوئی کو خوب محسوس کیا ہے۔ (ریویو آف ریلیجنز قادیان ج ۵ نمبر ۹ ص ۳۴۷)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہ عبارت بآواز بلند پکار رہی ہے کہ تقسیم بنگالہ کی منسوخی کی بابت مرزا صاحب قادیانی اوران کے حواریوں کی بھی وہی رائے تھی جو دیگر ملکی مدبروں کی تھی کہ تقسیم مذکور منسوخ نہ ہوگی پس تقسیم مذکور کا منسوخ ہونا صاف دلالت کرتا ہے کہ ملک معظم کے دہلی دربار میں تشریف لا کر تقسیم بنگالہ منسوخ کرنے میں در پردہ قدرتی راز یہی تھا کہ مرزا صاحب قادیانی کی تکذیب کرادی جائے۔ کیا کوئی ہے جو مرزا صاحب کے رسالہ مذکور کو دیکھے اور نصیحت پاوے۔

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر جلد ۱۳ نمبر ۲۶ مورخہ ۲۸۔ اپریل ۱۹۱۶ء مطابق ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۳۴ھ ص ۴)

اڈیٹر پیغام صلح کو یاددہانی وعدہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین اہل حدیث مورخہ ۲۱۔ اپریل کے صفحہ ۳ پر ایک عنوان مرزائی افتراء دیکھا ہوگا جس میں مذکور ہے کہ قادیانی مشن کی لاہوری پارٹی کے اخبار پیغام صلح نے مجھ پر ایک افتراء کیا ہے کہ مولوی ثناء اللہ نے عدالت میں کہا ہے کہ جھوٹ بولنے سے اتقاء و پرہیز گاری میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔

اس مضمون کے متعلق میں نے اڈیٹر پیغام کو خط لکھا کہ مسل میں سے میرے الفاظ پورے نقل کر دیجئے۔ اس کا جواب آیا کہ مسل میرے پاس آگئی ایک ہفتہ تک لکھ سکوں گا۔

مگر افسوس ایک ہفتہ چھوڑ کئی ہفتہ گذر گئے لیکن وعدہ پورا نہیں ہوا۔

کیا اب ہم کو حق حاصل ہے کہ ہم آپ کو اور آپ سے پہلے بھی جن جن لوگوں نے یہ کہا ہے ان سب کو مفتری سمجھیں۔

امید ہے اڈیٹر صاحب پیغام حسب وعدہ میرے الفاظ مسل سے نقل کریں گے یا اپنی غلطی کا اعتراف کریں گے اور بڑی متانت اور قابلیت سے اس کا جواب دیں گے

(اہل حدیث امرتسر جلد ۱۳ نمبر ۲۷۔ ۵ مئی ۱۹۱۶ء۔ مطابق ۲ رجب ۱۳۳۴ھ ص ؟)

نبوت مرزائیہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارے ناظرین آگاہ ہوں گے کہ قادیانی جماعت میں نبوت مرزا کے متعلق اختلاف ہے۔ قادیانی پارٹی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو نبی کہتے ہیں، اور لاہور کی پیغامی پارٹی کہتی ہے کہ مرزا صاحب قادیانی براہ راست نبی نہ تھے، بلکہ بواسطہ نبوت محمدیہ نبی بنے تھے۔

اس لئے ہم نے معقول طرز پر ایک سوال کیا تھا جس پر اخبار فاروق میں ایک مضمون نکلا (فاروق کا یہ پرچہ دفتر ہذا سے گم ہوگیا۔ آخر ایک دوست نے بھیجا جزاہ اللہ۔ ایک پرچہ قادیان سے قیمتاً بھی آگیا، تو جواب دیا گیا۔ اڈیٹر اہل حدیث) جس میں جواب دینے سے پہلے مجیب صاحب نے اپنی دیانت اور لیاقت کے بہت سے فقرے جھاڑے ہیں۔ اس مضمون کے سر پر لکھا ہے: از فاضل اجل مولوی سید سرور شاہ صاحب۔

سرور شاہ صاحب سے ہمیں بہت پرانا تعارف ہے۔ مضمون کا اوچھا پن دیکھ کر ہم باور نہیں کر سکتے کہ یہ مضمون شاہ صاحب کا لکھا ہوا ہے۔ اور اگر انہیں کا ہے تو ہم مجبور ہیں کہ اون کی نسبت اثر صحبت کے قائل ہوں۔ ہمارے سوال کے الفاظ یہ ہیں جو خود فاروق نقل کرتا ہے

آنحضرت ﷺ جو نبوت مرزا کے لئے واسطہ ہیں، تو یہ واسطہ فی العروض ہے، یا واسطہ فی الثبوت۔

واسطہ فی الثبوت کی دو قسمیں ہیں جو اہل علم سے مخفی نہیں۔

پس آپ صاحبان اس واسطہ کی تعیین کریں تاکہ نبوت مرزا کا مسئلہ کم سے کم ہماری سمجھ میں تو آجائے۔،

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

سوال کیسا صاف ہے جواب دینے سے پہلے مجیب کے اخلاقی فقرے سنئے۔ جو درج ذیل ہیں:

اڈیٹر اہل حدیث کا اپنے سلف کے خلاف چلنا

پہلے اہلحدیث جیسے حضرت امام ابن تیمیہ وغیرہ تو منطق اور اسکی اصطلاحوں کی مذمت اور تردید کرتے رہے، اور لوگوں کو ان کی اصطلاحات کی پیروی سے روکتے رہے۔ اور اس علم کو جہل اور اس علم والے کو جاہل کے ساتھ تعبیر کرتے رہے ہیں۔ لیکن ان کے ایک خلف الصدق اٹھتے ہیں اور منطقی اصطلاحات کے اس قدر دلدادہ ہوتے ہیں کہ نبوت جیسے اسلامی مسئلہ کو بھی بجز منطقی جامہ پہنانے کے نہ زبان پر لا سکتے ہیں اور نہ کان سے سن سکتے ہیں اور نہ ان کے روشن دماغ میں وہ بدوں اس منطقی پچکاری کے داخل ہوسکتا ہے۔ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ منطقی اصطلاحات میں ہوا تو علمی طریق پر حل ہوگا۔ اور اگر قرآنی اور حدیثی اور اسلامی اصطلاحات سے ہوا تب علمی طریق پہ نہیں جب کہ جہلی طریق پر حل ہوگا۔،

سرور شاہ صاحب یہ بھی فرماتے ہیں:

اچھا مولوی صاحب جب پدری اور مادری زبان اور اسلامی اصطلاحات میں سمجھنے سے عاجز اور محروم ہیں یا کم از کم بجز ظاہر کرتے ہیں، اور منطقیوں کے فضلہ پر ہی حصر اور قصر کرتے ہیں تو ہم، بھی مجبوراً انہی کا مرغوب خاطر ان کے آگے پیش کردیتے ہیں۔،

قابل توجہ علماء کرام:

ہم نے جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی سے بارہا سنا تھا کہ ایک دفعہ مرزائی مناظرہ میں، میں (ابراہیم میر) نے کسی لفظ کی بابت کہہ دیا کہ یہ عطف بیان ہے۔، تو فرقہ مرزائیہ میں سے ایک صاحب نے جھٹ سے کہا عطف بیان ہے تو حرف عطف کہاں ہے۔

ہم اس بیان کی تصدیق نہ کرتے مگر شاہ صاحب نے ہمیں اس کی تصدیق کرنے پر مجبور کیا۔

شاہ صاحب کو معلوم نہیں کہ علامہ ابن تیمیہ کو علم منطق میں اتنا کمال تھا کہ

اون سے پہلے جتنے لوگ گذرے ہیں کسی نے ارسطو کی منطق پر اعتراض کرنے کی جرأت نہ کی مگر علامہ موصوف نے ارسطو کے بہت سے قواعد پر اعتراض کئے۔ اگر علم منطق نہ جانتے ہوتے تو منطق کا ردّ کیسے کرتے۔ آہ افسوس

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

آہ! کیسا علمی تنزل کا زمانہ ہے کہ پنجابی ہو کر اردو فارسی اور عربی میں کتابیں لکھنے والے (مرزا صاحب قادیانی کے مرید) فخر کریں مگر منطقی اصطلاح میں سوال کرنے والوں کو مورد الزام بتاویں۔ کیا سچ ہے

زاہد نہ تاب داشت جمال پری رخان
کنجے گرفت و ترس خدا را بہانہ ساخت

خیر یہ تو مجیب صاحب کی تمہید تھی، اب اصلی جواب سنئے:

جواب چونکہ بہت ہی لطیف ہے اس لئے اہل علم کی ضیافت طبع کے لئے سارے کا سارا نقل کیا جاتا ہے جس سے نہ صرف ہمارے سوال کا وزن معلوم ہوگا بلکہ مجیبیہ پارٹی کی علمی استعداد اور منصفانہ صفت کا بھی اندازہ ہو جائے گا آپ فرماتے ہیں:

جواب: شرح مطالعہ میں موضوع المنطق کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

العر ض الذا تی و هو الذی یلحق الشیء لما هو یلحقه بوساطة جز ید او یلحقه بوا سطة امر خا ص مسا و و اما ما یلحق الشیء بواسطة امر ا خص او بوا سطة ا صر ا عم فلا یسمی عر ضا ذا تیا بل غر یباً۔ انتهی ملخصاً۔

اس پر لکھا ہے کہ بعض افاضل نے چھٹی قسم زائد کی ہے اور یہ وہ ہے جو بواسطہ امر مباین لاحق ہو پھر شیخ سے نقل کیا ہے کہ واسطہ مباین نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ شیخ نے وسط کی یہ تعریف کی ہے کہ

ما یقرن بقو لنا لانه حین یقا ل لا نه کذا۔

اور پھر ایک اعتراض کیا اور اس کا جواب دیا ہے اور اخیر میں لکھا ہے

و الشیبه؟؟ انما نشائت من عدم الفرق بین الواسطه فی

التصديق و بين الوا سطة فى الثبو ت و الشيخ صر ح بذ لك فى كتا ب البر هان من منطق الشفاء۔

جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ واسطہ فی العروض اور واسطہ فی الثبوت بالمعنی الاول والثانی میں ہی واسطہ منحصر نہیں بلکہ ان کے سوا ایک اور واسطہ بھی ہے جس کو واسطہ فی التصدیق کہا جاتا ہے اور اس کا دوسرا مشہور نام واسطہ فی الاثبات ہے اور قاضی مبارک وغیرہ نے اس کو اسی مشہور نام کے ساتھ ذکر کیا ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب آئمہ منطق کو واسطہ فی الاثبات اور واسطہ فی الثبوت میں اشتباہ ہوتا رہا ہے تو پھر اہل حدیث کا کوئی... کس شمار میں ہوگا۔ کوا چکور کی پوری پر کب سیکھ سکتا ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ واسطہ فی الاثبات کا احتمال نہ تھا اس لئے اسکو ذکر نہیں کیا تو یہی وجہ واسطہ فی الثبوت کی دوسری قسم میں موجود ہے جس میں واسطہ سفیر محض ہوتا ہے اور نا فیہ الواسطہ کے ساتھ بالکل وہ واسطہ متصف نہیں ہوتا بلکہ ذی الواسطہ ہی اس کے ساتھ متصف ہوتا ہے کیا کسی مسلمان اور امت محمدی کہلانے والے کی نسبت یہ احتمال ہوسکتا ہے کہ وہ سید الرسل کو نبوت و رسالت میں وہ واسطہ قرار دے جو کہ سفیر محض ہوتا ہے اور بلفظ دیگر یہ کہے کہ آنحضرتﷺ کے ذریعہ سے فلاں شخص تو نبی اور رسول ہو گیا ہے لیکن خود آنحضرتﷺ نبوت اور رسالت سے خالی اور مجرد تھے۔ پس جس طرح کہ جسمانی سراج منیر جسمانی قمر کے منیر بنانے میں واسطہ فی الثبوت اس معنی سے ہے کہ دونوں انارت کے ساتھ متصف ہیں اسی طرح روحانیت کا سراج منیر (محمدﷺ) روحانیت کے قمر (احمد) کے منیر میں واسطہ فی الثبوت اس معنی سے ہے کہ دونوں انارت (نبوت ورسالت) کے ساتھ حقیقۃً متصف ہیں۔ اور قرآن مجید نے آنحضرتﷺ کو سراج منیر قرار دے کر اسی مسئلہ کو حل کر دیا ہوا ہے اور الہامات میں بھی احمد کو قرار دے کر اسی حقیقت کو آشکارا کیا ہے۔ شائد اب مولوی صاحب کی سمجھ میں آجائے۔،

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ساری تقریر آپ کی اس شعر کی مصداق ہے

ملے تو حشر میں لے لوں زبان ناصح کی
عجیب چیز ہے طول مدعا کے لئے

نہ واسطہ فی الاثبات سے بحث ، نہ واسطہ فی التصدیق سے مطلب ، نہ سفیر محض سے انکار ، بلکہ سب کچھ پہلے مرقوم ۔مگر جن کی عادت طوالت کی ہو وہ کیا کریں ساری لمبی چوری تحریر کا مدعا یہ ہے کہ نبوت محمد یہ نبوت مرزائیہ کیلئے واسطہ فی الثبوت قسم ثانی ہے ۔خوب !

اب سنئے ! واسطہ فی الثبوت میں حرکت اور صفت واسطہ اور ذی الواسطہ میں ایک ہی ہوتی ہے جس کی مثال اہل منطق دیا کرتے ہیں کحرکة الید و المفتاح یعنی ہاتھ اور کنجی کی حرکت جس میں دونوں متحرک ہیں ۔مگر کنجی میں بعینہ وہی یا اسی قسم کی حرکت ہے جو ہاتھ میں ہے ۔

غرض یہ بات اہل منطق کے ہاں مسلمہ ہے کہ واسطہ فی الثبوت میں گو دونوں موصوف ہیں مگر صفت ایک ہے جو دونوں میں پائی جاتی ہے ۔

پس اس قاعدے کے اثر سے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نبوت محمد یہ بعینہ مرزا صاحب قادیانی میں متحقق ہونی چاہیے یعنی اسی نبوت سے مرزا صاحب آن واحد میں موصوف ہوں گے جسکے ساتھ آنحضرت ﷺ موصوف تھے ۔، نبوت محمد یہ میں یہ وصف بھی داخل ہے کہ وہ خاتم الانبیاء ہے یہ بھی داخل ہے کہ وہ شارع ہے ۔ یہ بھی ہے کہ اون کی وراثت نہیں ۔کیا یہ سب امور نبوت مرزائیہ میں پائے جاتے ہیں ۔ ذرا سوچ سمجھ کر جواب دیجئے جو اہل علم کے قابل دید ہو ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۱۳ نمبر ۲۷ ۔مورخہ ۵ مئی ۱۹۱۶ء مطابق ۲ رجب ۱۳۳۴ھ ص ۶ ۔۷)

انجمن حمایت اسلام لاہور کا جلسہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں :

انجمن حمایت اسلام لاہور پنجاب میں سب سے بڑی انجمن ہے اس میں

مسلمانوں کے کل فرقے شامل ہیں اور ہر فرقہ کے واعظ آتے اور آ سکتے ہیں مگر ان کی شرکت اپنے مخصوصہ خیالات کی تائید کے لئے نہیں ہوتی امور مخصوصہ کا بیان کرنا انجمن کی غرض و غایت کے خلاف ہے۔

پیسہ اخبار ۲۵ اپریل ۱۹۱۶ء میں ایک مضمون منشی عبداللہ صاحب پنشنر نقشہ نویس کا دیکھ کر ہمیں افسوس ہوا کہ انجمن کے گذشتہ سالانہ جلسہ میں جوگی صاحب نے اپنی نظم میں مرزائی مذہب کا اظہار کیا اور دیگر مسلمانوں کے عقیدہ پر تمسخر اڑایا۔ اگر یہ سچ ہے تو جوگی صاحب کی نہیں منتظمان جلسہ خصوصاً صدر جلسہ کی ہمیں شکایت ہونی چاہیے جنہوں نے ایسا کرنے سے اون کو نہ روکا امید ہے انجمن کے منتظم آئندہ کے لئے اس کا نوٹ رکھیں گے۔

پیغام صلح کا عذر:

لاہور کا مرزائی اخبار لکھتا ہے جوگی نے حضرت عیسی کی وفات کا ذکر کیا تو کوئی برا نہیں کیا ڈاکٹر اقبال، مولوی ابوالکلام فلان فلاں بھی وفات مسیح کے قائل ہیں۔

چہ خوش! اے جناب سنئے! اسلامی آبادی میں فی صدی پچاسی مسلمان خلافت اصحاب ثلاثہ کو حق جانتے ہیں مگر انجمن حمایت اسلام کے جلسہ میں کوئی واعظ یا لیکچرار خلافت کا مسئلہ ذکر کرے تو شیعہ کو اسی طرح اعتراض کرنے کا حق ہے جس طرح سنیوں کو تردید خلافت کے ذکر پر اعتراض کرنے کا حق ہے۔ آپ نے انجمن حمایت اسلام کو سمجھا ہی نہیں وہ ایک اسلامی انجمن ہے جس میں سوائے امور عامہ کے کسی خاص امر کا ایسے طریق پر ذکر نا جائز نہیں جس میں کسی دوسرے فریق کی ہتک ہو۔

خیر رہی کہ کوئی من چلا بول نہیں پڑا، ورنہ جوگی اور جوگی کے حمایتی تو بجائے خود جلسہ میں کھنڈت پڑ جاتی جس سے مسلمانوں کی سخت بدنامی کا اندیشہ تھا اس لئے امید ہے منتظمان جلسہ آئندہ کو اس کا خاص انتظام فرمائیں گے ....

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۱۳ نمبر ۲۷۔ مورخہ ۵ مئی ۱۹۱۶ء ص ۷۔۸)

امرتسر میں مرزائیوں سے مباحثہ

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

کئی دنوں سے امرتسر کی دو انجمنوں، انجمن احمدیہ (مرزائیہ) اور انجمن حفظ المسلمین میں یہ مبا حثہ پکتا تھا۔ ہوتے ہوتے آخر کار ۲۹۔۳۰۔اپریل کو ہو ہی گیا۔ جس کی مفصل روئداد آئندہ درج ہوگی۔

مجمل روداد یہ ہے کہ ایک روز حضرت مسیح کی حیات و وفات پر بحث ہوئی دوسرے روز مرزا صاحب قادیانی کے دعوی پر۔ الحمد للہ جیسے ناظرین کو توقع ہوگی توقع سے زیادہ کامیابی ہوئی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۱۳ نمبر ۲۷۔ مورخہ ۵ مئی ۱۹۱۶ء ص ۱۰)

مرزا کیوں مرگیا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری ؒ لکھتے ہیں:

اخبار الفضل مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۱۶ء میں ایک مضمون نکلا ہے جس کا عنوان ہے؛ ثناء اللہ کیوں زندہ رہا۔،

فاضل اڈیٹر الفضل نے اپنی فضیلت کا اظہار کرنے کو اس مضمون سے ۵ صفحے اخبار کے سیاہ کئے ہیں جن سب کا مضمون دو فقروں میں آجاتا ہے وہ یہ ہے:

کہ مرزا صاحب نے ۱۵۔اپریل ۱۹۰۷ء کو اشتہار متضمن دعا کا دیا تھا وہ دراصل دعاء مباہلہ تھی جس کے مقابلہ میں مولوی ثناء اللہ نے دعا یا آمین کرنے سے انکار کر دیا اس لئے وہ دعا نافذ نہ ہوئی کیونکہ مباہلہ دونوں طرف کی دعا سے ہوتا ہے۔ نیز مولوی ثناء اللہ نے لکھا تھا کہ مفسد دغا باز وغیرہ کی عمر دراز ہوتی ہے اس لئے وہ زندہ رہا اور آخری فیصلہ کا مدعا پورا ہوا۔

الفضل کے اصلی شیریں الفاظ بہت لطیف ہیں جو کھسیانی بلی کھنبہ نوچے کے مصداق ہیں اس لئے ہم انہیں کو نقل کرتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

> بد قسمت ثناء اللہ نے جو چاہا وہ یہ تھا کہ جھوٹے دغا باز مفسد اور نافرمان کی عمر دراز ہو.... مسلمات ثنائی کی رو سے ثناء اللہ کی روسیاہی ہوگئی ...یعنی خود ثناء اللہ اپنی مجوزہ پاداش کو پہنچا اور خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کی صداقت کو ثابت کر دیا۔ (الفضل قادیان۔ص ۵)

یہ ہے اس پاک جماعت کے پاکیزہ الفاظ جو مسیح موعود اور مہدی مسعود کے

صحبت یافتہ ہیں۔ پنجابی مثل صحیح ثابت ہوتی ہے

گرو جنہاں دے ٹیپڑین چیلے جانڑ شڑپ

وہ اگر اپنی عادت کے پابند ہیں تو ہم بھی اپنی خو کے خوگیر۔ اس لئے تلخ جواب سے خاموشی ہے اصل جواب سے پہلے لطیفہ قابل غور ہے

لطیفہ: الفضل سے جو مضمون ہم نے نقل کیا ہے یہ بھی ۲۵۔ اپریل کا ہے اور اخبار بدر جس کے مضمون سے ہم جواب اخذ کریں گے وہ بھی ۲۵۔ اپریل کا ہے۔ یہ قادیان کا ہے تو وہ بھی قادیان کا۔ یہ مرزا صاحب کا آرگن ہے تو وہ بھی تھا۔ غرض یہ کہ ان دونوں کے رتبہ میں کوئی فرق نہیں پس اس اتفاقی لطیفہ سے لطف پاکر اصل مضمون سنئے۔

مرزا صاحب قادیانی اس دعا کی بابت فرماتے ہیں:

ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے دراسل یہ ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ..رات کو توجہ اوس کی طرف تھی الہام ہوا اجیب دعوۃ الداع ۔ صوفیاء کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہی ہے۔ باقی سب اس کی شاخیں ہیں۔ (اخبار بدر ۲۵۔اپریل ۱۹۰۷ء)

بتلایئے جس دعا کی قبولیت کا وعدہ خدا کی طرف سے ہو چکا ہو قبل اس کے کہ میری طرف سے انکار شائع ہو، اس دعا کی نسبت یہ کہنا کہ میرے انکار کرنے پر وہ دعا ٹل گئی خدا اور اس کے وعدوں کی ہتک کرنا نہیں تو کیا ہے؟

افسوس ہے یہ الہامی پارٹی خدائی وعدوں کو بھی ایک معشوق کے وعدہ کے برابر جانتی ہے جسکی بابت یہ کہا جاتا ہے

کیونکر مجھے باور ہو کہ ایفاء ہی کریں گے
کیا وعدہ انہیں کر کے مکرنا نہیں آتا

ہاں یہ خوب کہی کہ: مفسد کی عمر زیادہ ہوگئی۔،

پس ثناء اللہ اپنے مسلمات سے مفسد ثابت ہوا۔،

کیا خوب! ان لوگوں کے علم و فضل پر تو دنیا کو ہنسی آتی تھی، عقل بھی اس رتبہ سے کم نہیں۔ مرزا صاحب قادیانی تو بقول ان کے اسّی (۸۰) کے قریب مرے اور

میں ابھی پچاس کو بھی نہیں پہنچا۔ پھر لمبی اور زیادہ عمر کیسے ہوئی۔ ہاں جب میں اسی (۸۰) سال سے جو مرزا صاحب نے پائی ہے متجاوز ہو جاؤنگا تو اس وقت یہ سوال پیش کرو گے تو جواب پر توجہ کی جاوے گی سر دست تو یہ قابل توجہ نہیں۔

اب میں پھر وہی سوال دہراتا ہوں کہ، مرزا کیوں مرا؟

جواب یہ ہے کہ چونکہ (بقول خود) جناب مرزا صاحب بڑے مستجاب الدعوات تھے جو کچھ خدا سے مانگتے تھے خدا ان کو دیتا تھا ان کی دعا (کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرے) قبول ہوئی، کیوں نہ ہوتی جب کہ ان کا دعویٰ تھا

اجیب کل دعاءك (میں (خدا) تیری یہ دعا قبول کروں گا)

بس مرزا کیوں مرا؟ جواب اس کا یہ ہے:

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں سچا تھا پہلے مر گیا

ایک اور طرح سے بھی:

اڈیٹر صاحب الفضل نے مرزا صاحب کا قول خود نقل کیا ہے کہ،

سچے کے ساتھ جو جھوٹے مباہلہ کرتے ہیں وہ سچے کی زندگی ہی میں ہلاک ہو جاتے ہیں۔ (قول مرزا، از اخبار الحکم ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

اہل حدیث: بتلایئے مرزا صاحب قادیانی نے جو صوفی عبدالحق غزنوی مقیم امرتسر سے مباہلہ کیا اور فوت ہو گئے تو کیا ہوئے۔

لطف یہی کہ سوائے صوفی مذکور کے کسی اور سے مرزا صاحب قادیانی کا مباہلہ ہوا ہی نہیں۔ اصل مباہلہ میدان عید گاہ امرتسر میں صرف انہی سے ہوا جس کا نتیجہ وہی ہوا جو مرزا صاحب قادیانی کے مندرجہ بالا قول میں مذکور ہے

فقطع دابر القوم الذین ظلموا فالحمد لله رب العالمین

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۱۳ نمبر ۲۸۔ مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۱۶ء مطابق ۹ رجب ۱۳۳۴ھ ص ۱۔۲)

امرتسر میں مرزائیوں سے مباحثہ

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جس مباحثہ کا ذکر گذشتہ پرچے میں ہوا ہے اس کی بابت اخبار بلیٹن لاہور میں کسی نامہ نگار نے مختصر کیفیت لکھی ہے جو ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے نقل کرتے ہیں:

احمدیوں اور محمدیوں کا مباحثہ اور مولوی ثناء اللہ کی فتح:

امرتسر میں احمدیوں اور مسلمانوں کے درمیان مباحثہ کی جو خبریں کئی دن سے اڑ رہی تھیں وہ ۲۹ اور ۳۰۔ اپریل ۱۹۱۶ء کو بڑی کامیابی سے ہوا۔ اس مباحثہ کے متعلق ہمارا نامہ نگار امرت سر سے حسب ذیل لکھتا ہے؛

کچھ عرصہ سے مرزائی صاحبان امرتسر میں عام طور پر مچا رہے تھے کہ مرزا صاحب قادیانی نبی ہیں اور ان کی تعلیم ایک سچے نبی کی تعلیم ہے۔ مرزائی خیالات کی تردید کوئی نہیں کرسکتا۔ آخر انجمن حفظ المسلمین کی طرف سے اس امر کی کوشش ٹھہری کہ باہم مباحثہ کی ٹھہرائی جائے۔

چنانچہ ۲۹ ۔۳۰ ۔ اپریل کو دن کے ۸ بجے سے ۱۱ بجے تک مقرر ہوئے اور جائے مباحثہ مرزائی مسجد کے قریب ٹھہری۔

۲۹ ۔ اپریل کو میر حبیب اللہ صاحب آنریری مجسٹریٹ اور ڈاکٹر عباد اللہ صاحب کی صدارت میں مولوی ثناء اللہ صاحب و مولوی غلام رسول صاحب راجیکی مرزائی کے درمیان مباحثہ ہوا اور حیات و وفات مسیح پر بحث ہوئی۔

دوسرے دن ۳۰ اپریل کو میاں نظام الدین ٹھیکیدار آنریری مجسٹریٹ اور ڈاکٹر عباد اللہ صاحبان کی صدارت سے مرزا صاحب قادیانی کی صداقت پر بحث ہوئی اور بحث تحریری تھی ۔ جب ایک امر ختم ہو جاتا تو اس کے خاتمہ پر ہر دو میر مجلس صاحبان کے دستخط کرائے جاتے اور پھر سب کو سنایا جاتا۔

اس مباحثہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو مولوی غلام رسول

راجیکی پر فتح ہوئی اور مرزائی ہار گئے۔ جلسہ میں علاوہ مسلمانوں کے دیگر مذاہب کے لوگ بھی موجود تھے اور سب نے بالاتفاق مرزائیوں کے خلاف فیصلہ دیا، (بلیٹن ۳ مئی ۱۹۱۶ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں: یہ مباحثہ تو کوئی ایسا نہیں ہے کہ اس کو مباحثہ کہا جائے جب کہ مرزا صاحب اپنی زندگی میں بھی میرے مقابل نہ آئے، حالانکہ میں قادیان میں بھی گیا لیکن خدائی غیرت ملاحظہ کیجئے کہ قادیان میں ان کا چھپنا کچھ کام نہ آیا آخر خدا نے اون کو دوسرے مقابلہ کے لئے مجبور کیا کہ انہوں نے ازخود اعلان کیا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرے گا۔ یہ فیصلہ جیسا کچھ ہوا بالکل قدرتی ہے اس قدرتی فیصلہ کے ہوتے ہوئے کسی زبانی فیصلہ کی حاجت نہ تھی مگر خدا کو یہی منظور ہے کہ یہ لوگ جوں ہی سر اٹھائیں درست کر دیئے جائیں۔ اس لئے امرتسر میں مباحثہ وجود پذیر ہوا جس کا نتیجہ بھی خوب ہوا...

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۱۳ نمبر ۲۸۔ مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۱۶ء مطابق ۹ رجب ۱۳۳۴ھ ص ۲۔۳)

کشمیر میں قادیانی فتنہ

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ملک کشمیر مذہبی تحقیقات اور مناظرات کے لحاظ سے بہت منجمد ہے۔ جس قدر بدویت اور سادگی کا اثر کشمیر میں ہے اور کہیں نہ ہوگا۔ اس ملک میں بھی مرزا صاحب قادیانی کی تحریک پہنچ گئی ہے جس سے کشمیریوں میں اچھی خاصی حرکت پیدا ہو گئی ہے۔ فریقین کے اشتہار ہماری نظر سے گزرے ہیں آج جس اشتہار کا ذکر ہم کرنے کو ہیں وہ سب سے آخری اور سب سے حیرت افزاء ہے یہ اشتہار جس اشتہار کا جواب ہے اس میں کشمیر کے محمدی مسلمانوں نے احمدی (مرزائیوں) سے کہا تھا کہ مرزا صاحب نے جن جن پیش گوئیوں کو بطور ثبوت دعوی پیش کیا تھا ان میں سے کوئی سچی ثابت نہیں ہوئی۔ آخر میں دو پیش گوئیاں بطور مثال کے لکھی تھیں۔

الف: مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح والی۔

ب: مولوی ثناء اللہ کی موت والی۔

اس اشتہار کا جواب جو مرزائیوں نے قادیان سے چھپوا کر کشمیر میں شائع کیا عجیب بلکہ عجیب تر ہے۔ پہلے تو مرزا صاحب قادیانی کی پیش گوئیوں کی ایک لمبی چوڑی فہرست دی ہے کہ پنڈت لیکھ رام امریکہ کا ڈوئی وغیرہ وغیرہ مرزا کی پیش گوئیوں کے مطابق مرے ہیں۔

ان سب کا جواب ایک ہی کافی ہے جو قرآن مجید نے دیا ہے

ھا توا بر ھا نکم ان کنتم صا دقین۔ اپنے دعوی کی دلیل لاؤ۔

ان سب کی نسبت ہمارا دعوی ہے کہ ایک بھی مرزا صاحب غلام احمد قادیانی کی الہامی پیش گوئی کے مطابق نہیں مرا۔

یا تو خود اپنے دعوے کو ثابت کرو کیونکہ مقدم دعوی تمہارا ہے، یا بعد اظہار عجز ہم سے ہمارے دعوی کا ثبوت مانگو۔ ہم دینے کو تیار ہیں۔

ہاں اگر مردگان کی تعداد ہی دکھانی تھی تو مسٹر عبداللہ آتھم کو بھی اس میں شامل کر لیتے۔

رہا دوسرا حصہ وہ تو ایسا لطیف ہے کہ اشتہار کے اصل الفاظ میں سنانے کے قابل ہے۔ لکھا ہے:

> اب ہم اختصار کے ساتھ ان دو باتوں کا جواب دیتے ہیں جن کو مولوی ثناء اللہ شیر پنجاب کے چیلے شال مرچنٹ نے بطور تحفہ اہل کشمیر کی خدمت میں پیش کیا ہے لیکن جواب دینے سے پہلے ہم اصولی طور پر چند باتیں عرض کرنا چاہتے ہیں اور مودبانہ التجا ہے کہ اس پر غور فرمایا جاوے اور وہ یہ ہیں
>
> الف: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے اپنی تصنیف مبارک فتوح الغیب میں یہ فرمایا ہے کہ یعد و لا یو فی یعنی بعض دفعہ خدا تعالی کسی بندے کے ساتھ کوئی وعدہ کرتا ہے مگر اس کو پورا نہیں کرتا۔ کیونکہ اس کا غنا ذاتی یہی ہے کہ وعدہ کر کے بندے کے ماتحت اور اس کا پابند نہیں ہو جاتا اس کے حق میں ایسا خیال کرنا بے ادبی ہے اب بتاؤ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا اصول قابل پابندی ہے یا شال مرچنٹ امرتسری کا۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

یہ مضمون مرزا صاحب قادیانی کی کتاب حقیقۃ الوحی سے لیا گیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

رہی وعدہ کی پیش گوئی جس کی نسبت یہ حکم ہے کہ ان اللہ لا یخلف المیعاد، اس کی نسبت بھی ہمارا یہ ایمان ہے کہ خدا اس وعدہ کا تخلف نہیں کرتا جو اس کے علم کے موافق ہے۔لیکن اگر انسان اپنی غلطی سے ایک بات کو خدا کا وعدہ سمجھ لے، جیسا کہ حضرت نوح نے سمجھ لیا تھا، ایسا تخلف وعدہ جائز ہے۔کیونکہ دراصل وہ خدا کا وعدہ نہیں، بلکہ انسانی غلطی نے خواہ نخواہ اس کو وعدہ قرار دیا ہے۔اسی کے متعلق سید عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں

قد یو عد و لا یو فی (مرزا صاحب کی کتاب میں اسی طرح مرقوم ہے۔اڈیٹر اہل حدیث) یعنی کبھی خدا تعالی وعدہ کرتا ہے اور اس کو پورا نہیں کرتا۔

اس قول کے بھی یہی معنی ہیں کہ اس وعدہ کے ساتھ مخفی طور پر کئی ایک شرائط ہوتے ہیں اور خدا تعالی پر واجب نہیں کہ تمام شرائط ظاہر کرے۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی۔ص ۱۳۴)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس بیان میں مرزا صاحب قادیانی اور مرزا صاحب کی تعلیم میں مرزائیوں نے حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی پر بہتان لگایا ہے۔حضرت ممدوح نے یہ نہیں فرمایا جو مرزا صاحب قادیانی نے لکھا ہے۔بلکہ یہ فرمایا ہے کہ جب بندہ قرب الہی میں اعلی مرتبہ کو پہنچتا ہے تو

فحینئذ یجو ز ان یعدہ اللہ بوعدہ ثم ... یظھر للعبد و فاء بذلك و لا یبلغه ما قد تو همه من ذلك (فتوح الغیب مقالہ ۵۶)

...اس وقت ہوسکتا ہے کہ خدا اوس کے ساتھ کوئی وعدہ کرے پھر اس پر اس وعدہ کی وفا ظاہر نہ کرے اور جو اس بندے نے اس وعدہ سے سمجھا ہے وہاں تک اوس کو نہ پہنچاوے

غرض یہ کہ حضرت پیر عبدالقادر جیلانی صاحب نے یہ نہیں کہا کہ خدا وعدہ پورا نہیں کرتا۔بھلا وہ کیسے کہتے جب کہ خود خدا تعالی بار بار فرماتا ہے میں وعدہ خلاف

نہیں ہوں، اور لوگوں کو وعدہ خلافی سے منع کرتا ہے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ وہ خود ہی وعدہ خلافی کرے۔

ایسے خدا پر بندوں کو کیا بھروسہ ہوسکتا ہے اور ایسے ملہم اور نبی اور مہدی کا کیا اعتبار ہوسکتا ہے جو لوگوں میں ایک بات شائع کرے کہ یہ ہوگا وہ ہوگا، مگر آخر کار جب نہ ہو، تو کہہ دے کہ خدا قادر قیوم ہے، اس کو وعدہ خلافی کرنے سے کوئی مانع نہیں۔ وہ جو چاہے سو کرے۔ انا للہ۔

آگے چل کر کشمیری صاحب لکھتے ہیں:

علاوہ اس کے ہم قرآن شریف کی ایک آیت پیش کرتے ہیں۔

ب۔ و ما منعنا ان نرسل بالآیات الا ان کذب بھا الاولون

یعنی ہم کو نشانات دکھانے سے کوئی چیز روکنے والی نہیں لیکن پہلے لوگ نشانات کی تکذیب کرتے ہیں۔

تو یہ امر مانع ارسال آیات ہو جاتا ہے۔

اب خدارا بتاؤ کہ اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ ہزارہا الہامات میں سے یہ دو پورے نہیں ہوئے تو بر بناء اصول شیخ عبد القادر جیلانی ضروری نہ تھا کہ دو الہام بھی پورے ہو جاتے اور قرآن شریف کی رو سے یہ بات صاف ہے کہ جب تم نے اور تمہارے پہلوں نے ہزارہا نشانات سے فائدہ نہ اٹھایا تو یہ دو نشان تم کو نہیں دکھائے گئے۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

بہت خوب! مگر اس آیت میں وہ نشان دکھانے سے انکار ہے جو کفار خود مانگا کرتے تھے۔ یہ نہیں کہ جن کے دکھانے کا خدا نے کو وعدہ کیا تھا، ان سے انکار ہے۔ آپ کہتے ہیں یہ دو نشان پورے نہیں ہوئے، تو کیا ہوا؟

سنئیے! مرزا صاحب قادیانی تو خود لکھتے ہیں:

ایک جھوٹ کے مقابلے پر ہزارہا نشانات بھی مفید نہیں (حقیقت الوحی ص ۳۲۹)

اس کے بعد کشمیری صاحب لکھتے ہیں

اصل بات یہ ہے (۱) کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح جو پیشین گوئی میں

مذکور تھا وہ پیشین گوئی مشروط تھی چونکہ اس کا ایک حصہ پورا ہو گیا تھا لہذا منہاج نبوت پر میرزا صاحب نے اپنی زندگی میں وفات سے پہلے کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۳۲ میں لکھ دیا کہ اللہ تعالی نے اس پیش گوئی کو مطابق اپنی سنت کے مؤخر یا منسوخ کر دیا ہے ۔کتاب حقیقۃ الوحی کو کھول کر اس مضمون کو غور سے پڑھو۔،

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

کتاب حقیقۃ الوحی کو ہم پیچھے پڑھیں گے، پہلے تم کو وہ کتاب پڑھنی چاہیے جو اس سے پہلے کی تصنیف ہے ۔وہ ہے رسالہ ضمیمہ انجام آتھم ۔پس اوس کا اقتباس پہلے سنئیے ۔مرزا صاحب قادیانی کہتے ہیں:

اس پیش گوئی (دختر احمد بیگ کے نکاح والی) کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی کہ

یتزوج و یولد له

یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔

اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں، کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے ۔اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے۔

گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی ۔(ص ۵۳)

اس اقتباس کو غور سے پڑھو اور بتلاؤ کہ اس پیش گوئی میں اب کوئی خفا رہا ہے جب کہ (بقول مرزا) خود رسول خدا ﷺ نے اس کی تصدیق فرما دی اور یہ ارشاد فرمایا کہ مسیح موعود کی علامت یہ ہوگی کہ وہ احمد بیگ کی لڑکی سے الہامی نکاح کرے گا۔تو اب ذرہ انصاف سے کہیے ایک طرف تو یہ حدیث دوسری طرف نکاح کا نہ ہونا، مرزا صاحب قادیانی کی صداقت کی دلیل ہے یا بطالت کی ۔کیا اس سے یہ نتیجہ صاف نہیں نکلتا کہ

رسول قادیانی کی رسالت
بطالت ہے بطالت ہے بطالت

آگے چل کر کشمیری صاحب لکھتے ہیں:

یہ سوال کہ مولوی ثناء اللہ صاحب دعا کے مطابق کیوں ہلاک نہیں ہوئے اس کے متعلق یہ گذارش ہے کہ اس اشتہار میں میرزا صاحب صاف تحریر فرماتے ہیں کہ میں کسی وحی یا الہام کی بنا پر ایسا نہیں لکھتا بلکہ صرف ایک دعا کرتا ہوں۔ زیادہ سے زیادہ تم کو یہ کہنا چاہیے تھا کہ مرزا صاحب کی یہ ایک دعا قبول نہیں ہوئی۔ یہ کہنے کا تم کو حق نہیں کہ میرزا صاحب کا کوئی الہام سچا نہیں نکلا۔،

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں: یہ بات خود مرزا قادیانی کو سوچنی چاہیے تھی۔ اس دعا کی عدم قبولیت پر وہ خود لکھتے ہیں:

میں جھوٹا دجال مکار دغاباز وغیرہ ہیچو قسم سمجھا جاؤں۔

پھر معترض نے بھی اگر یہی کہا تو کیا برا کیا۔ مرزا صاحب قادیانی کے اپنے الفاظ سنئے۔ آپ لکھتے ہیں:

اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعوی مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں، اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے، تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے اون کو اور اون کی جماعت کو خوش کر دے آمین۔

(اقتباس از اشتہار آخری فیصلہ مرقومہ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء)

بتلایئے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے خود کیا فیصلہ فرمایا ہے۔

اور سنئے۔ کشمیری صاحب لکھتے ہیں:

اب اگر ثناء اللہ کے زندہ رہنے سے تم میرزا صاحب پر اعتراض کرتے ہو، تو ہم ایک اور سوال کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ

حضرت رسول کریم نے ایک رؤیا کی بنا پر فرمایا تھا کہ مسیلمہ کذاب (کنگنوں والا خواب۔کشمیری) میرے ہاتھ سے ہلاک ہوگا۔

پھر کیا سبب ہوا کہ آنحضرتﷺ کی وفات کے بعد زندہ رہا اور اس کی وجہ سے بہت سے لوگ مرتد بھی ہو گئے۔

اوس کا جواب یہ ہے کہ وہ کاذب آنحضرتﷺ کے خلیفہ کے ہاتھ سے ہلاک ہوا اور خلیفہ کے ہاتھ سے ہلاک ہونا آنحضرتﷺ کے ہاتھ سے ہلاک ہونا تھا۔لہذا نبی کریم کی رؤیا بہت درست اور صحیح تھی لیکن نادانوں نے اس حقیقت کو نہیں سمجھا۔

دوسری بات یہ بھی ہے کہ آنحضرتﷺ کا یہ فرمانا کہ میرے ہاتھ سے ہلاک ہوگا، وحی سے نہ تھا بلکہ اجتہاد سے تھا۔اگر اجتہاد پورا نہ ہوا،تو وحی یا الہام پر اعتراض نہیں پڑتا۔

علاوہ برآن جیسا کہ آنحضرتﷺ نے اس کے ہلاک ہونے کی پیش گوئی کی تھی، ایسا ہی مرزا صاحب کی دعا میں ہلاکت کا لفظ ہے۔ثناءاللہ کے مقابلہ میں مرزا صاحب ابھی زندہ ہیں۔مگر افسوس کہ تم اس نکتہ معرفت کو سمجھ نہیں سکتے تم کو تو ابھی حیات النبی کا مسئلہ سمجھ میں نہیں آ سکتا اس باریک راز کو کیوں کر سمجھ سکتے ہو۔

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسری لکھتے ہیں:

آنحضرتﷺ کا یہ فرمانا کہ مسیلمہ کذاب میرے ہاتھ سے ہلاک ہوگا کسی کتاب میں نہیں، بلکہ محض قادیانی گپ ہے صحیح بخاری کے اصل الفاظ سنئے حضورﷺ فرماتے ہیں:

بینما انا نا ئم ر أیت فی یدی سوا رین من فا همّی شا نهما فارجی الی فی المنا م ان النفختهما فنفختهما فطا را فا و لهما كذا بين يخر جا ن بعدی فكا ن ا هد هما العنسی و لآ خر مسيلمة صا حب اليما مة ۔(بخاری جلد اول ص ۵۱۱)(میں ایک وقت میں سورہا تھا میں نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ہیں۔ان سے مجھے دقت ہوئی تو مجھے القاء ہوا کہ ان کو اڑا دے میں نے اوپر کو پھونکا تو وہ اڑ گئے۔میں نے ان دو کنگنوں کی تعبیر کی

ہے کہ میرے بعد دو کذاب نکلیں گے۔ راوی کہتا ہے ایک عنسی ہوا اور دوسرا مسیلمہ)

اس روایت میں آنحضرت ﷺ نے خود صاف الفاظ میں فرمایا ہے کہ میرے بعد وہ نکلیں گے۔

کشمیری احباب کو چاہیے مرزائیوں سے ان کی پیش کردہ روایت کا سختی سے تقاضا کریں۔ صحیح حدیث میں آیا ہے

من کذب علی متعمداً فلیتبؤا مقعدہ فی النار

(یعنی جو کوئی رسول اللہ ﷺ کی نسبت جھوٹی حدیث بیان کرے اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہوگا۔

یا تو حوالہ دکھاویں یا اس حدیث کے مطابق اپنی فکر کریں۔

مختصر یہ کہ مرزا صاحب قادیانی نے ان دونوں باتوں (دختر احمد بیگ کے نکاح اور مولوی ثناء اللہ کی موت) کو اپنی صداقت کا ثبوت پیش کیا تھا، اور ان پر اپنا مدار صدق رکھا تھا، جو نہ ہوا۔ بلکہ اس کے برعکس ثابت ہوا۔ چنانچہ ہمارے رسالہ الہامات مرزا، اور فاتح قادیان میں مفصل مرقوم ہے۔ اس لئے ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی کوئی پیش گوئی بھی الہامی ثابت نہیں ہوئی۔ جس کو دعوی ہو وہ ہمارے سامنے آئے

(اہل حدیث امرتسر جلد ۱۳ نمبر ۲۹۔ مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۱۶ء۔ ۱۶ رجب ۱۳۳۴ھ ص ۲۔۴)

فیصلہ ہو گیا

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

یوں تو قادیانی مشن سے ہمارا بہت سے مسائل میں اختلاف ہے مگر خدا کی مہربانی سے یہ اختلاف اپنے مرکز پر آ کر بہت ہی مختصر ہو گیا تھا۔ یعنی جب سے مرزا صاحب قادیانی نے ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو میرے متعلق اشتہار دیا کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرے گا، ساری قادیانی بحث کی تنقیح صرف یہ قرار پائی تھی کہ یہ دعا قبول ہوئی یا نہیں۔ ادھر سے زور دیا جاتا تھا کہ قبول ہوئی، اودھر سے مختلف الفاظ میں جواب ملتا ہے جن کا مختصر مطلب یہ ہے

حلف عدو سے قسم مجھ سے کھائی جاتی ہے
الگ ہر ایک سے چاہت دکھائی جاتی ہے

مگر خدا بھلا کرے کہ اڈیٹر الفضل کا جس نے صاف لفظوں میں دعا کی قبولیت کا اقرار کر کے ہمیں اور قادیانی امت کو آئے دن کی چخ چخ سے بچایا۔ جزاہ اللہ خیرالجزاء۔ چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہے:

یہ دعا قبول ہوئی اور ضرور ہی ہوئی، (الفضل قادیان۔ ۱۶ مئی ۱۹۱۶ء)

جب دعا قبول ہوئی تو مرزا غلام احمد کیوں فوت ہوئے اور اگر وہ حسب دعا کے فوت ہوئے ہیں تو کاذب ہوئے اور کاذب ہوئے تو یہ لوگ ان کے نام لیوا کیوں ہیں۔ ان سب باتوں کا جواب اڈیٹر صاحب دیتے ہیں اور کیا خوب دیتے ہیں:

سچے جھوٹے میں خود ثنائی مسلمات کے مطابق فیصلہ بھی ہو گیا۔ اور وہی زندہ رہا جس نے کہا تھا کہ عمر و مہلت تو جھوٹوں کو ملا کرتی ہے (الفضل مذکور)

بہت خوب! دعا تو قبول ہوگئی (مسلمہ فریقین) اب دعا کا مضمون دیکھنا ہے کہ کیا تھا۔ سو یہ کوئی مشکل کام نہیں جناب مرزا صاحب کے الفاظ دعائیہ ان کے اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء میں ہم دیکھ سکتے ہیں اور پبلک کو دکھا سکتے ہیں۔ لیجئے اگر کوئی حرف غلط ہو تو ٹوک دیجئے گا جناب مرزا صاحب اپنے اشتہار مذکور میں فرماتے ہیں:

مولوی ثناء اللہ نے تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا ہے اور دور دور ملکوں تک میری نسبت پھیلا دیا ہے کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے۔

سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ اپنی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمات کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔

اس لئے اب میں تیری ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی ہی میں دنیا سے

اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔
اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔
آمین ثم آمین ربنا افتح بیننا و بین قو منا بالحق و انت خیر الفا تحین آمین ۔مرزا غلام احمد مسیح موعود

یہ الفاظ دعائیہ جناب مرزا صاحب قادیانی صاف صاف ہیں ۔اس دعا کا مطلب ہم بتلاتے ہیں امید ہے تمام ناظرین بھی وہی سمجھے ہوں گے سنئے بتلاتے ہیں

مرزا صاحب کہتے تھے میں مسیح موعود ہوں میں کہتا تھا آپ اپنے دعوی میں سچے نہیں بس اس نزاع کے متعلق مرزا صاحب دعا کرتے ہیں کہ جو ہم میں سے جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں مرجائے ۔نتیجہ کیا ہوا؟ اگر گوئم زبان سوزد

بتلایئے اس میں اینچ پینچ کیا اور لاگ لپیٹ کیا ۔جس کی دعا ہے اسی کے الفاظ میں دیکھ لو کیا ہے

اخیر میں، میں پھر الفضل کے اڈیٹر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے دعا کی قبولیت کا اقرار کرکے ہم کو بہت سی الجھنوں سے نکال دیا۔ خدا کرے کسی بیرونی ہوا کے اثر سے متاثر ہو کر آئندہ کو منکر نہ جائیں ۔کیوں

کیوں کر مجھے باور ہو کہ ایفا ہی کریں گے
کیا وعدہ انہیں کرکے مکرنا نہیں آتا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۳۰ جلد ۱۳ ۔ ۲۶ مئی ۱۹۱۶ء ۔مطابق ۲۳ رجب ۱۳۳۴ھ ۔ص ۴۔۵)

قادیانی غلط بیانی

۱۶ مارچ ۱۹۱۶ء کے اخبار فاروق نے جو مضمون بعنوان جلسہ دہلی کی کامیابی کا نشان ، شائع کیا ہے جس میں پانچ طلباء کی روانگی فخراً سوئے قادیان درج کی ہے ۔اس کی حقیقت اہل دہلی کو تو بخوبی معلوم ہے، مگر باہر کے اصحاب اس کی تہ سے کم واقف ہوں گے، اس واسطے اطلاع دی جاتی ہے کہ قادیانیوں نے کچھ عرصہ سے کرایہ کے آدمی یہاں کے چند مدارس میں چھوڑ رکھے ہیں۔ اور یہ آدم صورت کم سواد طلبا کو وقتاً

فوقتاً بحث ومباحثہ اور لالچ وطمع دنیاوی میں مبتلا کرتے رہتے ہیں۔گذشتہ ماہ میں ہر چند جماعت قادیانی نے دہلی کی مخلوق کو بہکانے میں بہت زور مارا،مگر ناکام و نامراد رہے اور کوئی شکار ہاتھ نہ آیا،تو رفع خجالت اور اظہار کارکردگی کیلئے یہ ترکیب نکالی گئی کہ ان کرایہ کے آدمیوں میں سے چند نفوس ساتھ لے جاکر شہرت دی جاوے تاکہ اپنے ہم جنسوں میں جلسہ دہلی کی کارگذاری ثابت ہو۔ سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبو ن قادیانی جماعت کومعلوم رہے کہ یہاں کے منتظم مدارس ایسے غافل نہیں ہیں کہ طلبا کے حال وقال و مآل سے ناواقف ہوں آئندہ اگر ضرورت ہوگی تو بقیہ طلباء کے نام جو آپ کے ہاں سے ایسے کام پر مقرر ہیں اظہار بھی کر دیئے جائیں گے انشاء اللہ تعالی۔ محمد حسن ممبر کانفرنس اہل حدیث دہلی،

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر۳۰ جلد۱۳۔مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۱۶ء ص۱۰)

اہل حدیث جیپور اور قادیانی واعظ

مقلدین سے تو اکثر مناظرہ اور چھیڑ چھاڑ ہوتی ہی رہتی ہے کچھ عرصہ سے معدودے چند قرآنی وقادیانی فرقہ کے لوگ پیدا ہوگئے اون سے بھی گاہے گاہے گفتگو ہوا کرتی ہے۔مناظرہ کی نوبت نہیں پہنچی تھی مگر ایک شخص عبدالکریم نامی باشندہ اجمیر پیشہ رنگ ریزی مدعی تھے کہ مجھ کو جیپور میں کوئی مولوی نہیں ملتا جو میرا جواب دے۔ یہ حضرت یہاں قادیانی مشن کی اشاعت میں سرگرم تھے۔تھوڑے عرصہ سے کچھ لوگ تقلید و بدعت سے تائب ہوکر متبع سنت ہو گئے ہیں ان کو عقاید حقہ سے پھیر کر قادیانی مشن میں داخل کرنے کے لئے بہت کچھ ان پر حملے کئے اور خواہ مخواہ اپنے مشن کی کتابیں سنانے لگے۔

بالآخر ان لوگوں نے تنگ آکر حسب خواہش مولوی صاحب قادیانی کے اس عاجز کو مناظرہ پر مجبور کیا اور شرائط مناظرہ قرار پاکر طے ہوگیا کہ مناظرہ تحریری ہوگا اور فریق مغلوب کو تائب ہوکر غالب کا مذہب اختیار کرنا پڑے گا۔

مولوی قادیانی نے یہ اور تحریر فرمایا (مقام شکر ہے اس پروردگار کا کہ اس نے اپنے

بندوں کا دل تحقیقات نور کی طرف پھیرا ہم بہت خوش ہیں اور خوشی کے ساتھ سب شرائط منظور کرتے ہیں)

چنانچہ مناظرہ شروع ہوا تاریخ ۲ رجب ۱۳۳۴ھ بوقت شام

اہل حدیث: حق سوال بدلائل عقلی ونقلی مجھ کو حاصل ہے لہذا مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ آپ کا کیا عقیدہ ہے۔

قادیانی: بے شک حق سوال آپ کو حاصل ہے مگر میں متلاشی حق ہوں (متلاشی کسی بات کی اشاعت نہیں کیا کرتا کیونکہ وہ ابھی تک خود تلاش میں ہے۔ جب تک کسی بات کا یقین نہ ہو۔ اس کی اشاعت نہیں ہوسکتی۔ مرزائی صاحب کا اشاعت کرنا اور بوقت سوال اپنے آپ کو متلاشی کہنا انصاف اور دیانت سے بہت دور ہے تعجب ہے اہل حدیث مناظر نے یہ مواخذہ کیوں نہ کیا۔ اہل حدیث اڈیٹر) اور چاہتا ہوں کہ حضرت عیسی کی حیات وممات میں ہی گفتگو ہو کر تسفیہ (تصفیہ) ہو جائے اگر میری پیش کردہ آیات سے وفات ثابت نہ ہوگی تو میں مان لوں گا کہ مرزا غلام احمد اپنے دعوی میں جھوٹے ہیں میں حق کو قبول کرلوں گا بقلم خود اس پر دستخط کر دیئے۔

اہل حدیث: اگر چہ میرے سوال کو ایک خاص بات پر محدود کرنا آپ کا خلاف منصب ہے مگر آپ تلاش حق کے مقر ہو کر یہ درخواست کرتے ہیں اس لئے منظور کرتا ہوں۔ اب آپ وفات حضرت عیسی کے ثبوت میں ایک ایک آیت پیش کریں اور بعد تحریر تصفیہ ایک آیت کے دوسری آیت پیش کریں

قادیانی: پہلے میں دو آیت ایک ساتھ پیش کرتا ہوں

اول اذ قال الله یاعیسی انی متو فیك و را فعك الی ...

دوم۔ و قال الله یا عیسی ابن مر یم أأنت قلت للناس ... ... علی کل شیء شهید۔

اس سے وفات ثابت ہوتی۔ ۱۰ بجے شب کے جلسہ ختم ہوا۔

۳ رجب ۷ بجے شام

اہل حدیث: اول آیت میں وہ مقولہ اللہ پاک کا ہے جو حضرت عیسی سے خطاب کر کے چار وعدوں کا فرمایا ہے تجھ کو وفات دینے والا ہوں،

۲۔ اور اٹھانے والا ہوں۔

۳۔ اور پاک کرنے والا ہوں کافروں کے الزام سے،

۴، اور تابعداروں کو منکرین پر غالب کرنے والا ہوں۔
اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ نے تابعداروں کو نافرمانوں پر غالب کر دیا تطہیر کا وعدہ و ما قتلوہ و ما صلبوہ اور و ما قتلوہ یقیناً سے پورا ہو گیا رفع کا وعدہ بل رفعہ اللہ الیہ سے پورا ہو گیا۔ رہا وعدہ وفات اس کا انتظار باقی ہے
دوم آیت میں اللہ تعالیٰ قیامت کے روز حضرت عیسیٰ سے سوال کرے گا۔ اوس کا جواب وہ جناب باری میں عرض کریں گے آخر تک ...سو اوس وقت سے پہلے بے شک مر چکیں گے اس سے بھی آپ کے دعوی کا ثبوت حاصل نہیں ہے
قادیانی: (بعد مباحثہ وتقریر طویل کے) میں مناظرہ نہیں کرتا کہ لائق نہیں ہوں۔
بقلم خود عبدالکریم۔ مناظرہ ختم ہوا،
بس ہو چکی نماز مصلے اٹھایئے
اڈیٹر اہل حدیث امرتسر: امرتسری مباحثہ میں ان تمام آیات کا مفصل ذکر ہے جو ۲۰ اور ۳۰ اپریل ۱۹۱۶ء کو ہوا تھا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۳۰ جلد ۱۳۔ ۲۶ مئی ۱۹۱۶ء ص ۱۱)

پیغام صلح کا پیغام جنگ

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری ؒ لکھتے ہیں:
قادیانی مشن کی دوسری پارٹی جس کا نام ہماری اصطلاح میں لاہوری پارٹی ہے اس کا اخبار پیغام صلح، ہم کو جنگ کی دھمکی نہیں بلکہ بڑی شریفانہ لفظوں میں اعلان دیتا ہے چنانچہ اوس کی سرخی کے الفاظ یہ ہیں:

ثنائی مزخرفات کا جواب

اس سرخی کے نیچے اڈیٹر پیغام صلح بہت کچھ گھبرائے ہوئے معلوم ہوتے ہیں چنانچہ اون کے الفاظ یہ ہیں:
افسوس کہ ہمارا وہ وقت کہ جو غیروں کی جواب دہی اور دنداں شکنی پر صرف ہونا چاہیے تھا گھر کے جھگڑوں نے اسے ضائع و برباد کرنا شروع کر دیا

(آپ کے مسیح موعود پر بھی افسوس ہے کہ جب سے مسیحیت کا دعویٰ کیا مسلمانوں ہی سے جنگ رہی۔ افسوس، اڈیٹر اہل حدیث) جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بیرونی دشمن میدان کو خالی دیکھ کر اپنے بلوں سے نکل کر بچھوؤں کی طرح کاٹ کھانے کے لئے دوڑے ہوئے چلے آ رہے ہیں اور ان سب کا سردار امرتسری مکذب تو بالکل سر پر چڑھتا ہوا چلا جا رہا ہے۔ اس نے اپنے مایہ ناز اہل حدیث کے ہر نمبر میں سلسلہ عالیہ کی تکذیب کا گویا ٹھیکہ لے رکھا ہے اور وہ اس میں تمسخر و استہزاء اور نکتہ چینیوں سے کام لے کر یریدون لیطفؤا نور الله بافوا ههم کی عملی تصدیق کر رہا ہے ہم نے پچھلی چند اشاعتوں میں وقتاً فوقتاً اس کی بعض باتوں کے جواب بھی دیئے اور ایک حد تک خاموشی بھی اختیار کی کیونکہ بموجب آیت کریمہ اذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما وہ باتیں تھی ہی اس قابل کہ ان پر خاموشی سے کام لے کر ایسے مکذبین سے اعراض کرنا ہی واجب (۱) تھا لیکن میں دیکھتا ہوں کہ یہ خاموشی اب الٹا نتیجہ پیدا کرنے لگی ہے کیونکہ ثنائی دام افتادوں کو اس کے دالے ہوئے پیچ در پیچ چکر کاٹنے کی تو گنجائش نہیں ہوتی مگر سنی سنائی باتوں کو پلے باندھ کر دوسروں پر طعنہ زنی کرنے کی عادت بیشک راسخ ہونے لگی ہے۔ اس لئے امرتسری مکذب کو میں متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ

کلیجہ تھام کے بیٹھو اب میری باری آئی

اس کی تمام مزخرفات کا جواب میں بتوفیق ایزدی آج سے شروع کر کے تمام پچھلے قرض کی ادائیگی کا ذمہ لیتا ہوں اور اس لئے میں بتانا چاہتا ہوں کہ

یہ گمان مت کر کہ یہ سب بدگمانی ہے معاف
قرض ہے واپس ملے گا تجھ کو یہ سارا ادھار

(۳۱ مئی پیغام صلح لاہور)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

پیارے اڈیٹر! بڑے خفا معلوم ہوتے ہو۔ پیغام صلح اور یہ جنگ:

برعکس نہند نام زنگی کافور

اچھا تم اگر اپنی بد گوئی میں مجبور ہو تو ہم بھی اپنی نرم گوئی میں معذور ہیں
بہت خوب چونکہ آپ نے کل قرضہ چکا دینے کا ارادہ کر لیا ہے اس لئے ہم آپ سے پہلے آپ کا مسلمہ قرضہ مانگتے ہیں جس کی تفصیل یہ ہے :

آپ نے ۹۔ اپریل کے پیغام میں لکھا تھا کہ مولوی ثناء اللہ عدالت میں کہہ چکا ہے کہ جھوٹ بولنے سے اتقاء و پرہیز گاری میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔
اس کے متعلق آپ کو ایک خط لکھا گیا تھا جس میں آپ سے اصل الفاظ کا مطالبہ بذریعہ اخبار کیا تھا جس کا جواب آپ نے ایک قلمی خط کے ذریعہ تھا جو درج ذیل ہے:

مکرمی مولوی صاحب۔ آپ کا خط موصول ہوا۔ یہ بیشک صحیح ہے کہ میں نے اصل مسل کو دیکھ کر یہ فقرہ نہیں لکھا اور صرف قادیانی اخبارات کی روایت سے ہی اسے لکھ دیا تھا کیونکہ میرے علم و یقین میں یہی بات صحیح ہے مگر آپ کا خط پہنچنے پر میں نے اصل مسل کی تلاش بھی شروع کر دی ہے اور انشاء اللہ ایک ہفتہ تک میں اس تلاش میں کامیاب ہو جاؤنگا اور پھر اس کے بعد جیسا ہو گا اخبار میں درج کر دوں گا اگر مسل میں آپ کے الفاظ کا وہ مفہوم اور منشاء نہ پایا گیا جو کہ میں نے اپنے الفاظ میں لکھا ہے تو مجھے اپنے الفاظ کی تردید کر دینے میں ذرا بھر عذر یا کوئی ہچکچاہٹ نہ ہو گی۔

خدا کرے یہ ایک بہت بڑا دھبہ جو مدت سے آپ کے نام پر لگ رہا ہے اسی طرح دور ہو جائے بہر حال میں عنقریب صحیح نتیجہ پر پہنچ کر آپ کو جواب دونگا یا اخبار میں اسے چھاپ دونگا۔

آپ مطمئن رہیں اور ایک ڈیڑھ ہفتہ تک انتظار کریں۔

والسلام دوست محمد اڈیٹر پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور،

مورخہ ۱۱۔ اپریل ۱۹۱۶ء

اس خط کے بعد اہل حدیث امرتسر ۵ مئی ۱۹۱۶ء کے ذریعہ آپ کو یاد دہانی کی گئی کہ براہ مہربانی اپنا وعدہ پورا کیجئے یعنی مسل سے میرے اصل الفاظ نقل کیجئے ورنہ اس افتراء سے توبہ کیجئے آپ نے باوجود وعدہ اور باوجود اقرار و اعتراف آج تک نہ تو ثبوت دیا نہ اپنی غلط گوئی کی اصلاح کی۔ کیا ایک دیانتدار صالح متقی کا یہی کام ہے۔

بقول آپ کے:

اب آپ کو کس طبقے میں شمار کیا جائے اور کیا نام آپ کا رکھا جائے،۔

(پیغام صلح لاہور ۲۱ مئی ص ۸ کالم ۳)

امید ہے اڈیٹر صاحب پہلے اس قرضہ کی فکر کریں گے ہاں خط مذکور میں آپ کا یہ لکھنا کہ: خدا کرے یہ ایک بہت بڑا دھبہ آپ سے دور ہو جائے،

جھوٹا دھبہ تو کسی طرح مضر نہیں ہوتا مگر سچا دھبہ البتہ قابل افسوس ہوتا ہے جیسا کہ آپ پر افتراء کرنے سے لگ رہا ہے۔ یا آپ کے بھائی بندوں پر جنہوں نے مجھ پر یہ اور اس کے علاوہ یہ افتراء کیا تھا کہ میں نے مرزا صاحب قادیانی کے اشتہار آخری فیصلہ کے جواب میں لکھا تھا کہ: حرامزادہ کی رسی دراز ہوتی ہے۔،

حالانکہ میں عرصہ دراز سے پوچھ رہا ہوں کوئی مرزائی نہیں بتلاتا کہ میں یہ کہاں کہا۔ امید ہے قادیانی مشن کی دونوں پارٹیاں آئندہ کو فرمان خداوندی کا ضرور لحاظ رکھا کریں گے جو یہ ہے:

انّ الذین یؤذو ن المو منین و المؤمنا ت بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانا و اثما مبینا ۔

پیغام صلح لاہورنے اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۷ مارچ کے بیان کا ثبوت مانگا ہے جس میں مرزا صاحب قادیانی کی کتاب حقیقت الوحی کا حوالہ دیا گیا تھا ہمارے الفاظ یہ تھے جو اڈیٹر پیغام نے خود نقل کئے ہیں:

اسلام کا منکر اور مرزا کا منکر دونوں برابر کے کافر ہیں۔

تعجب ہے ہم نے کتاب کے ساتھ صفحہ کا بھی حوالہ دیا تھا پھر بھی فاضل اڈیٹر نے حوالہ پوچھنے کی تکلیف گوارا کی۔ لیجئے ہم اصلی عبارت نقل کر دیتے ہیں۔ مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

کفر دو قسم پر ہے: (اول) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دوم) دوسرے وہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جسکے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے

نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اسلئے کہ وہ خدا کے رسول کے فرمان کا منکر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں (حقیقت الوحی ص ۱۷۹)

اڈیٹر صاحب! بتلایئے؛ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں، اس کا وہی مطلب ہے جو ہم نے کہا یا کچھ اور۔ آپ کو چاہیے تھا کہ ہمارے پیش کردہ حوالہ کو دیکھتے پھر اوس کو نقل کر کے پبلک میں لاتے، نہ یہ کہ زبانی جمع خرچ دکھا کر ہون ہاں کر کے چلتے بنے۔

دوسرا اعتراض: ہم پر یہ کیا کہ ۳۱ مارچ کے اہل حدیث امرتسر میں جو لکھا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کا قول ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں اسلام ہی اسلام ہو جائے گا سوائے اسلام کے کوئی قوم نہ ہوگی۔ مرزا صاحب قادیانی پر یہ بہتان ہے مرزا صاحب نے یہ نہیں کہا کہ میری زندگی میں ایسا ہوگا بلکہ جو کام ان کے اتباع کے ذریعہ ہوگا وہ بھی دراصل اونہی کا ہے۔ مرزا صاحب نے اپنی زندگی میں ایسا ہونا نہیں لکھا۔ اس کے جواب میں ہم ایک لائق نامہ نگار کا مضمون نقل کرتے ہیں جو یہ ہے:

صادق اور کاذب مسیح کی علامت مرزا کے قلم سے

(منشی اللہ دتا از جھنگ)

صاحبان! السلام علیکم اما بعد احقر العباد بندہ اللہ دتا ساکن شہر جھنگ اپنے دعوی کے ثبوت میں مرزا غلام احمد قادیانی کا خود تجویز کردہ فیصلہ یا نشانات جو اپنے دعوی مسیح موعود ہونے کے بارہ میں مقرر کئے ہیں ذیل میں اصل عبارت معہ پتہ صفحہ درج کرتا ہوں۔

اخبار بدر نمبر ۲۹ جلد ۳ مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء ص ۴۔

جب میں نے دعوت شروع کی تو میں اکیلا تھا اور اب تین لاکھ سے زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے اور جو نشانات میرے لئے ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں اور کوئی مہینہ بغیر نشان کے نہیں گذرتا مگر باوجود ان تمام علامتوں کے طالب حق کے لئے یہ بات پیش کرتا ہوں کہ میرا کام جس

کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید پھیلا دوں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت وعظمت اورنشان دنیا پر ظاہر کر دوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑوں نشان ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود و مہدی موعود کو کرنا چاہیے تو پھر میں سچا، اور اگر یہ کچھ نہ ہوا اور میں مرگیا تو پھر سب لوگ گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ والسلام: فقط غلام احمد

اگر بلا تعصب اور بلا طرف داری کے عبارت بالا میں غور کر لے دیکھا جاوے تو آفتاب نیم روز کی طرح یہ بات بخوبی روشن ہو جاتی ہے کہ دراصل مرزا غلام احمد کو بھی اپنے صادق مسیح موعود ہونے کا پورا پورا یقین نہیں تھا ورنہ وہ یہ معیار مقرر نہ کرتے جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے (مثلاً: میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے۔ ۱۔ کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستوں کو توڑ دوں۔

۲۔ اور بجائے تثلیث کے توحید پھیلا دوں۔

۳۔ اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت اورنشان دنیا پر ظاہر کروں۔

۴۔ اگر مجھ سے کروڑوں نشان ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔

۵۔ اور اگر میں مرگیا اور جو کام مسیح موعود یا مہدی موعود نے کرنے تھے مجھ سے کچھ نہ ہوا تو سب لوگ گواہ رہیں میں جھوٹا ہوں)

او مریدان مرزا غلام احمد! تم ہی خداوند قہار سے ڈر کر ایماناً اور انصافاً کہو کہ کیا مرزا صاحب کی زندگی میں یا اب تک عیسیٰ پرستی کا ستون ٹوٹ گیا؟ یا بجائے تثلیث کے توحید پھیل گئی؟ اور یا آنحضرت ﷺ کی جلالت وعظمت دنیا پر ظاہر ہوگئی؟ یعنی عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا یا خدا کا بیٹا کہنا چھوڑ دیا؟ اور تثلیث کو ترک کر کے توحید کے قائل ہو گئے؟ اور یا عیسائیوں اور ہندوؤں آریوں وغیرہ نے آنحضرت ﷺ کی جلالت وعظمت کو مان لیا؟ یا عیسائی اور آریہ وغیرہ جیسے مرزا غلام احمد کی زندگی میں مخالف اسلام تھے ویسے ہی آج تک ہیں اگر ایماناً اور انصافاً دیکھا جائے تو عیسائی وغیرہ

کے اپنے عقاید باطلہ میں اور اسلام کی مخالفت میں کچھ بھی کمی نہیں ہوئی بلکہ عیسائی وغیرہ اپنے اپنے عقاید باطلہ میں دن بدن ترقی کر رہے ہیں۔ پس اظہر من الشمس ہے کہ جو کچھ مرزا صاحب نے اپنے حق میں لکھا ہے (مثلاً اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہیے تھا تو پھر میں سچا اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب لوگ گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں)۔ پس میرے نزدیک مرزا صاحب کا ایسا لکھنا اپنے آپ کو بری الذمہ کرنے کا خیال تھا یا خداوند تعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے مرزا صاحب سے توبہ نامہ لکھوایا۔ پس جو لوگ اب بھی مرزا صاحب کے خود کردہ فیصلہ کو قبول کر کے حق کی طرف رجوع نہ کریں اون کی ضد ہے اور ضد کا علاج میرے پاس نہیں۔ فقط

چھوڑ دو ناحق یہ جھگڑا مرنے والا مر گیا
اپنے دعوے کو وہ بندہ خود ہی جھوٹا کر گیا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۔ ۲ جون ۱۹۱۶ء مطابق ۳۰ رجب ۱۳۳۴ھ نمبر ۳۱ جلد ۱۳ ص ۱۔۳)

مرزا قادیانی

مسلمانوں کی تکفیر کے بانی

(منشی اللہ دتا از جھنگ)

صاحبان! میں نے جھوٹ نہیں بولا میں اپنے دعوی کے ثبوت میں بطور گواہ مرزا غلام احمد کی کتب سے پیش کرتا ہوں انصافاً غور سے پڑھیں اور سنیں اور حق بات کو قبول کریں

۱۔ دیکھو اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۸ کے حاشیہ میں مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

پس یاد رکھو جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو، بلکہ چاہیے تمہارا ہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔

۲۔ اور دیکھو تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱۸ میں:

یاد رکھو جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ

کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو
۳۔ اور دیکھو اخبار الحکم مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۵ء میں:
وہ شخص میری جماعت سے خارج ہے جو احمدی ہو کر بھی اپنے رشتہ ناطہ غیر احمدیوں سے کرے۔

منشی اللہ دتا صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دعوی کا ثبوت دے دیا اب فیصلہ تمہارے اختیار پر چھوڑتا ہوں۔ لیکن اب میں آپ پر یہ بھی ظاہر کرنا یا عرض کرنا مناسب خیال کرتا ہوں کہ خداوند تعالی نے ہم سب مسلمانوں کو ایسے کرنے کا حکم نہیں دیا جیسا کہ مرزا غلام احمد نے خلاف قرآن مجید اپنے مریدوں کو مسلمانوں سے بالکل دور رہنے کا قطعی حکم دے دیا ہے دیکھو سورہ ۱، رکوع ۵

و اقیموا الصلوۃ و آتوا الزکوۃ و ارکعوا مع الراکعین۔
اور قائم کرو نماز اور دو زکوۃ اور رکوع کرو ساتھ رکوع کرنے والوں کے

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ ہم جماعت کے ساتھ مل کر نماز پڑھا کریں کیونکہ بلا کسی اور شرط کے ہم کو اللہ تعالی نے رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرنے کا حکم دیا ہے
۲۔ اور دیکھو سورہ ۴ رکوع ۲:

و اعتصموا بحبل اللہ جمیعاً و لا تفرقوا و اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ (اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی کو اکٹھے اور مت متفرق ہو اور یاد کرو نعمت اللہ کی اوپر اپنے۔ جس وقت تھے تم دشمن پس الفت ڈالی درمیان دلوں تمہارے کے پس ہو گئے تم ساتھ نعمت اس کے بھائی بھائی)۔

مطلب ظاہر ہے یعنی سب مسلمان مل کر قرآن کے احکام پر عمل کریں اور اللہ کی اس نعمت کا شکر کریں جس نے دشمنی کو دور کر کے دلوں میں الفت ڈال دی اور ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا
۳۔ اور دیکھو سورہ ۲۶ رکوع ۱۳

انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم و اتقوا اللہ

لعلکم ترحمون۔ سوائے اس کے نہیں کہ مسلمان بھائی بھائی ہیں۔پس اصلاح کرو در میان دو بھائیوں کے اور ڈرو اللہ سے تا کہ تم رحم کئے جاؤ۔

خداوند تعالی نے جملہ مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا اور صلح کرنے کی تاکید کی۔اور مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کے خلاف اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ تم پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھو بلکہ یہ بھی حکم دیا کہ وہ شخص میری جماعت سے خارج ہے جو احمدی ہو کر بھی اپنے رشتہ ناطہ غیر احمدیوں سے کرے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۳۱ جلد ۱۳، ۲ جون ۱۹۱۶ء ص ۳-۴)

امرتسر میں مرزائی مباحثہ کا نتیجہ

۲۹-۳۰ اپریل ۱۹۱۶ء کو جو امرتسر میں مرزائیوں سے مباحثہ ہوا اوس کے عام اثر کے بعد خاص اثر یہ ہوا کہ ۲۶ مئی کو امرتسر میں ایک اشتہار مسمی فضل الدین کٹڑہ مہان سنگھ کو چہ ارائیاں کا شائع ہوا کہ میں اس مباحثہ کے اثر سے مرزائی مذہب سے تائب ہوتا ہوں۔اللہ اعلم

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۳۱ جلد ۱۳-۲ جون ۱۹۱۶ء ص ۱۳)

مرزائیوں کا چیلنج مباہلہ منظور

(از علمائے دہلی)

اخبار فاروق قادیان مورخہ ۶، ۱۳، ۲۰-اپریل ۱۹۱۶ء مطبوعہ ۱۱ مئی ۱۹۱۶ء جو ۱۲-۱۳ مئی کو دہلی پہنچا، اس میں اڈیٹر نے بحوالہ ایک اشتہار مطبوعہ نامی پریس دہلی کے ظاہر کیا ہے کہ اس اشتہار کے مشتہر عبدالرحمٰن نامی ساکن راولپنڈی نے مرزائیوں کو مباہلہ کا چیلنج دیا اور اس چیلنج کو مرزائی منظور کرتے ہیں۔

اس کے بعد اڈیٹر نے آگے قدم بڑھا کر دہلی کے علماء کی ایک جماعت کو مباہلہ کا چیلنج دیا ہے۔اڈیٹر کی عبارت یہ ہے:

یہ وقت ہے کہ مولوی سید عبدالسلام نبیرہ سید نذیر حسین متوفی اور مولوی عبد الوہاب اہل حدیث صدر بازار اور مولوی احمد اللہ امام مسجد کوچہ خانچند اور اس

کے ساتھ ہی فرقہ حنفیہ سے مولوی ابراہیم ابن مولوی محمد حسین فقیر ومولوی کفایت اللہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی و دیگر مولویان مدرسہ حسین بخش و فتح پوری و مدرسہ عبدالرب وغیرہ اپنے اپنے اعتقاد اور ایمان و یقین کا نمونہ دنیا کو دکھائیں اور خدائی فیصلہ کے لئے اس فریق کے مقابلہ میں مباہلہ کے لئے میدان میں آئیں جس فریق کو خارج از اسلام یا دجالی گروہ یا مرتد یا دشمن اسلام سمجھتے اور کہتے اور لکھتے ہیں ہاں ہاں ! اب وقت آ گیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے ایمان باللہ کا پردہ اٹھ جائے ...الی ...اب ہم دیکھتے ہیں کہ نامبردگان اپنی تیاری اور ایمانی قوت کا اعلان کر کے ہمیں کب اطلاع دیتے ہیں۔انتہی

یہ ہے وہ عبارت جس میں اہل دہلی کو عموماً اور جن علماء کے نام لکھے ہیں ان کو خصوصاً مرزائیوں نے مباہلہ کی دعوت دی ہے۔

عبدالرحمٰن نامی ساکن راولپنڈی کا اشتہار جیسا کہ مرزائیوں نے خود اقرار کیا ہے کسی دہلی والے کا اشتہار نہیں ہے۔عبدالرحمٰن موصوف نے اصل چیلنج راولپنڈی میں شائع کیا تھا۔ ہاں جب مرزائی دہلی آئے تو اس کی مختصر نقل مطبع نامی دہلی میں چھپوا کر دہلی میں بھی شائع کر دی ۔ مرزائی اس اشتہار کے جواب میں بجائے اس کے کہ راولپنڈی والوں کو مخاطب بناتے دہلی والوں کو اپنے مقابلے کی دعوت دیتے ہیں۔

خیر عبدالرحمٰن صاحب اپنے اشتہار اور چیلنج کے متعلق تو خود آپ کو دیں آپ نے دہلی والوں کو جو چیلنج دیا ہے اس کا جواب ہم عرض کرتے ہیں،

ہم حیران ہیں کہ کیوں اب تک مرزائی مباہلہ مباہلہ کئے جاتے ہیں اور ان روشن فیصلوں کو جو ان کے اقرار سے خدائی فیصلے ہیں چھپانے کی کوشش کرتے ہیں

کیا مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کا مباہلہ جو خود مرزا صاحب قادیانی نے ان کے ساتھ کیا تھا قادیانی مشن کے کذب کی دلیل نہیں ہے؟ کیا مولوی عبدالحق صاحب ابھی تک زندہ نہیں ہیں؟

کیا مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق خود مرزا صاحب قادیانی کی دعا نے فیصلہ نہیں کر دیا کہ کاذب صادق کی زندگی میں ہلاک ہو کر اپنے کذب پر مہر لگا گیا؟

کیا ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کی زندگی میں مرزا صاحب قادیانی کا فوت ہو جانا مرزا صاحب کے دعووں کے جھوٹا ہونے کا روشن ثبوت نہیں ہے؟

کیا مسماۃ محمدی بیگم کی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے نکاح میں واپس آنے کی پیش گوئی جو بقول مرزا صاحب قادیانی قضاء مبرم تھی، اور اس کا خلاف ہونا گویا خدا کی قضاء مبرم کا بدل جانا تھا، غلط ہو کر خود مرزا صاحب قادیانی کے اقرار کے موافق انہیں کاذب نہیں بناتی؟ وغیرہ وغیرہ

ساری دنیا جانتی ہے کہ ان آسمانی فیصلوں نے (جو خود مرزا صاحب قادیانی اور مرزائیوں کے مقرر کردہ تھے) بروئے انصاف قادیانیوں کے لئے کوئی موقع منہ دکھانے کا باقی نہیں رکھا۔ لیکن قادیانی ابھی تک اپنی ہی کامیابی کا گیت گائے جاتے ہیں اور تمام مسلمانوں کی آنکھوں میں خاک ڈالنے کی ناکامیاب کوشش کر رہے ہیں۔

باوجودیکہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے بارے میں مرزا صاحب قادیانی کے خلاف مولوی صاحب کے حق میں فیصلہ منشی قاسم علی صاحب اور مولوی صاحب موصوف کے مناظرہ لدھیانہ سے اور بھی پختہ اور رجسٹرڈ ہو گیا لیکن مرزائی ہیں اور وہی ان کا اصرار۔ پس اب دہلی والوں سے مباہلہ کرنے کا نتیجہ کیا ہوگا؟

صرف یہی کہ ان مباہلوں میں ایک مباہلہ کا اور اضافہ ہو جائے اور مسلمان کہیں کہ ہم کامیاب ہوئے اور مرزائی کہیں کہ ہم۔

مرزائیوں کے مقابلہ میں مباہلہ کرنے والے اہل دہلی بھی آخر انسان ہیں اور انسانی عوارض نزلہ زکام جاڑا بخار وغیرہ وغیرہ میں مبتلا ہونا عادی طور پر ایک لازمی امر ہے پس ان میں سے کسی کو کوئی بیماری لاحق ہوئی اور مرزائیوں نے بغلیں بجائیں کہ وہ دیکھو آسمانی عذاب نازل ہوا۔ ان معمولی بیماریوں کو آسمانی دردناک عذاب بنانے کیلئے مرزائی آسمان تک شور وغوغا مچاویں گے جیسا کہ اس سے پہلے کئی مرتبہ تجربہ ہو چکا۔ لہذا ہم بڑے زور سے اعلان کرتے ہیں کہ ہم نے مرزائیوں کا چیلنج مباہلہ خوشی سے منظور کیا بشرطیکہ

ا: مرزا بشیر الدین محمود صاحب خلیفہ ثانی اور خان صاحب میاں محمد علی خانصاحب جاگیر دار مالیر کوٹلہ و مولوی محمد احسن صاحب امروہی و ڈاکٹر رشید الدین صاحب و دیگر

اعیان جماعت مرزائیہ میدان مباہلہ میں آئیں۔
۲۔ یہ کہ مرزائی نوعیت عذاب متعین کر دیں کہ درصورت مباہلہ کر لینے کے ہم پر بوجہ انکار و تکذیب ان کے نبی مرزا غلام احمد صاحب کے کیا عذاب آئے گا۔

ہم آپ کو یہ بھی بتا دیں کہ رسول خدا ﷺ نے اپنی نبوت کے منکرین یعنی نصاری نجران کے بارہ میں فرمایا تھا کہ اگر یہ مباہلہ کر لیتے تو بندر اور سور بن جاتے، اور میدان مباہلہ ان کے اوپر آگ ہو کر بھڑک اٹھتا۔ اور یہ جل بھن جاتے۔

پس اگر مرزائی اثر مباہلہ یہی متعین کر دیں کہ اگر ہم نے ان کے نبی رسول مرزا غلام احمد کی نبوت کے انکار و تکذیب پر ان سے مباہلہ کر لیا اور ہم بندر اور سور بن جائیں گے، اور میدان مباہلہ میں ہی جل بھن جائیں گے، تو ہمیں مباہلہ کرنے میں کسی طرح تامل نہیں۔

یہ اس لئے کہ دنیا پر صادق اور کاذب کی پہچان میں کوئی اشتباہ باقی نہ رہے کیونکہ اثر مذکور جب ہمارے اوپر میدان مباہلہ میں ہی ظاہر ہو جائے گا تو کسی دیکھنے والے کو ہمارے جھوٹے ہونے میں کسی قسم کا تامل نہ رہے گا۔ اور آپ کے دعووں کی سچائی روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی۔

لیکن اگر ہم خدا کے فضل و کرم سے میدان مباہلہ سے صحیح و سالم چلے آئے تو لوگوں کو واضح طور پر قادیانی نبوت کا جھوٹ اور افتراء معلوم ہو جائے گا کیونکہ اگر ان کی نبوت سچی ہوتی اور مرزا غلام احمد صاحب سچے نبی اور رسول ہوتے تو ان کے انکار و تکذیب پر ہم مباہلہ کرنے والوں میں سے کوئی بھی سالم نہ بچتا۔

اس لئے ہمارا سالم بچ جانا ہی ان کے جھوٹے ہونے کا بین اور روشن ثبوت ہوگا اور اس میں کسی تاویل کی گنجائش نہ ہوگی۔

الغرض اگر مرزائی اپنے مخالفین کے فیصلہ ہو جانے کے لئے ہمیں مباہلہ کا چیلنج دیتے ہیں تو ہم بخوشی ایسے مباہلہ کے لئے تیار ہیں جو فیصلہ کن ہو۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ مرزائی اپنے چیلنج کو کہاں تک نبھاتے ہیں اور ایک مفید مباہلہ کے لئے مرزا صاحب کے خلیفہ ثانی کس قدر جلدی میدان مباہلہ میں آنے کا اعلان کرتے ہیں۔

نوٹ: ۱۔ مقام مباہلہ اور تاریخ اور دن اور الفاظ دعا و تقریر طرفین وغیرہ کا

فیصلہ فریقین کی رضامندی سے ہوگا۔

۲۔ مرزا بشیر الدین محمود جس قدر آدمی مباہلہ کے لئے اپنے ساتھ لائیں گے ان سے زیادہ انشاء اللہ ہم پیش کریں گے۔

۳۔ اڈیٹر فاروق کے سخت اور خلاف تہذیب الفاظ کو حوالہ بخدا کر کے ہم نے ان کا جواب نہیں دیا ہے۔

۴۔ شائد مرزائی یہ کہیں کہ مرزا بشیر الدین محمود کو کیوں مباہلہ کے لئے بلایا گیا۔ انہوں نے تو کسی کو دعوت نہیں دی مگر اس کا جواب یہ ہے کہ:

۱: اگر مرزائیوں کو یہ استحقاق حاصل تھا کہ وہ عبدالرحمٰن ساکن راولپنڈی کے چیلنج کے جواب میں مولوی سید عبد السلام صاحب مولوی عبد الوہاب صاحب مولوی احمد اللہ مولوی محمد ابراہیم صاحب مولوی لفایت اللہ وغیرھم کو مباہلہ کے لئے بلائیں تو ہمیں بدرجہ اولی یہ حق حاصل ہونا چاہیے کہ ہم آپ کے چیلنج کے جواب میں نامبردگان یعنی مرزا بشیر الدین وغیرھم کو بلائیں

۲۔ چونکہ مرزا بشیر الدین محمود اسی نبی کے خلیفہ ہیں جن کی نبوت کے متعلق مباہلہ ہے اس لئے ان کا میدان میں آنا سب سے زیادہ مقدم اور اہم ہے

۳۔ چونکہ اڈیٹر فاروق نے دعوی کیا ہے کہ مباہلہ کا چیلنج انہوں نے آیت قرآنی کے حکم کے ماتحت دیا ہے اور آیت میں خطاب آنحضرت ﷺ کو ہے کہ تم منکرین کو مباہلہ کے لئے بلاؤ، اس لئے مرزائیوں کے خیال اور عقیدہ کے بموجب اصل چیلنج دینے والے مرزا غلام احمد مدعی نبوت یا ان کے قائم مقام اور خلیفہ ٹھہرتے ہیں۔

۴۔ آیت مذکورہ کے نزول کے بعد رسول خدا ﷺ خود مع امام حسن و امام حسین و حضرت فاطمہ و حضرت علی کے مباہلہ کیلئے منکرین کے مقابلہ پر نکلے تھے۔ اس لئے مرزا بشیر الدین محمود صاحب پر لازم ہے کہ اس سنت کے موافق وہ اپنے منکرین کے مقابلہ پر میدان میں نکلیں۔

لہذا اب مرزا بشیر الدین محمود صاحب اسی صورت سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں کہ یا تو میدان مباہلہ میں نکل آئیں یا صاف اعلان کریں کہ ہم مباہلہ

کرنا نہیں چاہتے ۔ اور اڈیٹر فاروق کا مضمون ہماری اجازت اور ہماری اور ہمارے حکم سے نہ تھا اور آیت شریفہ کے حکم کے ماتحت اور سنت نبوی کے موافق مباہلہ کرنا ہمیں منظور نہیں ہے۔

۵ ۔ اس کا جواب مطبوعہ آنا چاہیے اور ایک کاپی دفتر اہل حدیث کانفرنس دہلی کے سکرٹری یا مدرسہ حسینیہ دہلی میں مولوی ابراہیم صاحب کے نام آنی چاہیے۔

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین و صلی الله علی محمد و علی آله و صحبه اجمعین

المعلن : سید عبدالسلام نبیرہ مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی مرحوم۔

محمد براہیم خلف مولانا محمد حسین صاحب مرحوم ۔

احمد اللہ مدرس مدرسہ کوچہ خان چند،

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینہ دہلی ۔

محمد میاں مدرس مدرسہ حسینیہ دہلی ۔

عبداللہ مدرس مدرسہ حسینیہ دہلی ۔

نورالحسن مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی ۔

بندہ احمد سعید غفرلہ معاون مدرس مدرسہ امینیہ دہلی ۔

اڈیٹر اہل حدیث لکھتے ہیں :

اس اشتہار کی مضمون کی خوبی تو بجائے خودی اداء مضمون جس خوبی اور دل آویز طریق سے کیا گیا ہے علماء کی شان کے شایان ہے۔ فریق مخالف چاہے کتنی خلاف تہذیب کہے مگر ہم نہ کہیں امید ہے کہ علمائے دہلی اپنی شان کو ہمیشہ ملحوظ رکھیں گے اور شیخ سعدی مرحوم کے اس شعر پر عمل کرتے رہیں گے

سخنش تلخ نخواہی دہنش شیریں کتاب

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ جون ۱۹۱۶ء مطابق ۷ شعبان ۱۳۳۴ھ نمبر ۳۲ جلد ۱۳۔ص ۸۔۱۰)

مرزا قادیانی اوراس کے خلیفوں کی کہانی

چشم دید واقعہ

مجھ کو ۱۸۹۹ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کی محبت کی چمک دل میں معلوم ہوئی لیکن ساتھ ہی خیال کیا کہ ذرا سوچ کر قدم رکھنا چاہیے ۔ پوری جستجو کر لینی واجب ہے ۔ چنانچہ معدودے چند دن کے بعد قادیان کو روانہ ہو گیا حتی کہ منزل مقصود پر پہنچ گیا وہاں پر عجیب حالات دیکھے مسجد میں مولوی نوردین وغیرہ بیٹھے تھے۔ میں نے مرزا صاحب کی ملاقات کی خواہش کی۔ انہوں نے پوچھا کیا آپ بیعت کر چکے ہوئے ہیں، یا نہیں ۔ میں نے جواب نفی میں دیا۔ کہنے لگے شام تک انتظار کریں۔ اس وقت ظہر تھی ۔ میں شام تک بیٹھا رہا۔ شام کو میری طلبی ہوئی ۔ میں اوپر گیا۔ ،

مذہب، قومیت، سکونت کے متعلق سوال جواب ہوتے رہے۔

مابعد وہ آپس میں گفتگو کرنے لگے جو اخلاق اور انسانیت سے بہت گری ہوئی تھی ۔ مثلاً ہمارا دشمن زید بہت بڑھ چلا ہے اور وہ اس تدبیر سے مطیع ہو سکتا ہے۔ یا بکر کا ایسا بندوبست کرنا چاہیے۔ یا حامد بہت برا ہے ۔

چونکہ میں راستی کی تلاش میں گیا تھا، ایسا ظلمت کدہ دیکھ کر سخت رنجیدہ خاطر ہوا۔ آخر رہ نہ سکا، اور میں نے مرزا صاحب قادیانی سے سوال کیا کہ آپ مسیح موعود اور امام الزمان کے مدعی ہو کر یہ کیا غضب ڈھا رہے ہیں، حالانکہ آپ کے یہ کام خود بخود قدرت کو کر دینے چاہیے تھے ۔ یعنی قدرت خود بخود ایسے حالات پیدا کر سکتی تھی جس سے آپ کے سب قضیئے خود بخود مٹ جاتے اور اس طرح دشمنوں کی تباہی کے مسودے بنانے کی حاجت نہ رہتی ۔

جواب ملا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بھی اپنے دشمنوں کا ایسا ہی تدارک کیا کرتے تھے۔

میں نے جواب میں مثال دی کہ، ایک دفعہ پیغمبر آخرالزمان قریش سے سخت تنگ آ کر مسجد بیت اللہ شریف میں جا بیٹھے تھے۔ امیر حمزہ جو ابھی ایمان نہ لائے تھے

شکار سے واپس آ رہے تھے، حضرت ﷺ صاحب کو دیکھ کر کہنے لگے کہ آپ کو کس نے ستایا ہے مجھ کو بتاویں تا کہ میں ان کا پورا بندوبست کروں ۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ امیر حمزہ! میں خدا سے دعا مانگتا ہوں کہ تم کو ایمان بخشے اور اسلام نصیب کرے اور مجھ کو سوائے خدا کے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔

جواب ملا کہ یہ سب بناوٹی باتیں ہیں۔

اتنا کہہ کر نوکروں کو کہنے لگے کہ ان کو نیچے لے جاؤ۔ میں نیچے چلا آیا مگر رات بھر وہیں رہا۔

مولوی نور دین اور مولوی برہان الدین جہلمی (جو اس وقت نیا ایمان لایا تھا) نے بہت کوشش کی لیکن خداوند تبارک وتعالی نے مجھ کو ان کی حکمت عملیوں سے بچایا اور میں نے اسی جگہ استخارہ کیا۔ اشارہ ہوا کہ یہ ناحق ہے۔ اس سے گریز کرنا چاہیے۔ چنانچہ میں صبح کو واپس چلا آیا۔

چند ماہ بعد میرے ایک دوست نے مجھ کو بلا بھیجا اور میں پھر اس ضلع میں گیا وہاں پر سنا کہ مرزا صاحب کا چچا زاد بھائی امام الدین قادیان میں ہی خاکروبوں کا بالمیکھ بنا بیٹھا ہے اور چھوٹا کمال الدین موضع دھمرالی ضلع ہذا میں ولی ہے۔

میں نے دونوں کو ملنے کا ارادہ کیا۔ پہلے قادیان گیا۔ امام الدین صاحب کو ملا۔ سوال کیا کہ آپ یہ کیا بنائے بیٹھے ہیں، کہنے لگے اپنے بھائی کمال الدین سے تو اچھا ہوں ۔ وہ تو راہ راست پر چلنے والوں کو گمراہ کرتے ہیں اور میں اندھوں کو اندھیرے میں لے جاتا ہوں ۔ میں نے کہا خوب!

دوبارہ سوال کیا کہ آپ ان کے گرو کیسے بن گئے ۔ کہنے لگے کہ ایک دن ایک پادری ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تم کسی پیغمبر کے پیرو ہو کر زندگی بسر کرو۔ دیکھو تمام مذاہب کے لوگوں کا کوئی نہ کوئی پیغمبر گرو راہ نما ہے لیکن تمہارا بانی کوئی نہیں ہے، قیامت کے دن تمہاری سفارش کون کرے گا۔ تمہارے واسطے بہتر ہے کہ تم حضرت عیسی کے مذہب کی پیروی کرو وہ خدا کے بیٹے ہیں اور ہم سب کی خاطر انہوں نے سولی قبول کی تھی جس سے ہمارے گناہ ضرور بخشے جائیں گے۔

وہ تنگ ہو کر میرے پاس آئے۔ میں نے بھی پادری صاحب کا یہ وعظ سنا۔

میں نے پادری صاحب کو جواب دیا کہ ان کا بھی گرو ہے۔ وہ کہنے لگے کون۔ میں نے کہا بالمیکھ رحمۃ اللہ علیہ۔ کہنے لگا بالمیکھ کون تھا۔ میں نے کہا وہ خدا کا بھائی تھا۔

سوال: خدا کا بھائی نہیں ہوسکتا۔

جواب: خدا کا بیٹا بھی نہیں ہوسکتا۔

پادری صاحب ایسے لا جواب ہوئے کہ فوراً چلتے بنے اور یہ سب چوہڑے اس دن سے میرے مطیع ہو گئے۔

میں نے ان کو ایک آسمانی صحیفہ دیا ہوا ہے جس کو یہ پڑھتے ہیں۔

میں چپ ہو گیا اور وہاں سے دھمرالی کا راستہ لیا جو اسی ضلع کا ایک گاؤں تھا۔ وہاں جا کر کمال الدین صاحب کو ملا۔ دیکھا کہ انہوں نے اپنا نفس (آلہ تناسل) کاٹ ڈالا ہوا ہے اور اس باعث پورے ولی مشہور ہیں۔

میں نے عرض کی کہ آپ نے قرآن وحدیث کے برخلاف عمل کیا ہوا ہے اور اصحاب رسول اللہ ﷺ والی حدیث سنائی لیکن وہ بیچارہ چپ رہا۔

یہ دو حکایتیں عرض کرنے سے میرا مطلب یہ ہے کہ آپ تین بھائی تھے اور تینوں نے کیسے عمدہ مقصد لیکر زندگی بسر کی سچ ہے

کہ اک بھائی تھا مرشد بھنگیوں کا
اور اک ہیجڑوں کا بے اندام مرزا

خدا کی قسم میں نے اپنے چشم دید حالات سے بغرض آگاہی برادران اسلام تحریر کئے ہیں۔ حافظ چنن دین۔ ورک۔ منگوکی ڈاکخانہ خاص ضلع گوجرانوالہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۳۲ جلد ۱۳۔ ۹ جون ۱۹۱۶ء ص ۱۰۔ ۱۱)

مرزا غلام احمد کا اعلان

جلدی تمام لوگ داخل ہوں گے بزمرہ اسلام

(از منشی اللہ دتا صاحب از جھنگ)

صاحبان السلام علیکم: اما بعد۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے دعویٰ کیا تھا کہ عنقریب تمام ہندو وغیرہ اسلام میں داخل ہو جاویں گے۔

مگر اب تک داخل نہیں ہوئے۔ ثبوت کے لئے مرزا غلام احمد صاحب کی کتب سے اصل عبارت معہ پتہ صفحہ ذیل میں نقل کرتا ہوں، تا کہ مخالف کو انکار کی گنجائش نہ ہو، اور طالبان حق کی دلی تسلی اور تشفی کا باعث ہوں۔

۱۔ ازالہ اوہام صفحہ ۲۳:

> عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ تم نظر اوٹھا کر دیکھو گے کہ کوئی ہندو ان پڑھ دکھائی دے۔ مگر لاکھوں میں ایک ہندو بھی تمہیں دکھائی نہ دے گا۔
> سو تم ان کے جوشوں سے گھبرا کر نا امید مت ہو، کیونکہ وہ اندر ہی اندر اسلام قبول کرنے کے لئے تیاری کر رہے ہیں اور اسلام کی ڈیوڑھی کے قریب آ پہنچے ہیں۔

۱۸۹۱ء میں مرزا صاحب قادیانی نے لکھا تھا کہ عنقریب تمام ہندو اسلام میں داخل ہو جاویں ایک ہندو بھی دکھائی نہیں دے گا۔ وہ اسلام قبول کرنے کے لئے اسلام کی ڈیوڑھی کے قریب آ پہنچے ہیں۔ مگر افسوس قریباً ۲۵ سال گذر گئے ہیں اور مرزا جی بھی چلے گئے مگر ہندو اسلام قبول کرنے کے لئے اسلام کی ڈیوڑھی کے قریب کھڑے ہیں، نہ مرزا صاحب قادیانی نے داخل اسلام کیا اور نہ حکیم نور دین نے داخل اسلام کیا۔

۲۔ شہادۃ القرآن صفحہ ۸۱۔

مرزا صاحب قادیانی تحریر فرماتے ہیں:

> ہاں مسیح موعود آ گیا مگر کوئی تلوار نہیں چلے گی اور امن سے اور سچائی سے اور محبت سے زمانہ توحید کی طرف ایک پلٹا کھائے گا اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ زمین پر نہ رام چندر پوجا جاوے گا اور نہ کرشن اور نہ حضرت مسیح علیہ السلام اور سچے پرستار اپنے حقیقی خدا کی طرف رخ کر لیں گے۔

یہ ۱۸۹۳ء میں مرزا صاحب قادیانی نے لکھا تھا کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ نہ زمین پر رام چندر پوجا جائے اور نہ کرشن اور حضرت مسیح علیہ السلام، سو اس کو بھی قریباً ۲۳ سال کا عرصہ گذر چکا ہے مگر ہندوؤں نے رام چندر اور کرشن کی اور عیسائیوں نے

مسیح علیہ السلام کی پوجا نہیں چھوڑی۔مرزا صاحب قادیانی کے دعوی کے خلاف ہو رہا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر۳۳ جلد۱۳۔مورخہ ۱۶ جون ۱۹۱۶ء ۱۴ شعبان۱۳۳۴ھ ص ۱۳)

مسیلمہ یمامی اور مرزائے قادیانی

(مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی)

مرزائے قادیانی کے مریدوں پر مرزا صاحب قادیانی کی وفات سے جو مطابقِ شرط علامہ زمان شیر غراں مولوی ثناء اللہ صاحب فاضل امرتسری کی حیات طیبہ میں ہوئی کو بہت صدمہ ہے، لیکن وہ اپنی ہٹ کو چھپانے کے لئے بعض نہایت ضعیف بلکہ باطل دستاویزوں سے ناخن اڑائے ہوئے ہیں۔

ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرتﷺ نبی برحق ،مسیلمہ کذاب (جھوٹے نبی) کی زندگی میں فوت ہوگئی حالانکہ آنحضرتﷺ نے فرمایا تھا کہ مسیلمہ کذاب میرے ہاتھ سے ہلاک ہوگا (از اہل حدیث امرتسر ۱۹ مئی)۔پس اسی طرح (معاذ اللہ) مولوی ثناء اللہ جن کی زندگی میں مرزا صاحب فوت ہوئے مثل مسیلمہ کے ہوئے اور مرزا صاحب کے الہام و دعا پر کوئی بھی اعتراض نہ آیا۔

اگر چہ اس کا جواب اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۹ مئی سنہ حال میں دیا جاچکا ہے لیکن ہم اس کا جواب ایک دوسرے طریق سے دیتے ہیں جس سے اصل مسئلہ پر روشنی پڑنے کے علاوہ یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ مسیلمہ کذاب سے کس کو مشابہت ہے۔

اول یہ کہ آنحضرتﷺ کو نبوت عطا ہونے کے بعد مسیلمہ کذاب کی طرح مرزا صاحب قادیانی نے دعوی نبوت کیا نہ کہ مولوی صاحب نے۔پس مسیلمہ ثانی آپ ہوئے نہ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب مدظلہ۔

دوم، یہ کہ مسیلمہ کذاب نے بھی مستقل نبوت کا دعوی نہیں کیا تھا بلکہ آنحضرتﷺ کے ساتھ شراکت نبوت کا مدعی ہوا تھا۔چنانچہ فتوح البلدان بلاذری اور سیرۃ ابن ہشام وغیرہ کتب میں لکھا ہے کہ علاقہ یمامہ کے قبیلہ بنی حنیفہ (جن میں سے

مسیلمہ تھا) کا وفد مدینہ طیبہ میں آنحضرتﷺ کی خدمت میں آیا اور مسیلمہ بھی ان میں شامل تھا جب یہ وفد اپنے وفد کو واپس پھرا تو وہاں مسیلمہ نے دعوی نبوت کر دیا اور کہنے لگا کہ میں نے آنحضرتﷺ سے امر نبوت میں شراکت کر لی ہے اور ایک شخص دجال بن عنفوہ کو اس بات کا شاہد بھی بنا لیا۔

اسی طرح مرزا صاحب قادیانی نے بھی نبوت مستقلہ کا دعوی نہیں کیا، بلکہ آپ نبوت بالواسطہ کے مدعی تھے جیسا کہ ان کی اپنی تحریروں اور محمودی اور پیامی پارٹی کی نزاع سے ظاہر ہے۔

سوم، یہ کہ مسیلمہ کذاب نے اپنی نبوت کا دعوی آنحضرتﷺ کی نبوت کے انکار کے ساتھ نہیں کیا تھا بلکہ اقرار کر کے خود بھی مدعی نبوت بنا تھا۔ اور اس پر بھی آنحضرتﷺ نے اسے کذاب قرار دیا تھا۔ چنانچہ یہ بات مسیلمہ کے اس خط سے جو اس نے آنحضرتﷺ کی خدمت شریف میں لکھا تھا ظاہر ہے:

من مسیلمة رسو ل الله الی محمد رسو ل الله اما بعد فا ن لنا نصف ا لا ر ض و لقر یش نصفها و لکن قر یشاً لا ینصفو ن و السلا م علیك۔ (فتوح البلدان۔ص ۹۵)۔ (خدا کے رسول مسیلمہ کی طرف سے خدا کے رسول محمد کی طرف کہ آدھی زمین ہماری ہے اور آدھی قریش کی لیکن قریش لوگ انصاف نہیں کرتے اور آپ پر سلام ہو)۔

اس کا جواب آنحضرتﷺ نے ابی بن کعب کے ہاتھوں سے یہ لکھوایا

بسم الله الرحمن الرحیم من محمد النبی الی مسیلمة الکذا ب اما بعد فا ن الا ر ض لله یو ر ثها من یشا ء من عباده و العاقبة للمتقین و السلا م علی من اتبع الهدی (خدا کے نام سے جو رحمٰن رحیم ہے خدا کے نبی محمد کی طرف سے مسیلمہ کذاب کی طرف۔ زمین خدا کی ہے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اسکا وارث بنا تا ہے۔ اور نیک انجام متقین کا ہوگا۔ اور ہدایت کے تابعداروں پر سلام ہو)

مسیلمہ کے خط سے ظاہر ہے کہ اس نے آنحضرتﷺ کی نبوت کا اقرار کیا اور آپ کو سلام لکھا۔ باوجود اس کے آنحضرتﷺ نے اسے دعوی نبوت کے سبب

کذاب قرار دیا اور سلام نہیں لکھا۔

اسی طرح مرزا صاحب قادیانی، آنحضرت ﷺ کی نبوت کا اقرار بھی کرتے رہے اور آپ ﷺ پر سلام وصلوۃ بھی پڑھتے رہے، لیکن اپنی نسبت بھی دعوی نبوت کرتے رہے اور محمودی پارٹی ان کو نبی ہی مان رہی ہے۔

امام ابن تیمیہؒ اپنی مشہور کتاب منہاج السنہ میں فرماتے ہیں:

و من اثبت نبیاً بعد محمد ﷺ فھو شبیه باتباع مسیلمة الکذاب و امثاله من المتنبئین۔ (جلد ۳ ص ۱۷۴)۔ (جو شخص بعد آنحضرت ﷺ کے کسی کو نبی جانے وہ مسیلمہ کذاب اور اس طرح کے دیگر کاذب مدعیان نبوت کے تابعداروں کے مشابہ ہے)

چہارم: مسیلمہ کذاب اور اس کے پیرؤوں کی ہلاکت ایک باغ میں ہوئی چنانچہ فتوح البلدان میں ہے:

و الجاؤا الکفرة الی حدیقة فسمیت یومئذ حدیقة الموت و قتل الله مسیلمة فی الحدیقة ۔(ص ۹۵)۔ (جب کفار کے پاؤں اکھڑ گئے تو مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔ اور کفار کو ناچار ایک باغ میں پناہ لینی پڑی (جہاں سب موت کے گھاٹ اتارے گئے) اور اسی دن سے اس باغ کا نام حدیقۃ الموت یعنی موت کا باغ پڑ گیا، اور خدا تعالی نے مسیلمہ کو اسی باغ میں ہلاک کیا)

اسی طرح مرزا صاحب قادیانی نے بھی اپنے مریدوں کے لئے بہشتی مقبرہ بنا لیا اور آخر خود بھی اسی باغ میں جا دفن ہوئے۔

ان واقعات سے ظاہر ہے کہ مسیلمہ کذاب کے ساتھ مرزا صاحب آنجہانی کو مشابہت ہے نہ کہ حضرت مولوی ثناء اللہ صاحب سلمہ اللہ کو۔

اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ مسیلمہ کذاب میرے ہاتھ سے ہلاک ہوگا اور نیز یہ کہ مسیلمہ آنحضرت ﷺ کے بعد زندہ رہا، سو اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے یہ ہرگز منقول نہیں کہ آپ نے ﷺ فرمایا تھا کہ مسیلمہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگا بلکہ یہ بھی منقول نہیں کہ مسیلمہ میرے سامنے مارا جائے گا، یا مر جائے گا۔ یہ سب کچھ احمدی جماعت کا باتباع مرزا صاحب افتراء ہے۔ اگر کوئی حدیث جس

میں امر مذکور مصرح ہو، ان کے پاس ہو تو مہربانی کر کے اسے پبلک میں شائع کریں۔ ورنہ اس افتراء سے توبہ کریں۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ سے تو ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

قال رسول الله و لاتکذبوا علی فانه من یکذب علیّ یلج النار (مقدمہ صحیح مسلم۔ص ۷)

(کہ مجھ پر افتراء نہ کرو کیونکہ جو کوئی مجھ پر افتراء کرے گا وہ دوزخ میں جائے گا)

حاصل کلام یہ کہ یہ امر کسی حدیث میں مذکور نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسیلمہ میرے ہاتھ سے یا میرے سامنے مارا جائے گا، یا مرے گا بلکہ اس کے برخلاف یہ منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ میرے بعد قتل کیا جائے گا۔ چنانچہ زادالمعاد میں لکھا ہے:

فلما انصرف رسول الله ﷺ من الفتح جاءه جبریل علیه السلام بان هوذة مات فقال النبی ﷺ اما ان الیمامة سیخرج بها کذاب یتبنی یقتل بعدی فقال قائل یا رسول الله ﷺ من یقتله فقال رسول الله ﷺ انت و اصحابك۔

(جلد اول ص اخیر) (جب آنحضرت ﷺ فتح مکہ سے واپس پھرے، تو آپ کے پاس جبریل یہ خبر لائے کہ ھوذہ (حاکم یمامہ جس کے حق میں آپ نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ وہ ہلاک ہو جائے گا) مر گیا ہے۔ پس آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب اس علاقہ یمامہ سے ایک جھوٹا مدعی نبوت ظاہر ہوگا جو میرے بعد قتل کیا جائے گا اس پر کسی نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اسے کون قتل کرے گا آپ نے فرمایا تو اور تیرے ساتھی)۔

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مسیلمہ یمامی کی نسبت یہی فرمایا تھا کہ وہ میرے بعد قتل کیا جائے گا۔ پس مسیلمہ کا واقعہ مرزائی جماعت کے لئے مفید نظیر نہیں بن سکتی کہ وہ کہہ سکیں کہ اگر مرزا صاحب پہلے مر گئے تو مولوی ثناء اللہ صاحب معاذ اللہ مسیلمہ ثانی ہوئے کیونکہ یہاں تو مرزا صاحب نے اپنی زندگی ہی میں مولوی صاحب کی موت کی درخواست کی تھی اور یہ بھی اعلان کر دیا تھا کہ یہ درخواست منظور ہو چکی۔ لیکن الٹے لینے کے دینے پڑ گئے کہ موت تو چاہی تھی مولوی ثناء اللہ صاحب کی مگر تشریف لے گئے۔ خود سچ ہے و لایحیق المکر السیء الا باهله

زادالمعاد کی عبارت مرقومہ بالا میں ایک اور بات قابل ذکر ہے کہ آنحضرتﷺ نے ایک شخص کے سوال پر فرمایا تھا کہ مسیلمہ کے قاتل تم اور تمہارے ساتھ کے لوگ ہونگے اس سے صاف ظاہر ہے کہ قتل مسیلمہ میں کئی ایک آدمی شریک ہونے چاہییں۔ سوایسا ہی ہوا کیونکہ قاتل مسیلمہ کی بابت مورخین کے کئی اقوال ہیں کہ وہ کون تھا۔ جداش بن بشر یا عبداللہ بن زید بن ثعلبہ یا ابودجامہ یا عبداللہ بن زید بن عاصم یا وحشی بن حرب یا امیر معاویہ رضی اللہ عنهم اجمعین لیکن ایک جماعت مورخین کی یہ کہتی ہے کہ یہ سب اس کے قتل میں شریک تھے۔ چنانچہ فتوح البلدان میں علاوہ بلاذری ان سب مذکورین کے اسماء ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ:

وقال قوم ان هؤلاء جميعا شركوا فى قتله (ص۹۶)۔

(ایک جماعت کا قول ہے کہ یہ سب اس کے قتل میں شریک تھے)

اور یہی قول مطابق روایت زادالمعاد کے ہے کیونکہ آنحضرتﷺ نے سائل کے جواب میں یہی فرمایا تھا انت و اصحابك یعنی تم اور تمہارے ساتھی مسیلمہ کو قتل کرو گے۔ سبحان اللہ! آنحضرتﷺ نبی برحق کے سب اقوال کیسے حرف بحرف پورے اترتے ہیں فللہ الحمد۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۳۴ جلد ۱۳۔ مورخہ ۲۳ جون ۱۹۱۶ء مطابق ۲۱ شعبان ۱۳۳۴ھ ص ۲-۴)

مرزائیوں سے مطالبہ

مولانا محمد شفیع العباسی سکندر آبادی لکھتے ہیں:

کیا حدیث ذیل کی رو سے مرزائی پارٹی مجھ سے فیصلہ کر سکتی ہے امید ہے کہ ضرور باقرار عیسی علیہ السلام فیصلہ منظور فرمایا جاوے گا۔

سنن ابن ماجہ باب فتنۃ الدجال میں ہے:

كان ليلة اسرّى برسول اللهﷺ لقى ابراهيم و موسى و عيسى، فتذاكروا السّاعة فبدأوا بابراهيم فسألوه عنها، فلم يكن عنده منها علم۔ ثم سألوا موسى فلم يكن عنده منها علم،

فردّالحد یث الی عیسی بن مر یم۔ فقا ل قد عھِد الیّ فیما دو ن و جبتھا، فا مّا و جبتھا فلا یعلمھا ا لا الله، فذ کر خرو ج الدّجا ل، قا ل فا نزِ ل فا قتله۔ فیر جع الناس الی بلاد ھم فیستقبلھم یا جو ج و ماجو ج و ھم من کل حد ب ینسلو ن ۔ فلا یمرّو ن بماء ا لا شر بوہ ، و لا بشیء ا لا افسدوہ، فیجأرون الی الله ، فأدعو الله ان یمیتھم، فتنتن ا لارض من ر یحھم فیجأ رون الی الله ، فادعو الله، فیرسِل السماء بالماء۔ فیحمِلھم فیلقیھم فی البحر، ثم تنسف الجبا ل و تمد الا رض مدّ ا لا د یم ، فعھد الیّ ۔ متی کا ن ذلك ، کا نت السا عة من الناس، کا لحا مل التی لا یدری اھلھا متی تفجؤھم بولا دھا

(یعنی معراج میں آنحضرت ﷺ نے حضرت ابراہیم وموسیٰ سے ملاقات کی اور آپس میں یہ ذکر کیا کہ قیامت کی بھی کسی کو کچھ خبر بتلائی گئی ہے۔سواس بارہ میں سب نے کہا ہم کو کچھ نہیں بتایا گیا۔عیسیٰ نے کہا کہ اصل وقت قیامت کا تو کچھ نہیں بتلایا گیا مگر اس سے پہلے کی کچھ نشانیاں بتائی گئی ہیں۔ان میں سے ایک یہ ہے کہ دجال نکلے گا،اوس وقت پر میں آسمان سے اتروں گا اور اس کو قتل کرونگا۔ پھر لوگ اپنے ملکوں اور شہروں کو چلے جائیں گے۔ پھر یاجوج ماجوج نکل کر تمام جہان میں پھیل جائیں گے جو دریا اور جھیل ان کو ملے گا اس کا تمام پانی پی کر اس کو تنگ کریں گے اور سب چیزوں کو خراب کر دیویں گے۔ پھر میں اور سب مسلمان مل کر دعا کریں گے پس اللہ تعالیٰ ان سب کو ہلاک کر دے گا اور ان کی لاشوں وغیرہ سے بد بو پھیلے گی پھر میں اور سب مسلمان دعا کریں گے اللہ تعالیٰ بارش کرے گا سب زمین دھل کر صاف ہو جاوے گی اور ان کی لاشیں سمندر میں ڈال دی جاویں گی جب یہ سب معاملہ ہو گذرے گا اوس وقت قیامت کا ایسا حال ہوگا کہ اس کے گھر والے ہر وقت اس کے خیال میں ہوتے ہیں کہ دیکھئے کس وقت بچہ پیدا ہو۔ رواہ ابن ماجہ۔ حدیث نمبر ۴۰۸۱)

اور یہ حدیث صحیح ہے۔ اس حدیث میں حضرت عیسیٰؑ کا قرب قیامت میں اترنا از خود ان سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ دیکھیں مرزائی پارٹی ہم کو کیا جواب دیتی ہے۔ فا فھم بقول عیسی ابن مر یم ۔

العاجز: محمد شفیع العباسی سکندر آبادی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۳۴ جلد ۱۳۔مورخہ ۲۳ جون ۱۹۱۶ء مطابق ۲۱ شعبان ۱۳۳۴ھ ص ۴)

تقریظ: ہدیہ عثمانیہ:

اس رسالہ میں مرزائی مشن کے متعلق خواجہ کمال الدین کے حیدرآباد میں پھیلائے ہوئے غلط خیالات کی تردید کی ہے۔تردید ایسی عالمانہ ہے کہ دل آزاری اور اشتعال انگیزی سے عموماً پاک ہے۔لکھائی چھپائی اور کاغذ بہت عمدہ ہے۔ قیمت مرقوم نہیں۔ پتہ محمد عبدالغفار خان حیدرآباد دکن فیض منزل ریزیڈنسی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۳۴ جلد ۱۳۔مورخہ ۲۳ جون ۱۹۱۶ء مطابق ۲۱ شعبان ۱۳۳۴ھ ص ۱۳)

یدفن معی فی قبری

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا صاحب قادیانی نے اپنی ایک تحریر میں مندرجہ ذیل عبارت لکھی ہے

اس پیش گوئی (نکاح آسمانی) کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ

یتزوج و یولد له

یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز صاحب اولاد ہوگا،

اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیاہ دل منکروں کو انکے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہونگی (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳)

اس عبارت میں مرزا صاحب قادیانی نے جس حدیث کو اپنی سند میں پیش کیا ہے اوس کے سارے الفاظ یہ ہیں:

قال رسول الله ﷺ ینزل عیسی ابن مریم الی الارض

فیتزو ج و یو لد له و یمکث خمسا و ار بعین سنة ثم یموت فید فن معی فی قبری فاقوم انا و عیسی ابن مر یم فی قبر واحد بین ابو بکر و عمر روا ہ ابن الجو زی فی کتاب الوفاء۔ مشکوة با ب نز و ل المسیح

(آنحضرتﷺ نے فرمایا ابن مریم اتریں گے۔ پھر نکاح کریں گے۔ پھر اونکی اولاد ہوگی۔ پھر ۴۵ سال تک زندہ رہیں گے۔ پھر مرکر میرے ساتھ میرے مقبرے میں دفن ہوں گے۔ پھر میں اور عیسی ایک ہی مقبرے سے نکلیں گے۔ ہمارے دونوں طرف ابوبکر اور عمر ہوں گے)

اس حدیث کے مطابق مرزا صاحب قادیانی کے تمام دعاوی کا فیصلہ ہوسکتا ہے۔ اس لئے ہم نے کئی ایک دفعہ تقریر و تحریر میں اسکو پیش کر کے مرزائی غیر مرزائی پبلک کو توجہ دلائی اس کے جواب میں بہت کچھ سوچ بچار کے بعد اخبار الفضل میں ایک مضمون نکلا ہے اس میں راقم مضمون نے سب سے اول جواب جو دیا ہے وہ واقعی اول درجے کے لائق ہے۔ لکھتا ہے:

ایک غیر احمدی نے اس حدیث پر اعتراض کیا ہے کہ آنحضرتﷺ نے تو فرمایا تھا کہ ابن مریم میری قبر میں مدفون ہوگا چونکہ مرزا صاحب، آنحضرت ﷺ کی قبر میں دفن نہیں اس لئے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب اپنے دعوی میں صادق نہیں تھے۔

جواب: سب سے اول یہ بات کہ حدیث مرفوع نہیں اور نہ ہی آنحضرت ﷺ تک اسکی سند پہنچتی ہے۔ پھر جو شخص اس کو بیان کرتا ہے وہ اس قسم کا انسان ہے کہ جس نے شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ جیسے پاک انسان پر کفر کا فتوی دیا ہے۔ لیکن اگر ہم اس بات کو تھوڑے عرصہ کے لئے مان بھی لیں تو ہمارے مقصود میں کوئی دقت پیش نہیں آتی۔ (۳۰ مئی۔ الفضل قادیان)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں:

جیسا کہ یہ جواب انصاف سے دور ہے، علم کی راہ سے بھی دور تر ہے:

الف: انصاف کی راہ سے اس لئے دور ہے کہ یہی حدیث مرزا صاحب خود اپنی تائید اور ثبوت میں لاتے ہیں اس کے ایک ٹکڑے (یتزو ج و یو لد له) کو پیش کر کے اپنا مسیح

موعود ہونا ثابت کرتے ہیں۔مگر مجیب صاحب اپنے پیر مرشد ہادی مہدی نبی اور رسول کی تائید میں خود اس کی مرضی کے خلاف لکھتے ہیں کہ حدیث قابل حجت نہیں۔

بہت اچھا! مگر سوال یہ ہے کہ حجت اب نہیں رہی، یا مرزا صاحب کی زندگی میں بھی نہیں تھی۔ اگر نہ تھی تو انہوں نے کیوں ان کو بطور سند کے پیش کیا۔ اور اگر اوس وقت سند میں پیش ہوسکتی ہے تو اب کون امر مانع ہے۔ تلك اذا قسمة ضيزى۔

علم کے خلاف اس لئے ہے کہ اس حدیث کے مرفوع ہونے میں شک کیا گیا ہے نیز ابن جوزی کی نسبت یہ کہہ کر بدگمانی پھیلائی گئی ہے کہ وہ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب جیلانی کے مکفر تھے مرفوع ہونا تو خود حدیث کے لفظوں سے ثابت ہے کیونکہ مرفوع اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں مذکور ہو کہ آنحضرت ﷺ نے یوں فرمایا۔ حدیث مذکور میں صاف مذکور ہے قال رسول اللہ ﷺ پھر اس کے مرفوع ہونے میں کیا شک ہے

علامہ ابن جوزی اگر فتوی تکفیر (جس کا ثبوت بھی دربطن قائل ہے) کی وجہ سے قابل اعتبار نہیں ہیں تو حضرت عمرؓ کو کیا کہو گے جنہوں نے حاطبؓ بن ابی بلتعہ پر کفر کا فتوی حضور ﷺ کے سامنے لگا دیا، دعنى اضرب عنق هذا المنافق مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق (حاطب بن ابی بلتعہ) کی گردن اڑادوں۔

بھلا اس قسم کے فتوے سے کوئی نیک نیت عالم بے اعتبار ہوسکتا ہے۔

مختصر یہ کہ جب تک مرزا صاحب قادیانی کی تحریر میں اس حدیث کا ذکر بطور سند کے درج رہے گا ہمارا اعتراض بھی اوسپر چسپاں رہے گا۔ ورنہ کہا جائے گا:

نہیں وہ قول کا پورا ہمیشہ قول دے دے کر
جو اس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۳۵ جلد ۱۳۔ مورخہ ۳۰ جون ۱۹۱۶ء مطابق ۲۸ شعبان ۱۳۳۴ھ ص ۲۔۳)

مرزائی نبوت جامع اضداد ہے

(منشی اللہ دتا صاحب از جھنگ)

صاحبان السلام علیکم۔ آج کل مرزائی جماعت کے دو گروہ بن گئے ہیں۔ یعنی

ایک قادیانی پارٹی اور دوسری لاہوری پارٹی۔ ان میں نبوت مرزا قادیانی کے متعلق اختلاف ہے بلکہ سخت مخالفت ہے۔

قادیانی پارٹی مرزا صاحب کو نبی اور رسول کہتی اور مانتی ہے اور لاہوری یا پیغامی پارٹی مرزا صاحب کی نبوت سے انکاری ہے۔

اور اس اختلاف کے بانی مرزا صاحب آنجہانی ہیں۔

پس میں اپنے دعوی کے ثبوت میں مرزا صاحب قادیانی کی چند کتب سے چند متضاد اقوال متعلق نبوت اصل عبارت معہ پتہ صفحہ ذیل میں نقل کرتا ہوں تا کہ مخالف کو انکار کی گنجائش نہ ہو اور طالبان حق کی تسلی کا باعث ہوں۔

۱۔ ازالہ اوہام صفحہ ۱۷۸۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب

۲۔ ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۳۔ وہی مرزا صاحب لکھتے ہیں:

خدا تعالی نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔

۳، آسمانی فیصلہ صفحہ ۷ میں لکھتے ہیں:

میں نبوت کا مدعی نہیں ہوں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔

۴۔ اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۳۔ اور حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۹ میں ہے:

جری اللہ فی حلل الا نبیاء۔ (ترجمہ) (خدا کا رسول ہے نبیوں کے لباس میں)

۵۔ آسمانی فیصلہ صفحہ ۸ پر ہے:

اے لوگو مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو! دشمن قرآن نہ بنو۔ اور خاتم النبیین کے بعد وحی اور نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو۔ اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے پیش کئے جاؤ گے۔

۶۔ دافع البلاء صفحہ ۵ پر وہی مرزا صاحب لکھتے ہیں:

خدا کی وہ پاک وحی جو مجھ پر نازل ہوئی جس کی عبارت یہ ہے

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما با نفسھم انہ آوی القریۃ یعنی خدا نے یہ ارادہ فرمایا کہ اس بلائے طاعون کو ہرگز دور نہیں

کرے گا جب تک لوگ ان خیالات کو دور نہ کر لیں جو ان کے دلوں میں ہیں یعنی جب تک وہ خدا کے ماموراور رسول کو نہ مان لیں۔

۷۔ازالہ اوہام صفحہ ۶۱۴ پر ہے۔

اکیسویں آیت یہ ہے ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول الله و خاتم النبیین یعنی محمد تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول ہے اللہ کا اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔

یہ آیت صاف دلالت کرتی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔ پس اس سے بکمال وضاحت ثابت ہے کہ مسیح بن مریم رسول اللہ دنیا میں نہیں آ سکتا کیونکہ مسیح بن مریم رسول ہے اور رسولوں کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبریل حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا کہ اب رسالت تا قیامت منقطع ہے۔

۸۔وہی مرزا صاحب قادیانی اپنی اربعین نمبر ۳ کے صفحہ ۳۲ میں لکھتے ہیں:

سو اس امت میں ایک شخص میں ہوں جس کو اپنے نبی کریم ﷺ کے نمونہ پر وحی اللہ پاتے تئیس برس کی مدت دی گئی ہے۔

خاکسار اللہ کہتا ہے کہ:

پہلے یہ اقرار کہ نبوت ختم اور تا قیامت وحی منقطع ہے پھر ایسی دلیری کہ آنحضرت ﷺ جیسی وحی تئیس برس کی مدت کا دعوی اہل علم کے لئے نمونہ کا لفظ بھی غور طلب ہے۔

۹۔ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۷۷ پر مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالی صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبریل بعد وفات رسول اللہ وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی ﷺ بعد نہیں آ سکتا۔

۱۰۔اخبار الحکم ۱۷ نومبر ۱۹۰۰ء صفحہ پر ہے۔۲:

میری حیثیت ایک معمولی مولوی کی حیثیت نہیں ہے بلکہ سنن انبیاء کی حیثیت

ہے مجھے ایک سماوی مانو۔ سارے جھگڑے اور تمام نزاعیں جو مسلمانوں میں پڑے ہوئے ہیں ایک دم میں طے ہو سکتے ہیں جو خدا کی طرف سے مامور اور حکم بن کر آیا ہے جو معنی قرآن شریف کے وہ کرے گا وہی صحیح ہوں گے اور جس حدیث کو وہ صحیح قرار دے گا وہی صحیح ہوگی۔

۱۱: جنگ مقدس صفحہ ۳۲۔ مورخہ ۲۶ مئی ۱۸۹۳ء مرزا صاحب اقرار کرتے ہیں:

میں بھی وہ بات پیش کرتا ہوں جو خدا تعالی کی طرف سے مجھ کو معلوم ہے میرا دعوی نہ خدائی کا ہے اور نہ اقتدائی کا اور میں ایک مسلمان آدمی ہوں جو قرآن شریف کی پیروی کرتا ہوں قرآن مجید کی رو سے اس موجود نجات کا مدعی ہوں میرا نبوت کا کوئی دعوی نہیں یہ آپ کی غلطی ہو یا آپ کسی خیال سے کہہ رہے ہیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعوی کرتا ہے وہ نبی ہو جاوے۔ میں تو محمدی اور کامل طور پر اللہ کے رسول کا متبع ہوں اور ان نشانوں کا نام معجزہ رکھنا نہیں چاہتا بلکہ ہمارے مذہب کی رو سے ان نشانوں کا نام کرامات ہے جو اللہ اور رسول کی پیروی سے دیئے جاتے ہیں۔

۱۲۔ اشتہار ۵ نومبر ۱۹۰۱ء مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس، میں فرماتے ہیں:

پس میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو کے قریب پیش گوئی خدا کی طرف سے پا کر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف پوری ہوگئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیوں کر انکار کروں اور جب خدا تعالی نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیوں کر رد کروں اور میں جیسا قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کے اس کھلی وحی پر ایمان لایا ہوں جو مجھے ہوئی۔

۱۳: کتاب البریہ صفحہ ۱۸۵ کے حاشیہ میں مرزا جی لکھتے ہیں:

اور آنحضرت ﷺ نے بار بار فرما دیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیت کریمہ و لا کن رسول اللہ وخاتم النبیین سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت

ہمارے نبی پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔
(باقی مضمون صفحہ ۱۱ کالم ۳ پر ہونا چاہیے، جو موجود نہیں ہے۔ بہاء)
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۳۵ جلد ۱۳۔ ۳۰ جون ۱۹۱۶ء ص ۳۔۴)

موجودہ جنگ کے بانی مرزا قادیانی ہیں

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

دو سال سے جنگ جاری ہے جس سے ملک ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ تمام دنیا میں ہلچل مچ رہی ہے۔ مخلوق خدا سخت پریشان ہے۔ بہت لوگ قتل اقرباء سے، بہت سے بیکاری سے مبتلاء مصائب ہیں۔ ہر ایک عقل منداسکی تہ کی تلاش میں ہے کہ کیوں دنیا میں تہلکہ آیا، اور کس نے ہنگامہ برپا کیا۔ ہم بھی اسی فکر میں تھے ہم کو معلوم ہوا کہ اس جنگ کے بانی مرزا صاحب قادیانی ہیں۔ اے کاش مرزا صاحب زندہ ہوتے تو ان کی خدمت میں منت سماجت کر کے مخلوق خدا کی مصیبت کا خاتمہ کرایا جاتا۔ اون کے بعد اون کے خلیفہ میں یہ طاقت کہاں وہ تو ہنوز اس میں کافی تجربہ نہیں رکھتے ہوں گے۔

ہم نے مرزا صاحب کی جس عبارت سے یہ نتیجہ پایا وہ درج ذیل ہے:

مرزا صاحب قادیانی اپنی کتاب تریاق القلوب میں لکھتے ہیں؛

ایک میرے مخلص عبد اللہ نام پٹواری غوث گڈھ علاقہ ریاست پٹیالہ کے دیکھتے ہوئے اور ان کی نظر کے سامنے یہ نشان ابھی ظاہر ہوا کہ اول مجھ کو کشفی طور پر دکھلایا گیا کہ میں نے بہت سے احکام قضا و قدر کے اہل دنیا کی نیکی بدی کے متعلق اور نیز اپنے لئے اور اپنے دوستوں کے لئے لکھے ہیں اور پھر تمثل کے طور پر میں نے خدا تعالی کو دیکھا اور وہ کاغذ جناب باری کے آگے رکھ دیا کہ اس پر دستخط کریں۔

مطلب یہ تھا کہ یہ باتیں جنکے ہونے کیلئے میں نے ارادہ کیا ہے ہو جائیں۔ سو خدا تعالی نے سرخی کی سیاہی سے دستخط کر دیئے اور قلم کی نوک پر جو سرخی زیادہ تھی اوس کو جھاڑا اور معاً جھاڑنے کے ساتھ ہی اس سرخی کے قطرے

میرے کپڑوں اور عبداللہ کے کپڑوں پر پڑے۔

اور چونکہ کشفی حالت میں انسان بیداری سے حصہ رکھتا ہے اس لئے مجھے جب کہ ان قطروں سے جو خدا تعالی کے ہاتھ سے گرے اطلاع ہوئی ساتھ ہی میں نے بچشم خود ان قطروں کو بھی دیکھا۔

اور میں رقت دل کے ساتھ اس قصے کو میاں عبداللہ کے پاس بیان کررہا تھا کہ اتنے میں اس نے بھی دوتر بتر قطرے کپڑوں پر پڑے ہوئے دیکھ لئے اور کوئی ایسی چیز ہمارے پاس موجود نہ تھی جس سے اس سرخی کے گرنے کا احتمال ہوتا اور وہ وہی سرخی تھی جو خدا تعالی نے اپنی قلم سے جھاڑی تھی اب تک بعض کپڑے میاں عبداللہ کے پاس موجود ہیں جن پر وہ بہت سی سرخی پڑی تھی اور میاں عبداللہ زندہ موجود ہیں اور اس کیفیت کو حلفاً بیان کر سکتے ہیں کہ کیونکر یہ خارق عادت اور اعجازی طور پر امر تھا (ص۳۳)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

مرزا صاحب کے اس بیان سے پایا جاتا ہے کہ آپ خدا تعالی کی بارگاہ میں بمنزلہ چیف سکرٹری تھے احکام قضا وقدر کی مسل مرتب کر کے دستخط کرالیا کرتے تھے یہاں تک کہ ان دستخطوں کے نشان آپ کے کپڑوں پر محسوسات میں نظر آتے تھے۔ اس عبارت میں صاف مرقوم ہے کہ دنیا میں جتنے واقعات نیک و بد وقوع پذیر ہورہے ہیں ان کے مرتب کرنے والے دراصل مرزا قادیانی ہیں۔ اس لئے اس جنگ کو بند کرانے کے لئے بھی مرزا صاحب ہی کے ذریعہ سے کام کرنا چاہیے۔ جسکی صورت یہی ہے کہ بصورت موجودہ مرزائیوں کے سرکردوں کی خدمت میں عرض کی جائے کہ آپ لوگ مخلوق کے حال پر رحم کھا کر مرزا صاحب کی روح کو متوجہ کر کے اس بلائے بے درماں کے دفع کرانے کی درخواست کریں۔ دیکھیں مرزائی (احمدی) اخبار اس تجویز کی کہاں تک تائید کرتے ہیں۔

مرزا صاحب قادیانی اور مرزائی احباب کہا کرتے ہیں کہ ہماری نبوت، منہاج نبوت سے جانچو۔ یعنی خدا تعالی کی طرف سے جو نبوت کے جانچنے کا طریقہ مقرر ہے اوس کے مطابق مرزا کا اندازہ کرو۔ اس لئے ہم دریافت کرتے ہیں کیا پہلے

نبیوں میں بھی کوئی اولوالعزم نبی ایسا ہوا ہے جس نے قضا وقدر کے احکام بنا کر خدا کے دستخط کرائے ہوں۔کوئی مثال یاد ہو تو اطلاع دیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۳۶ جلد ۱۳۔ ۷ جولائی ۱۹۱۶ء مطابق ۵ رمضان المبارک ۱۳۳۴ھ ص ۱،۲)

کوہاٹ میں قادیانی فتنہ

مکرمی جناب منیجر صاحب اخبار اہل حدیث السلام علیکم

از راہ مہربانی واقعہ ذیل کو اپنے اخبار میں جگہ دے کر مشکور فرماویں

چند دن ہوئے کہ دو قادیانی واعظ جو پشتو جانتے تھے، قادیان سے یہاں کوہاٹ میں آئے اور قادیانی مذہب کی اشاعت شروع کر دی۔ بعضے نوجوان ان کے ہم خیال ہو گئے تو کوہاٹ میں ایک شور وغل پیدا ہوا۔ اس لئے ہم لوگوں کی نگاہ اس مہلک مرض کے دفعیہ کے واسطے حکیم حاذق پر پڑی تو جناب مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب شیر پنجاب کو تکلیف دی گئی۔

چنانچہ صاحب موصوف نے بڑی مہربانی کر کے ہماری درخواست کو قبول فرما کر ۲۷ جون ۱۹۱۶ء کو کوہاٹ میں قدم رنجہ فرمایا۔

ہم نے تو سمجھا تھا کہ سفر کی تکلیف سے خستہ ہوں مگر نہایت تعجب سے دیکھا کہ مولانا موصوف نے اس روز دو تقریریں فرمائیں۔ ان تقریروں میں عموماً روئے سخن قادیانی خیالات کی تردید میں تھا، اور تھوڑا سا وقت مسلمانوں کی اصلاح پر بھی توجہ فرمائی۔ مسلمانوں نے جلسہ عام میں اپنی اصلاح کا اقرار کیا اور قادیانی خیالات سن کر توبہ توبہ کی آواز مسجد میں گونج اوٹھی۔

مولانا صاحب نے مرزا صاحب قادیانی کی اپنی تصنیف شدہ کتابوں سے نام بردہ کی تکذیب خوب ثابت کی جزاهم الله ۔

احمد گل دندان ساز اسسٹنٹ سکرٹری انجمن اسلامیہ کوہاٹ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۳۶ جلد ۱۳ مورخہ ۷ جولائی ۱۹۱۶ء مطابق ۱۲ رمضان ۱۳۳۴ھ ص ۴)

مرزا صاحب کی نسبت ایک سوال

میرا ایک سوال ہے جو خدمت میں کل کلمہ گویان مقلدین اور غیر مقلدین اہل شیعہ واحمدیہ کی خدمت میں ہے۔ براہ مہربانی کسی گوشہ اخبار گوہر بار اہل حدیث میں درج فرما کر مشکور فرماویں۔

سوال یہ ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے بعد تیس شخص دجال کاذب آویں گے اور کلھم دعوی نبوت کا کریں گے اور کلھم جھوٹے ہوں گے۔

اب جواب طلب یہ ہے کہ کل تیس نفر دجال کاذب جو آنے والے تھے، سب کے سب آچکے ہیں، یا ابھی کوئی آنے والا بھی ہے۔

اور جناب مرزا صاحب نے جو دعوی نبوت کا کیا ہے اون تیس نفروں کے گذر جانے کے بعد کیا، یا درمیان میں کر دیا ہے۔ والسلام:

بندہ: حکیم خیر محمد از ڈیرہ غازی خان۔

اڈیٹر اہل حدیث: یوں تو رنج میں کسی نے کسی کو دجال کہہ دیا ہو جیسے سرسید احمد خان علی گڈھی کو کسی نے دجال کہدیا، یا کسی اور صاحب نے کسی اور شخص کو دین کا مخالف جان کر کہہ دیا، تو اور بات ہے، مگر جن معنی سے حدیث میں تیس دجال آئے ہیں یعنی مدعی نبوت ایسے لوگ ابھی ختم نہیں ہوئے۔ واللہ اعلم

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۳۷ جلد ۱۳۔ مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۱۶ء مطابق ۱۲ رمضان ۱۳۳۴ھ ص ۴۔۵)

مرزائیوں کے مباحثہ میں حق کی فتح

۲۳ جون ۱۹۱۶ء کو مولوی غلام رسول راجیکی ہمارے موضع میں آئے اور مرزائی تبلیغ شروع کی۔ ادھر سے مولوی محمد حسین صاحب کھڑے ہو گئے۔ دونوں میں دو روز تک مباحثہ ہوا۔ ایک روز وفات وحیات مسیح پر، دوسرے روز دعاوی مرزا پر۔ خدا کے فضل سے دونوں دن اہل حق کو کامیابی ہوئی۔ چودہری ولایت خان صاحب نمبر دار جو جلسہ کے صدر تھے انہوں نے کہا ہوا تھا کہ اگر مرزا قادیانی سچا ثابت ہوا تو میں مرزائی ہو جاؤنگا۔ اخیر جلسہ کے چودہری صاحب نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ الحمد للہ۔

مرسلہ: شیخ غلام حسین از مقام کولوتارڑ ضلع گوجرانوالہ (اہل حدیث امرتسر ۔ ۱۴ جولائی ۱۹۱۶ء ص ۹)

قادیان کی عربی

(مولوی عبدالعزیز پروفیسر مشن کالج پشاور)

گرمیوں کی طویل وعریض دو پہر بھی انسان کو کچھ کم پریشان نہیں کرتی ۔کالج کے کام سے فارغ ہو کے بیٹھا ہوں، سوچتا ہوں کیا کروں ۔ دماغ کسی علمی کتاب کے مطالعہ کے قابل نہیں ۔اسی شش و پنج میں پڑے کروٹیں بدل رہا تھا کہ معاً اپنے گذشتہ عہد طالب علمی وما بعد کے خیالات موجزن ہوئے ،اور چاروں طرف سے امنڈ کر میرے ناچیز دماغ کو گھیر لیا۔کچھ عرصہ تک تو میرے ہیچ میرز خیالات کی ناؤ اس گرداب میں غوطے کھاتی رہی ،بالآخر کچھ کچھ سرزمین ساحل نمودار ہوئی اور شکستہ حوصلہ میں جان پڑی۔یعنی کشتی کا لنگر ڈال دیا اور خیالات پریشان کے اس عالم تلاطم امواج سے کچھ عارضی رہائی پائی۔

میں ابھی بھولا نہیں کہ قیام امروہہ کے زمانہ میں ایک احمدی مجھ سے کچھ نہ کچھ چھیڑ چھاڑ کیا کرتا تھا اور مرزا غلام احمد کی تالیف لا کر دکھایا کرتا تھا۔جن میں ایک کتاب کرامات الصادقین بھی تھی ۔میں نے ایک سرسری نظر سے دیکھ کر یہ جواب دیا کہ یہ کتاب گو اس کے لکھنے والے نے بڑی تحدی کی ہے اوس عربی زبان میں نہیں جس کو شرق وغرب عربی کہہ کر پکارتا ہے۔رہی یہ بات کہ یہ عربی قادیان (جو پنجاب کا ایک غیر اہم قصبہ ہے) کے ایک شخص واحد کی خود ساختہ ہے تو غالبًا مجھے اس بات کے تسلیم کرنے سے کچھ مفر نہ ہوگا اذ لا مشاحة فی الا صطلاح ۔

آن زمیں را آسمانے دیگر است

آخر یورپ کے علم الالسنہ کے عالموں نے تمام دنیا کے معاملات کی سہولت کی غرض سے ایک زبان وضع کی ہے کہ تمام مختلف ممالک کے لوگ غیر ملکیوں (فاریزس) سے اسی زبان میں مراسلات لکھیں لکھائیں اور دونوں مراسلین کو اس طرح بہت سی مختلف زبانوں کی تعلیم کی دردسری سے نجات ملے۔

مگر جہاں تک مجھے زمانہ کے حالات وخیالات کا علم ہے اس بات کے اظہار کی جرأت

کرسکتا ہوں کہ اس زبان کے واضع نیز اون لوگوں کو جن کے کانوں میں اس زبان کی کچھ نہ کچھ آواز پڑی ہے اسبات کا سان گمان بھی نہیں کہ یہ زبان (مرزا صاحب کی عربی) سابق الذکر کے لئے بنائی گئی ہے۔ بلکہ اس کے برعکس تمام لوگ اسی کا یقین رکھتے ہیں کہ یہ وہی عربی ہے جو جزیرہ نمائے عرب اور اوس مضافات میں کبھی بولی جاتی تھی جس میں قرآن کریم نازل ہوا ہے، اور جس میں آج تک کی تمام علمی کتابیں لکھی گئی ہیں، یا موجودہ زمانے کی اللسان العامیہ (ولگرٹنگ) ہے۔

مؤخر الذکر شق پر کچھ لکھنا لاحاصل ہے کہ یہ محض عقلی احتمال ہے ورنہ مرزا صاحب قادیانی نے کہیں بھی اس کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور اگر فرضاً یہ مان بھی لیا جائے تو چاہیے کہ وہ تمام نحوی وصرفی پابندیاں جو موجودہ زمانے کی مروجہ عربی میں متروک و مہجور ہیں، مرزا صاحب کی عربی میں بھی نہ ہوتیں، نیز وہ تمام محاورے اور حروف الفاظ اور جملوں کی بدلی ہوئی صور وتراکیب جو آج کل کی عربی کو نحوی عربی (عربی قدیم) سے جدا کرتی ہیں اور جو موجودہ عربی کی جزو اعظم ہیں مرزا صاحب قادیانی کی عربی میں بھی التزاماً پائی جاتیں و الواقع علی خلاف ذلك

سطور سابقہ سے اب ہر شخص اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ مدعی کا یہی دعویٰ ہے کہ اس کی عربی قدمائے اعراب کی عربی ہے۔ مگر یہ ایک ایسی بات ہے جس کو بجز مدعی مذکور کے شرق وغرب کے تمام مسلم وغیر مسلم عربی دان ایک لمحہ کیلئے بھی نہیں مان سکتے۔ بنا بریں وہ نتیجہ جو سابقہ مقدمات کی ترتیب سے مدعی نے استخراج کیا تھا کہ وہ اس عربی کے بے نظیر ہونے کی صورت میں کسی مافوق العادۃ قوت پر قابض ہے ہرگز ہرگز ثابت نہیں علی شفا جرف ھار فانھار ؟؟۔

قیام دہلی کے زمانہ نیز پشاور میں بھی اہل حدیث کانفرنس کے موقعہ پر محترمی مولوی عبید الرحمٰن صاحب و مولوی عبد الستار حسن صاحب عمر پوری نے باسرار شدید مجھ سے کہا کہ تم اس مضمون پر کچھ لکھو۔ مگر اپنی بے بضاعتی اور دعویٰ مذکور کے بدیہی بطلان کا خیال کر کے کچھ ہاتھ نہ بڑھایا۔ آخر صبح امید نمودار ہوئی اور وقت نے بہ براہین قاطعہ دل کے سامنے ضرورت مضمون کو ثابت کر دیا

خطأ لما قام رجائی و قعدر
حتی رأی انجاز دھری ما وعد

اس مضمون سے عوام کو شائد کچھ معتد بہ دلچسپی نہ ہو، مگر یہ کسی طرح مناسب نہ ہوگا کہ اون کے خیال سے ایک ضروری مضمون کو کتم عدم ہی میں پڑا رہنے دیا جائے ۔مرزا صاحب کا دعوی ہے کہ ہر منقد کو فی غلطی پانچ روپئہ انعام دیئے جائیں اور کتاب کے کل ۱۰۶ صفحات ہیں۔ میں نے ایک غایت درجہ سطحی اور سرسری نظر سے ہر صفحہ میں دس پندرہ موٹی موٹی غلطیاں (جو کلام کو اس لائق نہیں رکھتیں کہ اوس پر ایک نظر غلط انداز بھی ڈالی جائے چہ جائے کہ وہ کلام کسی عظیم مدعا کے اثبات کا ذریعہ بن سکے) ظاہر کی ہیں ۔مرزا صاحب کے وہ اتباع و اخلاف جو اون کی تمام ہدایات و وصایا پر عمل کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں، ادھر آئیں اور ہمارے لئے بلکہ اپنے اور اپنے پیر و مرشد کے لئے ہر ظاہر کردہ غلطی پر پانچ پانچ روپئہ دیں۔ ورنہ پھر وہ اس لائق نہ رہیں گے کہ اپنے آپ کو مرزا صاحب قادیانی کا متبع صادق ظاہر کرسکیں

بنحن بما عندنا وانت بما
عندك را من و الرا ئی مختلف

۱۔ سرورق (ٹائٹل پیج) ملاحظہ ہو لکھتے ہیں

هذه رسا لة مبا ر كة المسما ة كراما ت الصا دقين ولمن يأت
بر سا لة مثلها فله انعام الف ..الخ

اس مختصر سے فقرے میں کئی فاش غلطیاں ہیں۔

اول: موصوف وصفت کی عدم مطابقت ہے (ملاحظہ ہو مفصل مطبوع مطبع مجتبائی ص۹۴)

و كما كا نت الصفة وفق المو صو ف فی اعرابه وفقه فی
الافرا د و التثنية و الجمع و التعريف و التنكير۔ الخ

یعنی المسماۃ غلط ہے، مسماۃ چاہیے۔

دوم وسوم: من یہاں دو طرح کا ہوسکتا ہے۔ شرطیہ یا موصولہ۔ مگر دونوں صورتوں میں عبارت غلط ہے۔ صورت اولی میں لام اس پر مقدم ہے اور کلمات شرطیہ ہمیشہ صدر کلام میں ہوا کرتے ہیں اون سے پہلے کوئی عامل نہیں

(قال ابن مالك فی التسهیل لا داة الشرط صدر الکلا م۔ ص ٦٥ ۔مطبوعہ مکہ مکرمہ)
صورت ثانیہ میں یأت کی یاء کو حذف کرنا جائز نہیں کہ اسماء موصولہ جازم نہیں ہیں۔
نیز جملہ مابعد پر فاء کا لانا بھی جائز نہ رہے گا کہ من کو موصولہ فرض کیا ہے۔
چہارم: اہمال مطلب ونکریر مہمل یعنی من یأت پر بھی لام داخل کیا ہے۔ اور آگے چل کر جواب کو بھی اس لام سے محروم نہ رکھا۔ اس کی توضیح اردو کا یہ فقرہ جو فقرہء بالا کا ترجمہ ہے خوب کر دے گا:۔

اوس آدمی کے لئے جو اس جیسا رسالہ بنائے پس اوس کے لئے ایک ہزار روپئہ کا انعام ہے۔،

یاران نکتہ رس! یہ تو کہیے آپ اس اردو کے فقرے کی بلاغت کے گھمنڈ پر کوئی لمبا چوڑا دعوی کر سکتے ہیں۔ یا اگر کریں بھی تو کیا یہ دعوی کسی سامعہ میں شرف شنوائی سے مشرف ہوسکتا ہے، بس ٹھیک اسی طرح مذکورہ بالا عربی کے فقرے کو تصور فرمائیں
پنجم: لفظ انعام حشو قبیح ہے۔ ایسے موقع پر عربی میں اتنا کہہ دینا کافی ہوتا ہے:
من یأتنی برسالة مثلها فله الف ..الخ ،
یا: انعَم علیه الف.. الخ
غالباً مرزا صاحب قادیانی کو ایسے موقع کا عربی محاورہ یاد نہ تھا، اس لئے اردو کے اس فقرے (جو آدمی اس جیسا رسالہ بنالائے اوس کو ایک ہزار روپئہ کا انعام دیا جائے گا) کا عربی میں ٹھیٹھ ترجمہ کر دیا ہے۔
یہ بعینہ اسی طرح ہے جیسے دہلی کے ایک بزرگوار نے اپنی ایک عربی تصنیف کے شروع میں لکھا ہے:
قال منی بعض احبتی۔
ان صاحب کو عربی کا قال لی کا محاورہ یاد نہ تھا، اس لئے اپنی زبان کے الفاظ (مجھ سے میرے بعض احباب نے کہا) کا سیدھا سادھا ترجمہ کر دیا۔ مگر وہ غریب اپنی جہالت پر کچھ دیر کے لئے معذور سمجھا جا سکتا ہے کہ اوس نے اپنی اس عربی دانی پر کسی عظیم الشان نبوت یا الوہیت کی سر بفلک عمارت کی بنیاد نہیں رکھی۔
قارئین کرام! یہ تو فرمایئے کہ جو شخص اثنائے گفتگو میں آپ سے کہے:

آپ نے میرے واسطے کہا تھا۔،
آپ اوس کی اردو دانی کے متعلق کیا خیال قائم کریں گے۔بس یہی حال دہلوی مذکور ومرزا صاحب کی عربی کا ہے۔
۲۔اب براہ کرم ٹائٹل پیج کو الٹ دیں اور ذرا تنبیہ کی سرخی ملاحظہ فرماویں۔
لکھتے ہیں:

ایها المکذ بو ن اعلموا ان هذه الرسالة معیار لتنقید امری و امر کم فا ن کنتم تظنو ن انکم اعلام الشر یعة فأتوا بر سا لة من مثله . الخ مختصرا

ذرا غور کریں مثله کی ضمیر کا مرجع کیا ہے۔ بجز اس لفظ الرسا له کے اور کوئی نہیں اور پھر بحر تحیر میں غوطہ لگا کر سوچیں کہ ضمیر مذکر مونث کی طرف کیونکر راجع ہوسکتی ہے۔

۳۔ و اعجبنی انکم مع کو نکم خا وی الر فاض من المعا رف تستکبرون

میں نے اکثر بنگالی وافغانی طلبہ کو دیکھا ہے کہ گو وہ عربی علم ادب سے بالکل بے بہرہ ہوتے ہیں، مگر جب میرے پاس عربی ترجمہ کر کے اصلاح کے لئے لاتے ہیں، تو وہ بھی ایسی سنگین اور نا قابل معافی غلطیاں نہیں کرتے۔

کو نکم خا وی الر فاض دیکھیں کہ کو ن کی خبر مفرد ہے (فیہ شيء۔اڈیٹر اہل حدیث) اور اسم جمع ہے۔یعنی اسم وخبر میں مطابقت نہیں۔اگر کان الر جال قا ئماً صحیح ہوسکتا ہو، تو مذکورہ بالا فقرہ بھی صحیح ہوگا۔

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے اس رسالہ کے لکھنے سے پہلے مقامات حریری کورٹ لیا تھا اور اوس کے تمام فقروں کو محل بے محل استعمال کرنے لگے۔ اور یہ یاد نہ رہا کہ اون کا محل استعمال کیا ہے

شکونا	الیهم	خراب	العراق
فعابوا	علینا	لحوم	البقر

۴۔ فو الذی بعثنی لالزا مکم و افحا مکم
۔عربی زبان کی کسی لغت میں الزام کے معنی الزام دینے کے نہیں، قادیانی مرزا صاحب

عربی نہیں، بلکہ اردو بول رہے ہیں۔

قارئین ! ذرا ان دو شیطا نہ یتکلم بالھند یہ کا واقعہ یاد کر کے ستا لیں پھر ہم آگے قدم بڑھائیں گے۔

(یہ واقعہ یوں ہے: ابوعلقمہ نحوی بصرہ کی کسی راہ پر جا رہا تھا کہ مرگی آئی اور گر پڑا۔ لوگ ادھر اودھر سے آن کر جمع ہو گئے کوئی انگوٹھا ملنے لگا اور کوئی کان میں اذان دینے لگا۔ ابوعلقمہ ایک دم اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا ما لکم تکاء کاء تم علیّ تکاء کوء کم علی ذی جنۃ افر نقعوا عنی ۔تم میرے گرداگرد کیوں جمع ہو گئے ہو؟ میں کوئی پاگل تو نہیں ۔ ہٹو کھسکو کسی نے کہا دعوہ فان .. الخ اے میاں چھوڑ بھی دو ۔ اس کا بھوت تو سنسکرت بولتا ہے۔ المحاسن و الاضداد الجاحظ ۔ص ۱۳۔ ومختصر المعانی ومطول وغیرہ)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۳۸ جلد ۱۳۔ مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۱۶ء۔ ۱۹ رمضان ۱۳۳۴ھ ص ۲۔۴)

اپیلِ اسلام کا اثر قادیانی مشن پر

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ایک اشتہار بطور

اپیل اسلام بخدمت اہل اسلام

ہمدردان اسلام کی طرف سے آج کل اخباروں میں شائع ہو رہا ہے جو اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۷ جولائی ۱۹۱۶ء کے صفحہ ۷ پر درج ہو چکا ہے جس کے موید ین کی فہرست گزشتہ پرچے میں شائع ہو چکی ہے۔

اوس اپیل اسلام کا اثر قادیانی مشن کے دونوں گروہوں پر کیا ہوا اون کے دونوں اخباروں سے ہم دکھاتے ہیں۔

قادیان کا آرگن الفضل تو یہاں تک رنجیدہ ہوا کہ اوس نے اپیل کنندوں کے نام بھی ظاہر نہیں کئے اور بڑی حقارت سے لکھتا ہے کہ

ان میں سے ہر ایک کا کسی نہ کسی انجمن سے تعلق ہے جس کا مقصد اشاعت اسلام ہے۔،

وہ پہلے یہ تو بتلا دیں کہ اون انجمنوں میں ان مشتہرین نے کون سا کام کیا

ہے۔ پھر لکھا ہے کہ

اگر اشاعت کا کام کرنا ہے تو پہلے مسیح موعود (مرزا) کو مانو۔

بہت خوب!

لاہوری پارٹی کا آرگن پیغام صلح اپنے بھائی ،عصر، سے نقل کرتا ہے کہ لاہور میں اشاعت اسلام کی ایک انجمن سابق میں موجود ہے جس کا نام انجمن احمد یہ اشاعت اسلام ہے جو ولایت تک اشاعت اسلام کر رہی ہے اوس کو کیوں مدد نہیں دی جاتی۔ الگ کانفرنس بنانے کی کیا ضرورت ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کسی انجمن یا کسی شخص کے نیک کام میں روڑا اٹکانا یا اس کو برا کہنا ہمارا مقصد نہیں۔ احمد یہ انجمن اگر اشاعت اسلام کرتی ہے، تو مبارک ہے مگر وہ ایک خاص مرزائی فرقے بلکہ فرقے کے بھی ایک حصے کی ہے۔ چنانچہ اوس کا نام (احمد یہ) ہی یہ مطلب بتلا رہا۔ نیز اوس نے عملی طور پر آج تک کسی غیر مرزائی کو دخیل کار نہ کرنے سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ جملہ مسلمانوں کی انجمن نہیں ہے۔

ہاں ہماری ذاتی رائے ہے کہ اگر احمد یہ اشاعت اسلام اپنے نام سے احمدی کا لفظ ہٹا دے ،اور دیگر فرقہ ہائے اسلام کو حصہ رسدی ممبر داخل کرنے کا حق پورا دے تو بانیان اشاعت اسلام کانفرنس کی خدمت میں یہ کہنے کا موقع مل سکے گا کہ ہم ایسی انجمن کو اشاعت اسلام کا مرکز قرار دیں۔ ہمیں یقین ہونا چاہیے کہ ممبران احمد یہ انجمن کی نیت اشاعت اسلام کی ہے تو اون کو ایسا کرنے سے انکار نہ ہوگا۔

ہاں ولایت میں اشاعت اسلام کے کام میں لاہوری احمد یہ انجمن کو دخل نہیں۔ ہم نے خواجہ کمال الدین صاحب سے خود بمقام مچھلی شہر یہ سنا کہ اس کام میں اوس انجمن کو دخل نہیں، اون کا کام الگ ہے۔

ہاں قادیانی الفضل نے معقول بات کہی کہ پہلے مسیح موعود (مرزا) کو مانئے۔

جناب من! مرزا غلام احمد قادیانی کو تو ہم مان لیں ،اور سو دفعہ مان لیں، لیکن اشاعت اسلام کی ضرورت ہی بتلا رہی ہے کہ مرزا صاحب مسیح موعود نہ تھے۔ اگر ہوتے تو آج مسلمانوں کو کسی انجمن کے بنانے کی ضرورت ہی نہ ہوتی۔ کیونکہ ان کی برکت سے تمام دنیا میں اسلام پھیل چکا ہوتا۔ نہ یورپ میں کوئی سلطنت غیر اسلامی

ہوتی، نہ افریقہ میں کوئی شخص غیر مسلم ہوتا۔ نہ ایشیاء اور امریکہ میں کوئی منکر اسلام دکھائی دیتا۔

مگر آہ! کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ اورتو اور خود قادیان میں بھی غیر مسلم آبادی اس قدر ہے کہ خدا کی پیاری جماعت احمدیہ کی سکھوں وغیرہ سے ہمیشہ لڑائی ہوتی رہتی ہے۔

اب ہم ناظرین کو وہ حوالہ سناتے ہیں جو ہمارے مذکورہ بالا دعوی کی بنیاد ہے۔

مرزا صاحب مسیح موعود کے زمانے کی برکات خود لکھتے ہیں:

چونکہ آنحضرتﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرتﷺ کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی۔ یعنی شبہ گذرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا، کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی۔ جو قرب قیامت کا زمانہ ہے۔ اور اس تکمیل کے لئے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرتﷺ ہیں اور اس کے آخر میں مسیح موعود ہے اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ ہوئے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے هو الّذی ارسل رسوله بالهدى و دين الحقّ ليظهره على الدّين كلّه ۔ (چشمہ معرفت۔ص ۸۲)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں:

یہ عبارت بآواز بلند کہہ رہی ہے کہ مسیح موعود کے آنے سے تمام دنیا میں صرف اسلامی قوم ہو جائے گی دگر ہیچ۔ اگر ایسا ہو گیا ہوتا تو پھر کسی انجمن کے بنانے کی کیا حاجت ہوتی۔ بغیر تصدیق دعوی مرزا صاحب قادیانی کو ماننے والے ہمیں اس شعر

کا مطلب سمجھا ویں

وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا
تو پھر اے سنگ دل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو

(اہل حدیث امرتسر نمبر ۳۹۔۴۰ جلد ۱۳۔ مورخہ ۲۸ جولائی۔۴۔اگست ۱۹۱۶ء مطابق ۲۶ رمضان، ۴ شوال ۱۳۳۴ھ۔ص ۴۔۵)

گورنمنٹ برطانیہ کی چالیس برکات

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اس نام کا ایک رسالہ قادیان سے شائع ہوا ہے جس میں انگریزی حکومت کی برکات شمار کی گئی ہیں۔ اشاعت تعلیم، ہسپتال، محکمہ ہائے اپیل، پنچایت، آزادی مذہبی، آزادی پریس، وغیرہ۔ ہم بھی ان باتوں کے قائل ہیں۔ اس لئے اس قادیانی رسالہ کی تصدیق کرتے ہیں۔ لیکن ایک بات ہمارے اور ہر واقف مشن قادیان کے دل میں کھٹکتی ہے جس کا صاف ہو جانا ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ اسلامی لٹریچر میں ایک قوم یاجوج ماجوج کا ذکر آتا ہے جن کا ظہور پورے طور پر قریب قیامت کے ہوگا

قادیانی مشن کے امام نبی رسول مہدی اور کرشن جناب مرزا صاحب آنجہانی نے اپنی کتاب حمامۃ البشری میں (جس کے بہت سے حوالے اسی رسالہ چالیس برکات میں نقل ہیں) یاجوج ماجوج کی بابت اپنی رائے یا بالفاظ دیگر الہامی تحقیقات یوں لکھی ہے

ان یا جوج و ما جوج هم النصا ری من الروس و البر یطا نیة ... اما قو لنا ان یاجو ج وماجو ج من النصا ری لا قو م آخرون فثا بت بالنصو ص القر آ نیة ۔(ص ۲۸،۲۹)

یاجوج ماجوج روسی اور انگریز عیسائی ہیں۔ہم نے جو یہ کہا کہ یاجوج ماجوج عیسائی ہیں اور کوئی نہیں، یہ ہمارا دعوی قرآن کی آیات سے ثابت ہے۔

عام مسلمانوں کے نزدیک یہ دعوی صحیح نہیں۔ اور نہ قرآن مجید اس کی شہادت دیتا ہے بلکہ اس کی تردید اسی میں موجود ہے۔ اور جس صورت میں ہم اور قادیانی مشن انگریزی

گورنمنٹ کی برکات کا اظہار کرتے ہیں پھر یہ خیال کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے کہ روسی اور انگریز یاجوج ماجوج ہوں اس لئے قادیانی مشن کے موجودہ ممبران کو چاہیے کہ اس قسم کی عبارات کو یا تو کتابوں سے نکادیں یا انکی کوئی اچھی اور صحیح تفسیر ملک میں شائع کریں اور ملک کو یہ کہنے کا موقع نہ دیں کہ ہاتھی کے دانت دو قسم کے ہوتے ہیں۔

(اہل حدیث امرتسر نمبر ۴۱ جلد ۱۳۔ مورخہ ۱۱۔ اگست ۱۹۱۶ء مطابق ۱۰ شوال ۱۹۱۶ء۔ ص ۲)

ایک اور مہدی

آج دعوی ان کی یکتائی کا باطل ہو گیا
رو برو ان کے جو آئینہ مقابل ہو گیا

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

قادیانی مشن کو اپنے مہدی جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے کمالات پر بڑا ناز تھا۔ اس ناز کا ثبوت وہ یہ دیتے تھے کہ ہمارے مہدی کے تابعداروں کی تعداد چار لاکھ ہے۔ مگر آج کل اخباروں میں ایک خبر گشت کر رہی ہے کہ علاقہ نائجیر یا ملک حبش میں ایک حبشی نے امام مہدی ہونے کا دعوی کیا ہے۔ بڑے بڑے لوگ دس لاکھ کی تعداد میں اس کے تابع ہو گئے ہیں۔ دیکھئے قادیانی مشن اس کا کیا جواب دیتا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۴۱ جلد ۱۳۔ مورخہ ۱۱۔ اگست ۱۹۱۶ء۔ ص ۲)

حنفی اور مرزائی

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

عرصہ سے یہ آواز ملک میں پھیل رہی ہے کہ فرقہ اہل حدیث کی برائی خود اس سے ظاہر ہے کہ جتنے گمراہ فرقے نکلے ہیں بہت سے اسی میں سے نکلے ہیں مثال کے طور پر مرزائی فرقہ پیش کیا جاتا ہے۔

اہل حدیث کی طرف سے اس کا جواب بڑی معقولیت سے یہ دیا جاتا رہا کہ کسی گمراہ فرقہ کا کسی فرقہ سے نکلنا اوس اصلی فرقہ کی گمراہی کو ثابت نہیں کرسکتا اگر یہ

مانا جاوے تو ان سب فرقوں سے پہلے ہندوستان میں حنفی مذہب تھا، سب فرقے اوسی سے نکلے تو کیا وہ بھی برا ہوا؟

اوپر چلئے۔ رافضی خارجی معتزلہ وغیرہ سب اہل سنت سے نکلے تو اہل سنت برا ہوا۔

اوپر چلئے۔ سب گمراہ فرقے اسلام سے نکلے تو اسلام برا ہوا۔

کوئی دانا یہ بات نہ کہے گا۔ بلکہ انصاف یہ ہے کہ کسی فرقہ کی بھلائی یا برائی خود اس میں دیکھنی چاہیے اوس کے مخرج میں نہیں مگر چونکہ اس جواب کو معترض نے کافی نہ جانا اس لئے خدا نے اہل حدیث سے اس الزام کے رفع کرنیکا ایک سبب اور بنایا جو یہ ہے

خواجہ کمال الدین مرزائی جماعت میں ایک ممتاز اور مشہور آدمی ہیں عرصہ ہوا انہوں نے لاہور کے اخبار پیغام صلح ۲۰ فروری ۱۹۱٦ء میں ایک مضمون دیا تھا جس میں لکھا تھا کہ میں حنفی المذہب ہوں (ص ۸ کالم ۱)

اب جوانہی گرمیوں میں شملہ پر لیکچر دیا تو وہاں بھی یہی کہا کہ میں حنفی المذہب ہوں۔
(پیغام صلح یکم اگست ۱۹۱٦ء)

ممکن ہے کوئی صاحب یہ کہیں کہ خواجہ صاحب کا حنفی کہلانا کسی مصلحت پر مبنی ہوگا۔فرقہ مرزائیہ کے بانی مرزا غلام احمد تو حنفی نہ تھے نہ اون کے خلیفہ اول نورالدین حنفی تھے۔

اس سوال کے جواب میں اون کی تحریرات بھی موجود ہیں مرزا غلام احمد صاحب رسالہ ریویو بر مباحثہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی عبد اللہ چکڑالوی میں لکھتے ہیں:

ہماری جماعت کا فرض ہونا چاہیے کہ اگر کوئی حدیث ملے خواہ کیسی ہی ادنی درجہ کی اوس پر عمل کریں اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کریں

مولوی نورالدین صاحب ایک سائل کے جواب میں لکھتے ہیں:

آپ (سائل) نے جس قدر سوال پوچھے ہیں ان کی نسبت گذارش ہے کہ ہمارے امام (مرزا صاحب قادیانی) کا یہ مذہب ہے کہ صریح قرآن اور حدیث میں جو مسائل موجود ہوں ان پر قرآن وحدیث کے مطابق عمل کیا جائے اور جو مسائل قرآن اور حدیث میں نہ ہوں انہیں علی العموم لوگ حنفی مذہب پر

عمل کریں یہ ایک اصل ہے جس پر آپ اپنے سوالوں کو آسانی سے حل کر سکتے ہیں (اخبار الحکم قادیان ۲۴ نومبر ۱۹۰۴ء)

ان تینوں شہادتوں سے ثابت ہوا کہ مرزائی مذہب اہل حدیث سے نہیں نکلا بلکہ اوس کے بانی اور مبلغ آج تک بھی حنفی المذہب ہونے کے مدعی ہیں ۔ یہ تو ہے تحریری جواب مگر ہمارے خیال میں کچھ اور بھی ہے

ہم جانتے ہیں کہ حنفی مذہب چونکہ بڑا طویل الذیل ہے اس لئے ہر کوئی اپنے قیام گاہ سے بھاگا ہوا اس کی پناہ لیتا ہے اور اسی میں کامیابی سمجھتا ہے

بہرحال یہ الزام کہ سب فرقے اہل حدیث ہی سے نکلے ہیں غلط ہے۔ بلکہ سب فرقے اسلام سے، پھر اہل سنت سے، خاص کر حنفی مذہب سے نکلے ہیں۔ اور یہی سب کا مخرج ہے۔ اللہ اعلم

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۴۲ جلد ۱۳۔ مورخہ ۱۸۔ اگست ۱۹۱۶ء۔ ۱۷ شوال ۱۹۱۶ء ص ۱۔۲)

چند مرزائی سوالات مع جوابات

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

یہ تحریر دہلی سے بسفارش محبّ مکرم حاجی ضمیر الحق صاحب بغرض جواب آئی ہے۔ لہذا مع جواب درج کی جاتی ہے۔

عسل مصفی میں مرزا قادیانی کے مہدی مسعود اور مسیح موعود ہونے کی دلیل ان حدیثوں کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ کیا یہ حدیثیں صحیح ہیں اگر صحیح ہیں۔ تو مرزا صاحب موصوف پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔

سوال نمبر ا۔ صفحہ ۶۵۰، سورج گرہن اور چندر گہن رمضان شریف میں ہوگا اور ایسا آج تک نہیں ہوا یہ علامت ہے مہدی مسعود کی پیدائش کی قادیان والے کہتے ہیں ۱۳۱۱ھ میں یہ واقع ہو چکا کیا یہ صحیح ہے

جواب: سورج اور چاند کے گرہن کی روایت جو آئی ہے اوس کے الفاظ یہ ہیں

ان لمهدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السماوات و الارض

ينكسف القمر لا ول ليلة من ر مضان و الشمس فی النصف منه دار قطنی یعنی راوی (محمد بن علی جو نچلے درجہ کا راوی ہے) کہتا ہے ہمارے مہدی کے، دو نشان ہیں جو ابتداء پیدائش دنیا سے آج تک نہیں ہوئے وہ یہ ہیں کہ قمر کو رمضان کی پہلی رات میں اور سورج کو نصف رمضان میں گرہن ہوگا۔

اس روایت کو محدثین نے ضعیف بلکہ موضوع بھی کہا ہے۔ مگر ہم اس کی تنقیدی بحث میں نہیں پڑتے کیونکہ مرزا صاحب قادیانی اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ لیکن ترجمہ تو کسی طرح چھوڑ نہیں سکتے کیونکہ اسی پر مدار ہے۔

ترجمہ صاف کہہ رہا ہے کہ یہی روایت مرزا صاحب قادیانی کی صاف تردید کرتی ہے کیونکہ اس روایت میں صاف الفاظ ہیں کہ ابتدائے آفرینش دنیا سے لے کر مہدی موعود کے ظہور تک نہ ہوئے ہوں گے حالانکہ جس قسم کے گرہن ۱۳۱۱ھ میں مرزا صاحب کی زندگی میں ہوئے ہیں اور جن کو مرزا صاحب قادیانی اور مرزائی اون کے لئے سند بتاتے ہیں اون کی نسبت مرزا صاحب کا اپنا اقرار ہے کہ اس قسم کے گرہن پہلے کئی ایک دفعہ ہو چکے ہیں مرزا صاحب کے الفاظ یہ ہے:

> مولوی محمد احسن صاحب نے (مرزا صاحب قادیانی کی خدمت میں) عرض کی حضور! کانے دجال (ڈاکٹر عبدالحکیم خان) نے بڑا دجل کر رکھا ہے اور بعض جاہل اور بے علم لوگ اوسکے دھوکہ میں آئے ہوئے ہیں کہ اس نے اپنی کتاب میں ۲۵ یا ۲۶ دفعہ چاند اور سورج گرہن رمضان میں ہونے کا ثبوت دیا ہے اس پر مرزا صاحب نے فرمایا کہ ہم نے اس بات سے کبھی انکار نہیں کہ پہلے بھی کبھی رمضان میں کسوف خسوف ہوا ہو بلکہ ہم تو نظام شمسی کے قائل ہیں اور ایمان رکھتے ہیں کہ ممکن ہے کہ کبھی پہلے بھی ایسا واقعہ ہو گیا ہو ہمارا دعوی تو صرف یہ ہے کہ جن شرائط اور لوازم کا ذکر حدیث دار قطنی میں درج ہے ایسا آج سے پہلے کبھی واقع نہیں ہوا مثلاً اس حدیث میں صاف تاریخ مقرر کی گئی ہے کہ چاند گرہن اپنے گرہن کی مقررہ تاریخوں میں سے اول تاریخ میں اور سورج گرہن اپنے گرہن کی مقررہ تاریخوں میں سے ان کے نصف میں یعنی تیرھویں چاند اور اٹھائیسویں کو سورج گرہن ہوگا اور اس

وقت پہلے سے ایک مدعی مہدویت کا دعویٰ موجود ہوگا نہ کہ سورج گرہن اور چاند گرہن کو دیکھ کر دعویٰ کرے گا بلکہ وہ پیشتر ہی سے دعویٰ موجود ہوگا اور اس کی تائید اور نصرت کے واسطے آسمان پر اس طرح سے چاند اور سورج گرہن ہوگا اور علاوہ ازیں اور اور نشانات زمینی اور آسمانی اور دلائل و براہین سے اپنے دعویٰ کو مبرھن کرتا ہوگا اور اسکا دعویٰ خوب طرح سے شہرت پا کر دور دور اطراف میں مشہور ہو گیا ہوگا۔ (الحکم ۲۶ مارچ ۱۹۰۸ء؟)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اس بیان میں مرزا صاحب قادیانی نے صاف اقرار کیا ہے کہ پہلے بھی بہت دفعہ رمضان میں ایسا کسوف خسوف ہوا ہے لیکن اس پر یہ حاشیہ لکھتے ہیں کہ اس طرح سے مقررہ تاریخوں میں نہیں ہوا اور نہ اوس وقت کوئی مدعی تھا۔ بہت خوب! مگر جناب روایت کے الفاظ ہمارے سامنے ہیں ان سے تو ہم کو کہنا پڑتا ہے کہ رمضان کی پہلی شب میں قمر کو (اگر یہ سوال ہو کہ پہلی شب کو چاند کو قمر نہیں کہتے قمر تیسری رات سے شروع ہوتا ہے تو جواب یہ ہے کہ یہ مان کر بھی ہم کہتے ہیں کہ قمر کیلئے رمضان میں جو پہلی رات ہو اوسی میں اوس کو گرہن ہونا چاہیے تاہم یہ واقع نہیں ہوا کیونکہ رمضان میں قمر کی پہلی رات تیسری شب ہے اور گرہن ہوا بارھویں رات کو پھر اس روایت کے مطابق کہاں ہوا) اور رمضان کے نصف میں سورج کو گرہن ہوگا۔

چنانچہ روایت کے اصلی الفاظ ہم اوپر نقل کر چکے ہیں

اول لیلۃ من رمضان اور فی النصف منہ

تو کیا ان تاریخوں میں گرہن ہوا؟ ہرگز نہیں بلکہ بقول مرزا صاحب قادیانی تیرھویں کو چاند اور اٹھائیسویں کو سورج گرہن ہوا جو بالکل روایت کے برخلاف ہے۔

اگر سوال ہو کہ اس طرح تو ہو نہیں سکتا، جواب یہ ہے کہ اسی لئے روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ایسا کبھی پہلے نہ ہوا ہوگا جب ہی تو وہ نشان ہوگا۔ اور جو پہلے ہوا ہو تو نشان کیا؟

ہاں یہ خوب کہی کہ اس گرہن سے پہلے مدعی بھی کوئی ہو۔ کیا اس روایت میں یہ لفظ ہیں کہ اس سے پہلے مدعی بھی ہو بلکہ اوس میں تو صاف ہے کہ یہ ایسی نشانی ہے کہ سوائے سچے مہدی کے کسی کیلئے ظہور پزیر نہ ہوئی ہوگی پھر غور سے روایت کو دیکھئے کہ اس جیسا واقعہ پہلے نہ ہوا ہوگا یعنی اس واقعہ میں تعدد نہ ہوگا دنیا کی ساری عمر

میں صرف ایک دفعہ ہوگا اور بس لیکن جس صورت میں مرزا صاحب قادیانی سے پہلے بھی رمضان میں چاندسورج گرہن ہو چکے ہیں تو پھر اس کے تعدد میں کیا شک؟

مختصر یہ ہے کہ روایت مذکورہ ایک شخص (محمد بن علی) کا قول ہے کوئی حدیث رسول نہیں سند کی رو سے بہت ضعیف بلکہ موضوع ہے اوس پر طرفہ یہ ہے کہ معنی کے لحاظ سے مرزا صاحب قادیانی کی سخت مخالف ہے۔

سوال نمبر۲۔ صفحہ ۵۲۷ مسیح موعود کی نشانی ہے صلیب کا توڑنا، سور کا مارنا، مال کا دینا ایسا کہ کوئی لے نہ سکے گا۔

وہ صلیب کے توڑنے سے مراد لیتے ہیں کہ عیسائی کے ویسی صلیب کی محبت باقی نہ رہے گی اگر چہ مرزا صاحب موصوف کے وقت میں نہیں ہوا مگر ان کے خلیفہ کے زمانے میں ایسا ہوگا جیسا کہ حضرت عمر کے زمان میں اسلام نے ترقی کی۔

(سور کا مارنا) اس سے وہ مراد لیتے ہیں۔ امریکہ میں ایک شخص ہوا جس نے مسیح موعود کا دعوی کیا اور مرزا صاحب نے مباہلہ میں اوسکو مار دیا۔

مال کا دینا اور کوئی لے نہ سکا، اس سے وہ مراد لیتے ہیں مرزا صاحب قادیانی نے ایک مسئلہ پر انعام رکھا تھا کہ جو اوس کی تردید کریں ایک ہزار روپئہ انعام دیا جائے گا لہذا کوئی شخص جواب دے سکا اور نہ روپئہ لیا۔

جواب: عیسائیوں کو صلیب سے محبت نہیں رہے گی۔،

کس قدر دور از قیاس بات ہے۔ ایک تو یہ کہ صلیب توڑنے سے مراد قطع محبت ہے دوسرے یہ کہ وہ بھی ادھار کیا مزے کی بات ہے مسیح موعود اور مہدی مسعود تو آئے اور اگر چلا بھی جائے مگر اوس کے آنے کی جو غرض ہو وہ ہنوز اودھار ہی رہے جس کے دیکھنے کو آنکھیں ترستی رہیں۔

آنحضرت ﷺ اور حضرت عمر کی مثال صحیح نہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ کی ذات خاص سے جو کام متعلق تھا وہ آپ کی زندگی میں پورا ہوگیا غور سے پڑھئے

و اذا جاء نصر الله و الفتح و رأيت الناس يدخلون في دين الله افواجا فسبّح بحمدك ربّك و استغفره انّه كان توابا

جب اللہ کی مدد آئے گی اور تم دیکھو گے کہ لوگ گروہ در گروہ اللہ کے دین میں داخل ہو رہے

ہیں تو اللہ کی طرف متوجہ ہو جانا۔الخ

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرتﷺ کی دنیاوی میعاد صرف عرب کی صفائی کے لئے تھی باقی کام امت کا تھا۔

یہاں تو یہ حال ہے کہ جو کام مسیح موعود کے سپرد ہے اوسی میں فیل ہیں پھر اوس سے اوس کو کیا نسبت۔

ڈاکٹر ڈوئی امریکن سے مرزا صاحب قادیانی کا کوئی مباہلہ نہیں ہوا، نہ اوس نے کبھی اون کو مخاطب کیا۔ میرے رسالہ مرقع قادیانی بابت ماہ جون ۱۹۰۷ء میں اس کا مفصل ثبوت ہے اگر کوئی مدعی ہو تو ثبوت دے۔

ہزار روپیہ انعام والا لاجواب مسئلہ کوئی نہیں دیکھا۔ ہاں ہم نے اپنے رسالہ الہامات مرزا کے جواب کے لئے دو ہزار روپیہ انعام رکھا۔ تاہم مرزا صاحب جواب نہ دے سکے۔

سوال نمبر۳۔ صفحہ ۶۲۴ امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کی ہے کہ محمد بن منکدر نے کہا کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ کو اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہوئے سنا کہ ابن صیاد ہی دجال موعود ہے میں نے کہا کہ تو اللہ کی قسم کھاتا ہے اس نے جواب میں کہا کہ میں قسم کھا کر نہ کہوں کیونکہ میں نے حضرت عمر فاروقؓ کو اسی بات پر نبیﷺ کے سامنے قسم کھاتے ہوئے سنا ہے۔

اور پھر رسول اللہﷺ نے اوس کی نفی نہیں کی۔ دیکھو مشکوۃ شریف ص ۴۷۸

اب اس پر سوال ہے کیا یہ حدیث صحیح ہے، تو حضرت عمر کی قسم غلط کیوں ہوئی۔ یا اس میں راز ہے تو مہربانی کر کے اس کو کھول دیں۔

جواب: ابن صیاد کی نسبت لوگوں کا خیال تھا کہ یہ دجال ہے۔ یہاں تک کہ حضرت عمر فاروقؓ نے آنحضرتﷺ سے اوس کے قتل کرنے کی اجازت بھی طلب کی تھی۔ جسکے جواب میں آپﷺ نے فرمایا۔ نہیں۔، اس لئے کہ اگر یہ وہی دجال ہے تو تو اسے قتل نہیں کر سکے گا کیونکہ اوس کے قاتل حضرت مسیح موعود ہیں اور اگر یہ وہ نہیں تو اس کا قتل ناجائز ہے۔

اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرتﷺ نے اوس کو دجال

نہیں قرار دیا مرزا صاحب خود بھی اوس کو دجال نہیں مانتے تھے اسی لئے انہوں نے اہل انگلینڈ کو دجال کہا تھا۔ چنانچہ آئندہ سوال میں سائل خود ہی لکھتا ہے۔

سوال نمبر ۴۔ صفحہ ۵۲۱ حضرت عیسیٰ اور مہدی ایک ہی ہیں وہ کہتے ہیں کہ خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لا مهدی الا عیسی بن مریم

جواب: لا مهدی الا عیسی کوئی حدیث صحیح نہیں بلکہ صحیح حدیث جو امام مسلم کی روایت سے ہے مہدی اور عیسیٰ کا دو ہونا ثابت کرتی ہے

سوال نمبر ۵، ص ۴۱۲۔ مسیح علیہ السلام کا آسمان سے اترنا غلط ہے بلکہ زمین پر ایک شخص کی پیدائش ہوگی بعد میں لوگ ان کو مسیح یا مہدی بنالیں گے دجال سے مراد وہ لوگ عیسائی قوم لیتے ہیں یعنی اہل انگلینڈ جو کہ ایک جزیرہ میں بند تھی وہی دجال خیال کی گئی چونکہ اہل انگلینڈ کے زمانہ میں مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اس وجہ سے مرزا صاحب مسیح موعود قرار دیئے گئے۔ اور اہل انگلینڈ دجال قرار دیئے گئے۔

جواب: اہل انگلینڈ اگر دجال ہوتے اور مرزا صاحب مسیح تو اہل، انگلینڈ کی زندگی میں ہی مرزا صاحب قادیانی مر نہ جاتے۔ بلکہ یوں کہیے کہ ان کا مرنا ہی ان کے دعویٰ کی تردید ہے کیونکہ بموجب حدیث شریف صرف دعویٰ ہی کافی نہیں بلکہ دعویٰ کی تصدیق بھی ضروری ہے۔ جس کی صورت یہی ہے کہ مسیح موعود دجال کو باب لد میں قتل کریں گے جو آج تک نہیں ہوا۔

نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا صاحب مسیح موعود نہیں اور اہل انگلینڈ دجال نہیں۔ فالحمد للہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۴۳ جلد ۱۳۔ مورخہ ۲۵۔ اگست ۱۹۱۶ء مطابق ۲۴ شوال ۱۹۱۶ء ص ۱۔۴)

عیوب شعر اور مرزا قادیانی

(مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی سحبان ہند)

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آنجہانی نے دعویٰ مہدویت و مسیحیت کے ساتھ عربی زبان میں حد اعجاز تک بے مثل فصیح بلیغ تحریر لکھنے کا بھی دعویٰ کیا۔ چنانچہ اس کے متعلق کرامات الصادقین، اعجاز المسیح اور اعجاز احمدی کتابیں لکھیں اور ان کو اپنی

مسیحیت کے ثبوت میں پیش کیا۔مرزا صاحب کا یہ دعوی کرنا تھا کہ علماء نے ان کی عبارات نثر و نظم کی صرفی نحوی اور عروضی غلطیاں نکال کر ان کے اعجاز کو عاجز کر کے ان کی دھجیاں اڑا دیں۔اوران کے رسالوں میں مقامات حریری وغیرہ کتب ادبیہ سے بکثرت سرقات ظاہر کیے۔جن کے جواب میں مرزا صاحب قادیانی سے کوئی بھی عذر نہ بن آیا اور مسیحائی کا سارا بھرم کھل گیا۔چنانچہ رسالہ کرامات الصادقین میں سے جس کی نسبت اشتہار تھا کہ غلطی نکالنے والے کو فی غلطی پانچ روپئہ انعام دیا جائے گا،اس میں سے برادرم مولوی احمد الدین صاحب سیالکوٹی نے ایک سرسری نظر میں گیارہ غلطیاں نکال کر مرزا صاحب قادیانی کو خط لکھا۔مرزا صاحب انعام تو کیا دیتے جواب سے بھی تنگ آ کر رہ گئے۔

رسالہ اعجاز المسیح کی غلطیاں اور سرقات ظاہر کرنے میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نے خاص توجہ فرمائی اور رسالہ سیف چشتیائی میں ان سب کو طشت از بام کیا جس کے جواب میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بے حوصلہ لڑاکی عورتوں کی طرح گالیوں اور بددعاؤں پر اتر آئے۔

رسالہ اعجاز احمدی میں جس میں مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری فاتح قادیان کو بالخصوص مخاطب کیا تھا۔مرزا صاحب قادیانی نے ایک عربی قصیدہ لکھا اور اس سے تحدی کی۔مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس قصیدہ کی صرفی نحوی اورف عروضی غلطیاں نکال کر اپنے رسالہ الہامات مرزا میں شائع کیں۔

مورخہ ۲۹۔۳۰ اپریل سنہ حال (۱۹۱۶ء) کو جو مباحثہ مابین مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل امرتسری اور مولوی غلام رسول صاحب احمدی قادیانی کے ہوا اس میں مولانا ثناء اللہ صاحب نے اپنی ایک تقریر میں مرزا صاحب کے اس اعجازی قصیدے میں سے دو شعر پیش کئے

أ آخيت ذئباً عائنا او ابا الوفا
اوافيت مدا او ريت امرتسر
فقلت لك الويلات يا ارض جولرا
لعنت بلمعون فانت تدمر

مولانا ثناء اللہ صاحب نے پہلے شعر میں یہ غلطی نکالی کہ لفظ امرتسر فعل رأیت کا مفعول ہے اور مفعول منسوب ہوا کرتا ہے حالانکہ مرزا صاحب کی عبارت میں مرفوع لکھا ہے چنانچہ مولوی صاحب موصوف کے اپنے الفاظ یہ ہے: اس میں امرتسر کو مفعول بہ کو مرفوع لکھا ہے۔،

اور دوسرے شعر میں یہ غلطی پکڑی ہے کہ جولرا جو گولڑا کا معرب ہے اور وہ ایک بستی کا نام ہے باوجود اس کو ارض (زمین) ذکر کرنے کے جو مؤنث ہے تد مر صیغہ مذکر لائے ہیں حالانکہ تد مر ین چاہیے تھا۔ اگر کہا جائے کہ تد مر صیغہ واحدہ مونثہ غائبہ کا بھی ہوسکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے ارض جو لرا منادی ہے اس لئے غائب کا صیغہ جائز نہیں چنانچہ اس کے ساتھ ضمیری؟ بھی مخاطب انت بھی موجود ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب نے تد مر کو بصیغہ خطاب ذکر کیا ہے اور یہ مذکر ہے نہ کہ مونث۔ یہ صریح غلطی ہے

ظاہر ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس مواخذہ میں صرفی نحوی غلطیاں پکڑی ہیں اور عم عروض و قافیہ کے متعلق گرفت نہیں کی لیکن مولوی غلام رسول ہیں کہ مرزا صاحب کی حمایت میں جو کچھ جواب دیتے ہیں وہ علم عروض سے متعلق ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولویصاحب کا مواخذہ ان کے دل لگ گیا ہے لیکن ان کو خیال ہے کہ نظم میں صرفی نحوی غلطیاں جائز ہیں اور قابل گرفت نہیں ہوا کرتیں۔ اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ زبان دانی میں اشعار عرب حجت نہیں ہو سکتے کیونکہ ان میں صرفی نحوی طور پر اغلاط ہوتے ہیں سبحان اللہ انصاف کے ساتھ عقل بھی زائل ہوگئی۔

چنانچہ مولوی غلام رسول دوسرے روز کی اخیر تقریر میں فرماتے ہیں:

مولوی (ثناءاللہ) صاحب کا یہ کہنا کہ جیسا انہوں نے کہا کہ امر تسر کی راء کو باوجودیکہ اسے زبر چاہیے مگر پیش لایا گیا اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ شائد مولوی صاحب الاقواء جائز کا مسئلہ بھول گئے جو اصحاب عروض نے شاعروں کے لئے بطور تخفیف کے جائز کر رکھا ہے ایسا ہی مولوی صاحب نے ارض جولرا پر اعتراض کیا جو اسی قسم کا ہے اسکا جواب بھی پہلے گذر چکا کہ اقواء جائز ہے

اس کا جواب لکھنے سے پہلے ہم ایک نہایت ضروری امر کی طرف توجہ دلاتے

ہیں کہ مولوی غلام رسول بے چارے تو نہ عالم ہیں نہ مقدس بزرگ ان کی تحریر تقریر لہجہ وطرز گفتگو اور انداز سے یہ سب کچھ عیاں ہے۔ اگر وہ انصاف سے دانستہ یا نادانستہ درگزر کریں تو جائے تعجب نہیں تعجب تو یہ ہے کہ مرزا صاحب نے یہ قصیدہ مولوی نور الدین صاحب ومولوی محمد احسن کی زندگی میں لکھا اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی اس کی غلطیاں ان کی زندگی میں ظاہر کیں لیکن انہوں نے باوجود اس فضیلت وتقدس کے جو ان کی نسبت لوگوں کے خیال میں ہے نہ تو ان اغلاط کو تسلیم کیا اور نہ مرزا صاحب سے گذارش کی کہ حضرت یہ اغلاط واجب الاصلاح ہیں حالانکہ یہ امر زبان دانی کا ہے نہ کہ روحانی کہ جس کی اصلاح سے عقیدہ میں تغیر آسکتا ہو پس جب اس گروہ کے فاضل ومقدس بزرگوں کا ادنی ادنی باتوں میں جن میں اشتباہ کی گنجائش نہیں ، یہ حال ہے کہ عمداً اخفائے حق کرتے ہیں تو روحانی امروں میں جن میں حق و باطل کی تمیز مشکل ہے اور عقیدے کا تغیر لازم آتا ہے یہ لوگ مرزا صاحب کے غلط دعوی کو کس طرح غلط کر سکتے ہیں۔ کیا کوئی ہے جو ایسے حالات میں ان سے حق گوئی کی امید رکھے کسی کی زبان ہوتو جواب دے

خیر اب مولوی غلام رسول کی طرف توجہ کیجئے کہ خود غلط املا غلط انشاء غلط نہ اردو عبارت درست نہ اصطلاحی الفاظ کی رعایت نہ اعراب وحرکت میں تمیز نہ مضمون وعذر صحیح

مولوی غلام رسول صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل کی نسبت کہا کہ وہ الاقواء جائز بھول گئے ۔ نہیں صاحب بھولے نہیں، بلکہ ان کو یہ آتا ہی نہیں۔ اس لئے کہ نہ انہوں نے مولوی فاضل کا امتحان دیا، نہ اس میں پاس ہوئے ، نہ علم عروض کی کتابیں دیکھیں ، اور نہ اقواء کی بحث پڑھی۔ پھر وہ جانیں کیوں کر؟ جانتے تو آپ ہیں جو یہ سب مراحل طے کر چکے ہیں۔ ظاہر ہے کہ مولوی غلام رسول صاحب نے اقواء کی تعریف نہیں کی کہ کسے کہتے ہیں اور نہ اس کے جواز کے لئے کسی کتاب کا حوالہ دیا، اور محض سینہ زوری سے کہہ دیا کہ الاقواء جائز

لہذا ہم ان کے اس عذر کی تحقیق کے لئے کہ درست ہے یا نہیں، دو امر تنقیح قائم کرتے ہیں۔ اگر وہ مولوی غلام رسول صاحب کے حق میں ثابت ہوئے تو بہتر، ورنہ عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہوگا۔

اول: اقواء کسے کہتے ہیں۔ اور آیا اشعار پیش کردہ میں صورت اقواء پائی جاتی ہے۔
دوم: علم القافیہ کی رو سے اقواء کا کیا حکم ہے۔
امر اول کا بیان اس طرح ہے کہ اقواء قصیدہ میں قافیہ کے اعراب مختلف ہو جانے کو کہتے ہیں، اس طرح کہ ایک شعر میں قافیہ مرفوع ہے، تو دوسرے میں مجرور ہو۔ مثلاً نابغہ کے مندرجہ ذیل شعر میں پہلے شعر میں اقوام مجرور ہے اور دوسرے میں اظلام مرفوع ہے

الا قواء اختلاف الا عرا ب فی القوا فی و ذلك ان تكون قافية مر فوعة و اخرى مجرو رة كقو ل النابغة

قالت بنوعامر خالوا بنی اسد
یاتو من الدهر مزار الاقوام
تعدوا كواكب و الشمس طالعة
لا النور نور و لا الاظلام اظلام

(کتاب الشعر والشعراء۔ لابن قتیبہ۔ ص۱۴)

اسی طرح کافی میں جو علم عروض وقوافی میں معتبر کتاب ہے، لکھا ہے

الا قواء اختلا ف المجرى بكسر و ضم: كقو له

لا باس بالقوم من طول و عن قصر
جسم البغال واحلام العصافير
كانهم قصب جوف اسافله
مشقب نفخت فيه الاعاصير

(کافی)

اقواء مجری (حرکت روی) کے اختلاف کو کہتے ہیں کسرہ سے اور ضمہ سے جیسے پہلے شعر میں العصا فیر مجرور ہے اور دوسرے میں الاعاصیر مرفوع

ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ اقواء کی صورت یہ ہے کہ دو شعروں کے قافیہ کے اعراب کا اختلاف ہو۔ لیکن ہر شعر کے قافیہ کا اعراب اپنی جگہ پر بحسب ترکیب نحوی درست ہو۔ یعنی پہلے شعر کا قافیہ اگر مجرور ہے، تو وہ جر بحسب ترکیب نحوی اور دوسری شعر قافیہ اگر مرفوع ہے تو وہ رفع بحسب ترکیب نحوی ہو۔ یہ نہیں کہ اگر پہلے

شعر میں قافیہ کا اعراب رفع ہے، تو دوسرے شعر میں ترکیب نحوی کے خلاف خواہ مخواہ پہلے شعر کی موافقت کے لئے وہی اعراب رفع ...دیا جائے۔

ناظرین غور فرمائیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے قصیدہ اعجازیہ کا پہلا شعر یہ ہے

ایا ارض مد قد دفاك مدمر
و ارداك ضلّیل و اغراك موغر

ظاہر ہے کہ مو غر مرفوع ہے کیونکہ ا غرا کا فاعل ہے اب اس شعر کو دیکھئے۔ جس پر مولوی ثناء اللہ صاحب نے مواخذہ کیا ہے

أ أ خيت ذئبا عائنا ام ابا الوفا
اوافيت مدا او رأيت امر تسر

کہ اس میں امر تسر فعل ر أیت کا مفعول ہونے کے سبب منسوب چاہیے، لیکن مرزا صاحب نے مو غر کی موافقت کے لئے اسے بھی جبراً موضوع بنا دیا۔ پس یہ اقواء نہیں ہوسکتا، کیونکہ اقواء میں تو حرکات مختلف ہوتی ہیں اور اس میں موافق کی گئی ہیں۔ دیگر یہ کہ اقواء میں دونوں شعروں کے قوافی کی حرکات حسب ترکیب نحوی درست ہوتی ہیں اور یہاں دوسرے شعر کے قافیہ کی رفع غلط ہے کیونکہ وہ مفعول ہے (جناب مولوی صاحب کاتب کی غلطی سے رأیت لکھا گیا ہوگا اصل میں یری امرتسر ہوگا۔ اڈیٹر اہل حدیث)

اور اگر امر تسر کو منصوب پڑھ کر (گو مرزا صاحب کی تحریر کے خلاف ہے) اختلاف حرکات ثابت کر کے اقواء کا عذر کیا جائے تو یہ بھی درست نہیں کیونکہ اقواء میں تو کسرہ اور ضمہ کا اختلاف ہوتا ہے، نہ کہ ضمہ اور فتح کا، کیونکہ اقواء میں ان حرکات کا اختلاف ہوتا ہے جو ثقل میں ایک دوسرے کے قریب ہوں اور کسرہ اور ضمہ آپس میں قریب ہیں نہ کہ ضمہ اور فتح۔ چنانچہ کافی کے حاشیہ کبری میں فاضل دمنہوری فرماتے ہیں

و قو له ا ختلا ف المجری بکسر و ضم اے ا ختلاف حر کة الروی المطلق بحر کة تقا ر بها فی الثقل و هی الکسر مع الضم کما قا ل المصنف فخر ج بقید التقا ر ب فی الثقل الفتحة مع احد هما فا ن ذا لك یسمی ا صرا فاً (ص ۱۰۰ طبع مصر)

کہ مجری کے کسرہ وضمہ میں مختلف ہونے کے یہ معنی ہیں کہ روی کی حرکت کا اختلاف ہوا ایسی

حرکت سے جوثقل میں اس کے قریب ہواور یہ کسرہ ہے ضمہ کے ساتھ جیسا کہ مصنف نے کہا ہے
پس ثقل میں ایک دوسرے کے قریب ہونے کی قید سے فتح کا ضمہ یا کسرہ کے ساتھ ہونا خارج
ہوگیا کیونکہ اس کا نام اصراف ہے

ان دونوں مرحلوں سے صاف ثابت ہوگیا کہ مرزا صاحب قادیانی کے شعر میں اقواء نہیں ہے اور مولوی غلام رسول صاحب نہ اقواء جانیں، نہ اسراف۔ اقواء اور اسراف کا حکم ہم دوسرے امر تنقیح میں بیان کریں گے۔ انشاء اللہ

دوسرا شعر جس پر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے گرفت کی ہے، یہ ہے

فقلت لك الويلات يا ارض جولرا
لعنت بلمعون فانتِ تدمر

اس میں تو اعراب کا جھگڑا ہی نہیں کہ اقواء وغیرہ کا عذر لنگ پیش ہو سکے۔ اس میں تو علم صرف کے متعلق بحث ہے کہ تد مر مونث مخاطب کا صیغہ نہیں ہے جو انتِ اور کِ اور لعنتِ مونث مخاطب ضمائر کے ساتھ استعمال ہو سکے اس میں اقواء کی کون سی صورت ہے۔ یہ تو عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے۔

تنقیح اول کا فیصلہ ہوا کہ وہ اشعار پیش کردہ میں صورت اقواء نہیں پائی جاتی

اب تنقیح دوم کا بیان کیا جاتا ہے کہ اقواء کا حکم کیا ہے۔

قطع نظر اس سے کہ یہاں اقواء کی صورت نہیں ہے

سو معلوم ہو کہ امام ابو محمد ابن قتیبہ کتاب الشعر والشعراء میں فرماتے ہیں:

و من عیو ب الشّعر ا لا قواء و الا کفاء۔ (ص۱۴)۔

(عیوب شعر میں اقواء اور اکفاء بھی ہے)

اسی طرح عروض المفتاح میں ہے کہ وصل کے اختلاف کو اقواء بھی کہتے ہیں اور یہ عیب ہے مثلاً منز لو اور منز لی اور منز لا منز لو اور منز لی کے ساتھ اصراف کہلاتا ہے اور یہ بہت عیب ناک ہے۔

و عیب ا ختلا ف الو صل مثل منزلو مع منز لی اقوا ء۔ ومنزلا مع منز لو ومنز لی ا صرا ف و هو اعیب ۔ (الوشاح، ص۱۲۹)

اسی طرح کافی میں عیوب شعر کے متعلق عنوان مقرر کر کے منجملہ انکے اقواء کو

بھی گنا ہے۔

اس امر پر ہم اس طریق سے بھی روشنی ڈالتے ہیں کہ مولوی غلام رسول صاحب نے جو کہا ہے کہ الا قواء جائزاس کی حقیقت کیا ہے

علامہ سید محمد دمنہوری کافی کے حاشیہ کبری میں فرماتے ہیں

قو له عیو بها ای العیو ب التی یعتریها و هی سبعة و اعلم ان الجا ئز من هذه السبعة للمو لدین الایطاء و لتضیمین و الاسناد باقسامه بخلاف با قیها و هو الاکفاء و الا قوا ء و الاجا ذة و الا صرا ف فا نه جا ئز لهم(ص۹۷ مطبوعہ مصر)

فاضل ممدوح اس کے بعد اصراف کے بیان میں موافقت قواعد نحو کی نسبت فرماتے ہیں:

مقتضی کلا م العرو ضین فی هذا المقا م ان کلمة الروی تقر ء علی حسب ما یقتضیه العا مل من او جه ا لا عرا ب مع قطع النظر علی حرکة رو ی القصیدة (ص۱۰۱)

اس کے بعد اقواء اور اصراف کے حکم کی نسبت نحویوں کے کلام کی توجیہہ میں فرماتے ہیں:

اقول ما صر ح به النحاة معروض فی کلا م المو لدین فا ن الاصرا ف و الا قواء لیسا جا ئز ین لهم کماتقدم (ص۱۰۱)

اور ظاہر ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کجا خالص عرب، مولد بھی نہ تھے۔ بلکہ خالص پنجابی تھے۔اور پنجاب میں سے بھی ضلع گورداسپور کے جہاں کی زبان پنجابی بھی فصیح نہیں۔اور پھر گورداسپور میں سے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان کے رہنے والے تھے جہاں پر زبان درست نہیں ہوسکتی، فافھم وتدبر

لہذا مرزا صاحب قادیانی کو اقواء واصراف جائز نہیں کیونکہ وہ غیر زبان ہیں۔

یہ سب کچھ ہم نے مولوی غلام رسول کے الا قواء جا ئز لکھنے پر لکھا ہے ورنہ ہم تو پہلے ہی تنقیح میں فیصلہ کر چکے ہیں کہ اشعار پیش کردہ میں صورت، اقواء ہے ہی نہیں۔

اغلاطِ ادبیہ کے متعلق جو کچھ ہم نے لکھا اس کا تو جواب ہو ہی نہیں سکتا۔اس

لئے ہم اس کا جواب طلب نہیں کرتے۔ ہم تو صرف یہ دریافت کرتے ہیں کہ جب قادیانی علماء مقدسین مرزا صاحب قادیانی کی ایسی اغلاط پر پردہ ڈالتے ہیں جو زبان دانی کے متعلق ہیں تو ہم ان سے اس غلطی میں جو مرزا صاحب کے مخصوص دعوی کے متعلق ہے کس طرح انصاف کی امید رکھ سکتے ہیں و اللہ الھا دی ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر۴۳ جلد۱۳۔ مورخہ ۲۵۔ اگست ۱۹۱۶ء ص ۶۔ ۹)

اشاعت اسلام پر خفگی

اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں
بندہ نواز! آپ کسی کے خدا نہیں

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

دنیا بھر کے صلحاء کی روش یہ ہے کہ وہ نیک کاموں پر خوش ہوتے ہیں۔ اون کو یہ خیال نہیں ہوتا کہ کوئی ہمارے ماتحت ہو کر یا ہماری بیعت میں آ کر نماز روزہ کرے۔ بلکہ وہ صرف اتنا سن کر خوش ہو جاتے ہیں کہ انسان کے افراد نے نیکی اختیار کی ہے۔ قادیانی مشن ایک بڑے صالح متقی بلکہ متقی گر مدعی کے ماتحت ہے۔ اس میں اس خصلت کا ہونا بوجہ اتم ضروری تھا۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ نہیں بلکہ وہ اس خاص مضمون میں فیل ثابت ہوتا ہے۔

پنجاب میں اشاعت اسلام کانفرنس کی تحریک ہوئی جس کا اشتہار اخباروں میں نکلا۔ کئی ایک لوگوں نے تائید یں کیں۔ بس قادیان میں ایک کہرام مچ گیا۔ کیوں؟ صرف اسلئے کہ ہم اسلامی دنیا کو یہی دھوکا دیا کرتے تھے کہ اشاعت اسلام صرف ہم کرتے ہیں۔ ہمارے سوا کوئی انجمن یا کانفرنس نہیں کرتی۔ اب یہ رقیب کہاں سے نکلا جس کا نام اشاعت اسلام کانفرنس ہے۔

چنانچہ ان کی دونوں پارٹیوں نے بقول: قبل از مرگ واویلا، چیخنا اور رونا شروع کر دیا۔ خاص قادیان دارالامان کے اخبار الفضل کی تو ایسی حالت ہوئی کہ گویا اس کے خرمن امید پر گرجتی بجلی گری۔ جناب مفتی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی مقیم لاہور بھی

کانفرنس مذکور کے داعیان میں سے ایک ممبر ہیں۔ اونہوں نے کسی دوست کے جواب میں خط لکھا کہ کانفرنس کی کاروائی سے مجھے اطلاع نہیں کہ آج تک کیا ہوا، اور آئندہ کیا ہوگا، جو بالکل صحیح تھا کیونکہ سوائے اشتہار کے کچھ ہوا نہ تھا۔ مگر مفتی صاحب کا اتنا لکھنا تھا کہ قادیان میں قبل از اختتام رمضان عید آ گئی۔ لگے نقارے بجنے کہ بس اشاعت اسلام کانفرنس کچھ نہیں محض دھوکا ہے دھوکا ہے، ان لوگوں سے کیا ہوسکتا ہے جب تک مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے جھنڈے تلے نہ آویں۔ ان لوگوں سے کچھ نہ بن سکے گا، وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ الفضل قادیان کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

جب تک مسلمان اس طرف متوجہ نہ ہوں (یعنی جب تک حضرت مسیح موعود مرزا کو نہیں مانیں گے) ممکن نہیں کہ انہیں کسی صورت بھی اشاعت اسلام میں کامیابی حاصل ہو سکے۔

ہمارا یہ کہنا یوں ہی نہیں بلکہ واقعات پر مبنی ہے اسوقت تک ایک نہیں دو نہیں بلکہ کئی ایک انجمنیں اس کام کولیکر اٹھی ہیں لیکن سوئے ناکامی کے ان کے ہاتھ کچھ نہیں آیا۔ اب بھی اگر کوئی انجمن پہلے طریق پر ہی اس کام کو ہاتھ میں لے گی، تو اس کا بھی وہی حشر ہوگا جو اس سے پہلے کی کئی ایک کا ہو رہا ہے۔ (الفضل قادیان ۱۲۔ اگست ۱۹۱۶ء)

اس کے جواب میں لکھا گیا تھا کہ ہم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مان لیتے مگر کیا کریں مرزا صاحب قادیانی کی سچائی ثابت نہیں ہوتی۔ وہ اگر سچے ہوتے تو آج اوس کی بدولت دنیا میں اسلام ہی اسلام ہو چکا ہوتا۔ کیونکہ انہوں نے خود مسیح موعود کی علامت یہی قرار دی ہوئی ہے کہ اوس کے ہاتھوں سے تمام دنیا میں صرف ایک ہی مذہب اسلام ہو جائے گا۔ دگر ہیچ (کتاب چشمہ معرفت)

آج اشاعت اسلام کی ضرورت ہی مرزا قادیانی کی تکذیب کرتی ہے۔ ہم حیران ہیں ولایت تک اشاعت اسلام کرنے والے اپنی دور بین نگاہ سے یہ نہیں دیکھ سکتے کہ ہم کس کی ماتحتی میں کام کرنے کے مدعی ہیں۔ جس کی سچائی کی نشانی یہی تھی کہ اوس کی زندگی میں تمام دنیا میں ایک ہی مذہب اسلام ہو جائے گا۔ جب نہیں ہوا جس کا ثبوت خود ان کی کوششوں سے مل رہا ہے، تو پھر مرزا قادیانی کی صداقت کا شبہ کیا باقی رہا۔

اس کے جواب میں چاہیے تھا کہ قادیانی مشن کے اخبار ہماری تسلی کرتے۔ جس کی صورت یہ تھی کہ ہمارے پیش کردہ حوالے کو غلط کہتے ، یا اوس کے معنی اور تشریح کچھ اور کرتے جس سے ہمارا اعتراض اٹھ جاتا۔ مگر انہوں نے کیا تو کیا کہ عورتوں کی طرح جلی کٹی سنا کر جی ٹھنڈا کرلیا۔ چنانچہ الفضل کے سوختہ قلب کی خوشبو مندرجہ ذیل الفاظ سے ملتی ہے۔ لکھتا ہے:

افسوس کہ وہ ثناء اللہ جو حضرت مسیح موعود کی مخالفت کی وجہ سے کئی دفعہ ناکامی اور نامرادی (رام پور اور لدھیانہ میں؟ اڈیٹر) سے ہم کنار ہو چکا ہے اور کئی دفعہ منہ کی کھاچکا ہے ایک اور بار ذلت کا منہ دیکھنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ وہ اشاعت اسلام کانفرنس جس کا ایسے شد و مد سے اعلان کیا گیا تھا، اور جس کی تائید کرتے ہوئے اس نے حضرت مسیح موعود پر حملہ کیا تھا، پیشتر اس کے کہ کچھ کر دکھاتی پہلے ہی اوس کی چولیں ڈھیلی ہو گئیں۔

مولوی ثناء اللہ تو کہتا ہے کہ مرزا صاحب کے اشاعت اسلام نہ کرنے کی وجہ سے ہم نے یہ انجمن بنانے کی تجویز کی ہے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ اور اسی قماش کے دوسرے علماء کی اسی قسم کی حرکات مذبوحی اس بات کا موجب ہوئی ہیں کہ حضرت مسیح موعود کو خداتعالی اپنے دین کی حفاظت اور تائید کے لئے مبعوث فرمائے تا ان نمائشی مولویوں اور اسلام سے ناواقف ملانوں کی خود غرضیوں سے اسلام کو جو نقصان پہنچ رہا ہے اس کا انسداد ہو جائے اور دوسرے مخالفین اسلام کا ناطقہ بند کر دیا جائے۔

کیا اگر اس مذہبی جنگ وجدال کے زمانہ میں آپ مبعوث نہ ہوتے تو یہ علماء ، اسلام کو مخالفین کے حملوں سے بچا سکتے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ ان کے دلوں میں اسلام کی اتنی بھی محبت نہیں جتنی دنیا کی ایک ادنی چیز کی ہے۔ اس کے ثبوت کے لئے کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں۔ اشاعت اسلام کانفرنس کے مجوزین کے طرز عمل کو ہی دیکھ لو کاش یہ لوگ اپنی حالت کو ہی دیکھ کر سمجھ لیں کہ جب ہم میں اسلام کا درد اور الفت ہی نہیں رہی (ہوتی تو مسیح قادیان کو کیوں نہ مانتے۔ اڈیٹر اہل حدیث) اور باوجود کوشش اور سعی کرنے کے پیدا نہیں

ہوسکتی تو کیوں کسی ایسے انسان کی تلاش نہ کریں جس کو خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں اسلام کی سچی ہمدردی اور پوری محبت کا نمونہ بنا کر ہمارے لئے بھیج دیا ہے۔ (الفضل قادیان ۱۲۔اگست ۱۹۱۶ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مجوزین اشاعت اسلام کانفرنس کا کام خدا جانے کیا خراب دیکھا۔

شائد قادیانی مسیح کی طرح اشاعت اسلام کی کتاب براہین احمدیہ کے بہانہ سے کوئی رقم کھائی گئی۔

سراج منیر کتاب کے ذریعہ سے کوئی چندہ ہضم کر گئے

یا منارۃ المسیح کے نام سے دس ہزار روپئہ کی رقم جمع کر لی۔

آخران بیچاروں نے کیا تو کیا کیا؟

ہاں ایک عرب شاعر کے اس مصرع کے مطابق بہت سا گناہ کیا جس نے ظالم محبوب سے ظلم کی وجہ پوچھی کہ میں نے کیا گناہ کیا، جو حضور کا تختہ مشق بن رہا ہوں جواب دیا

وجودك ذنب لا يقاس به ذنب

(تیرا وجود ہی خود اتنا گناہ ہے جسکے برابر کوئی گناہ نہیں)۔

ٹھیک اسی طرح ان بے چارے مجوزین پر قادیانی عتاب ہے تو اس کا جواب بھی بجز اس کے کچھ نہیں جو خالق کائنات نے ایسے موقع کے لئے محسودوں کو سکھایا ہے غور سے سنئے: مو توا بغیظکم انّ اللّٰہ علیم بذا ت الصدور

ہاں مرزا صاحب قادیانی سے پہلے اور مرزا صاحب کی زندگی میں اور ان کے انتقال کے بعد علماء نے کہاں تک اشاعت اور حفاظت اسلام کا کام کیا، اس کے فیصلے کیلئے مرزا صاحب اور علماء کے کارنامے شہادت دے سکتے ہیں۔

مرزا قادیانی کا مشہور مباحثہ امرتسر میں عیسائیوں کے ساتھ ہوا۔ جو پندرہ روز تک ہوتا رہا۔ آخری دن مرزا صاحب قادیانی نے خود اقرار کیا کہ یہ ایک معمولی مباحثہ تھا ۔میں حیران تھا کہ اس مباحثہ کے لئے جو اور لوگ بھی کرتے ہیں میرا آنا کیوں ہوا۔

اس کے بعد اپنی خصوصیت اور مزیت بتلانے کو کہتے ہیں کہ مجھے خدا نے بذریعہ الہام بتلایا ہے کہ پادری آتھم عیسائی مناظر اگر حق کو قبول نہ کرے گا تو پندرہ

مہینوں میں بسزائے موت جہنم میں ڈالا جائے گا۔
پس یہ تھی آپ کی خصوصیت اور مزیت دیگر علماء پر۔
پھر کیا ایسا ہوا؟ اس کا جواب الفضل کا قابل اڈیٹر ہی دے تو بہتر ہے مگر دینے سے پہلے ہمارا لاجواب رسالہ الہامات مرزا ملاحظہ کر لے۔
ہاں علماء اسلام میں یہ کمی رہی اور ہے کہ وہ کوئی ایسا دعوی نہیں کرتے جسکا انجام وہ ہو جو مرزا صاحب کے دعووں کا ہوا جس کو آتھم کی ختم میعاد پر عجیب الفاظ میں ظاہر کیا گیا تھا۔ نظم ونثر کے اشعار رسالہ الہامات مرزا میں ملیں گے۔
ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ مخالفین کے مقابلہ میں دفتر اہل حدیث اور خاکسار اڈیٹر اہل حدیث نے جو کام کیا ہے مرزا صاحب قادیانی نے باوجود ہزار ہا بلکہ لاکھ ہا روپیہ مسلمانوں کا لینے کے ساری زندگی میں نہیں کیا۔ کوئی ہے جو ہم سے اس کا ثبوت مانگنے کو میدان میں آئے اور اپنا ثبوت ساتھ لائے۔

ہم بھی ہیں سینہ سپر قاتل لگا جو ہو سو ہو
آج دیکھیں کاٹ تیرے ابروئے خم دار کی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۴۴ جلد ۱۳۔ یکم ستمبر ۱۹۱۶ء مطابق ۳ ذی قعد ۱۳۳۴ھ ص ۲۔۳)

قادیانی قرآن دانی

(مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی)

مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی نے ایک گشتی سوال علمائے ہندوستان و پنجاب کے پاس بھیجا ہے جس میں محمودی پارٹی کے ترجمہ قرآن مجید کی چند تحریفات ذکر کر کے ان کے جوابات لکھے ہیں کہ آیا اس ترجمہ قرآن کا مطالعہ عوام کے لئے جائز ہے یا ناجائز؟
سو اس کے جواب میں خاکسار عوام کو بذریعہ اپنے پیارے اخبار اہل حدیث مطلع کرتا ہے کہ خاکسار بہت عرصہ سے اس عنوان پر مضمون لکھتا ہے کہ مرزا صاحب اور ان کی جماعت کے علماء قرآن فہمی میں کوئی مہارت نہیں رکھتے بالخصوص اپنے ان مسائل مخصوصہ میں جن میں وہ اہل سنت سے اختلاف رکھتے ہیں بالکل خلاف قرآن و

حدیث چلتے ہیں ۔ اس امر کو ہم نے صرف حکماً ہی نہیں لکھ دیا تھا بلکہ قادیانی تحریروں کو پیش کر کے قرآن وحدیث اور لغت عرب سے ان کی غلطیاں ظاہر کی تھیں

چنانچہ خود مرزا صاحب آنجہانی کی زندگی میں سلسلہ، قادیانی قرآن دانی، شروع کیا جس میں مرزا صاحب قادیانی اور ان کی جماعت کی بعض تحریریں جن میں انہوں نے قرآن وحدیث کے خلاف کیا تھا پبلک کے سامنے پیش کیں جس کے جواب سے قادیانی جماعت عاجز آ گئی۔

پھر آئینہ نوری و آئینہ ظہوری کے عنوان نکالے آئینہ نوری میں جناب مولوی نور الدین صاحب کے ترجمہ قرآن میں سے چند نمونے دکھائے جس میں انہوں نے خلاف آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ ولغت عرب تفسیر کی تھی اور یہ بھی مولوی نور الدین صاحب کی زندگی میں لکھا۔

آئینہ ظہوری میں قادیانی جماعت کے مولوی ظہور الدین اکمل کی کتاب شہادت القرآن کے ایک حصہ کے متعلق لکھا تھا کہ اکمل صاحب باوجود دعوی اکملیت تفسیر قرآن اور استدلال میں نہایت ناقص ہیں اور کہ وہ قواعد استدلال واصول مناظرہ سے بہت ہی ناواقف ہیں۔

اب محمودی قادیانی جماعت نے جو ترجمہ قرآن شائع کیا ہے وہ تو بالکل تحریف قرآن ہے کیونکہ اصول تفسیر تین ہی امر ہیں:

اول: تفسیر بالقرآن، کیونکہ آیات قرآنیہ ایک دوسری کی مصداق ہیں جو امر ایک جگہ مجمل ہے وہ غالباً دوسرے مقام پر مفصل ہے

دوم: تفسیر بالماثور۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ شارح ومبین قرآن ہیں اور صحابہ کرام نزول آیات کے مواقع کو بہتر جانتے اور روایت کرنے والے تھے اس میں خدا کے امین تھے اور اپنی زبان یعنی لغت عرب کو پچھلی نسلوں سے زیادہ نا ننے والے تھے۔

سوم: تفسیر باللغۃ العربیہ: کیونکہ قرآن شریف نہایت فصیح و بلیغ زبان میں اترا ہے اور سامع ومخاطب ہمیشہ قواعد زبان کی رعایت سے کلام کو سمجھا کرتا ہے ۔.. اس کے ضمن میں زبان عرب کے ماتحت بلحاظ لفظ یا بلحاظ معنی جس قدر علوم آ سکتے ہیں سب ملحوظ رہیں گے۔

ان کے سوا جو تفسیر کی جائے وہ تفسیر بالرائے اور تحریف معنوی ہے اور تفسیر بالرائے کی نسبت حدیث صحیح میں وارد ہے

من فسر القر آن برأ یه فلیتبوء مقعده من النار (دارمی)

(جو شخص قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے)

اور تحریف دوطرح کی ہے تحریف لفظی و تحریف معنوی۔ تحریف لفظی یہ ہے کہ جو لفظ وحی سے ثابت ہو اسے بدل دیا جائے اور تحریف معنوی یہ ہے کہ جو معنی اس آیت یا لفظ سے مراد خدا ہوں اوس کے سوائے اس آیت یا لفظ کو اپنی خواہش سے کسی اور معنی پر لگا لیں۔ مثلاً امام سیوطی تفسیر القرآن میں ابن النقیب سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ

تفسیر بالرائے پانچ طرح پر ہوتی ہے ان میں سے تیسری قسم یہ ہے کہ اپنے مقرر کردہ فاسد مذہب کو اصل قرار دیکر اور تفسیر قرآن کو تابع کر کے جس طرح سے ہو کے خواہ ضعیف طریق ہو (خواہ کیسا) مذہب کی تائید کی جائے۔

بس قادیانی تفسیرات اسی قبیل کی ہوتی ہیں۔ ان لوگوں نے جو کچھ پہلے اپنے خیال میں ٹھان لیا ہے قرآن و حدیث کو قواعد زبان عرب کے برخلاف ادھر اودھر سے کھینچ کر اسکے تابع کر لیتے ہیں۔ لطف یہ کہ زبان عرب سے ناواقف بھی ہوتے ہیں اور عموماً بدعتی مذاہب اور گمراہ فرقے اس روش پر چلتے رہے اور اب بھی چلتے ہیں۔

کذ لك نسلکه فی قلو ب المجر مین

ایسے لوگوں سے ہمیں اکثر سابقہ پڑا ہے اور ان کے جواب میں ہم نے صرف یہی کہہ دیا ہے کہ تمہاری یہ تفسیر زبان عرب کے خلاف ہے اور تم خلاف اس لئے چلتے ہو کہ تم اپنے فاسد عقیدے کو پہلے .. اپنے دل میں جما لیا ہے اور تم زبان عرب جانتے نہیں کہ اپنی غلطی کو معلوم کرو

یہ طریق نہایت ہی خطرناک ہے کہ کوئی شخص زبان عرب سے ناآشنا ہو اور قرآن و حدیث میں دم مارنے لگے۔ اس کے دل میں ایسا خیال پیدا ہونا اس پر شیطان کے مسلط ہونے کی دلیل ہے۔ امام مالک سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ

اگر میرے پاس کوئی ایسا آدمی لایا جائے جو زبان عرب نہ جانتا ہو اور پھر

قرآن کی تفسیر کرے تو میں اوس کو سزا دوں گا (اتقان)

قادیانیوں سے پیشتر یہود و نصاری کی بھی یہی عادت تھی کہ خداتعالی کی نصوص کے برخلاف تحریف کتاب کو اختیار کر رکھا تھا۔ چنانچہ قرآن میں کئی مقامات پر یہ امر مذکور ہے

باقی رہا قادیانی ترجمہ قرآن کے مطالعہ کا حکم سواس کی نسبت وہ حدیث زیر نظر چاہیے جس میں مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر فاروقؓ کو توریت کے مطالعہ سے منع کیا تھا۔

شاہ ولی اللہ دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے پیشتر عربوں میں چند علوم رائج تھے۔ ان میں سے بعض جو نامناسب تھے آنحضرت ﷺ نے ممانعت کی۔ اس کے ضمن میں شاہ صاحب فرماتے ہیں:

ومثل ذلك مثل التوراة والانجيل شدد النبی ﷺ علی من اراد ان ینظر فیهما لکونهما محرفین و مظنت لعدم الانقیاد للقرآن العظيم (حجۃ اللہ البالغہ جلد ثانی ص ۱۸۰)، (یہی حال توریت وانجیل کا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس شخص پر جس نے ان کا مطالعہ کرنا چاہا تھا غصہ فرمایا کیونکہ وہ محرف ہیں اور ظن پڑتا ہے کہ (پڑھنے والا) قرآنکریم مطیع نہیں ہے یا اندیشہ ہے کہ (ناواقف مطالعہ کرنے والا) قرآن کریم کا مطیع نہ رہے۔)

پس اس حدیث صحیح کی بنا پر خاکسار کے نزدیک بے علم لوگوں کو جو صحیح و غلط میں تمیز نہیں رکھتے اور ان کو علوم عربیہ میں دسترس نہیں ہے، قادیانی ترجمہ قرآن پڑھنا جائز نہیں۔ البتہ علماء کو چاہیے کہ ان کی تحریفات وتاویلات باطلہ کو بدلائل طشت از بام کر کے عوام کو ان کے دام سے بچائیں اور محض ان فتووں پر اکتفا نہ کریں۔ واللہ اعلم

قادیانی استدلالات کی کمزوری دیکھنے کیلئے ہماری کتاب شہادت القرآن کا مطالعہ کریں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۴۵ جلد ۱۳۔ مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۱۶ء مطابق ۱۰ ذی قعد ۱۳۳۴ھ ص ۵،۶)

خلیفہ قادیان کی تقریر

غالبًا ناظرین کہیں گے کہ قادیان کا سالانہ جلسہ تو عرصہ آٹھ ماہ سے ہو چکا ہے اس باسی تقریر کا کیا مزہ ۔ بندہ بچند وجوہ اس تقریر کو تحریر میں نہ لا سکا۔

۱۔ اول یہ کہ قادیان کے اخبار الفضل میں وعدہ ہوتا رہا تھا کہ حضرت صاحب کی تقریر آئندہ شائع ہوگی ۔اسی انتظاری میں آج تک یہ تاخیر ہوئی کہ صاحب تقریر خود بخود اپنی تقریر کو اپنے اخبار میں شائع کرائیں گے ۔ باوجودیکہ ان کے ایڈی کانگ ہر ہفتہ میں تقریر شائع کرنے کا اعلان بھی کرتے رہے مگر آج تک میری نظر سے نہیں گذری۔

۲۔ بندہ بھی دنیا کے کاروبار میں مصروف رہا۔

الغرض بندہ ۲۶ تاریخ دسمبر ۱۹۱۵ء بوقت دو بجے سہ پہر کو قادیان میں پہنچا اس وقت جلسہ کا انعقاد مسجد نور میں تھا۔ خیر میں بھی مع اپنے دوستوں کے وہاں پہنچا۔ چونکہ میرا مقصود صرف خلیفہ صاحب کی تقریر کے تجزیہ کرنے کا ہے، اس پابندی کے بموجب ان شاء اللہ میں وہی تقریر بیان کروں گا۔البتہ ساتھ یہ بھی بتائے دیتا ہوں کہ مقرر کون کون صاحب تھے اور اہل علم کے نزدیک ان کی کیا وقعت ہونی چاہیے۔

۱۔ حافظ روشن علی صاحب جن کا سارا مدار یہ تھا کہ ہم احمدی کیوں ہوئے ،

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی عین جلسہ میں اس کا خوب سین تھا، آپ بیماری کا عذر بھی کرتے جاتے تھے۔انہوں نے قرآن شریف کی آیت ان اللہ یأ مر بالعدل و الا حسان الآیات کا وعظ کیا تھا ان کی تقریر چنداں موثر نہ تھی ،۔

اسی طرح اول الذکر کی تقریر بھی سورہ فاتحہ کی انوکھی تفسیر تھی۔

مولوی محمد اسحاق صاحب صرف پیغامیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اشارتاً و کنایتاً وعظ کرتے جاتے تھے اور مرزا صاحب قادیانی کو مسیح موعود دین رسول کا سامعین کو اعتقاد کراتے جاتے تھے۔

میر قاسم علی صاحب کا تو کیا کہنا۔آپ دربین لے کر ایک طرف کنارہ پر کھڑے رہتے تھے۔جس وقت کوئی مقرر تقریر بند کرتا ،آپ فوراً سامعین کو اپنی طرف

متوجہ کرتے اور یوں گویا ہوتے:

بھائیو! مسیح موعود کا الہام ایک اور رنگ میں سنو۔ دیکھو حضرت صاحب نے پہلے سے ہی پیغامیوں کی طرف باریک اشارہ سے فرما دیا ہوا ہے (بندہ کے پاس درثمین موجود نہیں، ورنہ وہ شعر پورے نقل کرتا)

دشمن ہمارے گڑھے میں اتارے
کہاں مرتے تھے پر تو ہی نے مارے

وغیرہ وغیرہ۔ پھر فرماتے کبھی آپ نے لاہور اسٹیشن سے اتر کر انارکلی کو جاتے رستہ میں احمدیہ بلڈنگس دیکھی ہوگی۔ کیوں جی ہے کہ نہیں وہ گڑھے میں۔ پس معتقدین صلوۃ و سلام پکارنے لگ جاتے۔ بس میر جی تو صرف اتنا ہی کام کرنے والے تھے۔

کوئی اٹھتا تو درثمین لے کر جنگ عظیم کی پیش گوئی شروع کر دیتا جوان کے زعم میں الہامی پیش گوئی ہے۔ پھر کیا ہوتا۔ سب کے سب جھومنے لگ جاتے۔ اور سچ ہے، سچ ہے، کے نعرہ ہائے شروع کر دیتے۔

القصہ ان کی اگر ساری کاروائی من وعن نقل کی جائے تو ایک ضخیم دفتر کی ضرورت ہے اور اس لئے بندہ صرف خلیفہ صاحب کی تقریر کا اقتباس درج کرتا ہے۔ وہو ھذا

۲۷ دسمبر کا دن بھی ایک عجیب تھا۔ صبح ہوتے ہی لوگ جوق در جوق ہال کمرہ میں صف آراستہ ہو کر بیٹھنے لگے۔ سب نے بالاتفاق یہی کہا کہ حضرت صاحب یہاں ہی تقریر فرمائیں گے۔ مگر شور وغل کا یہ حال تھا کہ الامان والحفیظ۔ بعض آدمی درثمین لے کر وہ مقام پڑھنے لگ جاتے جہاں بشارت دی ہے کہ ایک بیٹا ہے تیرا۔ پھر لوگ کچھ کچھ خاموش ہو جاتے، اتنے میں کسی نے کہا کہ حضرت صاحب مسجد نور میں تقریر کریں گے۔ بس پھر کیا تھا، چڑیوں کی طرح سب نے پرواز کی اور مسجد نور میں آ گئے۔ وہاں کوئی صاحب حافظ جمال احمد نامی تھے۔ انہوں نے قرآن شریف کی سورہ دہر کا پڑھنا شروع کر دیا۔ ماشاءاللہ اچھا پڑھتے تھے، مگر انہوں نے کوئی وعظ نہ کیا۔ اتنے میں کسی نے کہہ دیا کہ تقریر تو ہال کمرہ میں ہوگی۔ بس سب نے ایک دم دوڑ کی اور ہال کمرہ میں آ گئے۔

الغرض اسی طرح دس بجے کا وقت ہو گیا۔ خدا خدا کر کے خلیفہ صاحب بند گاڑی میں آئے اور مسجد نور میں بیٹھ گئے۔ لوگ پھر گرتے اٹھتے مسجد نور میں آئے۔ یہ نظارہ بھی قابل دید تھا (انتظام کی خوبی ہے۔ اڈیٹر اہل حدیث)

القصہ بعد نشست برخاست کے خلیفہ صاحب کے سامنے میز کرسی رکھا گیا۔ اور آپ نے تقریر شروع کی۔ پہلے کلمہ شہادت، بعد سورہ فاتحہ، پھر سورہ صف تمام ختم کی اور سورہ جمعہ کی بھی تین آیات پڑھیں۔

اب آپ نے اس کا ترجمہ شروع کیا اور من بعدی اسمہ احمد پر آن کر خوب تفصیل وتشریح سے کام لیا۔ احمد سے مراد مرزا غلام احمد کو قرار دیا۔

اسی اثنا میں کسی من چلے نے ایک رقعہ لکھ کر میز پر رکھ دیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ نبی کا نام مرکب نہیں ہوتا۔ اور مرزا صاحب کا نام مرکب ہے۔

خلیفہ (مرزا محمود احمد) صاحب نے رقعہ لے کر کہا کہ ایک اعترض کسی غیر احمدی کی طرف سے پیش ہوا ہے اگر کسی احمدی کا اعتراض ہوتا تو میں کبھی جواب نہ دیتا (چہ خوش) مگر چونکہ سائل غیر احمدی ہے، لہذا جواب دیا جاتا ہے۔

واضح ہو کہ مرزا صاحب کا نام مفرد ہے، مرکب نہیں۔ اس کی تازہ شہادت احمد آباد، قادر آباد سے مل سکتی ہے جو کہ ہمارے دادا نے دونوں بھائیوں کو دو گاؤں دیئے ہوئے ہیں۔ اور دوسری شہادت یہ ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں وہ لوگ موجود ہیں جنھوں نے حضرت صاحب سے بیعت کی ہوئی ہے یہ لوگ اپنے اپنے ایمان سے کہہ دیں کہ حضرت صاحب نے بیعت لیتے وقت کبھی یہ بھی کہا تھا کہ یوں کہو کہ غلام احمد کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔

سب نے بیک زبان کہا کہ نہیں نہیں، صرف احمد کے ہاتھ پر۔

(مرزا صاحب تو خود اپنا نام غلام احمد، مرکب، لکھتے ہیں چنانچہ اون کا قول ہے: مجھے کشفی طور پر مندرجہ ذیل نام کے اعداد وحروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا پہلے سے ہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ نام یہ ہے: غلام احمد قادیانی۔ اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں۔ ازالہ اوہام طبع اول ص ۱۸۶،۔

باپ تو اپنا نام چار اجزاء (غلام، احمد، قادیان، اور، ی، نسبتی سے مرکب بناوے اور الہامی طور پر اس کا ثبوت

دے اور بیٹا صرف احمد کہے، تو اسکا فیصلہ کون کرے یقیناً احد هما کاذب ۔ اڈیٹر اہل حدیث)
میں نہیں جانتا کہ اس قسم کی بیہودہ اعتراضوں سے مخالفوں کو کیا فائدہ ہے۔

اسی اثنا میں مفتی محمد صادق نے ایک رقعہ پیش کر دیا۔ خلیفہ صاحب نے کہا کہ ہمارے دوست مفتی صاحب نے رقعہ پر لکھا ہے کہ پیغمبروں کے نام بھی مرکب ہوتے ہیں۔ مثلاً ابراہیم اسماعیل موسی وغیرہ۔

پھر حضرت صاحب نے یوں در افشانی کی کہ کوئی یہ مت سمجھے کہ مرکب نام والے سب کے سب اچھے لوگ ہوتے ہیں۔ دیکھو محمد حسین بٹالوی یہ بھی مرکب نام ہے تو کیا (معاذ اللہ) شریر نہیں ہے۔ دیکھو ثناء اللہ۔ یہ بھی مرکب نام ہے، تو تم جانتے ہو کہ اس جیسا دنیا میں کوئی شریر نہیں (لاحول ولاقوۃ) (جو کوئی کسی کے کام میں روڑا اٹکاتا ہے وہ اس کو حارج سمجھ کر شریر کہتا ہے فرعون بھی حضرت موسی کو اسی طرح برے برے القاب سے یاد کرتا تھا اس لئے یہ لفظ دوربین نگاہ میں کوئی رنج دہ نہیں ہے۔ اڈیٹر اہل حدیث)۔

پھر آپ وعظ کی طرف متوجہ ہوئے تو آپ نے پھر جملہ و هو يد عى الى الاسلا م پر خوب بسط سے کام لیا۔ آپ نے اس کی عجیب رنگ میں تفسیر کی کہ اس کا ترجمہ: وہ پکارا جاوے گا طرف اسلام کے،
کیا اور پھر فرمایا کہ اگر یہ آیت محمد ﷺ کے حق میں ہوتی، تو آپ کو کون تھا اسلام کی طرف بلانے والا، حالانکہ آپ لوگوں کو دعوت اسلام دیتے تھے۔

یہ صرف مسیح موعود کے واسطے ہے کہ تنگ ظرف ملا نے کفر کا فتوی لگاویں گے اور اس کو کہیں گے تو اسلام کی طرف آجا۔ حالانکہ وہ خود مسلمان ہوگا اور وہ مکفر ین خود کافر ہوں گے۔

اس کے آگے آپ نے یر یدو ن لیطفؤا نور الله و الله متم نو ره پر تو غضب ڈھا دیا۔ یوں تو ساری تقریر ماشاء اللہ چشم بد دور اہل علم کی نگاہ میں مضحکہ خیز تھی مگر اس جملہ پر آپ نے تو کمال ہی کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت ﷺ کے زمانہ میں تلوار سے جہاد ہوتا تھا کوئی شخص منہ سے کسی کا کچھ نہ بگاڑ سکتا تھا۔ اور یہ زمانہ تلوار کا نہیں، صرف منہ سے ایک دوسرے کو جو چاہیں کہہ دیں۔ اسلئے اللہ نے فرمایا ہے کہ:
مسیح موعود کا وہ زمانہ ہوگا کہ لوگ اس کا بگاڑ تو کچھ نہ سکیں گے مگر منہ سے اس

کو بجھانے مٹانے کی کوشش کریں گے، اور اللہ تعالی اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے، اگرچہ مشرک لوگ کراہت کریں۔

اس پر آپ نے بڑے بڑے قاعدہ باندھ کر گھر کا مسیح سچا بنا دیا۔ اسی اثنا میں آپ نے سب کو تاکید کی کہ غیر احمدی کافر ہیں ان کے ساتھ رشتہ ناطہ وغیرہ مت کیا کرو۔ اوران سے میل جول مت کیا کرو۔ ان کے پیچھے قطعی نماز نہ پڑھا کرو۔

اتنے میں پھر کوئی من چلا بول اٹھا اور ایک رقعہ پھر پیش کیا جس کا مضمون صاف تھا کہ آپ جس وقت بیت اللہ گئے تھے آپ نے شریف مکہ کے پیچھے کیوں نماز پڑھی۔ کیا وہ احمدی تھے۔

آپ نے کیا معقول جواب دیا۔ میں نے اپنے ڈیرہ میں آکر اعادہ کر لیا تھا ۔خلیفہ وقت نے مجبور کیا ہوا تھا۔ اب چونکہ میں خود خلیفہ ہوں لہذا میرا حکم ہے کہ کوئی بھی خواہ مکہ جاوے یا مدینہ، ہند میں رہے یا سندھ میں، کوئی بھی غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھا کرے۔

آپ کا یہ کہنا ہی تھا کہ بس چاروں طرف سے گونج آنے لگی کہ یہ زمانہ فاروقی زمانہ ہے۔ بڑا ازبردست زمانہ ہے۔

مولوی فیض الدین سیالکوٹی تو یہی کہے جاتے تھے کہ بس جی یہ زمانہ تو زبردست زمانہ ہے۔ کونہ کونہ میں دھاک بیٹھ جاوے گی۔

القصہ آپ نے سورہ جمعہ کی آیت سے بھی مسیح موعود کا وجود قادیان میں سنایا، اور سب نے عش عش کر کے سنا۔ الا ماشاء اللہ۔

بعض دوست مجھے پوچھنے لگے کہ کہو جی خلیفہ صاحب مولوی ابراہیم جیسا وعظ کرتے ہیں یا نہیں۔ میں نے بھی بطور تمسخر کے انکو کہدیا کہ ایسا وعظ تو میں نے کسی مولوی سے سنا ہی نہیں۔ مولوی صاحب صرف قرآن و حدیث کے مسائل بیان کرنے والے ہیں، یہ قرآن میں سے مسیح موعود کے کھوجی ہیں، جن کی ان کو فی زمانہ ضرورت ہے۔

بندہ نے صرف تھوڑا سا اقتباس درج کیا ہے ورنہ تقریر آپ کی چار گھنٹہ تھی جو خاص طور پر اپنی جماعت کے مذاق کے مطابق تھی۔ کیا اچھا ہو کہ خلیفہ صاحب اپنی علمیت کسی مذہبی میدان میں پبلک کو دکھائیں (ایک دفعہ لاہور میں دکھا چکے ہیں جس کی بابت

انکے سگے بھائی اڈیٹر پیغام صلح نے لکھا تھا کہ لوگ بدمزگی سے اٹھتے جاتے تھے اللہ اعلم، اڈیٹر اہل حدیث)اور مولویصاحب سیالکوٹی کے مقابل ہوں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۴۵ جلد ۱۳۔ مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۱۶ء ص ۶۔۸)

مرزا قادیانی، انبیاء سے افضل تھے؟

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی زندگی میں جس قدر آہستہ آہستہ عروج کیا ہے وہ قابل داد ہے ایک زمانہ میں یہ کہتے رہے

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب

نبوت اور رسالت کی نفی کرتے ہوئے الہام کے دعویدار بنے۔اس کے بعد آپ کو ترقی کی سوجھی۔تو یہ الہام ہوا کہ تو نبی ہے۔ پھر الہام ہوا

انت منی بمنزلۃ ولدی (مرزا تو میرے نزدیک میرے بچوں کی طرح ہے)۔

اسی طرح روز بروز آپ کی ترقی ہوتی رہی یہاں تک کہ آپ کے مریدوں نے آپ کی موجودگی میں یہ شعر بھی پڑھے

سب اولیاء سے بہتر بعض انبیاء سے افضل
یہ مصطفیٰ ہمارا یہ دلربا ہمارا

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج مرزا صاحب کے بیٹے (مرزا بشیر احمد) نے اعلان کیا ہے کہ:

میں اپنے ذوق اور تحقیقات کی بنا پر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو آنحضرت ﷺ سے اتر کر باقی تمام انبیاء سے افضل یقین کرتا ہوں اور اس کے ثبوت کے لئے بفضلہٖ تعالی اپنے پاس نہایت قوی دلائل رکھتا ہوں۔

(الفضل ۳ ستمبر ۱۹۱۶ء ص ۵)

بس اب تمام امور کا فیصلہ ہو گیا کہ بقول مرزائیاں مرزا صاحب سابقہ انبیاء (حضرات موسیٰ عیسیٰ داؤد زکریا سلیمان وغیرھم علیھم السلام) سے افضل تھے کیا کوئی مسلمان اس اعتقاد کو پسند کرے گا۔ جہاں تک ہمارا علم ہے نفی میں جواب ملے گا۔

لطیفہ: عرب کا ایام جاہلیت میں قاعدہ تھا کہ اپنے دشمن کی طاقت بہت بڑی بتلاتے تھے اوس کے بعد بتلاتے کہ ہم نے ایسے قوی دشمن دشمن پر فتح پائی جس سے ان کی غرض یہ ہوتی تھی کہ ہم نے جو ایسے قوی دشمن پر فتح پائی تو ہماری طاقت کا اندازہ پبلک خود کرے کہ ہم کس درجہ پر ہیں۔

اسی طرح میں کہتا ہوں کہ مرزا صاحب قادیانی جو تمام انبیاء سے افضل تھے، میرے مقابلہ میں فیل ہوئے تو میں کون ہوا۔ اس کا جواب دینا بھی انہی لوگوں کا کام ہے جو مرزا صاحب کو تمام انبیاء سابقین سے افضل مشہور کرتے ہیں۔

ہم مرزا صاحب کو گو سابقہ انبیاء علیهم السلام سے افضل نہیں کہتے مگر اتنا تو ضرور کہتے ہیں کہ آدمی بے نظیر تھے۔ سچ ہے

واعظِ شہر کہ مردم ملکش میخوانند
قولِ ما نیز ہمیں ست کہ او مردم نیست

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۴۶ جلد ۱۳ مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۱۶ء مطابق ۱۷ ذی قعدہ ۱۳۳۴ھ ص ۱-۲)

ہماری کامیابی دعاؤں پر ہے

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیان کا اخبار الفضل لکھتا ہے کہ مولوی سرور شاہ مرزائی نے قادیان میں خطبہ جمعہ میں سورہ الحمد شریف پڑھ کر فرمایا کہ:

> پہلی کتابوں میں ایک نبی کا کشف لکھا ہے کہ مسیح موعود کو فتوحہ دی جائے گی (مکاشفات باب ۱۰ ورس ۲) جس کو ہم سورہ فاتحہ کہتے ہیں اس میں شک نہیں کہ سورہ فاتحہ آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی مگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو اس کے دیئے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا علم اوس کو دیا جائے گا کہ وہ وسیع پیمانہ پر اس سے حقائق و معارف کا استخراج کرے گا ہم نے اس سورہ کی تفسیر بارہا حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) سے سنی اور ہر بار نئی سے نئی سنی۔ پھر حضرت خلیفہ اول بکثرت فرمایا کرتے تھے کہ سورہ فاتحہ متن ہے اور باقی قرآن اس

کی تفسیر۔ اور شرح ہے۔ہمیں بڑا تعجب ہوا کرتا تھا کہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ اتنی چھوٹی سی سورہ کی تفسیر میں اتنا بڑا قرآن ہو۔لیکن جب مسیح موعود کی تفاسیر پڑھیں اور سنیں کہ کس قدر وہ حقائق اور معارف سے پر ہیں اور بے انتہاء علوم ان میں مہیا کئے گئے ہیں تو یقین ہو گیا کہ واقعہ میں سورہ فاتحہ متن ہے اور باقی قرآن اس کی شرح ہے۔حضرت مسیح کو اس کے دیئے جانے کا یہ مطلب ہے کہ یہ اس کا ایک ہتھیار رہوگا اور اس پر اس کا عمل درآمد ہوگا اس سورہ میں جو اہم بات پائی جاتی ہے وہ دعا ہے پس حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے مشکل سے مشکل عقدے کو اس سے حل کیا اور بڑے سے بڑے دشمن کو اسی سے مغلوب کیا ہے اور یہی آپ کا ایس ہتھیار تھا جسکا کوئی مقابلہ نہ کرسکا۔

(الفضل قادیان۔۵ستمبر ۱۹۱۶ء)

(And I saw another mighty angel come down from heaven, clothed with a cloud; and and a rainbow was upon his head, and his face was as it were the sun, and his feet as pillars of fire.

And he had in his hand a book open; and he set his right foot upon the sea and his left foot on the earth.

And cried with a loud voice, as when a lion roareth; and when he had cried, seven thunders uttered their voices. (Revelation, 10:1-3)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیان سے کوئی مضمون ایسا صحیح اور قابل قبول نہ نکلا ہوگا جیسا یہ مضمون ہے ۔ہم اس کے ایک ایک حرف کے مصدق و موید ہیں۔مگر افسوس ہے کہ جب اس اصول کو جزئیات پر برتے جانے کا موقع آتا ہے،تو مرزائی جماعت عملی طور پر اس سے منکر ہوجاتی ہے۔مثال کے لئے ایک اہم واقع پیش کرتے ہیں جس کی اہمیت کا ثبوت ہم اپنے لفظوں میں نہیں دیتے بلکہ خود جناب مرزا صاحب کے الفاظ اوس کی اہمیت بتلانے کو کافی ہیں کیونکہ انہوں نے اس واقع کو اپنے جملہ امور اور مشن کیلئے فیصلہ کن

فرمایا ہوا ہے چنانچہ مرزا صاحب قادیانی کے الفاظ یہ ہیں:

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللّٰہ الرّحمن الرّحیم۔نحمدہ و نصلّی علی رسولہ الکریم۔
یستنبئونك احقّ ھو۔ قل ای و ربّی انّہ لحقّ۔

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الھدی مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے پرچہ میں مردود دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔ اور دنیا میں میری نسبت یہ شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لیے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں جن سے بڑھ کر کوئی مضر نہیں ہوسکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے اپنے

خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین۔

مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔ میں ان کے ہاتھوں سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کیلیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنی تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما ليس لك به علم پر بھی عمل نہیں کیا۔ اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کیذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لیے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں

حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔

اے میرے مالک تو ایسا ہی کر۔

آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین۔ آمین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ و اید۔

مرقومہ یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۵، اپریل ۱۹۰۷ء

(باقی صفحہ ۱۱ پر ہے جو موجود نہیں اور مضمون کا اختتام صفحہ ۱۲ پر ان الفاظ میں ہے۔ بہاء)

حق بات یہ ہے کہ قادیانی کے اختلافات مرکز پر آکر سمٹ گئے ہیں یعنی صرف اس بات پر کل مدار ٹھہرا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی یہ دعا قبول ہوئی یا نہیں۔ مرزا صاحب کے مداح اور دور دور تک ان کی دعاؤں کو پھیلانے والے کہتے ہیں یہ دعا ان کی قبول نہیں ہوئی۔ پس ناظرین اندازہ کر سکتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی کی دعاؤں کی کا در حقیقت کون منکر ہے۔ ہمارا تو قول ہے:

مجھ سا مشتاق جہان میں کہیں پاؤ گے نہیں
گرچہ ڈھونڈو گے چراغ رخ زیبا لے کر

(ہفت روزہ اہل حدیث نمبر ۴۷ جلد ۱۳ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۱۶ء مطابق ۲۴ ذی قعد ۱۳۳۴ھ ص ۶ و ۱۱۔۱۲)

<u>قادیانی مباحثہ</u>

مقام ٹانڈہ ضلع ہوشیار پور میں قادیانیوں کے شور کرنے پر مولانا ابوالوفا صاحب حسب الطلب اہل اسلام ۱۶ ستمبر ۱۹۱۶ء کو مباحثہ کیلئے تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ فتح دے (اہل حدیث امرتسر نمبر ۴۷ جلد ۱۳۔ ۲۲ ستمبر ۱۹۱۶ء ص ۱۳)

خدائی فیصلہ

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیان کے رسالہ ریویو آف ریلی جنز بابت جولائی میں ایک مضمون نکلا ہے جس کا عنوان ہے: خدائی فیصلہ۔،

راقم مضمون اس مضمون پر بڑا اخلاص اور دل سوزی ظاہر کرتا ہے۔اس لئے ہم بھی اس مضمون کی قدر کرنے کو اپنے ناظرین تک پہنچاتے ہیں۔

راقم مضمون کی اصل غرض اس مضمون سے یہ ہے کہ اپنے اون بھائیوں کو سمجھائے جو قادیانی پارٹی سے الگ ہوکر لاہوری پارٹی یا پیغامی پارٹی بن گئے ہیں۔ اس سمجھانے کے لئے اوس نے مرزا صاحب کے چند الہامات لکھے ہیں جو ۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء کو انہوں نے بتلائے تھے۔

راقم ان الہامات کو مولوی نورالدین قادیانی خلیفہ اول کی موت کے دن پر چسپاں کرتا ہے کیونکہ وہ بھی ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو ہوئی تھی اور اس موقع پر قادیانی مشن میں پھوٹ پڑی تھی اسلئے وہ اپنے مرزائی بھائیوں کو ان الہامات کی طرف توجہ دلاتا ہے جو یہ ہیں:

لاہور میں ایک بے شرم ہے، اے مخالف تیرے پر لعنت اور تیرے جھوٹ پر۔ایک امتحان ہے۔بعض اس میں پکڑے جائیں گے بعض چھوڑے جائیں گے انما یر ید الله لیذهب عنکم الر جس اهل البیت وغیرہ

ان الہامات کو نقل کر کے راقم مضمون لکھتا ہے

ان الہامات میں جس واقع کی خبر دی گئی ہے وہ یقیناً وہی واقع ہے جو ۱۹۱۳ء میں ۱۳ مارچ کو ظہور میں آیا یعنی قادیانی مشن میں پھوٹ پڑی۔،

اس مضمون میں راقم مضمون نے ہم (محمدیوں) کو بھی توجہ دلائی ہے چنانچہ اوس کے الفاظ یہ ہے:

غیر احمدیوں کو میں یہ کہوں گا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی ہستی کا ایک

زبردست ثبوت تمہارے ہاتھ میں آجائے اگر تم اس بات کا ثبوت چاہتے ہو کہ خداتعالی اب بھی اپنے نیک بندوں سے کلام کرتا ہے جیسا کہ وہ گذشتہ زمانہ میں کلام کرتا تھا اور کہ اب بھی وہ آنے والے پوشیدہ واقعات کو اپنے مقربین پر کھول دیتا ہے جیسا کہ وہ پہلے کھولتا تھا اور کہ اب بھی وہ اپنے راست باز بندوں کی مدد اور تائید کرتا ہے جیسا کہ وہ پہلے کرتا تھا اور کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) واقعی خدا کے سچے رسول اور نبی تھے اور کہ سلسلہ احمدیہ کوئی انسانی سلسلہ نہیں بلکہ یہ ایک الہی سلسلہ ہے اگر تم ان سب باتوں کا بین ثبوت چاہتے ہو تو انصاف کے ساتھ ایک سچے طالب حق کی طرح الہامات مذکورہ پر غور کرو۔

مگراس واقع سے مستفید ہونے کیلئے ایک شرط لگائی ہے جو بہت معقول ہے لکھتا ہے:

اس مضمون سے فائدہ اٹھانے کے لئے ایک شرط کی پابندی ضروری ہے وہ شرط کیا ہے یہی کہ اللہ کے لئے انصاف سے کام لو ضداور تعصب کو چھوڑ دو حق کے طالب ہو کر اس مضمون کو پڑھو تھوڑی دیر کے لئے اس بات کو بھلا دو کہ تم کس گروہ سے تعلق رکھتے ہو اور حق کے قبول کرنے کے لئے بالکل تیار ہو جاؤ۔ ذاتی جھگڑوں کو فراموش کر دو۔ بدظنی کو دل سے نکال دو۔ خدا کے فیصلہ کو سنو۔ خدا کے کلام پر کان رکھو، تم اپنے فیصلہ میں غلطی کھا سکتے ہو مگر خدا غلطی سے پاک ہے۔ خدا کے کلام کو اپنے خیالات کی چابی سے حل کرنے کی کوشش نہ کرو۔ بلکہ خوف خدا کو اپنے دل میں جگہ دیکر اللہ تعالی کا کلام پڑھو اور اپنے سینوں کو ہر ایک خیال سے پاک کر کے سوچو کہ خدا کے کلام سے کیا ثابت ہوتا (ریویو آف ریلی جنز بابت جولائی ۱۹۱۶ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

راقم مضمون کی نصیحت سونے سے لکھنے کے قابل ہے اسلئے ہم بھی خدا کو حاضر وناظر جان کر کہتے ہیں کہ ہم نے ان الہامات پر غور کیا۔ ہمارے نزدیک تو یہ اس شعر کے مصداق ہیں

حلف عدو سے قسم مجھ سے کھائی جاتی ہے

الگ ہر ایک سے چاہت بتائی جاتی ہے

مفصل جواب ان الہامات کا وہ لوگ دیں گے جو ان الہامات کے قائل اور بقول آپ کے انکی زد میں ہیں (یعنی قادیانی مشن کی لاہوری پارٹی)۔

البتہ ہمارا حق ہے کہ ان صاحب کو جنھوں نے بڑے اخلاص سے ہم کو مرزائی نبوت کی طرف توجہ دلائی ہے اس کے شکریہ میں ہم بھی اون کو اور اون کے دوستوں کو نہایت ہی اخلاص سے فرمان خداوندی سنائیں

اتّقوا اللّٰه یجعل لکم فرقانا

(اللہ سے ڈرو، خدا تمہارے لئے حق و باطل کی راہ کھول دے گا)

ہم بھی آپ لوگوں کو اس اللہ کے نام کا واسطہ دے کر ایک دو باتیں پیش کرتے ہیں جس کے ہاتھ میں تمام آسمان و زمین کی حکومت اور ہماری جان ہے بس سنئے: ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب پٹیالوی کی بابت مرزا صاحب نے یہ لکھا تھا:

ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے پیش گوئی کی ہے کہ میں ۴۔ اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤں گا۔ خدا نے اس معاملہ میں مجھے خبر دی ہے کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جاوے گا۔ اور خدا قادر کو ہلاک کرے گا اور میں اوس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔ یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

(چشمہ معرفت۔ ص ۳۲۱)

ڈاکٹر صاحب موصوف آج تک بفضلہٖ تعالیٰ زندہ سلامت اور اپنے صیغہ ملازمت میں ترقی پر ممتاز ہیں اور مرزا صاحب قادیانی ۴۔ اگست سے پہلے ۲۶ مئی کو انتقال کر کے ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو گئے۔ واہ! کیا سچ ہے

روئے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد

اس سے واضح تر وہ دعاء مرزا ہے جو اس خاکسار کے متعلق ہے جس کا نام ہے آخری فیصلہ جو ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو مرزا صاحب قادیانی نے شائع کیا تھا اوس میں صاف مذکور ہے کہ:

اے خدا ہم دونوں (مرزا قادیانی اور ثناء اللہ) میں سے جو جھوٹا ہے اوس کو سچے کی زندگی میں ہلاک کر۔

اس دعا کی بابت مرزا غلام احمد کو خدا تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا تھا:

اجیب دعوۃ الدّاع (میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں)

نتیجہ کیا ہوا؟ سبکو معلوم ہے۔ کہنے کی حاجت نہیں جس کا مختصر بیان یہ ہے

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں سچا تھا پہلے مر گیا

کیا ہمارے مخاطب اس مخلصانہ مضمون کو خوف خدا سے پڑھیں گے۔

(اہل حدیث امرتسر نمبر ۴۸ جلد ۱۳ مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۱۶ء مطابق یکم ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ۔ص ۲ و ۱۰)

خواجہ کا گواہ مینڈک

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری ؒ لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۷ جولائی ۱۹۱۶ء میں ایک مضمون نکلا تھا کہ جناب مرزا صاحب قادیانی نے لکھا ہے کہ

میں نے ایک دفعہ کشف میں دیکھا کہ میں نے دنیا کے قضا وقدر کی ایک مسل مرتب کر کے بغرض دستخط کرانے کے خدا کے سامنے پیش کی۔ خدا نے دستخط کرنے کو قلم چھڑکا تو سرخ روشنائی کے قطرے میرے اور عبد اللہ پٹواری کے کپڑوں پر گرے جن کے نشان عبد اللہ کے کپڑوں پر آج تک ہیں۔ (اس کشف کی پوری حقیقت پرچہ مذکورہ میں درج ہے)۔

اس کے جواب میں ایک مضمون قادیان کے اخبار الفضل میں نکلا ہے جس میں بہت کچھ گالی گلوچ دی گئی ہے۔ جس کی ہمیں کوئی شکایت نہیں کیونکہ

کل اناء یترشح بما فیہ (جس برتن میں جو ہوتا ہے وہی گرتا ہے)۔

مگر مثال کے لئے ایک فقرہ ناظرین کو سناتے ہیں۔ راقم مضمون جو کشف کا گواہ ہے لکھتا ہے:

الفضل ۲۷ جولائی میں حضرت اقدس نبی اللہ (مرزا قادیانی) کے مشہور کشف پر بد بخت ثناء اللہ کا حملہ دیکھ کر دل بے تاب ہو گیا۔

چونکہ مرزا صاحب آنجہانی بھی تنگ آ کر بحکم :

عارف کہ برنجد تنک آب ست ہنوز

ایسا فرمادیا کرتے تھے : او بدذات فرقہ مولویاں (رسالہ انجام آتھم ص ۲۱)

اس لئے بحکم :

ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوئے خانہ خمار دارد پیر ما

ان کو ایسا ہی کرنا زیبا ہے۔

خیر اصل مطلب کی بات جو لکھی ہے وہ یہ ہے کہ راقم مضمون (عبداللہ پٹواری) کہتا ہے :

میں اس کشف پر حلف اٹھا سکتا ہوں ۔ ثناء اللہ جہاں چاہے مجمع عام میں جن الفاظ میں چاہے قسم کرالے۔

اس کے جواب میں راقم مضمون کو اڈیٹر الفضل کی معرفت اطلاع دیتے ہیں کہ وہ ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء جمعہ کے روز ہمارے محلّہ کی مسجد میں، جہاں میں صبح کو ترجمہ قرآن شریف کا درس دیتا ہوں، ٦ بجے صبح کے آ ئیں ۔اور اپنے اقرار کے مطابق ہمارے پیش کردہ الفاظ سے قسم کھا جائیں ۔منظوری سے ایک دو روز پہلے اطلاع دیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۴۹۔۵۰ جلد ۱۳۔ مورخہ ٦۔۱۳۔ اکتوبر ۱۹۱٦ء مطابق ۔ ۸۔۱۵ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ ص ٦)

احمد پر بحث

آنچہ پدر نہ کرد پسر تواں کرد

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں :

مرزا صاحب قادیانی نے یہ دعوی کیا تھا کہ قرآن مجید میں جو آیت مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمه احمد آئی ہے، میرے حق میں ہے۔

علماء نے یہ سن کر ہنس دیا۔ مگر آج ان کا صاحبزادہ خلیفہ قادیان علماء اسلام کو للکار کر کہتا ہے کہ میں اس دعوی کو دلائل سے ثابت کر سکتا ہوں ۔ بلکہ درصورت عدم

ثبوت انعام دینے کو بھی تیار ہوں۔

لاہوری پارٹی کے اخبار پیغام صلح نے صاحبزادہ کے چیلنج کو قبول کر کے مباحثہ کی تیاری کا اعلان کیا ہے۔ مگر ہم پیشتر کے تجربہ سے کہہ سکتے ہیں کہ ان دونوں پارٹیوں کے مباحثہ کی مثال وہی ہے

تا تریاق ازعراق آوردہ شد مارگزیدہ مردہ شود

نہ اون کی شرط شروط طے ہوں گی نہ مباحثہ ہوگا۔ اس لئے بقول

بلائیں زلف جاناں کی اگر لیں گے تو ہم لیں گے

ہم اعلان کرتے ہیں کہ قادیانی خلیفہ اعلان کے مطابق ہم ان دلائل کو سننے اور جواب دینے کے لئے تیار ہیں۔ انعام بھی زیادہ نہیں مانگتے، کیونکہ اس سے پہلے اون کے والد ماجد ہزاروں روپئہ کا اعلان کر چکے ہیں اور ان کے منشی قاسم علی وغیرہ سے ہم سینکڑوں روپئہ انعام لے چکے ہیں، اس لئے خلیفہ قادیانی سے زیادہ نہیں مانگتے بلکہ اون کی حیثیت کے مطابق صرف دس روپئہ ہی لیں گے۔

پس وہ روپئہ امرتسر یا لاہور میں جگہ مقرر کر کے ہمیں دلائل سنائیں اور ہمارا جواب سنیں۔

کیا آویں گے؟ باپ کے متبع سنت ہیں تو کوئی نہ کوئی بہانہ ضرور بنالیں گے۔

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر نمبر ۵۱ جلد ۱۳ مورخہ ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۱۶ء ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ ص ۴)

مرزا صاحب اور ان کے راسخ مرید

منشی عبدالحی کوہاٹی لکھتے ہیں:

جناب مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۵ ستمبر کے صفحہ اول پر آپ کا مضمون زیر عنوان قادیانی مشن نظر سے گذرا جس کا مختصر مطلب یہ تھا کہ مرزا صاحب قادیانی کو مرزائی (قادیانی) حضرات انبیاء سے افضل جانتے ہیں۔

یہ مضمون پڑھ کر بعض اصحاب کو حیرت ہوئی ہوگی کیونکہ اہل اسلام کے

نزدیک نبی سے کسی کا مرتبہ ارفع سمجھنا کفر ہے۔ مگر مجھے بالکل حیرت نہیں ہوئی کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مرزا صاحب قادیانی کا مرتبہ آئے دن جوں جوں بے خبر مریدین سہتے جائیں گے بڑھتا جاوے گا اور میں پیشگوئی کرتا ہوں کہ جب مریدوں نے اس قول پر آمنا و صدقنا کہہ دیا (جو ضرور کہیں گے کیونکہ مجھے بہت ایسے مرزائی صاحبان سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے جو کہتے ہیں کہ جب ہم مرزا صاحب کو مان چکے تو ان کا ہر ایک قول برحق ہے) تو کچھ مدت بعد یہ اشتہار نکلے گا کہ مرزا صاحب پیغمبر صاحب کے گونہ برابر ہی تھے کیونکہ انہوں نے فرمایا ہے کہ

منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

جب اس پر آمنا صد قنا ہو گیا تو کچھ مدت بعد کہا جاوے گا کہ برابر تو تھے مگر بعض بعض باتوں میں اللہ نے انہیں فضیلت دی تھی جیسے پیغمبر عرب کے واسطے ایک ستارہ کا نشان ہوا اور مرزا صاحب کے واسطے دو کا۔ پیغمبر صاحب سے تین ہزار معجزہ ظاہر ہوئے اور مرزا صاحب سے تین لاکھ۔ پیغمبر صاحب شب معراج قادیان آئے اور مرزا صاحب ملاقات باز دیدہ کے واسطے نہیں گئے۔ اور پیغمبر صاحب مرزا صاحب کی خدمت میں ہمیشہ کمر بستہ رہے۔ ملاحظہ ہو پیغمبر صاحب سے خطاب ہے

دو دو عالم نسبتے دارم بتو از بس بزرگ
پرورش دادی مرا خود ہمچو طفلے در کنار

(پیغمبر صاحب معاذ اللہ آپ کے کھڈاوے تھے)

یاد کن وقتیکہ در کشفم نمودی شکل خویش
یاد کن آں وقتِ دیگر کامدی مشتاق دار
یاد کن آں لطف و رحمتہا کہ بامن داشتی
واں بشارتہا کہ میداری مرا از کرد گار
یاد کن وقتیکہ بنمودی بہ بیداری مرا
آں جمالِ آں رخِ آں صورتِ رشک بہار

جب مان لیا گیا اور ضرور مانا جائے گا تو پھر مسئلہ

انت منّی بمنزلة او لا دی

پیش ہوگا۔اور جب یہ بھی مانا گیا اور ضرور مانا جاوے گا تو آگے

انت منّی و انا منك

اور میں نے دیکھا کہ میں خود خدا ہوں بہت نزدیک رہ جائے گا اور یہاں پہنچ کر اس جماعت پر اللہ کی رحمت نازل ہوگی۔

اتنے دعووں کی وجہ سے تو طاعون قحط اور بھونچالوں سے نہیں چھوٹتے۔اگلے دعوی خدا جانے کیا کیا آفتیں ڈھائیں گے۔مگر اتنا خدا کا شکر ہے کہ ان آفات میں بھی وہ شریک (آخر کے تین لفظ پڑھے نہیں جاتے)

یکے از کوہاٹ۔۱۹ستمبر ۱۹۱۶ء

(اہل حدیث نمبر ۵۱ جلد ۱۳۔مورخہ ۲۰۔اکتوبر ۱۹۱۶ء ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ ص ۴۔۵)

مرزائیوں کے تیس ہزاری اشتہار کی حقیقت

مطبوعہ اشتہار از انجمن اہل حدیث شہر میرٹھ

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا

ناظرین کو یاد ہوگا کہ میرٹھ کے مرزائیوں نے ایک اشتہار دیا تھا جس میں بڑے حوصلے اور طمطراق سے یہ لکھا تھا کہ ہم اپنے مخالفوں کو تیس ہزار روپیہ انعام دیں گے اگر وہ یہ بات ثابت کردیں (جس کا ذکر اون کے اشتہار مذکورہ میں اور ہمارے جواب اول میں درج ہے)

انجمن اہل حدیث میرٹھ نے اون کی یہ دعوت قبول کرنے کو جوابی اشتہار دیا کہ حسب قاعدہ تیس ہزار روپیہ کسی امین کے پاس پہلے جمع کراؤ تو ہم جواب دینے کو تیار ہیں۔

ایسے معقول جواب کو سن کر چاہیے تھا کہ مرزائی فوراً قبول کرتے اور روپیہ جمع کرا کر ہم کو اطلاع دیتے۔مگر افسوس اونہوں نے ایسا نہ کیا، بلکہ اولٹا چور کوتوال کو ڈانٹے ، ایک طولانی اشتہار دیا جس میں روپیہ پہلے جمع کرانے کی درخواست کرنے والوں کو ایمان فروش لکھا۔اس کے علاوہ اور بھی بہت سی نئی خود تراشیدہ شرائط لکھیں جو کوئی زبان کا پکا شریف آدمی کبھی نہ لکھے۔

مگر ہمیں کیا مطلب۔وہ جانیں اور اون کا قول وقرار جانے۔ہم تو اس سے بھی خوش ہیں کیونکہ مرزائیوں کے اس اشتہار سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی پکے ایمان فروش تھے، کیونکہ انہوں نے بھی اپنے مقابلین کو اسی طرح انعامی رقم پہلے جمع کرانے کی درخواست کی تھی جس طرح ہم نے کی ہے۔مرزائی اگر سچے اور بات کے پکے ہیں تو جس طرح ہماری درخواست کو ایمان فروشی نام رکھتے ہیں مرزا صاحب کی درخواست کو بھی اسی نام سے موسوم کریں۔

سنئے! امرتسر کے مولوی غلام رسول عرف رسل بابا صاحب نے مرزا صاحب قادیانی کے ردّ میں بمسئلہ حیات مسیح ایک کتاب لکھی جس کے جواب کے لئے ایک ہزار روپئہ انعام رکھا۔اس کے جواب میں مرزا صاحب قادیانی نے اون کو لکھا کہ

مولوی رسل بابا جون ۱۸۹۴ء کے اخیر تک روپئہ خواجہ یوسف شاہ اور شیخ غلام حسن صاحب اور میر محمود شاہ صاحب کے پاس یعنی بالاتفاق تینوں کے پاس جمع کرا کر اون کی دستی تحریر کے ساتھ ہم کو اطلاع دیں جس تحریر میں اون کا اقرار ہو کہ ہزار روپئہ ہم نے وصول کرلیا اور ہم اقرار کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد یعنی راقم ہذا کے غلبہ ثابت ہونے کے وقت یہ ہزار روپئہ بلا توقف مرزا مذکور کو دے دیں گے اور رسل بابا کا اس سے کچھ تعلق نہ ہوگا۔،

(رسالہ اتمام الحجۃ مصنفہ مرزا قادیانی۔ص ۲۵)۔

ناظرین انصاف سے کہیے کہ ہم نے جو مرزائیوں کو تیس ہزار روپئہ جمع کرانے کو لکھا، مرزا قادیانی کی اس تحریر کے مطابق ہے یا نہیں۔ اور اگر ہماری درخواست ایمان فروشی ہے تو مرزا قادیانی کی اس درخواست کا کیا نام ہوگا

مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے
آئینہ دیکھیئے گا ذرا دیکھ بھال کے

چیلنج: مرزائیوں کے اشتہار موسومہ:

راستی موجب رضائے خداست

کے بموجب جواب دینے کو ہم تیار ہیں، بشرطیکہ وہ اپنے قول اور سنت مرزا کے مطابق انعامی تیس ہزار روپئہ کسی معتبر مسلم فریقین کے پاس جمع کرا کر بقول مرزا قادیانی ہمیں

اس مضمون کی اطلاع بھجوا دیں کہ:

مرزائیوں نے ہمارے پاس تیس ہزار روپئہ جمع کر دیا بوقت غلبہ انجمن اہل حدیث میرٹھ کے ہم انجمن موصوف کو دے دیں گے اور مرزائیوں کا اس روپئہ سے کچھ تعلق نہ ہوگا۔

دیکھئے اب بھی مرزائی سیدھی راہ پر آتے ہیں، یا ہمیں یہ کہنے کا موقع دیتے ہیں کہ

نہیں وہ قول کا پکا ہمیشہ قول دے دے کر
جو اس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

مرزائی دوستو! اگر کچھ بھی غیرت ہے، اس روزمرہ کی فضول اشتہار بازی سے باز آؤ۔ اور ہمارے چیلنج مندرجہ اشتہار ہذا کی منظوری سے بذریعہ تحریر فوراً اطلاع دو

و ادعوا من استطعتم من دو ن الله ان کنتم صا دقین

المشتہر: حافظ رحیم الدین دفتر انجمن اہل حدیث میرٹھ بڈھانہ دروازہ

(اہل حدیث نمبر ۵۱ جلد ۱۳۔ ۲۰ اکتوبر ۱۹۱۶ء ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ ص ۱۱)

<u>بالیسر میں مرزائیوں سے مباحثہ</u>

یہاں ایک مدرس مرزائی مذہب کا آیا۔ خاکسار کا اوس سے صداقت مرزا پر مباحثہ ہوا۔ الحمد للہ بہت اچھا اثر ہوا۔ حاضرین نے حق و باطل میں بخوبی تمیز کر لی۔

سید انعام رسول ہیڈ مولوی ضلع اسکول بالیسر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۵۱ جلد ۱۳۔ ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۱۶ء ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ ص ۱۳)

☆☆☆☆☆

و الصلوة و السلام علی خیر خلقه محمد و علی آله و صحبه اجمعین۔ و الحمد لله ر ب العا لمین

فقیر بارگاہ صمدی ۔ محمد بہاء الدین